رجسٹرڈ نمبر ایل

قال الله تعالى وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس حاضر
باشد یا بادی * و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر
مقاصد و مبادی * پس اتباعاً للنص المذکور بہ صحیفۂ شہریہ کہ مندرج ست بتدریج مشہور

مسمیٰ بہ

الهادی

جلد ۱	بابتہ ماہ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ	نمبر ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی
و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل
المواعظ و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ
ارشادی * یعنی خانقاہ اشرفی امدادی * بادارۂ محمد عثمان تمامی * در ہر ماہ اسلامی *
در مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردیدہ

از کتب خانۂ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی [illegible] گردید

حاشیہ التقسیم العام ماخوذ من الحدیث [illegible] یعنی بارہ ۱۲ـ

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابتہ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ		مدیر	۱
۲	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب وترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۳
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۱
۴	مصالح العقلیہ	اسرار شریعت	″	۱۹
۵	کلید مثنوی	تصوف	″	۲۷
۶	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	″	۳۵

اطلاع

انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ پابندی کے ساتھ وقت پر روانہ کیا جائے گا۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ تک انتظار کر کے کارڈ لکھ دیجئے۔ اطلاع آنے پر دوسرا پرچہ دوبارہ روانہ کیا جائیگا اور اگر بہت عرصہ بعد اطلاع دی گئی تو پرچہ دینا دشوار ہوگا۔

(مدیر)

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی متظاہر مدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ الواصلین زبدۃ العارفین حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم العالیہ کو جو علوم و معارف اور حقائق و دقائق عطا فرمائے ہیں۔ ان سے وہ حضرات بخوبی واقف ہیں جو حضرت مدظلہم کی ذات منیف سے مستفیض ہوئے ہونگے اور حضرت والا شریعت کے اسرار و دقائق اور طریقت کے معارف و حقائق کو جس سہل اور مفید طریقہ سے ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے خدا کا اس نعمت عظمیٰ پر لاکھ لاکھ شکر ہے جو اُس نے ایسا محقق امام پیدا فرما کر اپنے بندوں پر فائض فرمائی ہے۔ اور احسان پر احسان یہ فرمایا کہ اُن کے علوم و معارف کی اشاعت کا بھی وسیع سلسلہ جاری کر کے طالبین کو مستفیض فرمایا اور اس خاکسار ذرہ بےمقدار کو بھی اس خدمت اشاعت سے مشرف فرمایا کہ گیارہ سال سے یہ کتبخانہ دینیہ جس کا نام حضرت والا کے نام نامی سے برکت حاصل کرنے کے لئے کتبخانہ اشرفیہ ہے۔ احقر نے جاری کر رکھا ہے اور حتی الوسع حضرت والا کی تصانیف شائع کرنے میں حصہ لیتا رہتا ہے۔

چونکہ اشاعت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ رسالہ موقتہ جاری کرنا بھی ہے کہ ہمیشہ شائقین کے قلوب کو تازگی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے احقر نے چاہا کہ اس میں بھی حصہ لوں۔ پس یہ ماہواری رسالہ جس کا نام حضرت شیخ مشائخنا شاہ عبد الہادی صاحب امروہی علیہ الرحمۃ کے اسم مبارک سے تیمن کے طور پر حضرت حکیم الامت مدظلہم نے **الہادی** رکھا ہے جاری کرتا ہوں اور اس میں مضامین ذیل ہوں گے۔ التادیب والتہذیب منتخب ترجمہ ملفوظات ترغیب و ترہیب تسہیل المواعظ مصالح العقلیہ کلید مثنوی التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف

ان مضامین کی مختصر مختصر حقیقت بھی معروض ہے چونکہ اس وقت عام طور پر احکام شرعیہ کے بجالانے میں بہت

کوتاہی ہو رہی ہے اور اس کا علاج وعدہ اور وعید میں غور کرنا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ ترغیب ترہیب کا ترجمہ کیا جائے کہ وہ اس بارہ میں جامع کتاب ہے۔ اس کے ترجمہ پر حضرت مولانا صاحب مدظلہم نے نظرثانی فرمانے سے تو عدیم الفرصتی کا عذر فرمایا ہے لیکن اس کے ضروری ضروری مواقع پر مشورہ دینے کا وعدہ فرما لیا ہے۔

حضرت مدظلہم کے مواعظ حسنہ سے جو نفع مخلوق خدا کو ہوتا ہے۔ خارج از بیان ہے کہ قرآن و حدیث کی تفسیر اور نکات کے علاوہ اسرار و معارف و علوم عقلیہ کے جامع ہونے میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اور چونکہ حضرت کی مجلس وعظ میں اہل علم کا مجمع ہونے کی وجہ سے مضامین علمیہ اور الفاظ عربیہ بھی مواعظ میں ہوتے ہیں۔ اس لئے حسب ایما حضرت والا بعض اہل علم نے ان کو نہایت آسان پیرایہ اور سلیس اردو میں کر دیا ہے۔ اور حضرت والا نظرثانی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ کا نام تسہیل المواعظ ہے۔ اس سے ہر شخص حتی کہ بچے اور عورتیں بھی فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

اور مصالح العقلیہ میں حضرت والا نے احکام شرعیہ کی حکمتیں بزرگوں کی کتابوں سے بیان فرمائی ہیں، جو نو تعلیمیافتہ حضرات کے لئے بالخصوص نہایت مفید ہے۔ خصوص اس کا مقدمہ تو عجیب ہی چیز ہے۔

اور کلید مثنوی کے متعلق تو کچھ کہنے ہی کی حاجت نہیں۔ جو حصے اس کے چھپ چکے ہیں۔ وہ اس کتاب کی شان ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ التشرف بمعرفت احادیث التصوف۔ اور التشرف میں مولانا مدظلہ نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو السنۂ صوفیہ پر یا رسائل تصوف میں مذکور ہیں۔ یہ کتاب نہایت شاندار ہے ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسالہ الہادی کے لئے حضرت والا نے اس کا ترجمہ فرمایا جس میں مسائل تصوف کی تقریر بھی کی گئی ہے۔ جو لوگ مولانا کی تحقیق تصوف سے واقف ہیں۔ وہ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس بے نظیر کتاب میں کیا کچھ بیش بہا جواہرات علمیہ ہوں گے۔

حق تعالےٰ شانہ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو مفید فرما وے اور ناظرین سے درخواست ہے، کہ خریداروں میں نام درج کرا کے مستفیض ہوں۔ اور ہماری حوصلہ افزائی میں حصہ لیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا من لہ الحمد ماذا اقول فی ثنائک وقد قال افضل الرسل الذی اعطی علم الاولین والآخرین صلوات اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک وکیف اصلی واسلم کما ھو حقھما علی رسولک الذی ارسلتہ الناس بشیرا ونذیرا افضل وسلم علیہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ صلوۃ وسلاما کما تحب وترضی

اما بعد پس بندۂ ناچیز محمد اسحٰق ابن عبداللہ میرٹھی عرض کرتا ہے کہ میرے مشفق محمد عثمان خانصاحب مالک کتبخانہ اشرفیہ دہلی نے ارشاد فرمایا کہ فی زماننا امور دینیہ میں لوگوں نے تغافل و تساہل حد سے زیادہ اختیار کیا ہے۔ اُن کے بیدار کرنے کے لئے کچھ احادیث کا ترجمہ متعلق ترغیب و ترہیب شائع کیا جانا مناسب ہو تاکہ اہل اسلام کو اُس کے مطالعہ سے کچھ اعمال خیر و فرائض دینیہ کی طرف رغبت اور معاصی سے نفرت ہو۔ میں نے بھی غور کیا کہ حقیقت میں غفلت اور دین سے بے خبری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ پہلے تو امور دینیہ کے ادا میں صرف تساہل ہی کرتے تھے۔ اور جب اُن کو متنبہ کیا جاتا تھا تو نادم ہوتے تھے۔ اور اب تو یہ دیکھا جارہا ہے کہ نماز جس کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے دین میں سب سے زیادہ اہم نماز کو جانتا ہوں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دربارہ خلافت فرمایا تھا کہ حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز جیسے اہم کام کے بارہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ یعنی اپنی جاے پر امام مقرر فرمادیا ہے۔ تو دوسرے امور میں بھی جو کہ اہمیت میں اُس سے موخر ہیں وہ ہی احق ہیں اوکما قال اُس کی یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ اگر آدمی ذرا کچھ بڑھتا ہے تو اذان کہنے سے بچنے لگتا ہے اور اگر کچھ اور ترقی ہوتی ہے۔ تو امامت سے شرم آتی ہے اور اگر اور ترقی کی تو بس مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا اس کے نزدیک ملانوں کا کام ہوجاتا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے مجھکو بھی باوجود اپنی ناقابلیت کے ملحوظ رکھتے ہوئے خیال ہوا کہ بیشک اس وقت میں ضرور اس کی کوشش کی جائے کہ دین کے ہر ہر باب میں بالتفصیل جس قدر احادیث بابت ترغیب ترہیب صحیح دستیاب ہوں۔ اُن کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے تاکہ پڑھے لکھے لوگ خود مطالعہ کرکے فائدہ اُٹھائیں اور ناخواندہ حضرات

کو واعظین سنا سنا کر نفع پہنچائیں۔ چونکہ اس بارہ میں کتاب جامع مسمی بالترغیب والترہیب مصنفہ امام زکی الدین ابی محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری مصری برد اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے نہایت مناسب تھی۔ لہذا اس کتاب میں سے ہر ہر باب کی اُن حدیثوں کا کہ صحیح ہیں۔ یا جو ایسی ہیں کہ اُن کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق نہیں ہے۔ ترتیب کتاب پر اس طرح سے ترجمہ کرنا شروع کرتا ہوں کہ من حیث المضمون تکرار نہ ہو اور جس باب میں احادیث صحیح یا حسن میسر ہوں گی۔ اور مقصود کے پورا کرنے کے واسطے کافی ہوں گی تو اُن احادیث کو بھی چھوڑ دوں گا جن کی صحت اور ضعف میں اختلاف ہو اور اگر کسی باب میں صحیح میسر نہیں ہوگی تو مختلف فیہ بھی لکھ دوں گا۔ اور جہاں مصنف نے بنا ر اختلاف تحریر فرمایا ہے اُس کو حاشیہ پر بطور تنبیہ کے لکھوں گا۔ اور اگر مختلف فیہ بھی میسر نہ ہوئی تو مجبوراً ضعیف ہی لکھوں گا۔ مگر ظاہر کر دونگا اور ہر حدیث کا جو حوالہ کتب ائمہ سے مصنف نے بیان کیا ہے۔ اُس کو بھی لکھوں گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

اور چونکہ یہ کتاب درسی نہیں ہے لہذا اکثر مردمان اس کی جامعیت سے بے خبر ہیں اس بنا پر اس کی فہرست دینا مناسب تھا

مختصر فہرست التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب

ترغیب دربارہ اخلاص و نیک نیتی ترہیب ریا و سمعہ وغیرہ سے

ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیش قدمی کرنے کے اور ترک سنت اور بدعات اور بری باتوں میں پیش قدمی سے اجتناب۔

کتاب العلم۔ جس میں علم و علماء کے فضائل اور حدیث کے پڑھنے لکھنے اور علماء سے سوال اور اُن کی توقیر اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے اور علم کی ناقدری اور دنیا کے واسطے علم پڑھنے پڑھانے اور اس کے چھپانے وغیرہ سے ڈرایا گیا ہے

کتاب الطہارت۔ اس میں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے بیان کئے گئے ہیں

کتاب الصلوٰۃ۔ اس میں فضائل اذان اور اُس کے جواب اور دعا اور اقامت اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور اُن کا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور ترغیب اہتمام نماز پنجگانہ کی اور فضائل رکوع و سجود کے اور اہتمام اول وقت کے اور آداب جماعت اور اذکار بعد صلوٰۃ اور آداب امامت و صف بندی وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب النوافل۔ اس میں سنت موکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت وغیرہ وصلوٰۃ توبہ واستخارہ وصلوٰۃ حاجت وصلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے

کتاب الجمعہ۔ اس میں نماز جمعہ کی ترغیب۔ اور اُس دن اور رات اور ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت جانا اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنے کی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور اس رات دن کے اذکار کا بیان ہے۔

کتاب الصدقات۔ اس میں ادائے زکوٰۃ کی فرضیت اور زکوٰۃ کے منع کرنے سے ڈرانا اور کار صدقہ میں تقوے کی ہدایت اور خیانت سے اجتناب غنی کو سوال کرنے کی ممانعت اور قناعت اور بلا طلب ملے ہوئے کو قبول کرنا اور اصرار کے ساتھ طلب کی ممانعت اور خفیہ دینا اور اقربا کو تصدق کے فضائل اور قرض دینا اور تنگ دست کو مہلت دینے اور خرچ کرنے کی فضیلت اور بخل کی مذمت اور بیبی شوہر کے مال میں سے کیا تصدق کر سکتی ہے۔ اور فضیلت کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی اور شکریہ محسن کا بیان ہے

کتاب الصوم۔ اس میں فضائل روزہ کے اور روزہ دار کی دعا کے اور ترغیب روزہ رمضان اور تراویح کے اور بلا عذر روزہ چھوڑنے کے وعید۔ اور شوال کے چھ روزوں اور عرفہ اور محرم کے روزوں اور عاشورہ کے روزہ اور اس دن میں عیال پر وسعت کی فضیلت اور پندرھویں شعبان کا روزہ اور شب بیداری اور ہر ماہ کے تین روزے اور مختلف ایام کے روزہ اور صیام داودی کے فضائل۔ اور آداب افطار اور سحور کے اور آداب روزوں کے اور فضائل و آداب اعتکاف کا بیان ہے۔

کتاب العیدین۔ اس میں دونوں عیدوں کی شب بیداری اور تکبیرات عید اور قربانی کے فضائل اور باوجود قدرت کے نہ کرنے اور قربانی کی کھال کے بیچنے کی وعید اور مثلہ کی ممانعت اور ذبح میں سہولت کرنے کا حکم وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب الحج۔ اس میں حج اور عمرہ کی ترغیب اور ۳
راستہ میں مرنے کے فضائل اور حج اور عمرہ میں خرچ کرنے کی ترغیب اور حرام مال کی ممانعت اور رمضان میں عمرہ کی فضیلت اور حج میں انکساری اور کم درجہ کے لباس میں انبیاء کی اقتدا اور احرام کی ترغیب اور تلبیہ میں آواز بلند کرنے کے فضائل اور طواف کرنے اور حجر اسود کو بوسہ دینے کی ترغیب اور حجر اسود اور رکن یمانی اور مقام ابراہیمی کے فضائل اور عشرہ ذی الحجہ میں نیک اعمال کی ترغیب اور وقوف عرفہ اور یوم عرفہ کی فضیلت اور وقوف مزدلفہ کی ترغیب اور جمروں پر کنکریاں مارنے اور منیٰ میں سر منڈوانے اور آب زمزم کے پانی کی ترغیب اور قادر کے حج نہ کرنے کی

وعید اور مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد قبا اور بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے فضائل اور مسجد فتح میں دعا کرنے کی ترغیب اور مدینہ منورہ کی سکونت اور جبل احد اور وادی عقیق کے فضائل اور اہل مدینہ کو ڈرانے یا نقصان پہنچانے والے پر وعید کا بیان ہے۔

کتاب الجہاد۔ اس میں اللہ کے واسطے سرحد
کی حفاظت اور پہرا دینے اور جہاد میں صرف کرنے
اور غازیوں کو مدد دینے اور ان کی عیال کی پیچھے
خبر گیری کرنے اور بارادہ جہاد گھوڑا پالنے اور غازی
کے نیک اعمال کی کثرت کرنے اور صبح یا شام کے
وقت جہاد کے واسطے جانے اور گرد و غبار راہ کی برداشت
کرنے اور شہادت کی آرزو کرنے اور تیر اندازی کرنے کے ۴
فضائل اور مشق چھوڑنے کی مذمت اور قتال کے وقت
کی دعائیں اور بھاگنے کی وعید اور دریائی جنگ کی
فضیلت اور مال غنیمت میں خیانت کی مذمت اور
شہادت کی فضیلت اور بلا جہاد کئے ہوئے یا جہاد کا
ارادہ کئے ہوئے مرنے والے کی مذمت اور طاعون سے
بھاگنے والے کی مذمت کا بیان ہے۔

کتاب درباره تلاوت قرآن شریف۔ اس میں قرآن شریف کے پڑھنے کی نماز میں اور علیحدہ تلاوت کی ترغیب اور سیکھنے سکھانے کے فضائل اور سجدہ تلاوۃ کی ترغیب اور بھلا دینے کی وعید اور حفظ قرآن کی دعا اور قرآن شریف کے یاد کی حفاظت رکھنے اور دہرانے اور عمدگی لہجہ کی ترغیب اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ اور آمن الرسول اور آل عمران اور آیۃ الکرسی اور سورۂ کہف اور سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک اور سورۂ کورت اور سورۂ اذا زلزلت اور سورۂ الہٰکم اور سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے فضائل اور تلاوت کی ترغیب اور فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب الذکر والدعا۔ اس میں دوام ذکر سری و جہری اور مجمع ذکر کے فضائل اور اس مجلس سے حزر جسمیں ذکر خدا اور درود شریف نہ ہو اور کفارہ مجلس غفلت کا اور تسبیح تحمید تہلیل کی ترغیب اور اس کے اقسام اور ترغیب لاحول کی اور اذکار شبانروزی اور اذکار بین نماز پنجگانہ اور بدخوابی کا علاج نیند اڑ جانے یا خوف کے وقت کے ذکر اور مسجد کے داخل ہونے اور وہاں سے نکلنے اور گھر کے داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعائیں اور نماز میں وسوسوں سے بچنے کی دعا اور استغفار اور کثرت دعا کے فضائل اور دعا شروع کرنے کے طریق اور سجدہ میں اور نمازوں کے بعد اور تہجد کے وقت دعا کی فضیلت اور قبولیت سے ناامیدی اور دعا کے وقت آسمان کی طرف سر اٹھانے اور قلب غافل سے دعا کرنے اور دعائے بد کرنے کی ممانعت اور کثرت درود شریف کے فضائل اور حضور کے ذکر کے وقت درود شریف کے چھوڑنے کی ممانعت کا بیان ہے۔

کتاب البیوع وغیرہ۔ اس میں کسب حلال اور

طلب رزق میں سویرے جانے اور بازاروں اور مواضع غفلت میں یادِ خدا قائم رکھنے اور طلب رزق میں میانہ روی کی ترغیب اور حرص اور حب مال اور کسب حرام سے کھانے پہننے کی مذمت اور شبہات سے احتیاط اور بیع و شرا اور لین دین میں کشادہ دلی کی ترغیب اور نادم سے واپس کر لینے کی فضیلت اور کم ناپنے اور تولنے اور دہوکا دہی پر وعید اور معاملات میں خیرخواہی کا لحاظ اور غلہ روکنے کی ممانعت اور صدق کی ترغیب اور کذب اور جھوٹی قسم کی وعید اور شرکت میں خیانت اور قرض کی ترہیب اور قرض لینے والے کو ادائگی کی نیت کی فضیلت اور میت کا قرض جلد ادا کرنے کی تاکید اور غنی کے ٹالنے کی مذمت اور قرضخواہ کے خوش کرنیکی ترغیب اور قرضدار اور مغموم وغیرہ کے لئے دعائیں اور سود اور غصب زمین وغیرہ اور بلا حاجت تفاخراً تعمیر اور اُجرت دینے میں تاخیر کرنے کے وعیدات وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب النکاح اور اُسکے متعلقات۔ نظر نیچی رکھنے اور اجنبیہ پر پڑنے سے بچانے اور دیندار سے نکاح کرنے اور زوجین کے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب اور بیبیوں میں انصاف نہ کرنے کی وعید اور عیال پر خرچ کرنے کی ترغیب اور اُن کی خبرگیری نہ کرنے کے وعید اور عمدہ نام رکھنے کی فضیلت اور برے ناموں کی ممانعت اور اولاد کو ادب دینے کی ہدایت اور اپنے نسب کے علاوہ دوسرے نسب کی طرف منسوب کرنے کی ممانعت اور اولاد کے مرنے پر صبر کے فضائل اور بیوی کو شوہر سے بہکانے اور بیوی کے بلا وجہ طلاق طلب کرنے اور عورت کے خوشبو لگا کر باہر جانے اور زوجین میں سے ایک دوسرے کے خفیہ رازوں کے اظہار کرنے کے وعیدات کا بیان ہے۔

کتاب اللباس و الزینت۔ اسمیں سفید کپڑے اور کرتہ پہننے کی فضیلت اور زیادہ لانبا کرتہ یا جامہ وغیرہ کے رکھنے کی ممانعت، جدید کپڑا پہنتے وقت کی دعا، اور عورتوں کو باریک لباس پہننے کی ممانعت مردوں کو ریشمین لباس یا فرش یا سنہری زیور کے پہننے کی حرمت اور عورتوں
کو بھی اس کے چھوڑنے کی ترغیب اور مردوں کو عورتوں ۵
کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرنیکی حرمت اور سادگی۔ لباس کی نیت اتباع سنت اور فضیلت لباس شہرت اور مفاخرت کی ممانعت اور فقیر کو اپنا کپڑا وغیرہ خیرات کرنا۔ اور سفید بالوں کے اکھاڑنے کی کراہت اور اور سیاہ خضاب اور بالوں میں اور بال ملانے اور گودنے وغیرہ کی ممانعت کا بیان ہے۔

کتاب الطعام۔ اس میں کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی ترغیب اور سونا، چاندی کے برتنوں کی ممانعت اور بائیں ہاتھ سے کھانے کی کراہت اور پانی کھانے میں پھونک مارنے کی ممانعت اور کنارہ سے کھانے کی ہدایت اور دوسرے آداب کھانے پینے کے اور بلا عذر دعوت

سے انکار کرنے کی ممانعت وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب القضاء ۔ اسمیں طلب حکومت کی ممانعت اور مبتلا ہو جانے پر انصاف کی ہدایت اور رعایا پر ترحم کی ترغیب اور نا اہل کو کام سپرد کرنے کی ممانعت اور رشوت اور ظلم کی حرمت اور مظلوم کی امداد اور دعائے ظلم اور ظالمین کی صحبت سے اجتناب اور ناحق کی اعانت کی حرمت اور خدا کو ناراض کرکے حاکم کو خوش کرنے کے وعید اور خلق اللہ اور متعلقین پر شفقت کی ہدایت اور حکام کو عملہ نیک رکھنے کی ہدایت اور جھوٹی شہادت کی حرمت کا بیان ہے۔

کتاب الحدود ۔ اسمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت اور عمل قول کے خلاف ہونے کے وعید اور پردہ پوشی کی ہدایت اور پردہ دری کی ممانعت اور حدود کے قائم کرنے کی ہدایت اور شراب خواری اور زنا اور ناحق قتل کی حرمت اور قاتل کو معاف کر دینے کی ترغیب اور مسلمان کو طعن و تشنیع کرنے کی ممانعت وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب البر والصلۃ ۔ اسمیں والدین کے ساتھ سلوک اور تابعداری وغیرہ کی ترغیب اور نافرمانی کی وعید اور صلہ رحمی اقربا کے ساتھ کرنے کی تاکید اور قطع رحمی کی حرمت و یتیم کی کفالت اور بیوگان اور مساکین کی خدمت اور پڑوسی کے حقوق اور اقربا اور صالحین کی ملاقات اور حقوق مہمان اور مہمان کو ہدایت اور کھیتی اور پھلدار درخت لگانے کی فضیلت اور بخل کی مذمت اور سخاوت کی ترغیب اور حاجت روائی مسلمانوں کے اجر کے بیان میں ہے۔

کتاب الادب وغیرہ ۔ اسمیں حیاء اور خوش اخلاقی کے فضائل اور بےحیائی اور بدخلقی کی مذمت اور نرمی اور بردباری اور خندہ پیشانی شیریں کلامی اور سلام اور مصافحہ کی ترغیب تعظیماً اپنے واسطے کھڑے ہونیکو محبوب رکھنے اور اشارہ سے سلام کرنے اور اجازت سے پیشتر دروازہ میں سے جھانکنے اور خفیہ باتیں سننے کی وعیدیں اور عزلت کی فضیلت اور غصہ کی مذمت اور اس کے دفع کرنے کی ترغیب اور باہمی جدائی اور عداوت کی وعید اور کسی کو کافر کہنے اور طعن و تشنیع اور پارسا کو اتہام زنا اور زمانہ کو برا کہنے اور مسلمان کو ڈرانے کی ممانعت اور وعید اور مسلمانوں میں اتفاق کرانے کی ترغیب اور معذرت تسلیم نہ کرنے اور چغلخوری اور غیبت کی مذمت اور فضول کلامی سے خاموشی اختیار کرنے کی فضیلت اور کثرت کلام اور حسد کی ممانعت اور تواضع کی ترغیب اور تکبر اور خود بینی کی وعید اور تعظیم فاسق کی ممانعت اور کذب اور بے دیکھی بات کی ممانعت اور خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھانے اور مسلمان کو حقیر سمجھنے کی مذمت اور راستہ سے تکلیف رساں چیز کے دور کرنے اور گرگٹ اور سانپ وغیرہ کے

مارنے کی ہدایت اور وعدہ وفائی کی ہدایت اور وعدہ خلافی کی مذمت اور خدا واسطے کی محبت کی فضیلت اور بدعتی اور اوباش لوگوں کی محبت سے اجتناب اور جادوگر اور نجومیوں کے پاس جانے اور اُن کی تصدیق کرنے کی ممانعت اور گھروں میں تصویر رکھنے اور چوسر وغیرہ کھیلنے کی مذمت اور جلیس صالح کی ترغیب اور جلیس بد کی ممانعت بے آڑ کی چھت پر اور اولٹا سونے کی ممانعت اور قبلہ رو بیٹھنے اور ملک شام کی سکونت کی فضیلت اور بدنامی لینے اور بلا ضرورت کتا پالنے اور تنہا سفر کرنے کی ممانعت سوار ہوتے ہوئے ذکر خدا کی فضیلت اور کتے اور جرس کو سفر میں رکھنے کی ممانعت اور آداب سفر اور سفر کی موت کی ترغیب کے بیان میں ہے۔

کتاب التوبۃ والزہد۔ اس میں توبہ میں جلدی کرنے اور گناہ کے بعد نیکی کرنے اور عبادت کے واسطے طیار رہنے کی ترغیب اور توجہ دنیا کی مذمت اور فساد زمانہ کے وقت عمل صالح کرنے اور عمل نیک پر مداومت کرنی اگرچہ قلیل ہو اور فقر کو پسند کرنا۔ اور فقراء اور مساکین کے فضائل اور اُن کی ہمنشینی کی فضیلت اور دنیا سے بے رغبتی اور قناعت کی رغبت اور حب دنیا اور اُس کی کثرت چاہنے کی مذمت اور گزران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اور خدا کے خوف سے رونے اور یادگاری موت اور قلت حرص اور عمل میں شتابی اور صالح کی درازی عمر کی فضیلت اور تمنائے موت کی ممانعت اور رب العزت سے اُمید و بیم کی ترغیب خصوصاً موت کے وقت وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب الجنائز والامراض وغیرہ۔ اسمیں عفو اور سلامتی کی دعا اور اہل مصیبت کو دیکھنے کے وقت کی دعا اور مبتلائے مصیبت کے صبر کی فضیلت اور جسمانی تکلیف کے وقت کے کلمات اور جاہلیت کے تعویذ گنڈوں کی ممانعت اور سینگیاں لگوانے کی فضیلت اور اُس کے اوقات اور مریض کی عیادت اور اُس سے دعا کرانے کی ترغیب اور مریض کے واسطے دعا کے الفاظ کا بیان اور وصیت عدل کے ساتھ کرنے کی ترغیب اور ترک وصیت کی مذمت اور موت کے وقت تصدق کرنے کی کیفیت اور کراہت کی مذمت اور رضا اور خوشی سے مرنے کی فضیلت اور طریق تعزیت اور تجہیز و تکفین اور ہمراہی جنازہ کی ترغیب اور کثرت جماعت جنازہ کی فضیلت اور جنازہ جلد لیجانے اور جلد دفن کرنے اور میت کے واسطے دعا کرنے اور نیکی کے ساتھ یاد کرنے کے فضائل اور میت کی بدگوئی اور نوحہ وغیرہ کرنے اور علاوہ شوہر کے کسی پر سوگ تین دن سے زاید کرنے پر وعیدیں اور ناحق یتیموں کے مال کے لینے کی حرمت اور زیارت قبور کی مردوں کو ترغیب اور عورتوں کو ترہیب اور ظالمین کی جائے ہلاکت پر غافل گزرنے کی ممانعت اور قبر کے عذاب اور ثواب اور سوال

منکر و نکیر کا بیان اور قبر پر بیٹھنے اور اس کی ہڈیاں توڑنے کی حرمت کا بیان ہے۔

کتاب البعث والنشور اس میں قیامت کے احوال چند فصلوں میں بیان کی گئی ہیں

کتاب کیفیت جنت اور دوزخ کا بیان۔

فصل صور پھونکنے کا بیان۔

فصل حشر کا بیان۔

فصل حساب کا ذکر۔

فصل حوض کوثر کا بیان۔

فصل ترازو نامہ اعمال اور پلصراط کا بیان۔

فصل دوزخ کی تیزی اور حرارت وغیرہ کا بیان۔

فصل دوزخ کی گہرائی کا بیان۔

فصل دوزخ کی زنجیروں کا بیان۔

فصل دوزخ کے سانپ بچھو کا بیان۔

فصل دوزخیوں کے پینے کا بیان۔

فصل دوزخیوں کے کھانے کا بیان۔

فصل دوزخیوں کے کپڑے جسم وجثہ کا بیان۔

فصل دوزخیوں کے رونے چلانے کا بیان۔

فصل لنا کے باہمی تفاوت عذاب کا بیان۔

فصل جنت اور اس کی نعمتوں کی ترغیب۔

فصل جنتیوں کے جنت میں داخل ہونیکا بیان۔

فصل ادنیٰ جنتی کو کیا کچھ دیا جائیگا۔

فصل جنت کے درجوں کا بیان۔

فصل جنت کی تعمیر اور مٹی کنکر وغیرہ کا بیان۔

فصل جنت کے خیموں کا بیان۔

فصل جنت کی نہروں کا بیان۔

فصل جنت کے درختوں اور پھلوں کا بیان۔

فصل جنتیوں کے کھانے پینے کا بیان۔

فصل جنتیوں کے کپڑے اور زیوروں کا بیان۔

فصل جنت کے فرشتوں کا بیان۔

فصل جنت کی بیبیوں کا بیان۔

فصل حوروں کے گانے کا بیان۔

فصل جنت کے بازار کا بیان۔

فصل جنتیوں کے ایک دوسرے کی زیارت کو جانے اور ان کی سواریوں کا بیان۔

فصل زیارت پروردگار کا بیان۔

فصل دیدار پروردگار کا بیان۔

فصل خوبی نعیم جنت کی خیال و گمان سے زیادہ

فصل اہل جنت کا جنت میں اور اہل نار کا نار میں دائمی رہنا اور ذبح ہونا موت کا۔

فہرست اجمالی ختم ہوئی۔ اب انشاء اللہ اس کے ہر جزو کا بیان بالتفصیل اپنے موقع پر آئیگا

سلسلہ تسہیل المواعظ کا ساتواں وعظ

مسمّٰی بہ

اصلاح کا آسان طریق

منتخب از تسہیل الاصلاح وعظ پنجم دعوات عبدیت حصہ دوم

ملاحظہ ہو تمہید حصہ اول تسہیل المواعظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔ (ترجمہ) اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور بات ٹھیک کہو بس، درست کر دینگے (اللہ تعالیٰ) عمل تمہارے اور بخشدیں گے گناہ تمہارے اور جو شخص تابعداری کرے اللہ اور اُس کے رسول کی بس پاوے گا وہ بڑی مراد۔ اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہے۔

(۱) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک بات بڑے کام کی بتلائی ہے جو کہ نہایت ہی فائدہ مند ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ آدمی جو کام بھی کرتا ہے وہ یا تو اپنے آرام کیلئے کرتا ہے۔ یا تکلیف سے بچنے کیلئے مثلاً کھانا کھاتا ہے لذت اور مزہ کیلئے۔ دوا پیتا ہے بیماری سے اچھے ہونے کے واسطے۔ نوکری کرتا ہے روپیہ کمانے کیلئے۔ مکان بناتا ہے سردی گرمی سے بچنے کے لئے خلاصہ یہ ہے کہ یہ ظاہر بات ہے کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے وہ آرام کیلئے کرتا ہے یا تکلیف سے بچنے کیلئے سب لوگ اسکو جانتے ہیں کسیکو اس سے انکار نہیں البتہ اسمیں لوگوں کا جدا جدا خیال ہی کہ کس کام سے آرام پہونچتا ہے اور کس کام سے نہیں اور کس کام سے تکلیف دور ہو سکتی ہے اور کس کام سے نہیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے سے جدا جدا کاموں کے متعلق یہ سمجھ لیا ہے کہ اس کام سے آرام حاصل ہوگا اور اس کام سے تکلیف سے بچیں گے اسیوجہ سے کوئی کچھ کام کرتا ہے۔ اور کوئی کچھ ورنہ مطلب سب کا ایک ہے۔ بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ تھانہ داری یا تحصیلداری یا ڈپٹی کلکٹری ملجاوے اس خیال سے کہ اسمیں ہماری خوب عزت ہوگی اور ہم بڑے آدمی ہوجاوینگے اور بعض لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں یہ عہدہ نہ ملے کیونکہ تھانہ دار یا تحصیلدار یا ڈپٹی ہوگئے تو ۲
غریبوں پر ظلم کرنا پڑے گا۔ سو دیکھو کہ بعضوں پر حالانکہ زور دیا جاتا ہے کہ حکومت کی نوکری قبول کرو اور وہ اسی ڈر سے قبول نہیں کرتے۔ ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے سلطنت حاصل کرنے کیلئے ہزاروں آدمیوں کا خون کر ڈالا اور ایک وہ تھے کہ بادشاہت سے بھاگتے تھے وجہ اسکی یہی ہے۔ کہ کوئی اسمیں نفع سمجھتا ہے اور کوئی نقصان۔ جسنے اسمیں نفع سمجھا اوس نے حاصل کرنیکی کوشش کی جسنے نقصان سمجھا اوس نے اوس سے بچنے کی کوشش کی۔ پس اب اسکا فیصلہ کرنا ضروری ہوا کہ کونسا نفع قابل حاصل کرنیکے ہے اور کونسی تکلیف بچنے کے لائق ہے تو غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حاصل کرنے کے لائق وہ نفع اور وہ آرام ہے جسمیں دو خوبیاں ہوں ایک تو یہ کہ وہ آرام اور نفع زیادہ دنوں تک باقی رہے دوسرے یہ کہ اوس نفع کے ساتھ کوئی نقصان بھی نہو۔ چنانچہ دیکھو۔ یعنی اگر ایک چیز کا نفع دو برس تک باقی رہے اور دوسری چیز کا آٹھ سال تک تو ہر سمجھدار دوسری ہی کو پسند کریگا اور اسی کو اختیار کریگا۔ مثلاً دو مکان ہوں ایک بڑا عالیشان اور خوبصورت ہو اور دوسرا چھوٹا اور بدصورت ہو اور کسی شخص سے کہا جائے کہ جونسا چاہو انمیں سے

پسند کرلو۔ لیکن اگر بڑا پسند کیا تو چار پانچ دن کے بعد خالی کرنا پڑیگا۔ اور اگر چھوٹا مکان پسند کیا تو اوسمین یہ بات ہے کہ وہ کبھی خالی نہ کرنا پڑیگا۔ ہمیشہ کیلئے تم کو دیدیا جاویگا اب جونسا چاہو لیلو۔ تو ظاہر ہے کہ ہر سمجھدار آدمی اس چھوٹے ہی مکان کو پسند کریگا تو بس معلوم ہوا کہ جس چیز کا نفع جتنی مدت زیادہ رہیگا اوتنی ہی وہ چیز زیادہ قدر کے قابل ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ مکان عالیشان جیسے ظاہر مین خوبصورت ہے ایسے ہی اگر اوسمین کسی طرح کی تکلیف بھی ہو مثلاً اوس مکان کا پڑوسی اچھا نہو یا اور کسی طرح کا اندیشہ اور خوف ہو اور چھوٹے مکان میں اسطرح کی کوئی تکلیف نہو تو ظاہر ہے کہ وہ چھوٹا ہی مکان پسند ہوگا پس معلوم ہوا کہ وہ نفع زیادہ قدر کے قابل ہے جسکے ساتھ کوئی تکلیف نہو اسیطرح تکلیفوں میں بھی اُس تکلیف کے دُور کرنے کا زیادہ خیال ہوتا ہے جو زیادہ مدت تک باقی رہے دیکھو اگر سفر مین آدمی کسی مکان میں دو چار دن کیلئے ٹھہرتا ہے تو اوس مکان میں اگر کچھ تکلیف بھی ہو تو اوسکے دور کرنے کی زیادہ فکر نہیں کرتا کیونکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہاں رہنا ہی کے دن ہوگا دو چار دن کے بعد چلا جاونگا۔ اور ایک ہوتا ہے اپنے وطن کا مکان اوسمیں اگر کسی قسم
۳ کی تکلیف ہو تو اوس تکلیف کے دُور کرنے کی بہت فکر ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہمیشہ رہنا ہے تو معلوم ہوگیا کہ جو تکلیف زیادہ مدت تک رہے اوسکے دُور کرنیکی زیادہ فکر ہوتی ہے اسیطرح جو بڑی تکلیف ہی تکلیف ہو اور اسمیں نفع کچھ نہو تو اوسکے دور کرنے کا بھی زیادہ خیال ہوتا ہے اور اگر کسی تکلیف میں کچھ نفع بھی ہو مثلاً کسی سے کہا جاوے کہ تم چار دن کیلئے دھوپ مین سفر کرلو تو تم کو عمر بھر آرام ملیگا تو ظاہر ہے کہ ہر سمجھدار اس چار دن کی تکلیف کو خوشی سے اوٹھا لیگا۔ کیونکہ جہاں تھوڑی سی تکلیف ہے وہاں یہ نفع بھی ہے کہ عمر بھر چین سے گذرے گی۔ بس اب دیکھ لیجئے کہ دنیا کے جتنے بھی نفعے اور آرام ہیں کوئی بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں۔ مگر آخرت کے عیش و آرام سب ایسے ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گے دوسرے یہ بھی سمجھ لو کہ دنیا کا کیسا ہی بڑے سے بڑا آرام کیوں نہو مگر تکلیف سے خالی نہیں مثلاً کھانے ہی کو دیکھ لو کہ اول تو ملتا ہی کس مصیبت سے ہے کہ اوسکے لئے کھیتی کا سامان اکٹھا کرنا پڑتا ہے اوسکے بعد بوتے ہیں سینچتے ہیں رکھوالی کرتے ہین پھر کاٹتے ہیں گاہتے ہین بھوسہ اڑاتے ہیں پیستے ہیں پکاتے ہین اتنی تکلیفوں کے بعد تو کھانا میسر ہوا پھر بھی بہت دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ ادھر کھانے بیٹھے اودھر کوئی نہ کوئی بات ایسی ہوگئی

جس سے سارا مزا ہی جاتا رہا۔ کبھی روٹی کا ٹکڑا گلے میں اٹک گیا۔ کبھی کسی عزیز قریب کے مرنے کی
خبر آ گئی یا اور کوئی ایسی ہی فکر کی بات سُن لی تو سب کھانا پکا پکایا بے مزہ ہوگیا یا اگر کھا بھی لیا تو
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہضم نہیں ہوا قبض ہوگیا یا دست آنے لگے۔ ظاہر مین دنیا کے اندر بادشاہوں
اور امیروں کے عیش و آرام سے بڑھکر کسیکا عیش و آرام نہین لیکن انکو سب سے زیادہ پریشانیاں ہیں
بعض وقعہ بادشاہوں اور امیرونکو پریشانی کی وجہ سے رات کو نیند بھی نہیں آتی۔ پھر اولاد کی راحت
کو دیکھو تو وہ بھی پریشانی سے خالی نہیں کہ بڑی بڑی تمناؤں کے بعد تو اولاد پیدا ہوتی ہے۔
طرح طرح کی تکلیفیں اوٹھا کر پالتے ہین پھر اکثر اولاد مرضی کے موافق نہیں ہوتی ماں باپ کو
سیکڑوں طرح کی اونسے تکلیفیں پہونچتی ہیں غرض دُنیا کے جس آرام کو ہم دیکھتے ہیں تکلیف سے خالی
نہیں پاتے۔ جس آرام کو دیکھو اوسکے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور موجود ہے مگر آخرت کے
جتنے بھی آرام ہیں سب کے سب پریشانی سے بالکل پاک صاف ہین کسی تکلیف کا انیں ذرا میل
نہیں۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ جن جن آرامونکو تمہارا جی چاہیگا جنت مین وہ سب ہونگے۔ اور
فرماتے ہیں کہ (جنت والونکو) نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف پہونچے گی اور نہ کبھی کوئی تھکن ہوگی۔ ۴
غرض یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ دنیا کے آرام نہ تو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور نہ تکلیف
ہی سے خالی ہیں۔ اور جنت کے آرام ہمیشہ رہنے والے ہیں اور تکلیفوں سے بالکل پاک صاف
ہین۔ اب دنیا کی تکلیفوں کو بھی دیکھ لیجئے کہ جو تکلیف بھی ہے ایک دن ختم ہونیوالی ہے۔ گو
کیسی ہی سخت سے سخت تکلیف کیوں نہ ہو۔ اگر کسی کو بیماری ہے اول تو دنیا ہی میں صحت ہوجاتی
ہے ورنہ مرکر تو تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو ہی جاتا ہے اسیطرح اگر کسیکو تنگدستی یا اور کوئی رنج و غم
ہوتا ہے تو سب ایک نہ ایک دن ختم ہو ہی جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ دنیا کی تکلیفیں باقی نہیں ہیں
اسی طرح دُنیا کی جو تکلیف بھی ہے نفع سے خالی نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو اوسمیں
سیکڑوں طرح کے فائدے بھی ہوتے ہیں دنیا کے بھی اور دین کے بھی مثلاً ایک شخص بیمار رہتا
ہے تو دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ اگر تندرست رہتا تو خدا جانے کیا کیا فساد کرتا اور اوسکے سبب سے
بے آبرو ہوتا جیلخانہ جاتا اور ظاہر ہے کہ سمجھدار کو آبرو جان سے زیادہ عزیز ہے اور دین کا
نفع تو بہت ہی ظاہر ہے کہ بیماری اور تکلیف سے گناہ معاف ہوتے ہیں خلاصہ یہ کہ دُنیا کی

تکلیف فنا ہونیوالی بھی ہے اور نفع سے خالی بھی نہیں ہے بلکہ کچھ نہ کچھ اوسکے اندر نفع ضرور ہوتا ہے بخلاف آخرت کی تکلیفوں سے کہ وہ باقی بھی رہنے والی ہیں کسیطرح ختم نہونگی اور انمیں ہرطرح سے تکلیف ہی تکلیف ہے کسیطرح کا اونمیں نفع نہیں۔ پس اب آپ خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کونسا آرام حاصل کرنیکے قابل ہے سو ظاہر ہے کہ ہر مسلمان (جو کہ اللہ رسول کو سچا جانتا ہے) اس سوال کا یہی جواب دیگا کہ آخرت کا آرام حاصل کرنیکے قابل ہے کیونکہ معلوم ہوچکا ہے کہ آخرت کا آرام تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور اوسکے ساتھ کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں اور دُنیا کا آرام فنا ہونیوالا ہے اور اوسکے ساتھ ہی تکلیفیں بھی موجود ہیں اسیطرح دنیا اور آخرت کی تکلیفوں کو بھی دیکھیے کہ انمیں کونسی تکلیف زیادہ بچنے کے قابل ہے سو ظاہر ہے کہ آخرت کی تکلیف ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہرطرح سے تکلیف ہی تکلیف ہے۔ کوئی اوسکے اندر نفع نہیں اور دنیا کی تکلیف ختم ہوجانے والی ہے اور اوسکے ساتھ کچھ نہ کچھ نفع بھی ہے پس ہر عقلمند فیصلہ کرسکتا ہے کہ آخرت کی تکلیف کے سامنے دُنیا کی تکلیف کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ کہ اوسکے دفع کرنے کا تو خیال کیا جاوے اور آخرت کی کلفت سے بچنے کا خیال نہ کیا جاوے اور جان سکتا ہے کہ زیادہ بچنے کے قابل آخرت ہی کی تکلیف ہے۔

(۲) جبکہ معلوم ہوگیا کہ زیادہ تر لائق حاصل کرنیکے آخرت کے آرام ہیں اور زیادہ تر بچنے کے قابل آخرت کی تکلیفیں ہیں تو اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ آخرت کے آرام کس طریقہ سے حاصل ہوسکتے ہیں اور آخرت کی تکلیفوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آخرت کا نفع جنت ہے اور وہ نیک کام کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے اور آخرت کی تکلیف دوزخ ہے۔ اوس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ گناہوں سے بچا جاوے خلاصہ یہ کہ اچھے کاموں کو اختیار کیا جاوے اور گناہوں سے پرہیز کیا جاوے۔ اور جو گناہ ہوچکے ہوں اون سے توبہ کیجاوے۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل نیک کام کرنا لوگوں پر بہت ہی بھاری ہوگیا ہے چنانچہ جو انمیں سے بہت بڑے ضروری ہیں جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ دیکھا جاتا ہے کہ ان سب کے اندر بھی بیحد سُستی کیجاتی ہے بلکہ ان کو مصیبت سمجھتے ہیں یہانتک کہ اخبار میں بھی چھاپ دیا گیا کہ نماز نے ترقی کو روک دیا کیونکہ کافر لوگ یہ سُنکر کہ مسلمان ہوکر پانچ وقت کی نماز پڑھنی پڑیگی اسلام سے

رُک جاتے ہیں اسلئے اسکو اسلام سے خارج کر دیا جاوے ۔ تو اسلام کی خوب ترقی ہوگی خدا کی پناہ وان احمقون سے کوئی پوچھے کہ جس اسلام مین نماز نہیں وہ کیا اسلام ہوا اس بیہودہ رائے سے معلوم ہوا کہ ان بیوقوفون پر نماز بہت ہی بھاری ہے ۔ دیوبند کے مدرسے مین ایک شخص پڑہنے آئے وہ نماز کے پابند نہ تھے مگر مدرسہ دیوبند مین نماز کی بہت پابندی ہوتی ہے وہ یہ پابندی دیکھکر گھبرائے کیونکہ جب سب طالبعلم نماز پڑہنے جاتے تو انہیں بھی پکڑ کر لیجاتے ۔ ایک روز دق ہو کر کہنے لگے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج میں گئے تھے تو وہان پچاس نمازین فرض ہوئی تھیں پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہگئی تھین مگر دیوبند مین معلوم ہوتا ہے کہ پچاس کی پچاس ابتک باقی ہیں ۔ اللہ تعالے فرماتے ہین بیشک نماز بہت ہی بھاری ہے مگر اون لوگون پر جو عاجزی کے ساتھ نماز پڑہتے ہین اسیواسطے مین تو نمازی کو ولی سمجھتا ہون یہ اللہ تعالے کا فضل ہی ہے کہ اوس سے نماز پابندی کے ساتھ ادا ہوجاتی ہے اسیطرح روزہ کو بھی بہت دشوار سمجھتے ہین کانپور میں ایک شخص تھے انھون نے کبھی روزہ ہی نہیں رکھا تھا میں نے انسے کہا تو کہنے لگے کہ میں رکھہ ہی نہیں سکتا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا میں نے کہا کہ امتحان کیلئے ایک تو رکھو چنانچہ رکھا اور پورا ہوگیا تب معلوم ہوا کہ یہ کتنا غلط خیال تھا کہ مین رکھہ ہی نہین سکتا

(۳) بعض لوگ حج کا نام سنکے وہان کی بُرائی بیان کرتے ہیں کہ وہان بدو مار ڈالتے ہیں لوٹ لیتے ہیں اور بعضے تو گئے بھی نہیں مگر اورون سے سُن سُنکر وہ بھی بُرائی بیان کیا کرتے ہین یہ سب کم ہمتی کی باتیں ہیں میں اونکو قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا ہندوستان میں اس قسم کے واقعے نہیں ہوتے بلکہ اگر وہاں کے مجمع پر نظر کیجاوے تو حق یہ ہے کہ جسقدر واقعات ہونا چاہئیں اتنے بہت کم ہوتے ہیں ہندوستان مین اگر اسکا دسوان حصہ بھی جمع ہوجاتا ہے ۔ تو بہتیرے واقعات ہوجاتے ہین ہم یہ نہیں کہتے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدو ونکو لوٹ مار حلال ہے اسلئے کہ وہ دائی حلیمہ سعدیہ کی اولاد ہین یہ تو بالکل لچر بات ہے وہ اگر ایسا کرتے ہین تو زیادہ گنہگار ہوتے ہین ۔ لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ ایسے واقعات سنکر حج سے رُک جانا بڑی کم ہمتی کی بات ہے کیا ایسے واقعے یہان نہین ہوتے پھر مجھے بتلادو کہ تم نے کونسا سفر موقوف کر دیا ہے اور دنیا کا کونسا کام چھوڑ دیا ہے پھر یہ نماز سے جانے

حج ہی کے واسطے کیوں سمجھتے ہیں اور تم اسکو بھی یاد رکھو کہ حج کا سفر تو عشق کا سفر ہے عشق کے راستے میں تو سب کچھ تکلیفیں سہی جاتی ہیں ایسی میں تو کسی بات سے تکلیف ہونا تعجب ہے آخر دنیا کے محبوب سے ملنے کیلئے کیا کچھ تکلیفیں نہیں اٹھاتے پھر حقیقی محبوب کے لئے تو جو کچھ تکلیفیں بھی سہی جائیں تھوڑی ہیں۔ ایک بزرگ ایسے باہمت تھے کہ انھوں نے تینتیس حج کئے تھے ایک شخص مولوی منظور احمد صاحب بنگالی تھے مدینہ طیبہ میں رہتے تھے مگر ہر سال حج کیا کرتے تھے اور حج کرکے مدینہ شریف لوٹ جاتے تھے۔

(۴) اسی طرح زکوٰۃ دیتے ہوئے بھی بعض لوگوں کی جان نکلتی ہے۔ چالیس ہزار میں سے جب ایک ہزار روپیہ نکلتا ہے تو انکو گراں گزرتا ہے حالانکہ چالیسواں حصہ بہت ہی کم ہے پہلی امتوں پر چوتھائی حصہ مال کا فرض تھا یہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی ہے کہ ہم پر چالیسواں حصہ ہی فرض کیا گیا اور یہ بھی لوگوں پر بھاری ہے حاصل یہ کہ جتنے شریعت کے حکم ہیں ان سب میں لوگوں کو گرانی ہوتی ہے جو کرنے کے کام ہیں انمیں گرانی ہو تو زیادہ تعجب نہیں لیکن جن کاموں سے روکا جاتا ہے انمیں بھی گرانی ہوتی ہے حالانکہ کرنے سے نہ کرنا آسان ہوتا ہے ہر کام کے کرنے میں تو کچھ دشواری ہوتی بھی ہے لیکن چھوڑنے میں کیا دشواری ہے بلکہ اسمیں تو آسانی ہونی چاہیئے۔ دیکھئے ایک بڑی عادت غیبت کی ہے کہ سوائے نقصان کے اسمیں کچھ بھی نہیں اور گناہوں میں تو کرنے والے کو کچھ لذت بھی ہوتی ہے اور اسمیں تو کچھ لذت بھی نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی ہم لوگوں سے یہ عادت نہیں چھوٹتی۔ غرضکہ شریعت کے جتنے بھی حکم [illegible] نے اپنے بندوں کی اس مشقت اور اس الجھن کے [illegible] فرمایا ہے جس سے اچھے کام کرنا اور بُرے کام چھوڑنا آسان ہو جائیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور بات ٹھیک کہو ان دونوں باتوں پر اگر پوری طرح عمل کر لیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے سب اعمال درست کر دینگے اور تمہارے گناہ بخشدیں گے حاصل یہ کہ آسانی کا طریقہ یہ ہے کہ دلمیں خدا تعالےٰ کا خوف پیدا کر لو کیونکہ اس سے دل ٹھیک ہو جائیگا اور زبان سے بیجا بات نہ کہو اس سے امانت اور دیانت اور سچائی پیدا ہوگی اور دنیا و دین کی سب راحتیں حاصل ہونگی۔ دشمنی عداوت اور فساد نہ پیدا ہونگے، پس جب دل اور زبان دونوں درست کر لوگے تو باقی

کام خدا تعالے خود ہی کر دینگے پھر نہیں کسی قسم کی دشواری نہو گی اب دیکھنا چاہیئے کہ ان دونوں چیزوں کو اعمال کے درست کرنے مین اور گناہوں کے موقوف ہو جانے میں دخل ہے یا نہیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا کا سارا جہاز اور تمام بکھیڑے سب کے سب دل ہی کے خیال پر چل رہے ہیں یہ پہاڑ کی برابر عمارتیں یہ ہرے بھرے باغ یہ طرح طرح کے سامان سبکا انجن یہ دل کا خیال ہی ہے اسیواسطے تو حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑہ ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام جسم درست ہوجاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دل کے درست ہونے سے تمام عمل درست ہوجاتے ہیں تو دل کا درست کرنا نہایت ضروری ہوا پس اب خیال کرنا چاہیئے کہ دل کی درستی کسطرح ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دل کے متعلق بہت سے کام ہیں تو اگر حق تعالے نے تمام کاموں کا ایک دم سے حکم دیتے یا فقط اتنا ہی فرما دیتے کہ اپنے دل کو درست کرو اور اوسکے درست کرنے کا طریقہ نہ بتلاتے تو اس صورت میں بھی نفس کو دشواری ہوتی کہ دل کو کسطرح درست کریں مگر اللہ تعالیٰ کی کسقدر رحمت ہے کہ دل کی درستی کا حکم کرکے ساتھ ہی اوسکے درست کرنے کی بھی ترکیب بتلادی اور نہایت آسان وہ یہ کہ صرف ہمارا خوف دلمیں بٹھالو باقی سب ہم درست کر دینگے اور اسمین راز یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حاکم کا ڈر اگر دلمیں بیٹھ جاتا ہے تو اوسکے خلاف کرنے پر ہمت نہیں ہوتی اسیطرح اگر خدا تعالے کا خوف کسی کے دل پر بیٹھ جاتے تو اوس سے گناہ نہ ہونگے اور اعمال کی بھی درستی ہوجاویگی اور پچھلے گناہوں سے توبہ اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ بھی کریگا۔ پس معلوم ہوا کہ دل کے درست ہونے سے جسے تقوی کہتے ہیں اعمال بھی درست ہوجاوینگے۔ اور گناہ ہونے بھی چھٹکارا ہوجاوے گا۔

(۵) اب اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ خوف سے روکنے والی کیا چیزین ہیں کیونکہ جب تک اونسے نہ بچا جائیگا اسوقت تک خوف دلمیں پیدا نہیں ہوسکتا۔ سو وہ دو چیزین ہیں ایک تو ایمان کا نہونا سو اسکے بارہ میں تو بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین کیونکہ یہاں پر سب لوگ ایمان ہی والے ہیں۔ دوسرے یہ کہ شیطان نے لوگوں کو عام طور پر کاہل اور سست بنا رکھا ہے سب کو یہی پٹی پڑھادی ہے کہ میاں جو کچھ کرنا ہے کرلو اخیر عمر میں توبہ کرلیں گے اللہ تعالے بڑا غفور رحیم ہے۔ (باقی آئندہ)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ احقر دعا نگار ہے کہ اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں جنکے بعد اُن کے امتثال اور قبول کرنے میں اُنمیں کسی مصلحت وحکمت کے معلوم ہونے کا انتظار کرنا بالیقین حضرت حق سبحانہ وتعالے کے ساتھ بغاوت ہے جس طرح دنیوی سلطنتوں کے قوانین کی وجوہ واسباب اگر کسی کو معلوم نہ ہوں اور وہ اس معلوم نہ ہونے کے سبب اُن قوانین کو نہ مانے اور یہ عذر کرے کہ بدون وجہ معلوم کئے ہوئے میں اسکو نہیں مان سکتا۔ تو کیا اس کے باغی ہونے میں کوئی عاقل شبہ کرسکتا ہے۔ تو کیا احکام شرعیہ کا مالک ان سلاطین دنیا سے بھی کم ہوگیا۔ غرض اسمیں کوئی شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں۔ لیکن اسی طرح اسمیں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اس کے پھر بھی اُن احکام میں بہت سے مصالح اور اسرار بھی ہیں اور گو مدار ثبوت کا اُنپر نہ ہو جیسا اوپر مذکور ہوا لیکن اونمیں یہ خاصیت ضرور ہو کہ بعض طبائع کے لئے اُن کا معلوم ہوجانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا ہونے کے لئے ایک درجہ میں معین ضرور ہے۔ گو اہل یقین راسخ کو اسکی ضرورت نہیں لیکن بعض ضعفاء کے لئے تسلّی وقوت بخش بھی ہے۔ (اور اسوقت ایسی طبائع کی کثرت ہے) اسی راز کے سبب بہت سے اکابر وعلماء مثل امام غزالی وخطابی وابن عبد السلام وغیرہم رحمہم اللہ تعالے

کے کلام میں اس قسم کے لطائف و معانی مذکور بھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں تعلیم جدید کے اثر سے جو آزادی طبائع میں آگئی ہے اُس سے بہت سے لوگوں میں ان مصالح کی تحقیق کا شوق اور مذاق پیدا ہو گیا ہے اور گو اس کا اصل علاج تو یہی تھا کہ اُن کو اس سے روکا جاوے (چنانچہ بعض اوقات یہ مذاق مُضر بھی ہوتا ہے) لیکن تجربہ سے اسمیں باستثناء طالبین صادقین کے عام لوگوں کو اس سے روکنے کے مشورہ دینے میں کامیابی متوقع نہیں تھی اس لیے تسہیلاً للطامہ و تیسیراً علی العامہ بعض اہل علم بھی جستہ جستہ اس میں تحریر و تقریر کرنے لگے ہیں اور اگر ان تقریرات و تحریرات میں حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھی جاتی تو اُن کو کافی سمجھکر کسی نئے مجموعہ کی ضرورت نہ ہوتی مگر علوم حقہ و اتباع علوم حقہ کی قلت اور آراء فاسدہ اور اتباع اہوا مختلفہ کی کثرت کے سبب بکثرت اُن میں تجاوز عن الحدود سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک ایسی ہی کتاب جس کو کسی صاحب قلم نے لکھا ہے مگر علم و عمل کی کمی کے سبب تمام تر رطب و یابس و غث و سمین سے پُر ہے ایک دوست کی بھیجی ہوئی میرے پاس دیکھنے کی غرض سے آئی ہوئی رکھی ہے۔ اُس کو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتابوں کا دیکھنا تو عامہ کو مُضر ہے مگر عام مذاق کے بدل جانے کے سبب بدون اس کے کہ اس کا دوسرا بدل لوگوں کو تبلایا جاوے اسکے مطالعہ سے روکنا خارج عن القدرۃ ہے اس لیے اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا مستقل ذخیرہ ان مضامین کا جو ان مفاسد سے مبرّا ہو ایسے لوگوں کے لئے چھپا کیا جاوے تاکہ اگر کسی کو شوق ہو تو اسکو دیکھ لیا کریں کہ اگر مورث منافع نہ ہوگا تو دافع مضار تو ہوگا۔ (البتہ جس طبیعت میں مصالح کے علم سے احکام آلہیہ کی عظمت و وقعت کم ہو جاوے یا وہ اِن کو مدار احکام سمجھنے لگے کہ اُن کے انتفاء سے احکام کو منتفی اعتقاد کرے یا اُن کو مقصود بالذات سمجھکر دوسرے طریق سے اُن کی تحصیل کو بجائے اقامت احکام کے قرار دے لے جیسا اوپر بھی ان مضار کی طرف اجمالاً اس قول میں اشارہ بھی کیا گیا ہے "چنانچہ بعض اوقات یہ مذاق مُضر بھی ہوتا ہے" سو ایسے طبائع والوں کو ہرگز اسکے مطالعہ کی اجازت نہیں ہے) بہر حال وہ ذخیرہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ احقر نے غایت بے تعصبی سے ۲

اسمیں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت عــه تھے لے لئے ہیں اور اسمیں احکام مشہورہ کی کچھ کچھ وہی مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور افہام عامہ کے قریب ہوں۔ مگر یہ مصلحتیں نہ سب منصوص ہیں نہ سب مدار احکام ہیں اور نہ ان ہی میں انحصار ہے محض ایک نمونہ ہے اس مبحث میں ہمارے زمانہ سے کسی قدر پہلے زمانہ میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ البالغہ لکھ چکے ہیں سُنا ہے کہ ترجمہ اُس کا بھی ہو چکا ہے۔ مگر عوام کو اُس کا مطالعہ مناسب نہیں کہ غامض زیادہ ہے اور پس ہمارے زمانہ میں بھی ایک مصری فاضل ابراہیم آفندی علی المدرس بالمدرسۃ الخدیویہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اسرار الشریعۃ ہے اور جو ۱۳۲۵ھ میں مصر کے مطبع الوعظ میں چھپی ہے۔ اور اسکے قبل ایک رسالہ حمیدیہ شائع ہو چکا ہے۔ مگر یہ دونوں نئی کتابیں عربی زبان میں ہیں جن میں سے حمیدیہ کا ترجمہ اُردو تو کئی سال ہوتے شائع ہو چکا ہے اور اس دوسری کتاب اسرار الشریعۃ کا ترجمہ کاندھلہ میں مولوی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کررہے ہیں میرے اس مجموعہ کے ساتھ ان دونوں کتابوں کا مطالعہ عــه کرنا معلومات میں ۳
ترقی دیگا۔ اور چونکہ طرز ہر ایک کا جدا ہی ہے اسلئے ایک کو دوسرے سے مستغنی نہ سمجھا گیا میں نے ان دونوں کتابوں کا ذکر اس مصلحت سے بھی کیا ہے اور اس لئے بھی کہ میرے اس عمل کو تفرد نہ سمجھا جاوے اور اس تفرد کے شبہ کو صاحب حجۃ اللہ البالغہ نے بھی خطبہ میں اسکی اصل کو کتاب و سنت کے اشارات وضحہ سے نکالکر رفع فرمایا ہے اور بطور مثال کے اسکے بعض بعض ماخذ کو بھی بیان فرمایا ہے اور نام اس کا المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ رکھتا ہوں حق تعالیٰ اس کو اسکے موضوع میں نافع اور تردوات و شکوک فی الاحکام کا دافع فرماوے۔ والسلام

کتبہ اشرف علی عفی عنہ یکم رجب یوم الخمیس ۱۳۳۴ھ

عــه اور بہت زیادہ ان مضامین کا حجۃ البالغہ سے ماخوذ نکلا جیسا کہ بعد اختتام کے حجۃ اللہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا اور بعض جگہ ہمارے اکابر سے وللہ الحمد علی ان اخذنا الدین من غیر الماخذ ۱۲ منہ

عــه اور تتمیم فائدہ کے لئے بعض دوسری مفید کتب کا بھی پتہ دیتا ہوں جنکا مطالعہ اس موضوع میں بصیرت بڑھاویگا۔ الانتباہات المفیدۃ للاشتباہات الجدیدۃ۔ العقل والنقل للمولوی شبیر احمد الدیوبندی سلمہ مرقوم ہشتم وعلاج الارواح رسالہ الحق جو پرچہ اردو میں الکلام جمال التمدن بیب تو مقالے ۱۲ منہ

المصالح العقلیہ کی جلد دوم

کتاب الصوم

انسان کے لئے روزہ مقرر ہونیکی وجہ

فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ اسکی عقل کو اسکے نفس پر غلبہ اور تسلط دائمی حاصل رہے مگر بباعث بشریت بسا اوقات اسکا نفس اسکی عقل پر غالب آتا ہے لہذا تہذیب و تزکیہ نفس کیلئے اسلام نے روزہ کو اصول میں سے ٹھہرایا ہے۔

(۱) روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط و غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲) روزہ سے خشیت اور تقوی کی صفت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ خدا تعالے
۴ قرآن شریف مین فرماتا ہے لعلکم تتقون ترجمہ یعنی روزہ تم پر اسلئے مقرر ہوا کہ تم متقی بنجاؤ۔

(۳) روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی و مسکنت اور خدا تعالے کے جلال اور اسکی قدرت پر نظر پڑتی ہے۔

(۴) روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔

(۵) دور اندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔

(۶) کشف حقائق الاشیاء ہوتا ہے۔

(۷) درندگی و بہیمیت سے دوری ہوتی ہے۔

(۸) ملائکہ الہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔

(۹) خدا تعالے کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے۔

(۱۰) انسانی ہمدردی کا دلمین ابھار پیدا ہوتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس نے بھوک اور پیاس محسوس ہی نہ کی ہو وہ بھوکون اور پیاسون کے حال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے اور وہ رزاق مطلق کی نعمتون کا شکریہ

علے وجہ الحقیقت کب ادا کرسکتا ہے اگرچہ زبان سے شکریہ ادا کرے مگر جبتک اسکے معدہ میں بھوک اور پیاس کا اثر اور اُسکی رگون اور پٹھوں مین ضعف و ناتوانی کا احساس نہو وہ نعمہائے الہٰی کا کما حقہ شکرگذار نہیں بن سکتا کیونکہ جب کسی کی کوئی محبوب مرغوب مالوف چیز کچھ زمانہ گم ہوجاوے تو اسکے فراق سے اسکے دل کو اس چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

(۱۱) روزہ موجب صحت جسم و روح ہے چنانچہ قلت اکل و شرب کو اطبا نے صحت جسم کیلئے اور صوفیۂ کرام نے صفائی دل کیلئے مفید لکھا ہے۔

(۱۲) روزہ انسان کیلئے ایک روحانی غذا ہے جو آئندہ جہان مین انسان کو ایک غذا کا کام دیگا۔ جنہون نے اس غذا کو ساتھ نہیں لیا وہ اُس جہان مین بھوکے پیاسے ہون گے اور اینز اُس جہان مین روحانی افلاس ظاہر ہوگا کیونکہ انھوں نے اپنی غذا کو ساتھ نہیں لیا اور یہ بات ماننے کے لائق ہے جبکہ کھانے پینے کی تمام اشیاء خداوند تعالےٰ ہی کے خزانہ رحمت سے انسان کو ملتی ہین تو جن اشیاء کو وہ یہان چھوڑتا ہے انکا عوض وہان ضرور دیگا جو یہان سے بہتر و افضل ہوگا۔ ۵

(۱۳) روزہ محبت الہٰی کا ایک بڑا نشان ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہوکر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات بھی اسکو بھول جاتے ہیں ایسے ہی روزہ دار خدا کی محبت مین سرشار ہوکر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ غیر اللہ کیلئے جائز نہیں ہے۔

ماہ رمضان مین روزہ رکھنے کی خصوصیت کی وجہ

ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی وجہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم مین یہ فرمائی ہے۔
شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ترجمہ یعنی ماہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جسمین قرآن کریم نازل ہوا۔

پس چونکہ رمضان مین قرآن کریم نازل ہوا لہذا یہ مہینہ برکات الہیہ کے نزول کا موجب ہے اسلئے اس میں روزہ رکھنے سے اصل غرض جو لعلکم تتقون مین مذکور ہے بوجہ

اکمل حاصل ہو جاتی ہے۔

ماہ رمضان مین ختم قرآن مسنون ہونیکی وجہ

اس مہینہ مین قرآن کریم کا ختم کرنا اسوجہ سے مسنون ہے کہ قرآن کریم کا نزول اسی مہینہ مین ہوا ہے پس جو شخص اس مہینہ مین قرآن کریم کو ختم کرتا ہے وہ ساری اصلی اور ظلی برکات کا وارث ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ ماہ رمضان ساری اسلامی برکات وخیرات کا جامع ہے ہرایک دینی برکت اور خیر جو تمام سال مین کسی کو ملتی ہے وہ اس عظیم الشان ماہ کی برکات وخیرات کے راستہ سے آتی ہے اس مہینہ کی جمعیت سارے سال کی جمعیت کا باعث ہوتی ہے اور اس مہینہ کا تفرقہ سارے سال کے تفرقہ کا سبب ہوتا ہے کیونکہ منبع خیرات وبرکات مصلح عالم اصغر واکبر یعنی قرآن کریم کا قدوم میمنت لزوم ونزول اسی مہینہ میں ہوا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ ترجمہ یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جسمین قرآن کریم اُتارا گیا۔

تعجیل افطار روزہ وتاخیر سحر کی وجہ

ہر عمل کو اپنے اپنے مناسب وقت وموقع پر بجالانا اعتدال ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی ابتداء وانتہاء کی حد عملی بیان نہ فرماتے تو بعض لوگ عشا تک روزہ افطار نہ کرتے یا ابتداء عمل کی حد کو مقدم کردیتے اور پھر انکی تقلید سے عام بندونکو تکلیف پہنچی

رات کو روزہ مقرر نہ ہونے کی وجہ

چونکہ رات کا وقت بالطبع ترک شہوات ولذات کا ہے لہذا اگر رات کا وقت روزہ کے لئے قرار دیا جاتا تو عبادت کو عادت سے اور حکم شرع کو مقتضائے طبع سے امتیاز نہ ہوتا اسی واسطے نماز تہجد اور وقت تلاوت اور مناجات شب کو قرار دیا گیا۔

ہر سال میں ایک مہینہ روزون کیلئے مخصوص ہونیکی وجہ

(۱) چونکہ روزہ کی روزانہ پابندی ہمیشہ کے لئے تمام لوگون سے باوجود تدابیر ضروریہ

اور اشتغال باہل و اموال ممکن نہ تھی لہذا یہ ضروری ہوا کہ کچھ زمانے کے بعد ہر مرتبہ ایک مقدار معین کا اہتمام و التزام کیا جائے جس سے قوت ملکی کا ظہور ہو جائے اور اس سے پیشتر جو اسمین کمی ہوئی ہے اس سے اسکا تدارک ہو جائے اور اسکا حال اس گھوڑے کا سا ہو جاوے جسکی پچھاڑی اگاڑی میخ سے بندھی ہوتی ہے اور وہ دو چار بار ادہر ادہر لاتیں چلا کر پھر اپنی اصلی تھان پر آکھڑا ہوتا ہے۔

(۲) یہ بات ضروری ہے کہ روزہ کی ایک مقدار مقرر کیجائے تاکہ کوئی شخص اسمین افراط و تفریط نہ کر سکے لہذا امور مذکورہ کے لحاظ سے یہ بات ضروری ہوئی کہ ایک مہینہ تک ہر دن برابر کھانے اور پینے اور جماع کرنے سے نفس کو باز رکھنے کے ساتھ روزہ کا انضباط کیا جائے کیونکہ ایک دن سے کم مقدار کا مقرر کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ دوپہر کے کھانے کو کچھ دیر کرکے کھانا اور اگر رات کو ان امور کے ترک کرنے کا حکم دیا جاتا تو لوگ اسکے عادی نہیں ہوتے اسکی وجہ سے انکو کچھ پروا نہ ہوتی اور ہفتہ اور دو ہفتہ ایسی قلیل مقدار ہے جس کا نفس پر چنداں اثر نہیں ہوتا اور دو مہینہ کی ایسی مقدار ہے کہ اسمین آنکھیں گڑ جاتیں اور نفس تھک کر رہ جاتا ان امور سے روزہ کے لئے یہ بات ضروری ہوئی کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک دن کا انضباط کیا جائے کیونکہ عرب اسیکو دن شمار کرتے ہیں۔

(۳) چونکہ روزہ تمام قسم کے نفسانی زہروں کے دفع کرنیکے واسطے ایک طرح کا تریاق ہے اور اسمین طبیعت کو تکلیف بھی ہوتی ہے لہذا بقدر ضرورت اسکی ایک معین مقدار ہونی چاہیئے جو کہ نہ اتنی کم ہو جس سے کچھ فائدہ ہی نہ ہو اور نہ اسقدر افراط کر دیجائے کہ اس سے اعضا میں ضعف آجائے اور دلی فرحت جاتی رہے اور نفس کمزور ہو جائے اور انسان بالآخر اس محنت سے قبر ہی میں جلدی نہ چلا جائے اور یہ معتدل مقدار وہی ہے جو مشروع ہوئی۔ پھر کھانے پینے میں کمی کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ مقدار میں تھوڑا سا استعمال کرے یہ طریقہ تو عام قانون کے تحت میں بمشکل آسکتا ہے اسلئے کہ لوگونکے مختلف درجہ ہیں کوئی تھوڑا کھاتا ہے کوئی اس سے زیادہ کھاتا ہے اور جتنے طعام سے ایک شخص سیر ہو جاتا ہے دوسرا بھوکا رہتا ہے سو اسمین انضباط نہ ہوتا اور ہر شخص بہت کھا کر کہدیتا کہ میں نے اپنی بھوک سے

کم کھایا ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کھانیکے درمیان جو فاصلہ ہوتا ہے وہ معمول سے زیادہ ہو یہی طریقہ شریعت میں معتبر ہے کیونکہ تمام صحیح المزاج آدمیوں کا اسپر اتفاق ہے چنانچہ لوگ عام طور سے صبح وشام دو مرتبہ کھاتے ہیں یا دن رات میں ایک ہی بار کھاتے ہیں باقی یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ لوگوں کو کم کھانے کی تکلیف دیجاتے مثلاً کہا جاوے کہ تم لوگ اسقدر کھایا کرو کہ حیوانیت مغلوب رہے ایسا حکم دینا موضوع شریعت کے خلاف ہے مثل مشہور ہے۔ کہ جو بھیڑیے کو چرواہا بنائے وہ خود ظالم ہے ہاں غیر واجبات میں ایسا کرنا نا مناسب نہیں۔ پھر یہ بھی لازم ہے کہ وہ فاصلہ اتنی دیر کا نہ ہو کہ اس سے نقصان پہنچے اور قوت کا استیصال ہوجائے مثلاً تین رات دن برابر بھوکا رہنے کا حکم ہوتا اسلئے کہ یہ موضوع شریعت کے خلاف ہے اور ہر ایک کو اسکی تکلیف نہیں دیجاسکتی اور یہ بھی ہونا چاہیئے کہ بھوکے پیاسے رہنے کیلئے بار بار کی بھی قید ہوتا کہ ریاضت اور اطاعت کا مادہ پیدا ہو ورنہ ایک بار بھوکے رہنے سے خواہ وہ کیسی ہی قوی اور سخت بھوک ہو کیا فائدہ ہوگا۔

ان مقدمات کے تسلیم کرنے پر ماننا پڑیگا کہ روزہ پورے دن بھر کا کامل ایک مہینہ تک ہونا چاہیئے کیونکہ دن بھر سے کم تو ایسا ہے کہ دن کا کھانا ذرا تاخیر کرکے کھایا جاوے۔ اور اکثر لوگوں کی عادت بھی ہوتی ہے کہ رات کے کھانے کی پروا بھی نہیں کرتے اور ایک دو ہفتہ بہت تھوڑی مدت ہے جسکا اثر نہیں ہوسکتا اور دو مہینہ تک روزہ رکھنے سے طبیعت بہت کمزور ہوجاتی ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔

(۴) چونکہ روزہ کے قانون کو عام ہونا چاہیئے اسلئے کہ آئین سب کی اصلاح وتہذیب مقصود ہے لہذا ہر شخص اسبات کا مجاز نہ ہو کہ جس مہینے میں آسانی سمجھے روزہ رکھے اسلئے کہ آئین باب معذرت سے وسیع ہوجانے کا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے انسداد کا اور اسلام کی ایک عظیم الشان عبادت میں سستی ہوجانیکا اندیشہ ہے۔

(۵) مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا ایک وقت میں کسی ایک چیز کی پابندی کرنے سے ایک دوسرے کو اس کام میں مدد ملنے کی آسانی ہوگی اور کام کرنے کی ہمت پیدا ہوگی۔

(۶) ایک کام کو ایک ہی وقت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا (باقی آئندہ)

بقیہ ربع اوّل از دفتر ثالث کلید مثنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح حبیبی

افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن و دعویٰ طاؤسی نمودن درمیان شغالان دیگر

آن شغالے رفت اندر خم رنگ　　اندر آن خم کرد یک ساعت درنگ

پس بر آمد پوستش رنگین شدہ　　کہ منم طاؤس علیین شدہ

پشم رنگین رونق خوش یافتہ　　آفتاب آن رنگہا بر تافتہ

دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد　　خویشتن را بر شغالان عرضہ کرد

جملہ گفتند اے شغالک حال چیست　　کہ ترا در سر نشاطے ملتویست

عہ اس دفتر ثالث کے شروع سے اس بقیہ تک اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر سے طلب فرما سکتے ہیں ۱۲

ازنشاط از ما کرانہ کردۂ — این تکبر از کجا آوردۂ

یک شغالے پیش او شد کاے فلاں — شید کردی تا شدی از خوش دلاں

شید کردی تا بہ منبر بر جہی — تا ز لاف این خلق را حسرت دہی

بس بکوشیدی نہ دیدی گرمئے — پس ز شید آوردۂ بے شرمئے

صدق و گرمی خود شعار اولیاست — باز بے شرمی پناہ ہر دغاست

کالتفات خلق سوئے خود کشند — کہ خوشیم و از دروں بس ناخوشند ۴

اے بنے ہوئے عارف تیری ایسی مثال ہے جیسے ایک گیدڑ رنگ کے مٹکے میں جا گھسا وہ اسمیں تھوڑی دیر ٹھیرا رہا کہ خوب رنگ چڑھ جاوے اُس کے بعد نکلا تو اُسکی کھال رنگین ہو گئی تھی اور دعوے کرتا تھا کہ میں جنت کا مور ہوں اُسکی اون سے رنگین ہو کر ایک عجیب چمک دمک پیدا ہو گئی تھی دھوپ کی آمیزش سے مختلف رنگ چمکنے لگے تھے جب اُس نے اپنے آپ کو کبھی سرخ اور کبھی سبز اور کبھی گلابی اور کبھی زرد دیکھا تو اُسنے اپنے کو گیدڑوں کے سامنے پیش کیا۔ اُسکو عجیب خوشی میں دیکھکر گیدڑوں نے کہا کہ اے گیدڑ کیا حال ہے کہ تیرے سر میں خوشی پیچ و تاب کھا رہی ہے اور مارے خوشی کے تو ہم سے الگ ہو گیا ہے یہ تکبر تو کہاں سے لے آیا۔ ایک گیدڑ نے آگے بڑھکر کہا کہ ارے فلاں تو نے فریب لگا رکھا ہے اور اس فریب سے تو خوش ہو رہا ہے پس اے بنے ہوئے عارف تو نے بھی بہروپ بھرا ہے تاکہ منبر پر سردار ہو کر بیٹھے اور اپنے دعووں کی لوگوں کے دلوں میں حسرت پیدا کرے تو بدون گرمی محبت کے بہت کچھ جوش و خروش دکھلاتا ہے۔ اور

مکر سے یہ بے شرمی اختیار کی ہے۔ سچائی اور سوزش درونی اہل اللہ کا شعار ہے نہ کہ تیرا بلکہ تو بے شرمی سے اپنی دغابازی کو چھپاتا ہو اس لئے کہ بے شرمی دغابازوں کی پشت وپناہ ہے دغاباز بے شرمی کے سہارے پر دہوکا اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری حالت بہت اچھی ہے۔ حالانکہ اُن کی اندرونی حالت بالکل تباہ ہوتی ہے۔

شرح شبیری

ایک گیدڑ کا رنگ کے مٹکے میں گر پڑنا اور رنگین ہو جانا اور پھر گیدڑوں میں جا کر طاؤس ہونیکا دعوی کرنا

۳ آں شغالک رفت اندر خم رنگ　　اندراں خم کرد یک ساعت درنگ

یعنی ایک ذرا سا گیدڑ رنگ کے مٹکے میں گر پڑا اور اس مٹکے میں کچھ دیر رہا یعنی مٹکے میں کچھ دیر لگی

پس برآمد پوستش رنگیں شدہ　　کہ منم طاؤس علیین شدہ

یعنی پھر وہ نکلا اس حال میں کہ اُس کی کھال رنگین ہو گئی تھی۔ اور کہنے لگا کہ میں طاؤس جنت ہو گیا ہوں۔

پشم رنگیں رونق خوش یافتہ　　آفتاب آں رنگہا بر تافتہ

یعنی رنگین اون نے خوب رونق پائی تھی اور آفتاب نے اُن رنگوں کو اور چمکا دیا تھا۔

دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد　　خویشتن را بر شغالاں عرضہ کرد

یعنی اُس نے اپنے کو سُرخ سبز اور گلابی اور زرد دیکھا تو اپنے کو گیدڑوں کے سامنے پیش کیا۔

جملہ گفتند اے شغالک حال چیست — کہ ترا در سر نشاطے ملتویست

یعنی سب گیدڑوں نے کہا کہ اے ننھے گیدڑ یہ کیا حال ہے کہ تیرے سر میں ایک خوشی لپٹی ہوئی ہے۔ یعنی آج تو بہت خوش معلوم ہوتے ہو۔

از نشاط از ما کرانہ کردۂ — ایں تکبر از کجا آوردۂ

یعنی نشاط کے مارے ہم سے کنارہ کیا ہے تو نے تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے یہ تو سب نے اعتراض کیا اور

یک شغالے پیش او شد کاے فلاں — شید کردی تا شدی از خوشدلاں ۴

یعنی ایک گیدڑ اسکے آگے آیا کہ اے فلانے تو نے مکر کیا ہے تاکہ خوشدلوں سے ہو جاوے

شید کردی تا بہ منبر بر جہی — تا ز لاف ایں خلق را حسرت دہی

یعنی تو نے مکر کیا ہے تاکہ ممبر پر کود سے اور تاکہ شیخی سے ان لوگوں کو حسرت دے یعنی جبکہ تو ایسے دعوے کریگا تو سب کو حسرت ہوگی کہ افسوس ایسے ہم نہ ہوئے تو تو نے اس لئے یہ مکر کیا ہے کہ تو سب سے بڑا بنے اور سب پر حکومت کرے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گیدڑ کچھ عارف تھا اور کہا کہ

بس بکوشیدی ندیدی گرمئے — پس ز شید آوردۂ بے شرمئے

یعنی تو بہت کودا اور اُچھلا مگر کوئی گرمی نہ دیکھی تو اب مکر سے بے شرمی لایا ہے مطلب یہ کہ اول تو خوب اُچھلا کودا مگر کوئی حرارت قلب کے اندر پیدا نہ ہوئی تو اب بے شرم ہو کر یہ مکر کیا ہے تاکہ اگر سچا حال نہیں ہے تو حال کاذب ہی سے لوگوں کو پھنساوے۔

صدق وگرمی خود شعار اولیاست — باز بے شرمی پناہ ہر دغاست

یعنی صدق اور حرارت قلب تو خود اولیاء کرام کا شعار ہے اور پھر بے شرمی ہر دغا باز کی پناہ ہے۔ یعنی جو دغا باز ہے وہ بے شرم ہو کر دعوے کرے پس پھر کیا ہے سب کچھ حاصل ہے سب لوگ بزرگ ہی سمجھیں گے۔ اللہ رے بے شرمی تیرا ہی راج ہے۔

کالتفات خلق سوئے خود کشند — کہ خوشیم واز درون بس ناخوشند

یعنی تا کہ التفات خلق کو اپنی طرف کھینچیں کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت ناخوش ہیں مطلب یہ کہ وہ بے شرمی کر کے اپنے کو مخلوق کے آگے خوش ظاہر کرتے ہیں مگر ان کا دل تو خراب ہے اور وہ دل سے ناخوش ہیں۔ آگے ایک شخص کی حکایت لاتے ہیں کہ وہ اپنی مونچھوں پر چربی لگا کر لوگوں میں شیخی کیا کرتا تھا کہ میں نے پلاؤ کھایا ہے زردہ کھایا ہے
5 اور اندر سے بھوکا ہوتا تھا۔ آخر کار ایک روز اسکی بھی قلعی کھل گئی تو اسی طرح جو لوگ کاذب ہیں وہ ظاہر میں تو بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں مگر اندر سے دیکھو تو ایسے الاق کہ الامان والحفیظ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

پوست دنبہ یافت ہر دو مشتہاں	ہر صباح او چرب کردے سبلتاں
درمیان منعماں رفتے کہ من	لوت چربے خوردہ ام در انجمن
دست بر سبلت نہادے در نوید	رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید

کاین گواہ صدق گفتار منست — وین نشان چرب و شیرین خوردنست

اشکمش گفتے جواب بے طنین — کہ اباد اللہ کید الکاذبین

لاف تو ما را بر آتش برنہاد — کاں سبال چرب تو برکندہ باد

گر نبودے لاف زشتت اے گدا — یک کریمے رحم افگندے بما

ور نبودے عیب کم کردے جفا — ہم بدے مہمانے یک آشنا

راست گر گفتے و کج کم باختے — یک طبیبے دارو ما ساختے ۶

گفت حق کہ کج مجنباں گوش و دم — ینفعن الصادقین صدقہم

کژ مخسپ اندر کشتی اے محتشم — آنچہ داری وانما و فاستقم

ور نگوئی عیب خود بارے خمش — از نمایش وز دغل خود را مکش

بر سبال چرب خود تکیہ مکن — زانکہ گربہ برد دنبہ بے سخن

گر تو نقدے یافتی مکشا دہاں — ہست در رہ سنگہائے امتحاں

سنگہاے امتحاں را نیز پیش — امتحانہا ہست در احوال خویش

گفت یزداں از ولادت تا بحین — یفتنون فی کل عام مرتین

امتحاں بر امتحانست اے پسر — ہیں بکمتر امتحاں خود را مخر

امتحانات قضا ایمن مباش — ہاں ز رسوائی بترس اے خواجہ تاش

بلعم باعور و ابلیس لعین — ز امتحان آخریں گشتہ مہین

زانکہ بودند ایمن از مکر خدا — کامتحانہا رفت اندر ما مضے

عاقبت رسوائی آمد حال شاں — ہم شنیدہ باشی از احوال شاں

کانچہ پنہاں می کند پیداش کن — سوخت ما را اے خدا رسواش کن

او بدعوے میل دولت میکند — معدہ اش نفرین سبلت میکند

لاف و داد و کرہا می میکند — شاخ رحمت را ز بن بر میکند

جملہ اجزاے تنش خصم ویند — کز بہاے لاف ایشاں در ویند

راستی پیش آر یا خامش کن　　وانگهان رحمت ببین و نوش کن

وان شکم خصم سبال او شده　　دست پنهان در دعا اندر زده

کای خدا رسوا کن این لاف لئام　　تا بجنبد سوی ما رحم کرام

مستجاب آمد دعای آن شکم　　سوزش حاجت بزد بیرون علم

گفت حق گر فاسقی و اهل صنم　　چون مرا خوانی اجابتها کنم

تو دعا را سخت گیر و می‌شخول　　عاقبت برهاندت از دست غول　۸

چون شکم خود را بحضرت در سپرد　　گربه آمد پوست را دنبه ببرد

از پی دنبه دویدند او گریخت　　کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

آمد اندر انجمن آن طفل خرد　　آبروی مرد لافی را ببرد

گفت آن دنبه که هر صبحی بدان　　چرب می‌کردی لبان و سبلتان

گربه آمد ناگهانش در ربود　　بس دویدیم و نکرد آن جهد سود

(باقی آینده)

التشرف بمعرفة احاديث التصوف

معہ ترجمہ مسمّی بہ

تكميل التصرف في تسهيل التشرف

بسم الله الرحمن الرحيم

وبعد فهذا تحقيق عدة احاديث مما اشتهرت على ألسنة الصوفية في خطبهم وانتشرت في كتبهم + التي ربما يحكم المتقشف على اكثرها بالوضع + لعدم معرفة السند او توهم كون مدلوله مباينا للشرع + وهذا الاخير يتكفل بالبحث عنه الدراية + وانما قصدي في هذه الكراسة هو التحقيق من حيث الرواية + واصل مأخذ ما تخريج احاديث الاحياء للامام العراقي + ثم بعض الاسفار الاخر للباقي + وحيث لم اصرح بالمأخذ فهو الاول + وفي الباقي اذكر المعول + وربما تجد الضعف في بعض هذه الروايات + لكنه لا يضر لتشييد اصل المقصود منها بالصحاح بل بالآيات + كما لا يخفى على

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ یہ تحقیق ہے چند ایسی حدیثوں کی جو حضرات صوفیہ کی زبانوں پر انکی تقریرات میں مشہور ہیں اور اُن کی کتابوں میں شائع ہیں جن کے اکثر حصہ کو خشک متشدد موضوع کہدیتا ہے۔ یا تو سند معلوم نہ ہونے کے سبب یا اسکے مضمون کو مخالف شرع خیال کرنیکے سبب اور اس امر اخیر سے بحث کرنے کا ذمہ دار تو علم درایت ہے باقی میرا مقصود اس جزو میں صرف روایت کی حیثیت سے تحقیق کرنا ہے۔ اور اصل ماخذ اس جزو کا تخریج احادیث الاحیاء للامام العراقی ہے۔ اور اسکے بعد اور بھی بعض کتابیں ہیں باقی احادیث کے لئے۔ اور جس جگہ ماخذ کی تصریح نہ کروں وہاں ماخذ پہلی کتاب ہے یعنی تخریج اور باقی احادیث میں ماخذ کو جسپر اعتماد کیا گیا ہے ذکر کرونگا۔ اور بعض اوقات ان روایات میں بعض میں ضعف بھی پاؤگے مگر وہ ضعف اسلئے مضر نہ ہوگا کہ ان روایات سے جو مسئلہ اصل مقصود ہے وہ احادیث صحیحہ بلکہ آیات قرآنیہ سے مؤید ہے جیسا کہ

من مارس الفن + اذا كان ممن قد احسن
الله تعالى اليه بالفهم ومن + ويزيده
وضوحا يزيل منه الشكوك + النظر فى
رسالتى حقيقة الطريقة من السنة الانيقة
ومسائل السلوك من كلام ملك الملوك
لاشتراك الثلثة فى المقصود الاصل +
وان كان بعض الخصوصيات اوقع بينها
الفصل + وهو ان المنظور اليه فى الرسالتين
اثبات الفرع بالاصول + وفى هذه الرسالة
اثبات نفس الاصول بالمقول + هذا
هو الذى ذكرته استقلالًا وقصدًا + ۲
ومع هذا لم يبعد ان اورد فى مطاوى
المقصد غير احاديث الاحياء القسمين
الاخرين تبعا وطردا + احدهما ما يثبت
به بعض المسائل المشهورة + وان لم تكن
تلك الروايات فى صحف الفن مسطورة
وعلى السنة اهله مذكورة + وثانيهما
ما اصله لم يوجد + ذكرته عسى ان
يظفر به احد + وسميتها بالتشرف +
بمعرفة احاديث التصوف + ربنا تقبل
منا انك انت السميع العليم + وتب علينا

فن کی مزاولت کرنیوالے پر مخفی نہیں جبکہ وہ ایسا شخص ہو
جسپر حق تعالیٰ نے فہم صحیح کا احسان اور امتنان فرمایا ہو۔
اور اس دعوے کا کہ اصل مقصود ان روایات حقیقیہ کا قرآن و
حدیث سے ثابت ہی اوضح میرے ان دو رسالوں میں نظر کرنے
سے اور زائد ہوجاتا ہی ایک حقیقۃ الطریقہ دوسرا مسائل السلوک
کیونکہ اصل مقصود میں تینوں رسالے شترک ہیں اگرچہ بعض
خصوصیات سے تینوں میں فرق بھی ہی وہ یہ کہ رسالہ حقیقۃ الطریقہ
و مسائل السلوک میں اصل ملحوظ مسائل کا اثبات ہی احادیث سے
اور احادیث کی تخریج تبعًا ہی اور اس رسالہ میں اصل ملحوظ خود
احادیث کا اثبات ہی اسانید سے اور تفریع مسائل تبعًا ہی او
احادیث کا وہ ذخیرہ جسکو میں نے استقلالًا وقصدًا ذکر کیا ہی وہ
تو یہی حصہ مذکور ہی (کہ صوفیہ میں مشہور بھی ہی اور سندًا بھی ثابت
ہی) باقی کچھ بعید نہیں جو اس مقصود کے درمیان درمیان باستثنار
احادیث احیاء کے کہ انکے ساتھ اور کوئی قسم نہ آویگی) اور دو
قسمیں بھی تبعًا واستطرادًا کہیں کہیں ذکر کردوں ایک وہ روایات
جن سے بعض مسائل مشہورہ فن کے ثابت ہوتے ہیں مگر وہ روایات فن
کی کتابوں میں (من حیث الاستدلال علی المسائل) مذکور نہیں اور نہ
(مذکور حیثیت سے) اہل فن کی زبانوں پر دائر ہیں اور دوسری قسم وہ روایات
جنکی اصل نہیں پائی اس دوسری قسم کو اسلئے ذکر کردیا کہ ممکن ہو کسی کو
اسکی اصل مل جاوے اور وہ اسمیں ملحق کرلے اور میں نے اس مجموعہ کا نام
"تشرف بمعرفۃ احادیث التصوف" رکھا۔ اے ہمارے پروردگار

انك انت التواب الرحيم ٭

بیشک آپ بڑی توجہ فرمانیوالے اور بڑی رحمت والے ہیں

تنبيهان الاول قال العراقي رحـ حيث عزوت الحديث لمن خرجه من الائمة فلا اريد ذلك اللفظ بعينه بل قد يكون بلفظه وقد يكون بمعناه او باختلاف على قاعدة المستخرجات اه

تنبیہ اول۔ عراقی نے فرمایا ہے کہ میں جہاں حدیث کو کسی امام کیطرف منسوب کروں گا جسنے اسکی تخریج کی ہے تو میری مراد بعینہ وہ لفظ نہیں بلکہ کبھی یہ نسبت باعتبار لفظ کے ہوتی ہے اور کبھی باعتبار معنے کے یا باعتبار اختلاف کے جیسا مستخرجات کا قاعدہ کہا ہے۔

الثاني قد يشير العراقي في التخريج الى من ينسب اليهم الحديث من المخرجين بطريق الرمز بالحروف فيشير الى البخاري بلفظ خ والى مسلم م والى الترمذي ت والى النسائي ن والى ابن ماجه ه والى ابي داؤد د والى ما رواه البخاري و المسلم متفق عليه والى الدارقطني قط والى الطبراني في الاوسط طس وفي الاصغر طص والى البيهقي هق والى ابن حبان حب والى العقيلي عق والى الحاكم ك

تنبیہ دوم۔ جن مخرجین کیطرف حدیث منسوب ہے عراقی کبھی تخریج میں ان لوگوں کی طرف حروف سے اشارہ کرتے ہیں پس بخاری کیطرف خ سے اشارہ کرتے ہیں اور مسلم کیطرف م سے اور ترمذی کیطرف ت سے اور نسائی کیطرف ن سے اور ابن ماجہ کیطرف ہ سے اور ابوداود کیطرف د سے اور جسکو بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے اسکی طرف لفظ متفق علیہ سے اور دارقطنی کیطرف قط سے اور طبرانی کی اوسط کیطرف طس سے اور اصغر کیطرف طص سے اور بیہقی کیطرف ھق سے اور ابن حبان کیطرف حب سے اور عقیلی کیطرف عق سے اور حاکم کی طرف ک سے۔

كتاب العلم من ربع عبادات الاحياء

کتاب العلم ربع عبادات احیاء سے

الحديث طلب العلم فريضة على كل مسلم ابن ماجه من حديث انس وضعفه احمد والبيهقي وغيرهما۔

حدیث علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حدیث انس سے۔ اور اسکو احمد و بیہقی وغیرہما نے ضعیف کہا ہے۔

الحدیث اطلبوا العلم ولو بالصین ابن عدی والبیہقی فی المدخل والشعب من حدیث انس قال البیہقی متنہ مشہور واسانیدہ ضعیفۃ۔

حدیث علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ملے ابن عدی اور بیہقی نے مدخل اور شعب میں انس کی حدیث سے روایت کیا بیہقی نے کہا کہ یہ متن تو مشہور ہے مگر اسنادیں اسکی ضعیف ہیں ف اور ضعف کے شبہ کا جواب خطبہ میں ہو چکا ہے تو اس عبارت میں اور بعض اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف ہی پاؤ گے۔

الحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ الترمذی من حدیث انس وقال غریب ورواہ مسلم وابوداؤد والترمذی وصححہ عن ابی مسعود البدری بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اھ۔ الاحادیث الثلثۃ تدل علی فضل التعلم والتعلیم وفیہ اصلاح لجہلۃ الصوفیۃ من ذمہم العلم وعدہ حجابا۔

حدیث اچھی بات بتلانیوالا ایسا ہی ہے جیسا اسکا کرنیوالا روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس سے اور کہا کہ یہ غریب ہے اور اسکو مسلم وابوداؤد وترمذی نے مع تصحیح ابو مسعود بدری سے اس لفظ سے روایت کیا ہے من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ اس میں کفاعلہ کی تفسیر بھی ہو گئی کہ تشبیہ اجر میں ہے یہ تینوں حدیثیں علم سیکھنے اور سکھلانے کی فضیلت پر دال ہیں اور ان میں جاہل صوفیہ کی اصلاح ہے جو علم کی مذمت کیا کرتے ہیں اور اسکو مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں۔

فضل العلم وجوابہ

الحدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک الترمذی وصححہ والنسائی وابن حبان من حدیث الحسن بن علی۔

حدیث جو چیز تجھ میں کھٹک پیدا کرے اسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جو کھٹک نہ پیدا کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے۔

الحدیث استفت قلبک وان افتوک احمد من حدیث وابصۃ اھ دل الحدیثان علی اعتبار الذوق والوجدان ممن لہ کمال الایمان + فیما تزاحم فیہ الدلیلان + وہو کالطبیعۃ لاہل العرفان +

حدیث اپنے دل سے فتوی لے اگرچہ فتوی دینے والے تجھ کو فتوی بھی دیدیں روایت کیا اسکو احمد نے حدیث وابصہ سے ف دونوں حدیثیں اس پر دال ہیں کہ ذوق وجدان بھی معتبر چیز ہے ایسے شخص کا جسکو ایمان کامل حاصل ہو اور وہ ایسے امور میں معتبر ہے جنمیں دو دلیلیں متعارض ہوں اور یہ (اہل بالوجدان) عارفین میں مثل عادات طبعیہ کے ہے۔

ذوق سلیم معتبر ہے

(باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامۃ محی السنۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کے مضامین کا خزینہ

علمی اور مذہبی

ماہواری رسالہ

الہادی

علوم دینیہ کے شائقین کو مژدہ سنایا جاتا ہے کہ مواعظ حسنہ اور حدیث و تصوف اور علوم عقلیہ کا جامع رسالہ جو ہر ماہ قمری کی تیسری تاریخ کو کتب خانہ اشرفیہ دہلی سے شائع ہوتا ہے جسمیں حسب ذیل مضامین رہتے ہیں

التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب جسمیں صحیح احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کی گئی ہے جسکو دیکھکر یا سنکر ہر انسان کا دل طاعت کی جانب مائل ہوتا ہے اور گناہونکو چھوڑ دیتا ہے۔

تسہیل المواعظ جسمیں حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم کے مواعظ حسنہ کو ایسا آسان کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ جلد دوم جسمیں حضرت مولانا موصوف دام فیضہم نے احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں جسکا مطالعہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور نو تعلیم یافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت ضروری اور بے حد مفید ہے۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق تو کچھ کہنے ہی کی حاجت نہیں جو حصے اس کے چھپ چکے ہیں وہ اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف۔ اس میں مولانا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو السنہ صوفیہ پر یا رسائل تصوف میں مذکور ہیں۔ یہ کتاب نہایت شاندار ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسالہ ہذا کے لئے حضرت والا نے اس کا ترجمہ فرما دیا جسمیں مسائل تصوف کی تقریر بھی کی گئی ہے۔ جو لوگ مولانا مدظلہم کی تحقیق تصوف سے واقف ہیں۔ وہ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس بے نظیر کتاب میں کیا کچھ بیش بہا جواہرات علمیہ ہونگے۔

باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت سالانہ صرف عہ ہے۔

(مدیر)

اصول و مقاصد رسالہ ہذا اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہ ہوگا۔

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو ان شاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا۔

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے ڈھائی جز سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائیگا۔ اس رسالہ میں کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہوگا اور قیمت سالانہ عہ ہے۔

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا۔ اور دوآنہ خرچ وی پی کا اضافہ کرکے عہ کا وی پی روانہ ہوگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جب تک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۸) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہوں گے۔ ان کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنے جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاوے گی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کر دی جائے گی۔ [سلہ]

(۱۰) الھادی کے متعلق جملہ تحریرات بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ہونی چاہیئے

(۱۱) جواب کے لئے جوابی خط آنا چاہیئے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں۔ براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہ ہو۔

راقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الھادی دھلی

سلہ دہلی اس عقد کے جواز کی رد المحتار مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ جلد رابع صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ پر مذکور ہے ۱۲ منہ

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلاً

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامہ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ[1] کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المذکور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج مشہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۲	بابتہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۳ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بارندگان زر صدر بہم میگردد

[1] ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقتص ربنا کتاب اللہ وقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابتہ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ

جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	احادیث الہدیہ ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ	۹
۳	مصالح العقلیہ	اسرار شریعت	"	۱۳
۴	کلید مثنوی	تصوف	"	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	"	۳۳

اطلاع

انشاءاللہ تعالیٰ رسالہ پابندی کے ساتھ وقت پر روانہ کیا جائے گا۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ تک انتظار کرکے کارڈ لکھدیں۔ اطلاع آنے پر دوسرا پرچہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا اور اگر بہت عرصہ بعد اطلاع دیگی تو پرچہ دینا دشوار ہوگا۔

(مسل ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترغیب دربارہ اخلاص و صدق و نیک نیتی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (سفر میں) چلے رات کو ایک غار میں شب باشی کا موقعہ ملا اوس کے اندر داخل ہو گئے۔ ایک بڑا پتھر پہاڑ سے لڑکا اور اُس نے غار کا رستہ بند کر دیا بس اون لوگوں نے کہا کہ اس پتھر سے تم کو کوئی چیز نجات نہیں دلسکتی بجز اسکے کہ بطفیل اپنے اپنے اعمال صالحہ کے دعا کرو اون میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں شام کا دودھ اُنسے پہلے اپنے اہل و مال (یعنی غلام باندیوں) کو نہیں دیا کرتا تھا ایک روز میں چارہ کی تلاش میں دور نکل گیا شام کو اونکے پاس نہ پہنچ سکا یہانتک کہ وہ سوگئے پھر میں نے اونکے واسطے دودھ دوہا اونکو سوتا ہوا پایا یہ مکروہ جانا کہ اون دونوں سے پہلے اپنے اہل و مال کو پلاؤں پس دودھ کو ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا رہا اونکی بیداری کا انتظار کرتا رہا یہانتک کہ صبح ہو گئی بعض راویوں نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ بچے میرے قدموں میں چلاتے تھے پھر وہ بیدار ہوئے اور اپنا دودھ پیا اے اللہ اگر میں نے یہ محض تیری رضامندی کے لئے کیا تہا تو ہم پر اس پتھر کو کھول دے پس ایسا کچھ کھلا کہ نکل نہیں سکتے تھے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوسرے نے کہا کہ خدایا میرے ایک چچا کی بیٹی مجھکو نہایت درجہ پیاری تھی میں نے اوس سے قربت چاہی وہ مجھسے بچتی رہی یہانتک کہ وہ ایک قحط میں مبتلا ہوکر میرے پاس آئی میں نے اوسکو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھکو قربت کا اختیار دیدے اوس نے منظور کیا یہانتک کہ جب میں اسپر قادر ہوا تو اوس نے کہا میں تجھکو یہ حلال نہیں کرتی ہوں کہ تو اللہ کی مہر لگائی ہوئی کو بغیر حق کے توڑے میں نے اوس سے قربت میں حرج جانا اور اوس سے علیحدہ ہو گیا باوجودیکہ وہ مجھکو تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھی اور جو اشرفیاں اسکو دی تھیں وہ بھی چھوڑ دیں اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے واسطے کیا تہا تو اسکی بات سے ہم کو اس موجودہ بلا سے نجات دے تو وہ پتھر اور کھل گیا مگر ابھی نکل نہیں سکتے تھے حضور نے فرمایا کہ

تیسرے نے کہا اے اللہ میں نے مزدور لگائے تھے اور سب کو مزدوری دیدی تھی مگر ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑکر چلا گیا میں نے اسکی مزدوری کو بڑہانا شروع کیا یہانتک کہ بہت مال بڑھ گیا پھر ایک زمانہ بعد وہ آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھکو ادا کر دے میں نے کہا کہ تمام اونٹ گائیں بکری غلام جو تو دیکھتا ہے تیری ہی مزدوری کے حاصل کردہ ہیں کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندہ مذاق مت کر میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا تب اوس نے وہ سب لیکر ہانک لئے اور اومیں سے کچھ نہیں چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضا جوئی کے واسطے کیا تہا تو ہم سے اس بلا کو کھولدے جسمیں ہم مبتلا ہیں۔ بس وہ پتھر کھل گیا اور وہ لوگ نکلکر چلے گئے۔ اور ایک دوسری روایت اس طرح سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگون میں سے تین شخص چلے جاتے تھے اتفاقاً بارش آگئی ایک غار میں ٹھہر گئے اوس غار کا منہ بند ہو گیا تب بعض نے بعض سے کہا کہ خدا کی قسم تم کو اس بلا سے کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی بجز صدق وصفا کے پس تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اللہ پاک سے ایسے عمل کے طفیل میں دعا کرے جسمیں جانتا ہے کہ سچا تھا (یعنے جانتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیا تھا) اون میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ ایک میرا مزدور تھا اوس نے میرے یہاں ایک فرق جوار پر کام کیا تہا (فرق مدینہ منورہ ۱۰
کا ایک پیمانہ ہے آٹھ سیر کا) وہ اوس جوار کو چھوڑکر چلا گیا میں نے بہت کرکر اوس جوار کو بودیا اس میں اسقدر پیدا ہوا کہ میں نے اوس سے بیل خرید لئے پھر وہ آیا مزدوری مانگتا تھا میں نے کہا کہ ان بیلوں کو لے لے یہ اوس آٹھ سیر جوار سے ہے اوس نے وہ سب ہانک لئے اب اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے خوف سے کیا تھا تو اس غار کے موہنہ کو کھول دے بس پتھر ہٹ گیا باقی حدیث مثل سابق کے بیان کی ہے یہ روایت بخاری مسلم ونسائی سے روایت کی ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں مختصر روایت کی ہے جو انشاءاللہ براہوادین میں آئے گی ف میرے استاد حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہوی نے اس حدیث میں بیان کیا تھا کہ جب اس حدیث شریف سے اعمال ماضیہ سے توسل ثابت ہوا تو عمل کرنے والوں سے توسل پکڑنا بدرجہ اولے جائز ہے پس مجرات بزرگان دین میں جو اہل سلسلہ سے توسل اختیار کیا گیا ہے اس حدیث شریف سے اسکا جواز ثابت ہے مگر یہ واضح رہے کہ زمانہ موجودہ میں جو قبور اہل اللہ پر جا کر مرادیں مانگتے ہیں اوسکی کوئی اصل نہیں ہے اب تو خود اہل اللہ سے مانگتے ہیں یہ تو بالکل حرام ہے اسواسطے کہ بجز خدائے وحدہ کے کسی دوسرے کو متصرف ماننا کفر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اے

بزرگ تمہارے بارہ میں دعا کرو یہ بھی ناجائز ہے اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لا تسمع الموتےٰ. تم مردوں کو نہیں سنا سکتے ان اللہ پاک جو چاہے اور جسکو چاہے سنائے پس علے الاطلاق یہ سمجھ لینا کہ یہ بزرگ سب سنتے ہیں یہ عقیدہ قرآن شریف کے مخالف ہی۔ ایک طریق اور ہے وہ یہ کہ خدا ہی سے مانگتے ہیں توسل اون بزرگوں کے مگر قبر کی طرف کھڑے ہوکر اور قبر کیطرف ہاتھ اٹھا کر اسمیں اہل قبور سے مانگنے کی صورتا مشابہت ہے اور برے کام کی مشابہت بھی بری ہے لہذا سلامتی کا طریق یہ ہے کہ قبلہ رو خدا کیطرف متوجہ ہو کر دعا کرے اللہ اعلم بالصواب۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اللہ وحدہ سے اخلاص رکھتا ہوا نماز کو باہتمام ادا کرتا ہوا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوا دنیا سے جدا ہوا وہ ایسی حالت میں جدا ہوا کہ خدا اوس سے راضی ہے اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری مسلم کی شرط پر ہے۔ قبیلہ اسلم کے ایک شخص ابو فراس نامی سے روایت ہے کہا کہ ایک آدمی نے آواز دی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے فرمایا کہ (خدا کے ساتھ) اخلاص اور دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ (ابو فراس نے) کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو چاہو دریافت کرو تب ایک شخص نے پکارا کہ یا رسول اللہ اسلام کیا ہے فرمایا نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا عرض کیا پھر ایمان کیا ہے فرمایا اخلاص (با اللہ) عرض کیا پھر یقین کیا ہے (فرمایا) تصدیق۔ اس حدیث کو بیہقی نے مرسل روایت کیا ہے۔ ف رمضان کے روزہ اور حج اسلام اسوجہ سے یہاں ارکان اسلام میں نہیں بیان فرمایا کہ اسوقت تک فرض نہیں ہوئے تھے بعد فرض ہوجانے کے وہ دونوں بھی ایسے ہی رکن اسلام ہیں اللہ اعلم بالصواب۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہی کہ جب وہ یمن کو حاکم بنا کر بھیجے گئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو وصیت کیجئے فرمایا کہ اپنی دینداری کو خالص (اللہ کے واسطے) کر لینا پھر تم کو تھوڑا عمل (بھی) کافی ہوگا۔ اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ تروتازہ کرے اللہ پاک اوس شخص کو جسنے میری گفتگو سنکر (بعینہ) یاد رکھی چونکہ بعضے دانائی کی بات یاد رکھنیوالے خود دانا نہیں ہوتے۔ تین امر ایسے ہیں کہ مومن کا دل اون پر کینہ نہیں کرتا عمل کو خالص

خدا کے واسطے کرنا اور مسلمانوں کے ائمہ (اور سلاطین) کی خیرخواہی کرنا اور اہل اسلام کی جماعت سے چپٹا رہنا اسواسطے کہ اونکا دعوی اونکے تمامی کو محیط ہوتا ہے یعنی اگر بعض مسلمان کسی سے کوئی معاہدہ کرلیں تو تمام کو وہ معاہدہ لازم ہوتا ہے اسکو بزار نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ مجھکو دوسرے اصحاب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ہے پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے ضعفا ہی کی برکت سے مدد فرماتا ہے اونکی دعاؤں اور نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اسکو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بخاری وغیرہ میں بھی ہے سوا لفظ اخلاص کے۔

ضحاک ابن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے نے فرمایا ہے میں (جملہ) شریک سے بہتر ہوں پس جس کسی نے کسی کام میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ میرے شریک ہی کا ہے (میں اوسکو قبول نہ کرونگا) اے لوگو اپنے عملوں کو خالص اللہ ہی کیواسطے کرو اسلئے کہ اللہ تعالے اعمال میں سے وہی قبول فرماتا ہے جو خالص اوسی کے لئے ہو یہ مت کہو کہ یہ کام اللہ کیواسطے ہے اور رشتہ داری کیواسطے ہے وہ رشتہ داری ہی کیواسطے ہوگا (خدا اسکو قبول نہ فرمائیگا) اور یہ مت کہو کہ یہ اللہ کیواسطے اور تمہاری وجاہت کیواسطے ہے پس وہ تمہاری وجاہت ہی کیواسطے ہوگا اور اوسمین اللہ کیواسطے کچھ نہ ہوگا اسکو بزار نے ایسی ۱۴
سند کیساتھ بیان کیا ہے کہ اوسمین کچھ حرج نہیں ہے ف اس حدیث سے عبرت پکڑنی چاہیئے اون لوگونکو جو بہت سے کار خیر نام یا شرم کیواسطے کرتے ہیں اور اکثر اموات کے بعد جو صدقات کرتے ہیں اونمیں یہ بہت پایا جاتا ہے حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فرمایئے ایک شخص نے جہاد کیا اور اوس میں اجر بھی چاہتا ہے اور ذکر خیر بھی اسکے لئے کیا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو کچھ بھی نہیں پھر اوس شخص نے تین بار اسی سوال کو لوٹایا آپ فرما دیتے تھے اسکو کچھ بھی نہیں پھر ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے نہیں قبول فرماتا کسی عمل کو بجز اوسکے جو خالص اوسی کے واسطے ہو اور اوس سے محض ذات پاک ہی مطلوب ہو۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے عمدہ اسناد سے بیان کیا ہے۔

ابو دردا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو کچھ اوس میں ہے بجز اوس چیز کے جس سے ذات پاک پروردگار طلب کی جاوے۔

اسکو طبرانی نے خاص سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔
عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دنیا حاضر کیجائیگی اور حکم کیا جائے گا۔ اسمیں سے چھانٹو جو خدا کے واسطے ہے پس چھانٹ لیجائیگی اور (باقی) دوزخ میں سب ڈالدی جائیگی اسکو بیہقی نے شہر بن حوشب سے موقوف روایت کیا ہے مگر حافظ نے فرمایا ہے کہ اس قسم کا عقلی نہیں ہے حکم مرفوع میں ہے۔

فصل

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اعمال (خدا کے نزدیک معتبر) نیتوں کے ساتھ اور اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اوسکے رسول کیطرف ہے تو (خدا کے نزدیک بھی) اسکی ہجرت خدا اور اسکے رسول کی طرف (معتبر) ہے اور جس شخص کی ہجرت
دنیا کیطرف ہے تاکہ اسکو حاصل کرے یا کسی عورت کیطرف کہ اوس سے نکاح کرے (خدا کے نزدیک ۱۳
بھی) اسکی ہجرت اسکی طرف ہوگی جسکی طرف اسنے کی ہے اس حدیث کو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ (آخر زمانے میں) ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کریگا جب وہ ایک بیابان میں پہنچے گا تو اول سے آخر تک دھسا دیے جائینگے حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب اول سے آخر تک کیونکر دھسا دیے جائینگے اون میں تو بازاری بھی ہونگے اور ایسے بھی ہونگے جو اون میں (شریک) نہ ہونگے فرمایا کہ دھسا تو سب ہی دیے جائنگے اول سے آخر تک پھر (قیامت کو) اٹھائے جائینگے اپنی نیتوں کے موافق۔ اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا کہ ہم غزوہ تبوک سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں واپس آرہے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعضی قومیں ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں ہیں ہم نے کوئی گھاٹی یا میدان ایسا طے نہیں کیا کہ وہ ہمارے ساتھ نہ ہوں اونکو عذر (اور مجبوری

سے (مدینہ منورہ میں ہماری ہمراہی سے) روک رکھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے کچھ زیادتی کے ساتھ بتغیر عبارت روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اپنی نیتوں ہی پر (قیامت کو) اٹھائے جائینگے۔ اسکو ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف (دیکھتا ہے) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور ابوکبشہ انماری سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے تین (باتیں) ہیں میں ان پر قسم کھاتا ہوں اور تم کو ایسی بات کہتا ہوں کہ اسکو یاد رکھو فرمایا کسی بندہ کا مال صدقہ سے نہیں گھٹتا اور نہ کسی شخص پر ظلم کیا گیا جس پر اس نے صبر کیا ہو مگر اللہ پاک (ضرور) اسکی عزت بڑھاتا ہے اور جو کوئی بندہ دروازہ سوال کا کھولتا ہے ضرور اللہ پاک اس پر دروازہ فقر کا کھولتا ہے۔ یا کوئی کلمہ اسکے قریب فرمایا تھا (یہ کلام راوی کا ہے) اور ایک بات کہتا ہوں یاد رکھنا۔ دنیا ۱۴
صرف چار قسم کے آدمیوں کے واسطے ہے ایک بندہ ہے کہ اللہ پاک نے اسکو مال اور علم دیا ہے وہ اس مال میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی (یعنی اقربا کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور جانتا ہو کہ اسمیں اللہ کا بڑا حق ہے یہ افضل مرتبہ پر ہے اور ایک بندہ ہے کہ اسکو اللہ نے علم عطا فرمایا ہے اور مال نہیں دیا اور نیت سچی رکھتا ہے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں (یعنی پہلے شخص) جیسا عمل کرتا پس وہ اپنی نیت پر (ثابت قدم) ہے ان دونوں شخصوں کا ثواب برابر ہے (سبحان اللہ نیت نیک کا کیسا اجر ہے) اور ایک بندہ ہے کہ اللہ نے اسکو مال دیا ہے اور علم نہیں دیا بس وہ اپنے مال میں غتربود کرتا ہے بغیر (موقعہ محل) جانتے اور اسکے خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اللہ پاک کا حق پہنچاتا ہے یہ شخص نہایت بڑے مرتبہ پر ہے۔ اور ایک بندہ ہے کہ اسکو اللہ پاک نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح کام کرتا بس وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے دونوں کا گناہ برابر ہے (معلوم ہوا کہ نیت کا پاک رکھنا ہر حال میں نہایت ضروری ہے) اسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت

کیا ہے سند بھی حسن صحیح فرمائی ہے اور نسائی نے قصہ مال کو کچھ لفظی تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حدیثیں اپنے رب عزوجل سے روایت فرمائی ہیں اون میں سے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے نیکیاں اور بدیاں لکھی ہیں پھر انکو اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے پس جو شخص کسی نیکی کا قصد کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا اللہ تعالے اس نیت کی اپنے نزدیک ایک نیکی کامل لکھہ لیتا ہے اور اگر ارادہ کیا اور عمل بھی کر لیا۔ تو اللہ تعالے اس ایک نیکی کی اپنے نزدیک دس سے سات سو گونہ تک بلکہ بہت زیادہ گونہ لکھہ لیتا ہے (واللہ اعلم فرق مراتب نیک اور اخلاص کی وجہ سے ہے) اور جس شخص نے کسی بدی کا ارادہ کیا اور اسکو (خدا سے ڈر کر) نہیں کیا اللہ تعالے اپنے پاس اسکی ایک نیکی لکھہ لیتا ہے اور اگر وہ کر ہی بیٹھا تو اللہ پاک اسکی ایک بدی لکھتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے یا اسکو بھی مٹا دیتا ہے اور اللہ کے یہاں کوئی ہلاک نہیں ہوتا مگر جو خود ہی ہلاک ہونے والا ہے اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے ۱۵
عزوجل (اپنے فرشتوں کو) فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ کوئی بدی کرنے کا ارادہ کرے تم اسکو اسکے ذمہ مت لکھو جبتک وہ اسکو کر (نہ) چکے اور اگر وہ کر ہی لے تو اسکو اسکے برابر ہی لکھو اور اگر وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اوسکی ایک نیکی لکھہ لو اور اگر اوسنے نیکی کا ارادہ کیا اور کیا نہیں اوسکی ایک نیکی اسکے لئے لکھہ لو اور اگر اوس نے اوس نیکی کو کر لیا تو اسکی دس سے سات سو تک نیکیاں لکھہ لو اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اسکے مثل چند طریق پر روایت کیا ہے تطویل کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اور معن بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ میرے باپ یزید نے ایک دینار اللہ کے واسطے دینے کو نکالا تھا مسجد میں ایک صاحب کو (بانٹنے کے لئے) دیدیا (اتفاقاً) میں مسجد میں آیا اور اسکو لیکر آگیا پدر بزرگوار نے فرمایا تیرا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا میں نے اسکا مقدمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے (پدر بزرگوار کو) فرمایا تمہارے واسطے وہی ہے جو تم نے نیت کی اے یزید اور تیرے لئے وہ ہے جو تو نے لیلیا اے معن اسکو بخاری نے روایت کیا ہے ف یہ حکم صدقات نفلیہ

کا ہے کہ باپ بیٹے کو یا بیٹا باپ کو دیدے اور زکوٰۃ اور صدقات واجبہ اپنے اصول وفروع کو نہیں دے سکتے اور یہاں تو حضرت یزید رضی اللہ تعالے عنہ نے جانکر دیا ہی نہیں بلکہ وکیل نے انکی عدم علمی میں دیا ہے اور فقہا فرماتے ہیں کہ ناواقفیت مین اگر بیٹے نے باپ کو یا باپ نے بیٹے کو زکوٰۃ دیدی تو ادا ہو جاتی ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (پہلی امتوں مین سے) ایک شخص نے نذر مانی کہ مین ایک صدقہ کرونگا اوس نے صدقہ نکالا (رات کے وقت) ایک چور کو دیدیا صبح کو لوگ کہنے لگے کہ اس رات مین ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے اوس شخص نے (سنکر) کہا خدایا تیرا شکر ہے چور پر میں (پھر) ایک صدقہ کرونگا پھر صدقہ نکالا اور ایک رنڈی کے ہاتھ پر رکھدیا صبح لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو رنڈی کو صدقہ دیا گیا ہے پھر اس شخص نے کہا اللہ تیرا شکر ہے رنڈی پر پھر مین ایک صدقہ کرونگا پھر اوس نے صدقہ نکالا اور ایک امیر کو دیدیا صبح کو تذکرہ ہونے لگا کہ آج شبکو ایک امیر پر صدقہ کیا گیا کہا اے اللہ تیرا شکر ہے (بطریق تعجب) چور پر اور رنڈی پر اور امیر پر یعنی اوسکے دل میں ۱۶ یہ افسوس تھا کہ باوجود نیت صادق کے مین نے تین مرتبہ صدقہ کیا ایک دفعہ بھی مستحق کو نہ پہنچا معلوم ہوتا ہے کہ مرتبہ قبولیت پر نہ پہنچا ہوگا خواب مین) اوسکے پاس (خدا کی جانب سے قاصد بھیجا گیا اور کہا گیا کہ (تیرے تینوں صدقے مفید اور مقبول ہوئے) تیرا صدقہ جو چور پر کیا گیا ہے (اوسکی حکمت یہ ہے) کہ شاید وہ چوری سے پرہیز کرے اور رنڈی پر (اس حکمت سے کیا گیا) کہ ممکن ہے وہ اپنی زنا سے اجتناب کرے اور غنی پر اس وجہ سے کہ شاید وہ عبرت پکڑے۔ اور جو کچھ اوسکو خدا نے عطا فرمایا ہے اوس میں سے خرچ کرے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں اور اسکو مسلم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اوس مین تصریح ہے کہ تیسرا صدقہ قبول ہوا۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا کہ جو شخص اپنے بستر پر یہ نیت کرتا ہوا سوتا ہے کہ میں رات مین اٹھکر نماز تہجد ادا کرونگا پھر اوسکی نیند اوس پر غالب آجاتی ہے صبح تک (یعنی بیدار نہیں ہوتا) اوسکے واسطے وہی لکھا جاتا ہے جو اسکی نیت ہوتی ہے اور اسکا سونا اوسپر پروردگار کی جانب سے (باقی آئندہ)

سب گناہ بخشدیگا۔ تو سُن لیجئے کہ حق تعالے بیشک غفور رحیم ہے مگر ان لوگوں کیلئے جو پہلے کر چکے اپنا اور اب شرمندہ ہیں اور اونکو اسکا فکر لگا ہوا ہے کہ آئندہ کیلئے تو یہ تدبیر ہوگئی کہ گناہ نہ کرینگے۔ لیکن پچھلے گناہوں کا کیا ہوگا۔ تو اسکے لئے فرماتے ہیں کہ (پچھلے گناہوں کو) اللہ تعالے بخشنے والا ہے۔ پس بخشنے کا وعدہ تو پچھلے گناہوں کیلئے ہے آئندہ گناہ کرنے کی اجازت تو کہیں بھی نہیں دی۔ آجکل لوگوں کو یہ بھی خبط ہو گیا ہے کہ اس بھروسہ پر کہ خدا تعالے بخشدینگے آئندہ کیلئے بھی گناہ کرنا نہیں چھوڑتے یہ سراسر غلطی ہے یاد رکھو کہ توبہ کی مثال مرہم کی سی ہے اور گناہ کی مثال آگ کی سی ہے مرہم تو اسلئے ہے کہ اگر کبھی غلطی سے جلجائے تو مرہم لگا دیا جائے اسلئے نہیں ہے کہ مرہم کے بھروسہ پر آگ میں گھسا کریں یا جس شخص کے پاس نمک سلیمانی یا چورن ہے اسکو یہ کب مناسب ہے کہ جان جان کر بہت سا کھایا کرے چورن تو اسواسطے ہے کہ اگر کبھی غلطی سے بہت کھا جائے تو اوپر سے نمک سلیمانی یا چورن کھا لیا جاسکے۔ اوس سے ہضم ہو جاویگا اور جو اس بھروسہ پر جان جان کر بہت سا کھانے لگے تو ایک دن جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اسیطرح جو شخص توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرتا رہیگا کچھ تعجب نہیں کہ ایک دن ایمان کھو بیٹھے غرض کہ توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا بڑی بیوقوفی ہے۔

(۴) اس تمام بیان سے معلوم ہو گیا کہ عمل کے درست کرنے کا طریقہ فقط اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالی کا خوف پیدا کرو بس اسی سے تمام عمل درست ہو جاوینگے۔ اگرچہ زبان کی درستی بھی اسی میں آ گئی تھی مگر پھر بھی زبان کے درست کرنے کا علیحدہ حکم کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ سوائے زبان کے انسان کے جتنے بھی اعضاء ہیں سب کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، زیادہ چلنے سے پاؤں تھک جاتا ہے زیادہ کام کرنے سے ہاتھ تھک جاتا ہے زیادہ دیکھنے سے آنکھ دُکھ جاتی ہے مگر یہ زبان بولنے سے نہیں تھکتی اگر کوئی برس تک بک بک کرے تو ہرگز نہ تھکے گی یہ بات دوسری ہے کہ زیادہ بولنے سے دل کے اندر ظلمت پیدا ہو کر بولنے سے نفرت ہو جاوے لیکن زبان کو کوئی تھکن نہ ہوگی جب اسکی ایسی حالت ہے کہ بولنے سے تھکتی ہی نہیں تو اسکے گناہ بھی اور اعضاء کے گناہوں سے زیادہ ہونگے اسوجہ سے زبان کے درست کرنیکا خاص طور پر حکم کیا اور اسکے درست کرنے کیلئے خبردار کیا۔ دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ جیسے دل کے درست ہونے سے تمام عمل اچھے ہو جاتے ہیں اسیطرح زبان کے درست ہونے سے تمام بدن کے اعضا یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ درست ہو جاتے ہیں جو شخص چپ ہو کر بیٹھ جاوے اوسکے ہاتھ سے نہ کسی پر ظلم

ہوگا۔ نہ وہ کسی پر زیادتی کریگا نہ کسی سے لڑائی ہوگی نہ تکرار ہوگا۔ اسلئے کہ زبان چلانے ہی سے ہاتھ پاؤں تک نوبت پہونچتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت آدمی صبح کرتا ہے تو اسکے سب اعضا یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کو قسم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے زبان ہمارے بارہ میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں بس اگر تو سیدہی رہے گی تو ہم بھی سیدہے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑہی ہوئی تو ہم سب بھی ٹیڑہے ہوجاوینگے خلاصہ یہ کہ ہمارے ذمہ دو کام ہوئے ایک خدا کا خوف دوسرے زبان کی درستی بس ان سے سب عمل درست ہوجاوینگے اور گناہ سے بچ سکیں گے۔

(۷) اب میں آپ کو خوف کے دل پر بٹھانے کا طریقہ بھی بتلاتا ہوں اور وہ طریقہ ایک گر ہے۔ اور میرے تمام وعظ کا خلاصہ ہے اور وہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وہ بھی اللہ تعالےٰ ہی نے بیان فرمایا ہے یعنی آدمی کو سوچ لینا چاہیئے کہ کل کے لئے کیا تیار کیا ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ آخرت کی فکر کیا کرو اور ایسا کرو کہ ایک وقت مقرر کرلو مثلاً سوتے وقت روزمرہ بلاناغہ بیٹھکر سوچا کرو کہ قیامت کیا چیز ہے اور مرکر ہم کو کیا پیش آنیوالا ہے مرنے سے لیکر جنت میں پہونچنے تک کیا کیا حال ہونگے۔ سب کو سوچا کرو کہ ایک دن وہ آویگا کہ میرا اس ناپائدار دنیا سے کوچ ہوگا سب سامان مال اسباب باغ نوکر چاکر اولاد بیٹا بیٹی ماں باپ بھائی بہن دوست دشمن سب یہیں رہجاوینگے میں اکیلا بے یار بے مددگار سب کو چھوڑکر قبر کے گڑھے میں جالیٹوں گا اور وہاں دو فرشتے آوینگے اگر میرے عمل اچھے ہونگے تو اچھی صورت میں ورنہ (خدا نہ کرے) ڈراونی صورت میں نہایت خوفناک اور ڈراونی آواز سے آکر سوال کرینگے اور کچھ پوچھیں گے۔ بس اے نفس اسوقت تیرا کوئی مددگار نہو گا تیرے عمل ہی وہاں کام آوینگے۔ اگر سب باتوں کے جواب ٹہیک دے گئے تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا جنت کی طرف کھڑکی کھلجاوے گی اور اگر (خدا نکرے خدا نکرے) ٹہیک جواب نہ دے گئے تو وہ قبر آگ سے بھرجاویگی اسکے بعد تو قیامت میں قبر سے اٹھایا جاویگا۔ اور نامہ اعمال ہاتھ میں دئے جاوینگے جنمیں تیرے سب اچھے برے عمل لکھے ہونگے تمام عمر بھر کا حساب دینا پڑیگا۔ پلصراط پر چلنا ہوگا۔ اے نفس تو کس دہوکہ میں ہے ان سب باتوں پر تیرا ایمان ہے اور یقینی جانتا ہے کہ یہ سب کچھ ہوکر رہے گا۔ پھر کیوں غفلت کرتا ہے اور بیخبر بنا جاتا ہے اور کس وجہ سے گناہوں پر دیدہ دلیری کرتا ہے۔ کیا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اے نفس تو ہی اپنی بھلائی کی فکر کر اگر تو اپنی فکر نہ کریگا تو بتا تجھ سے زیادہ

زبان کی درستی سے تمام اعضا درست رہتے ہیں

خوف پیدا کرنیکا طریقہ

تیرا اور کون خیر خواہ ہے۔ اسیطرح گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ روزمرہ سوچا کرے کہ مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا حال گذرینگے میں دعوی کرکے کہتا ہوں کہ خدا نے چاہا تو دو چار ہی روز میں دیکھ لوگے کہ خوف پیدا ہو گیا۔ اور خوف پیدا ہوتے ہی آپ کو پچھلے گناہوں سے توبہ کرنے کی فکر ہوگی اور آئندہ کیلئے نیک کام کرنے آسان ہوجاوینگے۔

(۸) اس سے آگے اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ رسول کی تابعداری کی وہ بیشک بڑی مراد کو پہونچا۔ یعنی جو شخص خوشی سے تابعداری کریگا اوسکو یہ دولت ملیگی۔ اور خوشی سے کہنا ماننا اللہ رسول کی محبت بغیر ہو نہیں سکتا۔ جب تک خدا اور رسول سے محبت نہ ہو اسوقت تک خوشی سے تابعداری نہیں ہوسکتی۔ خوشی سے جب ہی ہوگی جبکہ اللہ اور رسول کی محبت ہو اور اللہ تعالے کی محبت اسیطرح ہوسکتی ہے کہ انکی نعمتوں اور مہربانیوں کو یاد کرو اسکے لئے بھی ایک وقت مقرر کرلو اور روزمرہ سوچا کرو۔ کہ ہم پر اللہ تعالے کی کسقدر مہربانیاں ہیں دو چار ہی دن کے بعد آپکو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت میں ڈوبے ہوئے ہو سر سے پیر تک عنایت ہی عنایت نظر آویگی۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنیکا یہی طریقہ ہے کہ حضور نے جو ہمارے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور اپنی امت پر شفقت اور مہربانی کی اوسکو سوچا کرو جب محبت ہوجاویگی تو تابعداری بھی خوشی سے ہوگی پس ادہر خوف ہوگا اور ادہر محبت ہوگی دونوں ملکر آپ کے دین اور دنیا دونوں کو درست کردینگے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اب اللہ تعالے سے دعا کرنا چاہیئے کہ ہم کو اسپر عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ فقط

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا ساتواں وعظ مسمیٰ بہ اصلاح کا آسان طریق ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ تعالے آٹھواں وعظ رجب کے پرچہ میں آوے گا۔

(مدیر)

شائقین علم حدیث کو مژدہ

علم حدیث کے دلدادہ اس سے ناواقف نہیں کہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور نے اپنے اوقات کو جو ایک شیخ وقت کے ہوتے ہیں شرح ابوداؤد میں مشغول فرمایا ہے۔ طلباء حدیث میں اسکی اسقدر کافی شہرت ہو چکی ہے کہ مزید توضیح کی ضرورت نہیں، شائقین حدیث ایک عرصہ سے اسکے انتظار میں سراپا چشم بنے ہوئے ہیں۔ الحمدللہ کہ اسکی جلد اول طبع ہو کر ... فروخت ہو رہی ہے اس شرح کا نام بذل المجہود رکھا گیا ہے۔ بذل المجہود جلد اول میں علاوہ حل حدیث بیان مذاہب تحقیق لغات تنقیح الفاظ اصطلاح کے ایک خاص بات ... ہے کہ ... خاص جلد حدیث کی ... تکرار آتا ہے اسی پر اسی صفحہ کا ... حوالہ دیا گیا ہے جہاں اسکا مفصل بیان گزر گیا ہے۔ ۱۲

الغرض یہ شرح ابوداؤد کی ... اپنی نظیر ہے ابوداؤد کی کوئی ایسی جامع شرح اب تک کسی نے نہیں لکھی ... ہے چونکہ ... اسکی ضخامت کے اعتبار سے اسکی قیمت نہایت ... چھوٹی تقطیع پر تقریباً ... صفحہ کی ضخامت کے باوجود جو ابواب ... تک ... شرح ذیل قیمت تجویز ہوئی ہے۔ عمدہ سفید کاغذ ... بادامی کاغذ ... سفید ... چونکہ حضرت مؤلف دام مجدہم نے یہ مدرسہ کو مرحمت فرمادی ہے۔ اسلئے اسکی خریداری میں صرف یہی نہیں کہ ... چند کوڑیوں میں حاصل ہوں گے بلکہ مدرسہ کی اعانت کا بڑا اجر حاصل ہوگا۔ اہل ثروت حضرات اگر ... اپنے ... دوستوں کو جو خود نہیں خرید سکتے بطور ہدیہ کے مرحمت فرمائینگے تو وہ بھی دونوں اجروں سے مالامال ہوں گے۔ اس کے زیادہ نسخے طبع نہیں ہوئے۔ اسلئے نہایت عجلت کی ضرورت ہے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جلد ثانی بھی زیر طبع ہے۔ فقط

المشتہر

ملنے کا پتہ: ... مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور یوپی

بالاتفاق ملکر کرنا انکے لئے باعث نزول رحمت الہٰی اور ان میں صورت اتفاق و اتحاد کیلئے مفید ہو یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے خدا تعالےٰ نے روزوں کا ایک ہی مہینہ معین و مشخص کیا ہے پس جو شخص اس نظام الہٰی کو بغیر عذر کے توڑتا ہے اسپر بجائے رحمت کے لعنت کا نزول ہوتا ہے۔

یکم شوال کو روزہ رکھنا حرام ہونیکی وجہ

سوال یکم شوال کا روزہ رکھنا حرام اور رمضان کا اخیری روزہ فرض ہونے کا کیا راز ہے باوجودیکہ دونوں یوم یکساں ہیں۔

جواب یہ دونوں یوم مرتبہ و درجہ میں برابر نہیں ہیں اگرچہ طلوع وغروب آفتاب میں یکساں ہیں مگر حکم الہٰی میں یکساں نہیں ہیں کیونکہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جسکے روزے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں اور یکم شوال لوگونکی عید و سرور کا دن ہے جس میں خدا تعالےٰ نے لوگوں پر کھانا پینا بطور شکر گزاری بندگان خدا مباح کیا ہے اسلئے اس دن سب لوگ خدا تعالےٰ 9
کے مہمان ہوتے ہیں لہٰذا خدا تعالےٰ کے مہمان کو واجب ہے کہ اسکی دعوت وضیافت کو قبول کرے یہ امر خدا تعالےٰ کو سخت ناپسند ہے کہ اس دن کوئی شخص روزہ رکھکر خدا تعالےٰ کی دعوت وضیافت کو رد کرے مہمان کے لوازم وآداب میں سے یہ امر بھی ہے کہ روزہ رکھے تو صاحب خانہ یعنی میزبان کے اذن سے رکھے پس جبکہ یکم شوال کو اہل اسلام خدا تعالےٰ کے خاص مہمان ہوتے ہیں تو پھر اس دن کسی کو روزہ رکھنا جائز ہو سکتا ہے یہ امر شریعت اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ خدا نے رمضان کا آخری روزہ رکھنا فرض کیا کیونکہ یہ روزہ خدا تعالےٰ کے اتمام نعمت وخاتمۂ عمل کیلئے ہے اور شوال کی یکم کو روزہ رکھنا حرام ہوا کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ اس میں تمام مسلمان اپنے پروردگار کے مہمان ہوتے ہیں یوں تو تمام مخلوق خدا تعالےٰ کی دائمی مہمان ہے۔ مگر یہ دن انکی ایک مخصوص مہمانی وضیافت کا ہے جسکو رد کرنا گناہ عظیم ہے۔

ماہ رمضان کی راتوں میں تقرر نماز تراویح کی وجہ

(۱) رمضان کی راتوں میں نماز تراویح اسلئے مقرر ہوئی کہ طبیعی خواہشوں کی کمال مخالفت

ثابت ہو کیونکہ طبیعت روزہ کی سستی و محنت و مشقت کو دفع کرنے کے لئے استراحت و آرام چاہتی ہے لہذا اس مین ایسی عبادت کا تقرر ہوا کہ جس سے عادت و عبادت میں امتیاز ہوتا

(۲) ماہ رمضان نزول مزید برکات و انوار کیلئے مخصوص ہے لہذا اس مہینہ کی راتوں میں بھی ایک خاص عبادت کا تقرر ہوا کیونکہ اکثر برکات و انوار الٰہی کا نزول رات ہی کو ہوتا ہے۔

ماہ رمضان کے عشرۂ اخیر میں مسجد کے اندر معتکف ہونیکی وجہ

لفظ اعتکاف عکف سے نکلا ہے جسکے معنے روکنے اور منع کرنیکے ہیں چونکہ معتکف جبکہ روزہ دار[1] بھی ہو تمام حوائج دنیویہ و اغراض نفسانیہ سے اپنے کو بقصد عبادت الٰہی مسجد میں روک کرکے اسکے در پر اپنے کو گرا دیتا ہے اسلئے اس فعل کا نام اعتکاف ہوا اور وہ مسنون بھی ہے چنانچہ بروایت ابی بن کعب ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ پس روزہ عاشقانہ رنگ میں ایک تصویری زبان کی دعا و الحاح ہے اور اعتکاف عاشق کا دروازہ معشوق پر اپنے آپ کو بحالت تضرع وزاری پیش کرنا ہے گویا معتکف اپنے آپ کو درگاہ الٰہی میں ایسا مقید کرتا ہے جیسا کہ ایک الحاح کنندہ سائل کسی کے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور اپنی حاجت و مراد حاصل ہوئے بغیر نہیں ہٹتا یا یہ کہ عاشق زار کی طرح اپنے معشوق کے دروازے پر بھوکا پیاسا بیٹھکر اور دنیا کی تمام حوائج و اغراض سے فارغ و لا ابالی ہو کر محض جلوہ محبوب و معشوق کیلئے اسکے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور جبتک اسکا معشوق اسکو اپنا منہ نہ دکھائے اسکے در سے نہیں ہٹتا اور اسکے شوق میں ساری لذات کو چھوڑ کر اسکے در پر آکر سر رکھدیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اعتکاف خانہ خدا یعنی مسجد کے بغیر کہیں جائز نہیں کیونکہ عاشق طالب دیدار کو اپنے معشوق کے دروازہ ہی پر گرنا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ بحالت اعتکاف معتکف کو رات میں بھی اپنی عورت سے مباشرت کرنی جائز نہیں کیونکہ صادق عاشق کو ان باتوں کا کہاں خیال رہتا ہے اور یہ جو ماہ رمضان کے عشرۂ آخری مین لیلۃ القدر کا ظہور روایات مین مذکور ہے وہ

[1] یعنی اصل میں۔ اور یوں بوجہ تعذر عورت کو گھر میں بھی جائز ہے بشرطیکہ کوئی جگہ معین کرلے۔ سو اس میں تعیین سے وہ بھی بحکم مسجد ہوگئی۔ ۱۲ اشرف علی۔

ایسی ہی تجلی ہے جسکا اصلی ظہور ایسے ہی عاشق پر ہوتا ہے۔

بھولکر کھانے پینے اور جماع کرنیوالے کا روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ

سوال جبکہ صوم کے معنے ترک کرنے اور روکنے کے ہین تو جو شخص بھولکر کوئی چیز کھا پی لے اس نے حد صوم اور صفت ترک کو توڑ دیا پس اسکا روزہ کیونکر باقی رہ سکتا ہے۔

جواب اگر روزہ دار بھولکر کسی چیز ناقض صوم کا استعمال کرے تو بھی امساک و ترک شرعی اسکے حق مین موجود ہے کیونکہ شارع نے اسکے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ اطعمہ وسقاہ ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ نے اسکو کہلایا اور پلایا پس اسمین بندہ کا فعل حکماً معدوم ہوتا ہے اگرچہ حساً وہ کھانے والا ہوتا ہے اور امساک جسکے معنے صوم یعنی روزہ کے ہین وہ حکمی طور پر اسیطرح موجود ہے۔

سال مین چھتیس روزے رکھنے سے صائم الدہر بننے کی حکمت

11 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من صام صیام رمضان ثم اتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدھر ترجمہ یعنی جو شخص رمضان کے روزہ رکھکر اسکے بعد شوال کے چھہ روزہ اور رکھہ لیا کرے تو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے اور ان روزون کی مشروعیت مین یہ بہید ہے کہ یہ روزے ایسے ہین جیسے نماز پنجگانہ کیساتھ سنتیں مقرر کیگئی ہین جنکی وجہ سے ان لوگون کے فائدہ کی تکمیل ہوجاتی ہے جو اصل نماز سے پورا فائدہ حاصل نہیں کرتے اور ان روزون کی فضیلت مین یہ بات ہے کہ انکی وجہ سے آدمی کو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے اور ان چھہ روزون سے یہ حساب پورا ہو سکتا ہے یعنی ۳۰+۶=۳۶۔ اور ۳۶ کو دس کے ساتھ ضرب دینے سے تین سو ساٹھ حاصل ضرب ہوتے ہین جو ایک سال کے دن ہوتے ہیں۔

ماہ رمضان مین دوزخ کے دروازہ بند ہونے اور بہشت کے دروازے کھلنے کیوجہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں اذا جاء شہر

رمضان فتحت ابواب الجنتہ وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین ترجمہ یعنی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے کہلتے اور اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہین اور شیطان جکڑے جاتے ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا مین عام شرور اور بدیان جو انسانون سے سرزد ہوتی ہیں وہ انکی سیری و قوت جسمی کی وجہ سے ہوتی ہین سو جب روزہ کے سبب قوت جسمی میں فتور آجاتا ہے۔ تو گناہون میں بھی کمی ہوجاتی ہے پس جب انسان محض خدا تعالےٰ کے لئے بھوکے اور پیاسے ہوتے اور گناہوں کو ترک کرتے ہین تو انکے لئے رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور بہشت کے دروازے انکے لئے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازوں کا بند ہونا بھی ظاہر ہے۔ کہ جب گناہوں کا دروازہ ہی بند ہوگیا جسکے باعث سے غضب الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے تو بیشک دوزخ کے دروازے بھی بند ہوجائینگے۔

اور شیاطین کا جکڑا جانا بھی ظاہر ہے کہ جب بنی آدم کے رگ وریشہ وجسم مین توانائی اور شکم مین سیری ہوتی ہے تو گناہوں کی طرف بھی رغبت ہوتی ہے اور اندر سے شہوتوں اور رشیوں سے شیطانی تحریکات شروع ہوجاتی ہیں۔ مگر جب سارے جسم مین بھوک اور پیاس کا اثر ہوا اور بحکم الٰہی شہوانی قوتوں کو روزہ کی خاطر دبا دیا جائے تو اسمین کچھ شک نہیں کہ اس طرح سے شیطان جکڑے جاتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم ترجمہ یعنی شیطان بنی آدم کے رگ وریشہ مین خون کی طرح جاری اور روان رہتا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کا مقام بنی آدم کے رگ وریشہ میں ہوتا ہے پس جب رگ وریشہ کی قوتون میں فتور آجائے اور شیطانی تحریکات کا سوم کے سبب ظہور نہو تو بعض کے قول پر یہی شیطان کا جکڑا جانا ہے اور ظاہر حدیث سے ظاہری جکڑا جانا معلوم ہوتا ہے۔ دنیا مین جب کسی معززکی آمد ہوتی ہے۔ مفسدوں کو خاص طور پر نظر بند کردیا جاتا ہے۔ پس رمضان مین خاص برکات و تجلیات کی آمد سے بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور پھر بھی جو گناہ ہوتے ہین وہ نفس کے سبب ہوتے ہیں نہ کہ شیاطین کے سبب۔ ۱۲

قطب جنوبی وشمالی مین روزہ ماہ رمضان مقرر نہ ہونیکی وجہ

سوال قطبین پر چھ چھ مہینے کے دن رات ہوتے ہیں اور اسکی وجہ بیان ذیل سے اسی سوال مین واضح ہوگی۔

جب آفتاب خط استوا پر ہوتا ہے تو اسکی روشنی دونوں قطبوں پر پہنچتی ہے لیکن جسقدر سورج خط استوا سے شمال کی طرف آتا ہے اسیقدر اسکی روشنی قطب شمالی کے آگے بڑہتی اور قطب جنوبی سے ورے ہٹتی آتی ہے اور اسی واسطے قطب شمالی پر دن اور قطب جنوبی پر رات ہوتی جاتی ہے مگر سورج خط استوا سے تین مہینوں مین تو شمال کیطرف آکر خط سرطان پر پہنچتا ہے اور پھر تین ہی مہینہ مین خط سرطان سے خط استوا پر آتا ہے پس ان چھ مہینوں مین قطب شمالی آفتاب کی روشنی سے منور اور قطب جنوبی اس سے غائب ہوتا ہے اور ایسا ہی باقی چھ مہینے جب آفتاب نصف کرہ جنوبی مین ہوتا ہے قطب جنوبی تو آفتاب کی روشنی سے منور اور قطب شمالی تاریکی مین ہوتا ہے اور اسی

۱۲ واسطے ان دونوں قطب جنوبی پر دن اور قطب شمالی پر رات ہوتی ہے یعنی ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک آفتاب کے نصف کرہ شمالی مین رہنے کے سبب قطب شمالی پر دن اور قطب جنوبی پر رات ہوتی ہے پس جہان رات چھ ماہ کی اور دن بھی چھ ماہ کا ہو۔ وہان روزہ رکھنے کا کیا انتظام ہوگا کسی انسان کی اتنی طاقت ووسعت نہیں کہ اتنے بڑے دن یعنی چھ ماہ کا روزہ رکھ سکے اور چھ ماہ تک غروب آفتاب کا انتظار کرے اور بھوکا پیاسا رہے۔ مثلاً گرین لینڈ مین جو جاوے وہان اسکے روزہ کا کیا انتظام ہو۔

جواب قطبین اور گرین لینڈ وغیرہ پر روزہ رکھنے کے مسئلہ کو قرآن کریم نے بہلا نہیں دیا۔ بلکہ واضح کرکے بتا دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ترجمہ یعنی جو شخص ماہ رمضان کو پاوے وہ اس میں روزہ رکھے پس جہان رمضان کی نوبت ہی نہیں آتی اور جہان رمضان موجود ہی نہیں ہے وہان روزہ بھی نہیں ایسے مقامات پر یہی حال نماز کا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتے ہیں ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا تو جہان یہ اوقات نہیں وہان عبادت موقتہ بھی نہیں جیسے حضرت چور کا ہاتھ کاٹنا قرآنی حکم اور اسلام کا عمل درآمد تھا اور ہاتھ کٹے چور مسلمان بھی ہوجاتے اور

ہوتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے اور قرآن کریم مین وضو اور تیمم کے وقت دونوں ہاتھوں کا دہونا یا مسح کرنا بھی ضروری تھا مگر جہاں ہاتھ ہی نہیں اونکا دہونا کیسا اسیطرح جہان رمضان ہی نہیں وہان رمضان کے روزہ چہ معنی دارد۔ یہ قول بعض علمار کا ہے اور بعض علما سنے فرمایا ہے کہ مقصود بالذات خود نماز اور روزہ ہے ۔ اور اوقات کی تعیین وہاں ہے جہان اوقات ہوں اور جہاں اوقات نہ ہون وہان وہ عبادات مقصودہ ساقط نہیں ہونگی۔ وقت کا اندازہ کرکے نماز بھی پڑہی جاویگی اور روزہ بھی رکہا جاویگا اور احتیاط اسی قول میں ہے اور اگر کسی کے نزدیک آیت موصوفہ اس حکم پر دلالت کرنے کے لئے کافی نہو اور اس وجہ سے اس حکم کو غیر مذکور فی القرآن کہا جاوے تو اس صورت میں اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بالعموم قطبین پر بنی آدم کے علاوہ دوسرے حیوانات کی آبادی بھی بوجہ انجماد برف وآب و برودت قریبا ناممکن نظر آتی ہے اسلئے جہان خدا نے بنی آدم کی آبادی ہی نہیں رکھی وہان روزہ کا تعین بھی نہیں ہوا خوب سوچکر بادشاہی احکام کا نفاذ واجرا وہاں ہی ہوتا ہے جہان اسکی رعیت ہو اور جہان اسکی رعیت ہی نہ ہو وہان
احکام کا اجرا ہی نہیں ہوتا اور پہلے جواب کی شرح یہ ہے کہ ماہ رمضان جو کہ روزوں کا مہینہ ہے ۱۴
قمری ہے چنانچہ خدا تعالے بعد ایجاب صوم اسکا وقت بتلانے کے لئے فرماتے ہین شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جسین قرآن کریم نازل ہوا اور ظاہر ہے کہ رمضان قمری مہینہ ہے اور ہر قمری مہینہ ۲۹ دن بارہ گہنٹہ ۴۴ منٹ کا ہوتا ہے پس جہان یہ قمری مہینہ نہیں ہے وہان روزے بھی نہیں ہیں اذا فات الشرط فات المشروط اور علمار کا اختلاف اوپر مذکور ہوچکا ہے۔

وجہ تقرر صدقہ فطر

(۱) عید الفطر مین صدقہ اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اول تو اسکے سبب عید الفطر کے شعار الٰہی مین سے ہونے کی تکمیل ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اس میں روزہ داروں کے لئے طہارت اور انکے روزہ کی تکمیل ہے جسطرح کہ نماز میں فرائض کی تکمیل کیلئے سنتیں مقرر کی گئی ہیں۔ ایسا ہی یہ صدقہ مقرر ہوا۔

(۲) اغنیاء اور دولتمندون اور ذی وسعت لوگون کے گھرون مین تو اس روز عید ہوتی ہے۔ مگر مسکین و مفلسون کے گھرون مین بوجہ ناداری کے اسطرح سے شکل صوم موجود ہوتی ہے لہذا خداتعالےٰ نے ذی وسعت لوگون پر بوجہ شفقت علےٰ خلق اللہ لازم ٹھہرایا کہ مساکین کو عید سے پیشتر صدقہ دیدین تاکہ وہ بھی عید کرین یہانتک کہ نماز عید پڑہنے سے پیشتر ہی انکو صدقہ دینا لازم ٹھہرایا اور اگر مساکین کثرت سے ہون تو یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرنے کا ایما ہوا تاکہ مساکین کو یقین ہو جاوے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجاویگی۔

ہر ذی وسعت مسلمان پر صدقہ فطر ایک صاع جو یا چھوارے یا نصف صاع گندم مقرر ہونے کی وجہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ فطر ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع چھوارے یا جو یعنی انگریزی لمبری سیر سے ساڑھے تین سیر پختہ گندم جس ظرف ۱۵
مین آجاوین کہ وہ ظرف ایک صاع کا ہوتا ہے اس ظرف کو بھر کر چھوارے یا جو اسلئے مقرر فرمائے ہین کہ غالبًا یہ مقدار ایک چھوٹے کنبے کو ایک روز کے لئے کافی ہوتی ہے اس سے فقیر و مسکین کی حاجت پورے طور سے رفع ہو جاتی ہے اور غالبًا کوئی شخص ایک صاع دینے سے حرج بھی نہیں پاتا اور جو کے ایک صاع کی جگہ گندم کا نصف صاع مقرر کیا گیا ہے کیونکہ اسوقت مین بہ نسبت جو کے گیہون کی گرانی تھی اسلئے امرا اسکو کھا سکتے تھے اور مساکین گیہون نہ کھاتے تھے۔

باب العیدین

تقرر عید الفطر کا راز

(۱) ہر قوم مین کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس مین عام طور سے خوشی منائی جاتی ہے بہت عمدہ لباس پہنا جاتا ہے اور عمدہ کھانے کھاتے جاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے

لکل قوم عید و ھذا عیدنا یعنی ہر قوم کی ایک عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

(۲) یہ وہ دن ہے کہ جب لوگ اپنے روزون سے فارغ ہوچکتے ہین اور ایک طرح کی زکوۃ ادا کرچکتے ہین تو اس دن انکے لیے دو قسم کی خوشیان جمع ہوجاتی ہیں طبعی اور عقلی۔ طبعی خوشی تو انکو اسلیے حاصل ہوتی ہے کہ روزہ کی عبادت شاقہ سے فارغ ہوجاتے ہین اور محتاجون کو صدقہ ملجاتا ہے اور عقلی خوشی یہ ہے کہ خدا تعالے نے عبادت مفروضہ کے ادا کرنے کی انکو توفیق عطا فرمائی اور انکے اہل وعیال کو اس سال تک باقی رکھنے کا ان پر انعام کیا اس لیے ان خوشیون کے اظہار کا حکم ہوا۔

تقرر عیدین کی وجہ

ہر قوم مین کچھ دستور اور رسمیں اور عادتین ہوتی ہین منجملہ انکے میلے بھی ہین جنکا تمام متمدن اور غیر متمدن قومون مین رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس و ملاقات مین خاص اور نمایان
۱۶ تبدیلی ہوتی ہے اور یہ فطرتی چیز تھی مگر رسمین بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہوگیا۔ بہت میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہوتے ہین چنانچہ ہندوستان مین تجارت کے ایسے بہت سے میلے ہوتے ہین یہانتک کہ ہر ہفتہ کسی نہ کسی گاؤن مین میلا ہوتا ہے۔

بعض میلون مین جانورون کو جمع کرتے ہین جسے منڈی کہتے ہین غرضکہ ان میلوں کی تہ مین عجیب عجیب مقاصد کام کررہے ہین بعض تو اپنے گذارے کیلیے میلا لگاتے ہین بعض خاص چندی اور نذر و نیاز کیلیے اور بعض محض اپنی عظمت اور شان کے اظہار کیلیے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جہان بڑے بڑے احسانات ہین ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے ان میلوں کی اصلاح کردی ہے چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اسلیے انکو اصل سے ضائع نہیں کیا صرف اصلاح کردی اور وہ یون ہے کہ آپ نے جہان اور قسم کے رسم و رواج کو اللہ تعالے کی تعظیم و شفقت علے خلق اللہ کے تحت مین لے لیا وہان ان میلون مین بھی یہی بات پیدا کردی چنانچہ عید مین آپنے اول تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا تعالے کی تعظیم کے اظہار کے لیے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں ہے صفات مین اکبر سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں ہے اور جامع جمیع صفات کاملہ

ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑھکر اس مفہوم جامعیت کو کوئی لفظ ظاہر نہیں کر سکتا یہ تو تعظیم لامر اللہ ہے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے رمضان کی عید مین صدقہ فطر کو لازم ٹھہرایا یہانتک کہ نماز مین اوسوقت جاوے کہ اول اسکو ادا کرے اصل سنت یہی ہے اور پھر بعض مواقع میں یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تاکہ مساکین کو یقین ہو جاوے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجاویگی اور عید قربان میں مساکین وغیرہم کے لئے سبیل الطعام لحم یعنی گوشت کی مہمانی مقرر فرمائی یہ چیزیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے لئے کی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے جو فرائض انسان پر ہیں اور جو فرائض مخلوق کے ہیں انکو پورا کریں دنیا کے کسی میلہ کو دیکھ لو کہ نہیں ان حقوق کی حفاظت اور یہ حکمت کی باتیں نہیں پائی جاتی ہین جو عیدین مین ہیں۔

تقرر عید قربان کی وجہ

عبادات کے اوقات مقرر ہونے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس وقت میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے جو طاعت وعبادت الٰہی کی ہو اور خدا تعالےٰ نے اسکو قبول کیا ہو اسوقت کے آنے سے انکی جان نثاری یاد آکر ان عبادت کی طرف رغبت ہو پس یہ عید الاضحی وہ دن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو بحکم پروردگار خدا تعالےٰ کے حضور مین ذبح کرکے پیش کرنے کا ارادہ فرمایا تھا اور خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی جان کے بدلہ مین ایک ذبیحہ عظیمہ عنایت کیا اسلئے اس عید میں قربانی اس مصلحت سے مقرر کی گئی کہ اسمیں ملت ابراہیمی کے ائمہ کے حالات اور انکے جان ومال کو خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں خرچ کرنے اور انکی نہایت درجہ صبر کرنے کی یاد دہانی کرکے لوگوں کو عبرت دلائی گئی ہے اور نیز حاجیوں کے ساتھ تشبیہ اور انکی عظمت ہے اور جس کام میں وہ حجاج مصروف ہیں اوسکی طرف دوسرے لوگون کو ترغیب ہے۔ ۱۷

عیدین مین نماز اور خطبہ مقرر ہونے کی وجہ

عیدین میں خطبہ اور نماز اسلئے مقرر ہے کہ مسلمانوں کا کوئی اجتماع ذکر الٰہی اور شعائر دین

کی تعظیم اور جلال الٰہی کے استحضار سے خالی نہ ہو تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک دن مخصوص ہوتا ہے کہ اسمیں اپنے تجمل کا اظہار کرتے ہیں اور خوب زیب و زینت کے ساتھ اپنے شہروں سے باہر نکلتے تھے یہ ایسی رسم ہے کہ اس سے کوئی قوم عرب و عجم مین خالی نہیں ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو انکے بھی دو دن ایسے مقرر تھے کہ وہ انمین لہو و لعب یعنی کھیل کود کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے بجائے ان دونوں کے اور دو بہتر دن دیدیئے ہیں اور وہ یوم اضحیٰ اور یوم فطر ہیں اور انکے تبدیل کرنے کی یہ ضرورت ہوئی کہ لوگوں مین جو دن خوشی کا ہوتا ہے مقصود اس سے کسی نہ کسی دین کے شعائر کا اظہار یا کسی مذہب کے اکابر کی موافقت یا اس قسم کی بات ہوتی ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال ہوا کہ اگر ان کو آپ نے اسی حالت پر چھوڑ دیا تو ایسا نہ ہوگا انمیں جاہلیت کی کسی رسم کی تعظیم یا جاہلیت کے اسلاف کے کسی طریقہ کی ترویج انکو مقصود ہو اسلئے آپ نے بجائے ان دونوں کے ایام عیدین کو مقرر فرمایا کہ ان میں ملت ابراہیم حنیف کے شعائر کی عظمت ہے اور آپ نے اس زینت کے تجمل کے ساتھ ذکر خدا اور دیگر عبادات کو بھی ملا دیا کہ مسلمانوں کا کوئی اجتماع صرف لہو و لعب نہ ہو بلکہ انکے اکٹھے ہونے سے خدا کے کلمہ اسلام بلند ہو اللہ اکبر کہنا بھی مسنون کیا گیا چنانچہ حق تعالےٰ فرماتے ہیں ولتکبروا اللہ علےٰ ما ھداکم یعنی خدا تعالےٰ نے جو تم کو ہدایت فرمائی ہے اسپر اسکی بڑائی کو بیان کرو۔

عیدین کے دنوں مین عمدہ غذا کھانے اور نفیس لباس پہننے کی وجہ

جبکہ عید کا دن خدا تعالےٰ کی طرف سے بندوں کے لئے خاص ضیافت و مہمانی کا دن ہو تو اسمین ضرور ہوا کہ خدا تعالےٰ کی یہ خاص ضیافت جو کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کی ہے وہ عمدہ اور نفیس طعام سے ہو اور اسکی قدر کیجائے لہذا خداداد نعمائے الٰہی سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عمدہ کھانے پکائے جائیں اور اکل و شرب و لباس میں حد جائز تک وسعت کیجاوے کیونکہ اسی میں خدا تعالےٰ کی ضیافت و دعوت کی تعظیم و تکریم پائی جاتی ہے اور چونکہ یہ ضیافت الٰہی کا دن ہے۔ اسلئے مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کرے اور غربا کی خبرگیری کرے۔

عیدین کی نمازوں میں زیادہ تکبیرات کہنے کی وجہ

تکبیر الٰہی میں خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال اور اپنا انکسار و ترک ماسوا مدنظر ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ لوگ عیدین کے دنوں میں بکثرت اپنے شان وشکوہ اور تجمل کا اظہار کرتے ہیں اس لئے اسکے مقابلہ میں مشروع ہوا کہ خدا تعالےٰ کی کبریائی بیان کرو اور اسکو مدنظر رکھو کیونکہ اسی نے تم کو اس دن شان وشکوہ کی اجازت دی ہے۔ پس یہ بڑائی وکبریائی اسی کا استحقاق ہے اور ہر تکبیر میں کانوں پر ہاتھ لیجانا ترک کبر ہے و ترک ماسوا کی طرف اشارہ ہے اور اپنی بڑائی اور عظمت سے تائب ہونے کی تعلیم ہے۔

نیز جہاں کہیں جائز فعل کی کثرت کا اظہار ہوا اسکو بحد اعتدال لانے کے لئے اسکے اضداد مقرر ہیں پس عیدین میں کہ جس میں تنعم و تجمل کی کثرت ہے کثرت تکبیرات کا راز کثرت توجہ الی اللہ و ترک التفات ماسواہ ہے۔

۱۹

باب الاضحیٰ

تقرر قربانی کی وجہ

قربانی اصل میں قربان سے ہے چنانچہ صراح میں لکھا ہے قربان بالضم وھو ما یتقرب بہ الی اللہ تعالےٰ یقال قربت للہ قربانا یعنی قربان اوس چیز کو کہتے ہیں جسکے ساتھ انسان خدا تعالےٰ کا قرب ڈھونڈتا ہے چنانچہ کہتے ہیں قربت للہ قربانا۔

چونکہ انسان قربانی سے قرب الٰہی کا طالب ہوتا ہے اس لئے اس فعل کا نام بھی قربانی ہوا۔

(۱) دراصل قربانی کیا ہے ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم سب پڑھ سکتے ہیں وہ تعلیم یہ ہے کہ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں وہ تو وھو یطعم ولا یطعم ہے ایسا پاک اور عظیم الشان نہ تو کھانوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے کا بلکہ وہ تمہیں سکھاتا

چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور میں اسیطرح قربان ہوجاؤ اور یہ بھی تمہارا ہی قربان ہونا ہے کہ اپنے بدلہ اپنا قیمتی پیارا جانور قربان کردو۔

(۲) جو لوگ قربانی کو خلاف عقل کہتے ہیں وہ سُن لیں کہ کل دنیا میں قربانی کا رواج ہو اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنی چیز اعلےٰ کے بدلہ میں قربان کیجاتی ہے یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے ہم بچے تھے تو یہ بات سُنی تھی کہ کسیکو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجائے تاکہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی تمام جسم کے لئے قربان کی گئی ہے۔

(۳) اسیطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجائے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اسی کی خوشی کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیار اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

(۴) اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر گائے اور اونٹ بھی عزیز مہان کے لئے قربان کردیے جاتے ہیں۔ ۲۰

(۵) طب میں دیکھا گیا ہے کہ وہ قومیں جو اسکو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کردیتے ہیں اس سے اوپر چلو تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنی لوگونکو اعلےٰ کے لئے قربان کیا جاتا ہے مثلاً بھنگی ہیں گو تمام قوموں کی عید ہی کا دن ہو مگر ان بیچاروں کے سپرد وہی کام ہوتا ہے بلکہ ایسے ایام میں انکو زیادہ تاکید ہوتی ہو کہ لوگوں کی آسائش و آرام کی خاطر کوئی گندگی کسی گذرگاہ میں نہ رہنے دیں گویا ادنی کی خوشی اعلی کی خوشی پر قربان ہوئی۔

(۶) بعض ہندو گئو رکھشا پر سے زور دیتے ہیں لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے مگر یہاں کے ہندو دہوکا دیکر اوسکا دودھ دوہ لیتے ہیں اور پھر اوس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں یہانتک کہ اپنے کاموں کے لئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

(۷) ادنی سپاہی اپنے افسر کے لئے اور وہ افسر اپنے اعلےٰ افسر کے لئے (باقی آئندہ)

پہلوان در لاف گرم و ذوقناک — چون شنید این قصہ گشت از غم ہلاک
منفعل شد در میان انجمن — سرفرو برد و خمش شد از سخن
خندہ آمد حاضران را از شگفت — رحمہا شان باز جنبیدن گرفت
دعوتش کردند و سیرش داشتند — تخم رحمت در زمینش کاشتند
او چو ذوق راستی دید از کرام — بے تکبر راستی را شد غلام
راستی را پیشۂ خود کن مدام — تا شوی در ہر دو عالم نیکنام 9

ایسے دغا بازون کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص کو دنبہ کی کہال مل گئی تھی وہ ہر صبح اسکی چکنائی سے اپنی موچھونکو تر کرتا اور دولتمندونکی مجلس مین جاکر کہتا کہ مینے ایک محفل مین خوب مرغن کہانا کہایا ہے اور خوشی خوشی موچھون پر ہاتھ رکہتا یہ کہنا یہ ہوتا تھا اس امر کا کہ تم میری موچھین دیکہہ لو کہ میرے بیان کی شاہد ہین اور یہ چکنائی میرے مرغن و شیرین غذا کہانے کی علامت ہے۔ ظاہری حالت تو یہ اور اندرونی حالت یہ کہ پیٹ اوسکو کوستا تھا اور کہتا تھا کہ خدا ایسے کافروں کے مکر کو تباہ کرے اے بیتری شیخی نے ہمیں تو انگاروں پر لٹا رکھا ہے خدا کرے یہ تیری چکنائی آلود موچھین اکہڑ جائیں ارے ننگے اگر تیری یہ بیہودہ شیخی نہ ہوتی تو کوئی اللہ کا سخی ہم پر رحم کرتا اور اگر تو اپنا عیب فقر ظاہر کرتا اور یہ ظلم نہ کرتا تو کسی مہربان کے یہان تو مہمان ہوتا اور اگر تو سچ سچ اپنی حالت کہدیتا اور ٹیڑہی چال نہ چلتا تو کوئی طبیب ہمارا علاج کرتا واقعی پیٹ کا بیان بالکل سچ ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ کان اور دم بے قاعدہ مت ہلا یعنی اصلی

حالت ظاہر کر کہ سچ سمجھن کو نفع پہونچتا ہے لہذا آدمی کو چاہیئے کہ غار کے اندر ٹیڑھا نہ ہوئے یعنی نہ اپنی حالت کو چھپاتے اور نہ کج بیانی اختیار کرے بلکہ اصلی حالت کو ٹھیک ٹھیک ظاہر کریئے اور اگر اپنا عیب بھی نہ بیان کرے تو اتنا ہی کرے کہ خاموش رہے نمائش اور فریب سے اپنے کو ہلاک نہ کرنا چاہیئے جسطرح یہ شخص کر رہا تھا اور اپنی چکنی موچھونپر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ بلی دنبہ کو اٹھائے گئی یعنی اپنی ظاہری حالت کی درستی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ عنقریب اوسکی حقیقت کھلنے والی ہے اور دہوکہ ظاہر ہوکر ندامت لاحق ہونیوالی ہے خواہ مخواہ کی شیخی تو بُری بات ہے ہی لیکن اگر کسی کو کچھ دولت باطنی بھی ملجائے تب بھی خاموش رہنا چاہیئے اسلئے کہ اظہار دعوے ہے اور اس دعوے کی تصویب اور تغلیط کیلئے امتحان کی کسوٹیان یعنی اہل اللہ موجود ہین اور امتحان بڑی سخت چیز ہے حق سُبحانہ محفوظ رکھین اور خود ان کسوٹیون کیلئے بھی اونکے احوال مین بہت سے امتحانات ہیں اونکو بھی اپنی کسوٹی ہونے پر مغرور نہ ہونا چاہیئے حق سُبحانہ فرماتے ہین کہ ہر سال لوگونکی ایک یا دو مرتبہ جانچ کیجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ راہ مین اہل امتحان کا بھی امتحان ہوتا ہے لہذا تم کو معمولی امتحان کے معاوضہ مین بھی اپنے کو نہ خریدنا چاہیئے یعنی معمولی امتحان کیلئے بھی آمادہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ حق سُبحانہ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہم کو امتحان کے شکنجہ مین نہ کھینچے امتحانات تو نہایت سخت ہوتے ہین لہذا تم کو ہروقت ڈرتے رہنا چاہیئے اور کبھی ایسی بات پر زبان نہ ہلانی چاہیئے جس سے دعوی ظاہر ہو دیکھو بلعم باعور اور ابلیس آخری امتحان مین ذلیل ہوگئے اور وجہ یہ ہوئی کہ حق سبحانہ کے ارادہ مخفیہ سے بیخوف ہوگئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ بہت سے امتحانات ہوچکے ہین اور ہم اونمیں پاس ہوچکے ہین اب کیا پروا ہے اسکا انجام یہ ہوا کہ بالآخر رسوا ہوئے تو تمے اونکی حالت سُنی ہی ہوگی ہم کو تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہین خیر تو اسکا پیٹ کہتا تھا کہ اے اللہ جسکو یہ چھپارہا ہے تو اوسکو ظاہر کردیئے اور اے اللہ تو اسے ذلیل کر اس نے ہمیں پھونک دیا دیکھو وہ محض دعوے سے دولتمندی کی طرف مائل ہوتا تھا لیکن خود اوسکا پیٹ ہی اوسکی موچھونکو ملامت کرتا تھا اسکی شیخی بخت شونکو رد کر رہی تھی اور رحمت کی شاخ کو جڑ سے اوکھیڑ رہی تھی لیکن اوسکے جسم ہی کے اجزاء اوسکے دشمن ہورہے تھے کیونکہ وہ بہار کی شیخی بگھار رہا تھا اور سرسبزی و شادابی کا دعوی کر رہا تھا

اور اسکے اجزا رخزان اور خشکی اور انتقاص کی حالت مین تھے ارے احمق کیا غضب کر رہا ہے۔ کہ
خواہ مخواہ شیخی بگھار رہا ہے اور مصیبت مین گرفتار ہے تجھکو چاہیئے کہ یا تو سچی سچی حالت بیان کردے
اور اگر یہ نہو تو خاموش ہی رہ پھر دیکھنا کہ لوگ تجھپر کیسی رحمت کرتے ہین تو اصلی حال کہدے اور
خوب مزہ سے کہا کیوں بھوکا مرتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب سنو غرض کہ اوسکا پیٹ ہی اوسکی
موچھونکا دشمن ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر دعا کر رہا تھا کہ اے خدا ایسے پاجیونکی شیخی کو رسوا کر تاکہ ہماری
طرف اسخیا کا رحم متوجہ ہو حق سبحانہ نے پیٹ کی دعا قبول فرمائی اور سوزش احتیاج جسکو وہ چھپا رہا
تھا طشت از بام ہو گئی حق سبحانہ فرماتے ہین کہ خواہ فاسق ہو خواہ بت پرست ہو جب ہم سے دعا
کرتا ہے تو ہم اوسکو قبول فرماتے ہین لہذا تم کو شکم سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور دعا کو مضبوط
پکڑنا چاہیئے اور خوب چلانا چاہیئے انشاء اللہ اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک روز تم کو شیطان کے پنجہ سے رہائی
نصیب ہو گی دیکھو جب پیٹ نے اپنے کو خدا کے حوالہ کیا تو حق تعالےٰ نے اوسکی حصول مدعا کی تدبیر کی
جو اس صورت سے ظاہر ہوئی کہ بلی آئی اور دنبہ کی کھال اڑا لیگئی گھر والے دنبہ کو چھیننے کے لئے
دوڑے لیکن وہ بھاگ گئی اور ہاتھ نہ آئی اوسکو دیکھکر باپ کے غصہ کے خوف سے لڑکے کا رنگ فق 11
ہو گیا اور وہ چھوٹا بچہ محفل مین آیا اس شیخی باز کی ساری آبرو خاک مین ملادی اسنے کہا کہ دنبہ کی
وہ کھال جس سے آپ ہر روز صبح کو ہونٹ اور موچھیں چکنی کیا کرتے تھے بلی لے گئی ہم چھیننے کیلئے
بہت دوڑے لیکن ہماری کوشش بے سود ثابت ہوئی یہ بہادر اسوقت شیخی بگھارنے مین سرگرم
اور مزے لے رہا تھا جب اسنے یہ قصہ سنا تو مارے رنج کے مرنے کے قریب ہو گیا اور محفل مین
بہت شرمندہ ہوا اوسنے سر کو جھکا لیا اور خاموش بیٹھ گیا حاضرین اول تو اس واقعہ سے متعجب
ہو کر ہنس پڑے اوسکے بعد اونکے رحم کو حرکت ہوئی اور خیال کیا کہ بیچارہ شریف آدمی ہے۔
اسلئے اپنی حالت کو چھپاتا ہے اسکی مدد کرنی چاہیئے لوگوں نے اوسکی دعوت کی اور اوسکا خوب پیٹ
بھر دیا اور اپنے رحم کا بیج اوسکی زمین مین بو دیا پس جبکہ ان اسخیا کی طرف سے اوسکو سچ کا مزہ حاصل
ہوا تو وہ سچ کا غلام ہو گیا اور پھر کبھی شیخی نہیں کی اس واقعہ سے تم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔
اور سچ کو اپنا شعار بنا لینا چاہیئے تاکہ دنیا مین بھی نیکنامی ہو اور آخرت مین بھی۔

شرح شبیری

ایک شیخی باز کا ہر صبح کو اپنی مونچھ اور لب کو چکنا کر لینا اور باہر آکر دوستوں میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ کھایا ہے اور وہ کھایا ہے

دنبہ پارہ یافت مردے مستہان　　ہر صباحے چرب کردے سبلتان

یعنی ایک شخص نے کہیں سے دنبہ کی کھال کا ٹکڑہ مفت پالیا تھا تو ہر صبح کو اوس سے مونچھیں چکنی کیا کرتا تھا۔

درمیان منعمان رفتے کہ من　　لوت چربے خوردہ ام در انجمن ۱۲

یعنی امراء کے یہان جاتا اور کہتا کہ میں نے (فلان) مجلس مین بڑی مچرب غذا کھائی ہے۔

دست بر سبلت نہادے در نوید　　رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید

یعنی ہاتھ مونچھ کے اوپر رکہتا خوشی میں اشارہ یہ کہ مونچھ کیطرف دیکھو مطلب یہ کہ مونچھونکے اوپر تاؤ دیتا تھا کہ لوگونکو معلوم ہو کہ حضرت کی مونچھ چکنی ہورہی ہے تو ضرور کھایا ہے۔

کاین گواہ صدق گفتار من است　　وین نشان چرب و شیرین خوردن است

یعنی (اسطرف اشارہ مقصود ہوتا تھا) کہ یہ میری بات کا گواہ ہے اور یہ مچرب و شیرین غذا کھانے کی نشانی ہے وہ تو اس طرح سے خوب شیخی بگہارا کرتا تھا اور اوسکے پیٹ کی یہ حالت تھی کہ۔

اشکمش گفتے جواب بے طنین　　کہ اباد اللہ کید الکافرین

یعنی اوسکا پیٹ جواب بے آواز کے دیتا کہ خدا اس کافروں جیسے مکر کو غارت کرے مطلب یہ کہ پیٹ اوسکو بوجہ بھوک کے کوسا کرتا تھا اور اسکے کوسنے کی کوئی آواز تو سنتا نہ تھا وہ کہتا کہ خدا ایسے مکر کو کہ مجھے بھوکا رکھتا ہے غارت ہی کرے اور کہتا کہ۔

لاف تو ما را بر آتش برنہاد   کان سبال چرب تو برکندہ باد

یعنی تیری شیخی نے ہمین آگ پر رکھا ہے تیری وہ مونچھ خدا کرے اکھڑ جاوے۔

گر نبودے لاف زشتت اے گدا   یک کریمے رحم آوردے بما

یعنی اگر تیری یہ بُری شیخی نہوتی تو شاید کوئی کریم ہم پر رحم کرتا اور کھلا دیتا مگر اب تو سب سمجھتے ہین کہ یہ ایسی غذا کھاتا ہے کہ کسیکو نصیب نہیں لہذا کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔

ور نمودے عیب و کم کردے جفا   ہم بدے مہمانی یک آشنا ۱۳

یعنی اور اگر عیب دکھا دیتا اور جفا کم کرتا تو کسی آشنا کا مہمان ہوجاتا مگر اب کوئی پوچھتا ہی نہیں۔

راست گفتے و کج کم باختے   یک طبیبے دارو ما ساختے

یعنی اگر سچ کہہ دیتا اور کج بازی کم کرتا تو کوئی طبیب ہماری دوا کر دیتا اور دوا وہی روٹی یعنے کوئی تو ہمین روٹی دے دیتا آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

گفت حق کہ کج مجنبان گوش و دم   ینفع الصادقین صدقہم

یعنی حق تعالے کا ارشاد ہے کہ گوش و دم کو کج مت ہلاؤ اسلئے کہ صادقین کو (قیامت مین) اونکا صدق ہی نفع دیگا۔ لہذا غلط اور کذب ہرگز نہ بولنا چاہیے۔

کہف اندر کژ مخسپ اے محتلم   انچہ داری وانما و فاستقم

یعنی اے پراگندہ خواب دیکھنے والے غار کے اندر گنج مت سو جو کچھ کہ تو رکھتا ہے دکھلا دے اور استقامت اختیار کر مطلب یہ کہ تمہارے اندر عیوب ہیں اونکو پوشیدہ کرکے مت رکھو بلکہ ظاہر کردو کہ اونکا کوئی علاج ہی کر دے اوسکے بعد تم استقامت اختیار کرو مگر بعض طبائع ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عیوب ظاہر نہیں کرسکتے ہیں اونکو علاج آگے بتاتے ہیں کہ اولی تو یہی ہے کہ ظاہر کردو اور اگر عیوب کو ظاہر نہ کرسکو تو اوسکے لئے فرماتے ہیں کہ۔

ور نگوئی عیب خود بارے خمش ‏ ‏ ‏ ‏ از نمایش وز دغل خود را مکش

یعنی اور اگر اپنے عیب کہتے نہیں تو چپ ہی رہ نمایش اور دغل سے اپنے کو قتل مت کر مطلب یہ کہ اگر عیوب کو ظاہر نہیں کرسکتے تو اوسکے خلاف کمالات تو ظاہر مت کرو بلکہ چپ ہی رہو اسلئے کہ اگر تم نے کمالات کا دعوی کیا تو پھر کوئی بھی رحم نہ کریگا اور اگر دعوی شروع کر دیا تو پھر تو کوئی پوچھے گا بھی نہیں اور پھر مارے جاؤگے۔

۱۴۱ **بر سبال چرب خود تکیہ مکن ‏ ‏ ‏ ‏ زانکہ گربہ برد دنبہ بے سخن**

یعنی اپنی چکنی مونچھ پر بھروسہ مت کر اسلئے کہ بلی دنبہ کی کھال کو بے شک لیگئی۔ اسکے لیجانے کا قصہ آگے بیان فرماوینگے تو مطلب یہ کہ فضول باتیں بناکر اپنا نقصان مت کرو اسمیں خطاب سالک کو بھی ہے کہ دیکھو اول تو اپنے عیوب کو شیخ کے سامنے ظاہر کردو تاکہ وہ علاج کردے اور اگر یہ تم سے نہ ہوسکے تو دعوے تو مت کرو کہ اوسمیں تو پھر کوئی بھی تم پر رحم نہ کریگا اور فرماتے ہیں کہ۔

گر تو نقدے یافتی مکشا دہان ‏ ‏ ‏ ‏ ہست در رہ سنگہائے امتحان

یعنی اگر تم نے کوئی نقد پالیا ہے تو پھر منہ مت کھولو اسلئے کہ راہ مین بہت سے سنگ امتحان ہیں مطلب یہ کہ اول تو کاذب دعوے مت کرو اور اگر کچھ سوز و گداز حاصل بھی ہوگیا ہے تب بھی اوسکو سناتے مین گاتے مت پھرو اسلئے کہ اس نقد کے پرکھنے والے راہ سلوک میں بہت ہیں اور وہ اولیاء اللہ ہین جو کہ حال صادق اور حال کاذب کو معلوم کر لیتے ہیں اور ذرا سنبھلکر قدم رکھنا ورنہ

اگر امتحان میں ناکامیاب ہوئے تو پھر بڑی خرابی ہوگی کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎ سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنون ٭ کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے۔ اب چونکہ یہاں کاملین کو غرہ ہوسکتا تھا کہ آیا ہم سنگہائے امتحان اور پرکھنے والے ہیں لہذا مولانا اونکے کان بھی کھولتے ہیں فرماتے ہیں کہ۔

سنگہائے امتحان را نیز پیش ٭ امتحانہا ہست در احوال خویش

یعنی سنگہائے امتحان کے آگے بھی اپنے احوال میں امتحانات ہیں مطلب یہ کہ یہ جو کاملین پرکھنے والے ہیں اونکے لئے بھی امتحانات ہیں۔ اور اونکی بھی آزمائشیں ہوتی ہیں لہذا وہ بھی نہ اتراویں اور ذرا سنبھل کر رہیں ورنہ کہیں لغزش ہوگئی تو پھر سخت مشکل ہوگی آگے فرماتے ہیں کہ۔

گفت یزدان از ولادت تا بحین ٭ یفتنون فی کل عام مرتین

یعنی حق تعالے کا ارشاد ہے کہ ولادت سے وقت (موت) تک وہ ہر برس میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں قرآن شریف میں ہے یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین تو دیکھو جب ہر طرف سے آزمائش ہے تو بیفکر ہوجانا سخت غلطی ہے اور فرماتے ہیں کہ۔

امتحان بر امتحانست اے پسر ٭ ہین بکمتر امتحان خود را مخر

یعنی اے صاحبزادے امتحان پر امتحان ہیں تو تم بہت چھوٹے امتحان میں اپنے کو مت خریدو مطلب یہ کہ جب امتحانات ہیں تو ذرا سنبھل کر کام کرو کہیں ذرا سے امتحان میں آکر اپنے کو برباد نہ کردو۔

ز امتحانات قضا ایمن مباش ٭ ہین ز رسوائی بترس ای خواجہ تاش

یعنی قضائے امتحانات سے بےخوف مت ہو اور اے ساتھی رسوائی سے ڈرتے رہو۔ کہ کہیں امتحان ہو اور اس میں ناکام ہوکر رسوائی ہو لہذا ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے آگے بلعم باعور کی بےخوفی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو وہ بیخوف ہوگئے تھے اور آخر رسوا اور شرمندہ ہوئے۔

بلعم باعور کا بیخوف ہو جانا کہ حضرت حق نے اوسکا امتحان کیا تھا اور پھر اوسکا ناکام رہنا

بلعم باعور و ابلیس لعین   زامتحان آخرین گشتہ مہین

یعنی بلعم باعور اور ابلیس لعین دیکھو آخری امتحان مین ذلیل ہو گئے۔

زانکہ بودند ایمن از مکر خدا   کامتحانہا رفت اندر ما مضا

یعنی اسلئے کہ وہ مکر خدا سے بیخوف تھے (اور سمجھتے تھے) کہ زمانہ ماضی مین تو بہت سے امتحانات
۱۶ ہو چکے ہین مطلب یہ کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اسقدر امتحانات ہو چکے ہیں اب کیا امتحان ہوگا۔
اور اگر ہوگا بھی تو جیسا اون مین پاس ہو گئے تو اب تو ضرور پاس ہو نگے بس اس دہوکہ مین
رہ گئے تو آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ۔

عاقبت رسوائی آمد حال شان   ہم شنیدہ باشی از احوال شان

یعنی انجام کار اونکی حالت رسوائی ہوئی اور تو نے انکے احوال سنے ہی ہونگے ابلیس کا اور بلعم باعور کا قصہ مشہور ہے کہ جب امتحان ہوا تو ناکامیاب اور ذلیل ہوئے لہذا چاہئے کہ مکر حق سے کبھی بیخوف نہ رہنا چاہیئے بس آگے پھر اس شیخی باز کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ۔

او بدعوے میل دولت مے کند   معدہ اش نفرین سبلت میکند

یعنی وہ دعوے کے ساتھ رغبت دولت کی کرتا تھا اور اوسکا معدہ اوس مونچھ پر لعنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ۔

(باقی آئندہ)

الحدیث ان من العلم
کھیئۃ المکنون الحدیث
ابوعبد الرحمن السلمی فی
الاربعین لہ فی التصوف
من حدیث ابی ھریرۃ باسناد
ضعیف اھ وتمامہ فی الاحیاء
لا یعلمہ الا اھل المعرفۃ
باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا بہ
لم یجھلہ الا اھل الاغترار
باللہ تعالیٰ فلا تحقروا عالما
اٰتاہ اللہ تعالیٰ علما منہ
فان اللہ عزوجل لم یحقرہ
اذ اٰتاہ ایاہ ۔
الحدیث ما فضل ابوبکر
الناس بکثرۃ صلاۃ ولا
بکثرۃ صیام الحدیث الترمذی
الحکیم فی النوادر من قول
ابی بکر بن عبد اللہ المزنی ولم
اجدہ مرفوعا وتمامہ فی الاحیاء
وما فضل ابوبکر رض الناس بکثرۃ
صیام ولا صلاۃ ولا بکثرۃ

حدیث بعض علوم مخفی اشیاء کی شکل میں ہوتے ہیں
روایت کیا اسکو ابوعبد الرحمن سلمی نے اپنی التصوف کی
چہل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ رض سے اسناد ضعیف
کے ساتھ اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ
اُس علم کو بجز عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا
پھر جب وہ اُس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اُس
سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالےٰ
کے معاملہ میں دھوکہ کھائے ہوئے ہیں (مراد انکار
وتکذیب ہے کیونکہ اجمالاً تصدیق کر لینا بھی ایک قسم کا
علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم و عمل کو عند اللہ صحیح
۵ ومقبول سمجھتے ہیں) پس تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو
جسکو خدا تعالیٰ نے اُس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خدا
تعالیٰ نے اُس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اُسکو دیا۔
حدیث حضرت ابوبکر رض جو اور لوگوں سے افضل
ہوگئے تو نماز و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ
(مراد نفل نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو
سکتی ہے) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن
عبد اللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع
نہیں پایا اور پورا مضمون احیاء میں ہے اس طرح کہ
حضرت ابوبکر رض جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے
ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت

رواية ولا فتوى ولا كلام
ولكن بشئ وقر في صدره
اه في الحديث وفي الاثر
اثبات للعلوم والاحوال
الباطنية۔

الحديث اختلاف امتي رحمة ذكره
البيهقي في رسالته الاشعرية تعليقا
واسنده في المدخل من حديث ابن
عباس بلفظ اختلاف اصحابي لكم رحمة
واسناده ضعيف اه فيه ما عليه
الصوفية من التوسع والرفق بالناس
في الاختلافيات۔

الحديث ان من العلم جهلا الحديث
ابوداؤد من حديث بريدة وفي
اسناده من يجهل اه فيه ما عليه
الصوفية من تسمية علم لا يوصل
الى الله تعالى جهلا۔

الحديث اذا مررتم برياض
الجنة فارتعوا الحديث
الترمذي من حديث انس و
حسنه وتمامه في الاحياء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں جو ان کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اھ۔ اس حدیث اور اثر میں اثبات ہے علوم باطنہ واحوال باطنہ کا (اول میں اُن علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)۔

حدیث میری امت کا اختلاف رحمت ہے ذکر کیا اسکو بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں معلقاً اور مدخل میں حدیث ابن عباسؓ سے ان الفاظ سے سنداً اختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحابؓ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے اور اسناد اسکی ضعیف ہے اھ اس حدیث میں اصل ہے اس عادت کی جس پر صوفیہ عامل ہیں کہ اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی برتتے ہیں۔

حدیث بعض علم جہل ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حدیث بریدہ سے اور اس کی اسناد میں ایک مجہول ہے اس میں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہے کہ وہ ایسے علم کو جہل کہتے ہیں جو موصل الی اللہ نہ ہو کما قال الشیرازی علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت ست)۔

حدیث جب تم جنت کے باغوں پر گذرا کرو تو (انہیں) چرا کرو (یعنی اُن سے غذائے روحانی حاصل کیا کرو) روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انسؓ سے اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے عرض کیا گیا کہ جنت کے

العلوم والاحوال الباطنية / علوم و احوال باطنیہ

اختلاف الامة رحمة / اختلافی امور میں لوگوں سے نرمی برتنا

تسمية العلم الذي لا يوصل الى الله جهلا / جو علم خدا تک نہ پہنچائے اسکو جہل کہنا

قیل وما ریاض الجنۃ قال مجالس الذکر اھ فیہ فضل ظاھر لمجالس الصوفیۃ الصافیۃ فانھا محض ذکر علما وعملا

باغ کیا ہیں ارشاد ہوا کہ ذکر کی مجلسیں اس میں کھلی فضیلت صوفیہ صافیہ کی مجالس کی ہے کیونکہ وہ مجالس خالص ذکر ہی ہیں خواہ علماً خواہ عملاً (یعنی وہاں افادہ علوم کا ہوتا ہے یا تسبیح وتہلیل کا شغل ہوتا ہے)۔

الحدیث ان من الشعر لحکمۃ البخاری من حدیث ابی بن کعب اھ فیہ تقریر ما اعتادہ اکثر الصوفیۃ من تدوین العلوم والحقائق فی الشعر

حدیث بعض اشعار حکمت ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے حدیث ابی بن کعب سے اھ اس میں تائید ہے اس عادت کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہے کہ علوم وحقائق کو اشعار میں ضبط کیا ہے۔

الحدیث ما حدث احدکم قوما بحدیث لا یفقھونہ الا کان فتنۃ علیھم العقیلی فی الضعفاء وابن السنی وابو نعیم فی الریاء من حدیث ابن عباس باسناد ضعیف ولمسلم فی مقدمۃ صحیحہ موقوفا علی ابن مسعود

حدیث جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات کہی جسکو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور ان کے لئے فتنہ ہوگی روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفاء میں اور ابن السنی نے اور ابو نعیم نے ریاء میں حدیث ابن عباس سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ابن مسعود سے موقوفاً روایت کی ہے۔

الحدیث کلموا الناس بما یعرفون ودعوا ما ینکرون الحدیث البخاری موقوفا علی علی ورفعہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من طریق ابی نعیم وتمامہ فی الاحیاء

حدیث لوگوں سے وہی بات کرو جسکو وہ پہچانتے ہوں اور اس بات کو چھوڑ دو جس کو وہ نہ پہچانتے ہوں روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت علی پر سے موقوفاً اور ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو نعیم کے طریق سے اس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت احیاء میں ہے کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور رسول کی تکذیب کی جاوے (یعنی جب بات سمجھ

اتریدون
ان یکذب اللہ
ورسولہ ۔

الحدیث نحن معاشر الانبیاء امرنا
ان نانزل الناس منازلھم الحدیث
رویناہ فی جزء من حدیث ابی بکر
الشخیر من حدیث عمر اختصر منہ
وعند ابی داؤد من حدیث عائشۃ
انزلوا الناس منازلھم وتمامہ فی
الاحیاء وتکلمھم علی قدر عقولھم
اھ فیہ ما علیہ المحققون من
الصوفیۃ من تعلیم کل بما
ھو اھلہ وکتمان بعض العلوم
من العامۃ ۔

الحدیث العلم علمان علم علی اللسان
الحدیث الترمذی الحکیم فی النوادر
وابن عبد البر من حدیث الحسن عن
جابر باسناد جید واعلہ ابن الجوزی
وتمامہ فی الاحیاء بعد قولہ علی
اللسان فذلک حجۃ اللہ
علی خلقہ

قرآن وحدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں او
اس لیے کسی نے اس کو سچ نہ سمجھا تو تم سے لگے خدا و
رسول کی تکذیب کی) ۔

حدیث ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہوا ہی کہ لوگوں
کو ان کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابو بکر شخیر کی
حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث
عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابو داؤد
کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ تم لوگو
کو ان کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیاء میں
ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ان سے ان کے
عقول کے موافق کلام کیا کریں اھ ۔ اس میں دلالت
ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر
شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہو اور
بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں ۔

حدیث علم دو قسم ہے ایک علم محض زبان پر الخ اسکو
حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبد البر نے حسن کی
روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہے
اھ ابن الجوزی نے اسکو معلول کہا ہے اور پوری روایت
احیاء میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی
ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اسکی
مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جاویگا

(باقی آیندہ)

حضرت حکیم الامۃ مجی السنۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کے مضامین کا خزینہ

علمی اور مذہبی ماہواری رسالہ

الہادی

علوم دینیہ کے شائقین کو مژدہ سنایا جاتا ہے کہ مواعظ حسنہ اور حدیث و تصوف اور علوم عقلیہ کا جامع رسالہ جو ہر ماہ قمری کی تیسری تاریخ کو کتب خانہ اشرفیہ دہلی سے شائع ہوتا ہے جسمیں حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں۔

التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب جسمیں صحیح احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کیگئی ہے جسکو دیکھکر یا سنکر ہر انسان کا دل طاعت کیجانب مائل ہوتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

تسہیل المواعظ حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم کے مواعظ حسنہ کو ایسا آسان کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ جلد دوم جسمیں حضرت مولانا موصوف دام فیضہم نے احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں جس کا مطالعہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور نو تعلیم یافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت ضروری اور بے حد مفید ہے۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق تو کچھ کہنے ہی کی حاجت نہیں جو حصے اس کے چھپ چکے ہیں وہ اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف۔ اس میں مولانا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو السنہ صوفیہ پر یا رسائل تصوف میں مذکور ہیں۔ یہ کتاب نہایت شاندار ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسالہ ہذا کے لئے حضرت والا نے اسکا ترجمہ فرما دیا جسمیں مسائل تصوف کی تقریر بھی کی گئی ہے۔ جو لوگ مولانا مدظلہم کی تحقیق تصوف سے واقف ہیں۔ وہ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس بے نظیر کتاب میں کیا کچھ بیش بہا جواہرات علمیہ ہونگے۔

باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت سالانہ صرف ۱۲ر ہے۔

(ٹیسل میں)

اصول و مقاصد رسالہ ہٰذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود امتِ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(۳) کوئی مضمون مسلک اہلِ حق کے خلاف شائع نہ ہوگا۔

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے۔ اور قیمت سالانہ عہ؍ ہے۔

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ وی۔ پی کا اضافہ کرکے عہ؍ کا وی۔ پی روانہ ہوگا۔ جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ عہ؍ میں پہنچیگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۸) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے۔ اُن کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنے جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاوے گی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کردیجائے گی۔

(۱۰) الھادی کے متعلق جملہ تحریرات بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ہونی چاہیے۔

(۱۱) جواب کے لئے جوابی خط آنا چاہیئے۔ جو صاحب خریداران رسالہ ہیں۔ براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھدیا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہ ہو۔

راقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الھادی" دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ❊ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ❊ پس اتباعاً للنص المزبور ❊ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۳ | بابتہ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالبے حاضر و بادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ❊ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب سبیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ❊ بادارۂ محمد عثمان عامی ❊ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ [illegible]

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ فقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابتہ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ

جو

به برکت دعاء حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	"	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	"	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	"	۳۳

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ مع ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے۔ اور قیمت سالانہ ۴؎ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ وی۔ پی کا اضافہ کرکے ۴؎ کا وی۔ پی روانہ ہوگا۔ جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ ۴؎ میں پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے۔ ان کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے۔

راقم
محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

صدقہ ہوجاتا ہے (دیکھو نیت صادق اور اخلاص کی برکت پیر پھیلا کر سوئے اور تہجد گزار لکھا جائے) اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے عمدہ اسناد سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے ابوذریا ابودرداء سے بطور شک کے روایت کیا ہے۔

مصنف امام منذری فرماتے ہیں انشاء اللہ اس قسم کی احادیث متفرق طور پر اس کتاب کے چند بابوں میں آئینگے۔

ترہیب ریا وغیرہ سے اور جو شخص کہ ریا سے اندیشہ کرتا ہو کو کیا پڑھنا چاہیئے

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے جن لوگوں پر بروز قیامت حکم نافذ ہوگا اُن میں سے پہلا وہ شخص ہوگا کہ جہاد میں شریک ہو کر شہید ہوا ہوگا اوسکو حاضر کیا جائیگا اسکو اللہ پاک اپنی نعمتیں جتلائے گا وہ ان سب کا معترف ہوگا۔ پھر فرمائیگا تو نے اون میں (بطور شکریہ) کیا عمل کیا وہ عرض کریگا میں نے جناب کے (دین کے) بارہ میں جہاد کیا یہانتک کہ میں شہید ہوگیا (اللہ پاک) فرمائینگے تو نے جھوٹ بولا تو نے تو اسواسطے جہاد کیا تھا کہ مشہور ہو کہ فلان بڑا بہادر ہے (ہماری رضامندی کے واسطے نہیں کیا) سو مشہور ہوگیا پھر حکم نافذ ہوگا اور موہنہ کے بل کھینچا جائیگا یہانتک کہ دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اور ایک وہ شخص ہوگا کہ اوسنے علم دین پڑہا اور پڑہایا ہوگا اور قرآن شریف کی تلاوت کی ہوگی اوسکو لایا جائیگا اور اوسکو اپنی نعمتیں جتلائیگا وہ اقرار کریگا سوال ہوگا تو نے اون نعمتوں مین کیا عمل کیا کہیگا مین نے علم دین پڑہا اور پڑہایا اور تیرے بارہ مین قرآن شریف کی تلاوت کی فرمائینگے تو جھوٹا ہے تو نے تو اسواسطے پڑہا تہا تاکہ مشہور ہو کہ عالم ہے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتا تہا تاکہ مشہور ہو کہ قاری ہے سو مشہور ہوگیا پھر حکم صادر ہوگا اور موہنہ کے بل کھینچکر دوزخ میں ڈالدیا جائیگا اور ایک شخص ہوگا کہ پروردگار نے اسکو وسعت دی ہوگی اور ہر قسم کے مال دیئے ہونگے اسکو لایا جائیگا اسکو بھی اپنی نعمتیں جتلائینگے وہ بھی سب کا مقر ہوگا اوس سے بھی سوال ہوگا کہ تو نے اوس مین کیا کام کیا وہ کہے گا میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا کہ تو اوس میں خرچ کرنا پسند کرتا ہو مگر تیری رضا جوئی کے واسطے خرچ کیا۔ فرمائیگا تو جھوٹا ہے تو نے تو اس لئے خرچ کیا تھا کہ سخی مشہور ہو پس ہوگیا پھر حکم ہوگا اور موہنہ کے بل

کھینچکر دوزخ مین ڈلدیا جائیگا اس حدیث کو مسلم نسائی ترمذی نے روایت کیا ہے ۔

شفی اصبحی نے بیان کیا ہے وہ مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اچانک ایک صاحب کو دیکھا کہ اونکی خدمت مین ایکا مجمع ہو رہا تھا دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں حاضرین نے کہا ابوہریرہ ہیں مین اونکے قریب ہوا یہانتک کہ اونکے سامنے جا بیٹھا وہ حاضرین کو حدیث سُنا رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے اور تنہا رہ گئے تو مین نے عرض کیا کہ مین بطفیل حق جل وعلے جناب سے سوال کرتا ہون آپ کو حق جل وعلے کی قسم ہے ایک ایسی حدیث مجھکو سُنا دیجئے کہ آپ نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور سمجھا بوجھا ہو فرمایا مین ایسا کرونگا مین تم سے ایسی حدیث بیان کرونگا جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی ہے اور مین نے اسکو سمجھا بوجھا ہے پھر انھون نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ بیہوش ہوگئے ہم نے ذرا توقف کیا یہانتک کہ انہوں نے افاقہ پایا اور فرمایا کہ مین ضرور تم کو ایسی حدیث سُناونگا جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اسی مکان میں بیان فرمائی تھی میرے اور آپ کے سوا اور کوئی ہمارے پاس نہ تھا پھر ابوہریرہ نے ایک اور سخت

۱۸ نعرہ مارا پھر ہوش میں آئے اور اپنے چہرہ کو پوچھا پھر فرمایا مین (سوال پورا) کرونگا واللہ مین ضرور تم سے ایسی حدیث بیان کرونگا کہ مجھسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا مین اور جناب اسی مکان مین تھے سوا میرے اور جناب کے کوئی اور نہ تھا پھر بڑا سخت نعرہ مارا پھر اپنے چہرہ پر گرتے ہوئے جھکنے لگے مین بہت دیر تک انکو سہارا لگائے سنبھالے رہا پھر افاقہ پایا پھر کہا مجھسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالے جب قیامت کا دن ہوگا بندوں پر نزول فرمائینگے تاکہ اونکے درمیان میں فیصلہ فرمائے اور تمام امتیں اپنے زانوون پر بیٹھی ہونگی ۔ (یعنی بے چین اور پریشان ہونگے) پس اول جسکو بلایا جاویگا وہ حافظ قرآن اور شہید فی سبیل اللہ اور تونگر ہونگے پھر اللہ جل مجدہ قاری سے فرمائینگے کہ میں نے تجھکو علم نہیں دیا تھا اوسکا جو کچھ اپنے رسول پر نازل فرمایا تھا وہ کہیگا بیشک اے پروردگار فرمائینگے پھر جو کچھ میں نے تجھکو سکھلایا تھا اوسین تو نے کیا عمل کیا عرض کریگا مین رات دن کی ساعتون مین نماز مین پڑھا کرتا تھا اللہ عز وجل ارشاد فرمائینگے تو نے جھوٹ بولا اور اسکو فرشتے بھی کہینگے تو نے جھوٹ بولا اور اللہ پاک ارشاد فرمائینگے بلکہ تیری تو یہ نیت تھی کہ مین قاری کہلایا جاؤن اور یہ شہرہ ہوگیا اور مالدار لایا جائیگا اوسسے اللہ تعالے

فرمائیگا کیا مین نے تجھکو اتنی وسعت دیکر اس قابل نہین کر چھوڑا کہ تو کسی کا محتاج نہ ہو عرض کرے گا
بیشک اے پروردگار فرمائیگا پھر جو کچھ ہم نے تجھکو دیا اوس مین تو نے کیا کام رہا رے لئے کیا وہ
عرض کریگا کہ مین رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا اللہ پاک فرمائینگے تو نے
جھوٹ بولا اور فرشتے بھی کہینگے تو نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالے فرمائینگے بلکہ تو نے تو اس غرض
سے کیا تھا کہ مشہور ہو کہ فلانا بڑا سخی ہے سو شہور ہو گیا۔ اور اوس شخص کو بلایا جائیگا جو جہاد مین قتل کیا گیا
اوس سے اللہ پاک فرمائینگے تو کس بارہ مین قتل کیا گیا وہ عرض کریگا پروردگار مجھکو تیرے بارہ میں
جہاد کرنے کا حکم کیا گیا تھا بس مین خوب لڑا یہانتک کہ قتل کیا گیا اللہ تعالے اوسکو فرمائیگا تو جھوٹ
بکتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے اور اللہ تعالے فرمائیگا بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ
بہادر مشہور ہون پس مشہور ہو گیا پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنہ پر دست مبارک مارا اور
فرمایا اے ابوہریرہ یہ تینون خدا ے پاک کی مخلوق مین سے وہ لوگ ہین کہ اول ان پر دوزخ
بھڑکائی جائے گی قیامت کے دن۔ ولید ابو عثمان مدنی نے کہا کہ مجھکو عقبہ نے خبر دی کہ یہ شفی وہی شخص
ہے جس نے حضرت معاویہ کے پاس جاکر یہ حدیث بیان کی تھی اور ولید نے یہ بھی بیان کیا علاء بن ابی 19
حکیم حضرت معاویہ کا جلاد تھا اوس نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر
حضرت ابوہریرہ سے نقل کرکر یہ حدیث بیان کی تو حضرت معاویہ نے کہا کہ ان لوگون کے ساتھہ تو ایسا
کیا گیا پھر اور باقی آدمیوں کے ساتھ کیا کچھ ہوگا پھر حضرت معاویہ ایسے سخت روئے کہ ہم نے گمان کیا
بس حضرت معاویہ ہلاک ہو جاوینگے اور ہم کہنے لگے یہ شخص تو ہمارے پاس شر لیکر آیا پھر حضرت معاویہ
نے افاقہ پایا اور اپنا چہرہ پوچھا اور کہا درست فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا
کی زندگانی اور اسکی زینت کا ہم اسکے اعمال کا پورا اجر دنیا ہی میں دیدیتے ہین اور وہ دنیا مین خسارہ
نہین دئے جاتے وہی وہ لوگ ہیں کہ اونکے واسطے آخرت مین بجز آگ کے کچھہ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں
نے کیا وہ وہان سب بیکار رہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے سب باطل ہے اس حدیث کو ابن خزیمہ نے
اپنی صحیح مین بیان کیا ہے۔

ف یہ دونون حدیثیں نہایت جائے عبرت ہیں دنیا مین یہ تینون عمل جملہ اعمال مین اعلےٰ درجہ
کے ہین باوجود اسکے صرف دنیا کی ناموری کے خیال کی وجہ سے ایسے ہو گئے کہ اُنکے کرنے والے

مستحق دوزخ مین سب سے اول داخل ہونے کے ہوگئے پھر اونکا کیا حال ہوگا جنھون نے علاوہ شہرت کے ذریعہ معاش بھی بنا رکھا ہو۔ اعاذنا اللہ بفضلہ ومنہ ورزقنا الاخلاص فی العمل آمین ثم آمین۔

اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہتے ہین مین نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو غزوہ اور جہاد کی کیفیت کی خبر دیجئے ارشاد فرمایا اے عبداللہ بن عمرو اگر تونے صابر رہکر اجر اُخروی کا امیدوار ہوکر جہاد کیا تو تجھکو صابر اور امیدوار اجر ہی بناکر روز محشر اٹھائین گے اور اگر تونے جہاد کیا ریا اور کثرت مال کے واسطے تو اللہ پاک ریاکار اور طالب مال ہی بناکر اٹھائینگے اے عبداللہ بن عمرو جس حال اور نیت پر تو جہاد کریگا اور قتل کیا جائیگا اللہ تعالے تجھکو اسی حال پر اٹھائینگے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حافظ منذری فرماتے ہین اس قبیل سے کتاب الجہاد مین اور حدیثیں بھی آوینگی۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کو
خوشخبری دیدو بلندی اور دین اور رفعت شان اور زمین مین بااختیار ہونے کی بس اون مین سے جو
کوئی دین کا کام دنیا کے واسطے کریگا اوسکو آخرت مین کچھ حصہ نہ ہوگا اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان ۲۰
اور احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔ ف جو لوگ اپنی میتوں کے ثواب رسانی کے واسطے جو صدقہ خیرات کرتے ہین اور اون مین دنیوی امورات نیکنامی بدنامی وغیرہ کا خیال کرتے ہین اور دنیا کی شرم کے واسطے پابندی رسوم کی کرتے ہین کہتے ہین کہ جب تیجہ چالیسوان دسوان بیسوان نہ کرینگے تو ہم کو دنیا کیا کہے گی یہ حدیث شریف صاف بتا رہی ہے کہ انکو اس عمل کا آخرت مین کچھ حصہ نہیں ہے اور جب وہ اس کام پر خود مستحق ثواب کے نہ ہوئے تو مردہ کو کیا پہنچاتے ہین۔ ظاہر ہے کہ اس سے مردہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ لازم ہے کہ ایصال ثواب کے واسطے جو عمل بھی کیا جاوے نہایت احتیاط سے موافق قواعد شرعیہ کے اخلاص کے ساتھ کیا جاوے تاکہ مردہ کو اوسکا ثواب پہنچے نیز اپنے امورات خیر مین بھی نہایت احتیاط لازم ہے تاکہ سعی بیکار اور رائگان نہ جاوے اور اسی مضمون کو آئندہ حدیث نہایت واضح طور پر بتا رہی ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہین ایک شخص نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین کبھی موقعہ پر میدان جنگ وغیرہ کے کھڑا ہوں خدائی پاک

کی رضا کا ارادہ کرکر اور یہ بھی ارادہ ہوتا ہے کہ میرا مرتبہ بھی ظاہر ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا یہانتک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فمن کان یرجو لقاء اللہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ ترجمہ پس جو شخص اللہ کے ملنے کی امید رکھتا ہو لازم ہو کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک کرے۔ ف سائل کا جواب یہ ہوا کہ ارادہ اظہار مرتبہ کا بھی حکم شرک کا رکھتا ہے پس معلوم ہوا کہ عبادہ کی مقبولیت کے واسطے یہ شرط ہے کہ بجز رضاء مولا کچھ مطلوب نہ ہو۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور بخاری مسلم کے شرائط پر صحیح کہا ہے۔

اور ابو ہند داری سے روایت ہے انھون نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو فرماتے ہین جو شخص کسی نام نمود کے موقعہ پر کھڑا ہوا اللہ تعالےٰ اسکو بروز قیامت تمام لوگونکو دکہا کر سنا دیگا۔ یعنی خوب فضیحت کیگا (کہ فلان نے فلان عمل لوگوں کے دکہانے سنانے کے لئے کیا تہا اس سے بڑہکر کیا رسوائی ہوگی) اس حدیث کو امام احمد نے جید سند کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے ان لفظون کے ساتھ روایت کیا ہے فقد بری من اللہ یعنی اللہ سے بری ہوگیا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتے ہین میں نے نبی صلے اللہ ۴۱
علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس نے اپنے عمل کو لوگون مین شہرت دی اللہ تعالےٰ تمام خلائق کے کانون میں سنائے گا (اور شہرت دیگا) اور اسکو ذلیل اور حقیر فرمائے گا۔ اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں چند سندون کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جن مین ایک سند صحیح مرتبہ کی ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہو۔

اور جندب بن عبداللہ سے بخاری اور مسلم نے بھی اسی مضمون کی حدیث بیان کی ہے عبارت مین تغیر ہے اور طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی اور معاذ بن جبل سے سند حسن کے ساتھ یہی مضمون روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جس شخص نے اپنے اعمال مین سے کچھ لوگونکو دکہلایا (یعنی دکہلاوے کے واسطے کیا) اللہ تعالےٰ بروز قیامت اوس عمل کو اوسکے سپرد فرما دینگے اور فرماتینگے دیکہہ یہ کچھ نفع کرتا ہے یا نہیں اسکو بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخر زمانہ مین کچھ آدمی نکلینگے جو دنیا کو دین کے ساتھ فریب دینگے لوگون کے دکہانے کو بہیڑوں کے پشمینے

براہ انکساری پہنینگے اونکی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں ہونگی اور انکے دل بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالے فرمائینگے کیا یہ لوگ میری رحمت کی بنا پر دہوکہ میں آگئے یا مجھ پر جراءت کرتے ہیں ایس میں بھی اپنی ہی قسم کہاتا ہوں میں ان پر انہیں میں سے ایسا فتنہ بھیجونگا کہ عقلمند کو حیران کرچھوڑیگے اس حدیث کو ترمذی نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے لوگون کے دیکھنے کے موقع پر نماز کو خوب درست کرکر پڑہا اور خلوت میں اسکو خراب کیا یہ اسکی ذلت کا سامان ہے اسکو پروردگار اوس نماز کی وجہ سے ذلیل فرمائینگے۔ اسکو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابو یعلےٰ نے روایت کیا ہے اور ابن جریر طبری نے مرفوع اور موقوف دونون طریق پر روایت کیا ہے اور موقوف کو ترجیح دی ہے۔

اور شداد بن اوسؓ سے روایت ہے انہون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس کسی نے لوگون کے دکہانے کے واسطے روزہ رکہا بیشک اوسنے شرک کیا اور جس نے لوگون کے دکہانے کو نماز پڑہی اوسنے شرک کیا اور جس نے لوگونکے دکہانیکو خیرات کی اوسنے بھی شرک کیا اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور انشاء اللہ آیندہ یہ حدیث تمام آویگی۔ ۲۲

اور ربیح بن عبدالرحمن بن سعید الخدری نے اپنے والد سے اور انہون نے اونکے دادا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے ایسی حالت میں کہ ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے فرمایا میں کیا تم کو ایسی بات کی خبر نہ دون کہ جو میرے نزدیک وہ تمہارے حق میں مسیح دجال سے زیادہ خوفناک ہے ہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ فرمایا چھپا ہوا شرک وہ یہ ہے کہ کہڑا ہوکر نماز پڑہے خوب سنوار کر اسوجہ سے کہ دیکھتا ہے کسی شخص کو کہ وہ دیکھ رہا ہے اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مسجد میں تشریف لائے حضرت معاذ کو دیکہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک کے پاس رو رہے ہیں دریافت کیا کیوں روتے ہو کہا ایک حدیث ہے جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی فرماتے تھے تہوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور جس شخص نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ اللہ

لڑنے کو آمادہ ہوا بیشک اللہ تعالےٰ اون نیکوکاروں پرہیزگاروں چھپے ہوؤنکو دوست رکھتا ہے
جو نظر سے غائب ہو جائیں تلاش نہ کئے جائیں اور اگر حاضر ہو جائیں شناخت نہ کئے جائیں اونکے
دل ہدایت کے چراغ ہیں ہر خاک آلودہ اندھیری جنگلوں سے نکلتے ہیں یعنی چھپے ہوئے بے نام و
نشان رہتے ہیں) اسکو ابن ماجہ حاکم بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

اور محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن باتوں سے
میں تم لوگوں پر ڈرتا ہوں اون سب میں زیادہ خوفناک چھوٹا شرک ہے اصحاب نے عرض کیا اور
چھوٹا شرک کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا ریا جب لوگوں کو اپنے اپنے اعمال کی جزا ثواب دیئے
جائینگے اللہ تعالےٰ (ریاکاروں کو) فرمائیگا اون لوگوں کے پاس جاؤ جنکو دنیا میں اپنے اعمال دکہایا
کرتے تھے دیکھو کچھ اونکے پاس جزا پاتے ہو یا نہیں) اسکو احمد اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت
کیا ہے۔ ف محمود بن لبید صحابی ہیں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سننا ثابت
ہے یا نہیں اس بنا پر یہ حدیث بعض کے نزدیک مرسل ہے۔

اور ابو سعید ابن فضالہ سے مروی ہے یہ صحابی ہیں کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ ۲۳
وسلم سے سنا فرماتے تھے جب اللہ تعالےٰ بروز قیامت اوس دن جس میں کچھ شک نہیں ہے۔
پہلوں پچھلوں کو جمع فرمائیگا منادی اعلان کریگا جس نے اپنے عمل میں اللہ کے ساتھ کسیکو شریک
کیا اوسکو چاہیئے اوس عمل کا اجر اوس شریک ہی کے پاس ڈھونڈے کیونکہ اللہ تعالےٰ تمام شرکا سے
زیادہ شرکت سے مستغنی ہے (یعنی اللہ تعالےٰ اوس عمل کو نہیں قبول فرمائینگے) اسکو ترمذی ابن ماجہ
ابن حبان بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ ارشاد
فرماتے ہیں میں جملہ شرکا سے زیادہ شرکت سے لاپرواہ ہون لہٰذا جس نے میرے واسطے کوئی
عمل کیا اور اوس عمل میں میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کر لیا میں اوس عمل سے بری ہوں وہ اسی
کے واسطے ہے جسکو اوس نے شریک کیا ہے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔
اور ابن ماجہ کے راوی سب ثقہ ہیں۔

اور شہر بن حوشب عبد الرحمن بن غنم سے روایت کرتے ہیں عبد الرحمن کہتے ہیں جب میں

جابیہ (ایک شہر ہے) کی مسجد میں داخل ہوا توہم نے عبادۃ بن صامت صحابی سے ملاقات کی انہون نے
میرے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ میں اور ابو درداء رضہ صحابی کے بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے
ہاتھ میں لیا پھر آہستہ باتین کرتے ہوئے مسجد سے چلے یہ اللہ جانتا ہے کہ ہم کیا باتیں کرتے تھے
پھر حضرت عبادۃ بن صامت نے فرمایا واللہ اگر تم مین سے کسی کی یا تم دونون کی عمر دراز ہوئے تو
جلد دیکھوگے مسلمانون کے درمیان کسی آدمی کو کہ قرآن شریف پڑھے گا اور دہرائیگا اور اوسکے
مضامین پر مطلع ہوگا اور اوسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہے گا اور اسکے مقامات تحقیق میں
خوب بحث کریگا (یعنے عالم محقق مفتی زمانہ ہوگا) اوس تمام علم مین سے نہیں نفع لیگا مگر مردے گدہے
کے سر کی طرح (یعنی اوس سے کچھ نتیجہ دینی حاصل نہ کریگا اور مردہ گدہے کیطرح اوسکے دل مین وہ
علم کچھ اثر نہ کریگا) عبدالرحمن کہتے ہین ہم اسی حالت مین بیٹھے تھے کہ یکایک حضرت شداد بن اوس اور حضرت
عوف بن مالک تشریف فرما ہوئے اور حضرت عبادہ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت شداد فرمانے
لگے اے لوگو سب سے زیادہ خوفناک تم لوگون کے حق میں وہ امر ہے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے وہ پوشیدہ خواہش اور شرک ہے حضرت عبادہ اور ابو درداء نے فرمایا۔ اللہ ۲۴
تیری مغفرت کرے اور کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ حدیث نہیں فرمایا کرتے تھے شیطان جزیرہ
عرب میں اپنی پرستش (یعنی شرک) سے مایوس ہوگیا ہے البتہ پوشیدہ شہوت کو ہم سمجھ گئے وہ
دنیا کی محبت ہے عورتین اور اونکے خواہشات وغیرہ۔ یہ شرک کون ہے جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو۔
تے شداد حضرت شداد نے فرمایا کیا تم نہین جانتے اگر تم کسیکو دیکھو کہ وہ کسی شخص کے لحاظ سے
نماز پڑھتا ہے اور کسی شخص کی وجہ سے روزہ رکھتا ہے یا کسی کے دکھانے کو خیرات کرتا ہے ضرور ہے
کہ اوس نے شرک کیا۔ حضرت عوف بن مالک نے فرمایا کیا اللہ تعالے ایسی عنایت نہیں فرمائینگے
کہ جس عمل میں ان کی رضا مطلوب ہو اس سے جو مقدار کہ خالص لوجہ اللہ ہو اسکو قبول فرمالیں
اور جو آمیزش شرک کی ہو اوسکو چھوڑ دین اوسوقت حضرت شداد نے فرمایا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے میں بہتر حصہ دار ہوں اوس
شخص کے واسطے جو میرے ساتھ شریک کیا گیا جس نے میرے ساتھ کسی شئے کو شریک کیا میں اسکی ذات
اور عمل اور تھوڑے اور بہت کو سبکو اوس شریک کیواسطے کردیتا ہون جسکو اوس نے میری ساتھ شریک کیا ہے۔

(باقی آیندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا آٹھواں وعظ

مسمّٰی بہ

اخیر عشرہ کے احکام

منتخب از وعظ ششم دعوات عبدیت

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان ۝ (ترجمہ) رمضان شریف کا مہینہ ایسا ہے کہ اُس میں قرآن شریف اُتارا گیا ہے جو کہ آدمیوں کے لئے ہدایت ہے اور دلیل ہے ہدایت کی جو کہ حق اور باطل مین تمیز دینے والی ہے۔

اسکے متعلق یہ مضمون ہین۔

(۱) یہ ایک آیۃ کا ٹکڑا ہے اس آیۃ مین خدا تعالےٰ نے رمضان کی ایک خوبی بیان

کی ہے پہلے جمعہ مین رمضان شریف کے ضروری حق بیان ہوچکے ہیں۔ آج کے وعظ
مین صرف اخیر کے دس دن ہی کے حالات بیان ہونگے گو اس آیت کو ظاہر میں اخیر کے دس
دن سے کچھ تعلق نہیں لیکن سوچنے سے معلوم ہوجائیگا کہ اس آیت مین جو خوبی بیان ہوئی ہے
وہ اصل مین ان ہی دس دنونکی ہے فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ ایسا مبارک ہے کہ اوس میں
ہم نے قرآن شریف اتارا ہے۔ سو اس آیت سے صرف اسقدر معلوم ہوا کہ رمضان مین قرآن شریف
اترا ہے لیکن ظاہر ہے کہ رمضان پورے تیس دن کا نام ہے اور اس آیت سے یہ پتہ نہیں چلتا
کہ اس تیس دن میں سے کونسے حصہ میں اترا ہے لیکن اگر ہم اس کے ساتھ دوسری آیت کو بھی
ملالیں تو دونون کے ملانے سے وہ حصہ بھی معلوم ہوجائیگا جسمیں کہ اتارا گیا ہے سو دوسری آیت
مین فرماتے ہین کہ ہم نے اسکو شب قدر مین اتارا ہے۔ پس ان دونوں آیتوں سے یہ بات معلوم
ہوگئی کہ قرآن شریف رمضان کی شب قدر میں اترا ہے اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر
اخیر کے دس دنون مین ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن شریف رمضان کے آخری دس دنونمیں
۲ اترا ہے۔ پس اس آیت سے اخیر کے دس دنون کی بہت بڑی خوبی معلوم ہوگئی کہ اوسمیں قرآن
شریف اتارا گیا ہے کیونکہ قرآن کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لئے جس زمانہ میں وہ اترا ہوگا وہ
زمانہ بھی مبارک ہوگا۔ اسکی قدر کوئی عاشقوں کے دل سے پوچھے کہ جس زمانہ میں اونکو محبوب کا
کوئی خط ملتا ہے وہ زمانہ اونکے نزدیک کسقدر عزیز ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی کلام خداوندی ہے
اور خداتعالے محبوب حقیقی ہے پس وہ زمانہ جس میں محبوب حقیقی کا کلام اترا ہے خدا کے عاشقونکو
کیون نہ عزیز اور مبارک ہوگا جس دن کے اندر کوئی بڑی چیز میسر ہوجاوے وہ دن بھی عزیز ہوتا ہے
اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جس زمانہ میں بھی عزت اور برکت ہے وہ اسی وجہ سے
ہے کہ اس زمانہ مین کوئی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے یہی وجہ ہے کہ جمعہ کا دن اور دنون کے
مرتبہ مین بڑھا ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے جو اور کسی دن میں
نہیں یعنی جمعہ کی نماز دیکھو اگر کسی عاشق کو کنوین کے اندر محبوب کی ملاقات نصیب ہو تو وہ اس کنوین
کو کنواں نہ سمجھے گا بلکہ اوسکے دل میں اوس کنوین کی قدر اتنی ہی ہوگی کہ کسی پھولون سے بھرے
ہوئے چمن کی بھی نہ ہوگی۔

(۲) اکثر آدمی جمعہ کی فضیلت اور خوبی پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ کیا وجہ کہ جمعرات کا وہ مرتبہ نہیں جو جمعہ کا ہے وہی بارہ گھنٹے اسمیں ہیں وہی بارہ گھنٹے اوسمیں ہیں وہی ایک دن جمعرات ہے وہی ایک دن جمعہ ہے یہ کسقدر بیہودہ اعتراض ہے کیونکہ ظاہر میں اگر دونوں یکساں ہو بھی گئے تو یہ کیا ضرور ہے کہ مرتبہ میں بھی برابر ہوں کہ جو ایک کی حالت ہو وہی دوسرے کی حالت ہو دیکھو اگر کسی شخص کی بہن اور بیوی بالکل ہم شکل ہوں اور کپڑے اور زیور بھی یکساں پہنے ہوئے ہوں تو کیا اون دونوں میں حلال وحرام کا فرق نہوگا. کیا کوئی عقلمند ایسا بھی ہے جو اُن دونوں کو یکساں سمجھے اور اونکے ساتھ برابر کا برتاؤ کرے اور کیا اس شخص کے دل میں دونوں کی محبت ایک قسم کی ہوگی- یہ ضرور ہے کہ محبت ماں سے بھی ہوگی لیکن دونوں کی محبت میں بہت بڑا فرق ہوگا- بہن اور ماں بھی محبوب ہیں اور بیوی بھی محبوب ہے لیکن دونوں کی محبت بالکل الگ الگ ہے- کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ بیوی کیطرح ماں کو بھی پیار کرے یا اوسکو بھی بغل میں لینے کی آرزو کرے لیکن اس قسم کے خیال سے ہی طبیعت کو اسقدر گھن آتی ہے کہ اگر کوئی اپنے کو خواب میں بھی ماں کے ساتھ صحبت کرتے دیکھہ لیتا ہے تو جاگ کر بیحد پریشان ہوتا ہے اور اپنے کو لعنت ملامت کرتا ہے حالانکہ اس خواب کی تعبیر بری نہیں ہے کیونکہ تعبیر اسکی یہ ہے کہ اس شخص میں بالکل بڑائی نہیں ہے اور یہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا. چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے یہی خواب بیان کیا تو اونہوں نے یہی تعبیر دی- اگر کسی جاہل سے ایسا خواب بیان کیا جاوے تو معلوم نہیں کیا تعبیر دے اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ جاہل آدمی سے اپنا خواب مت بیان کرو بلکہ کسی عقلمند یا دوست سے بیان کرو کیونکہ عقلمند آدمی تم کو واقعی تعبیر سمجھکر بتلادیگا- اور تمہارا دوست اگر نہ بھی جانتا ہوگا- تو خاموش ہو رہیگا- گڑبڑ نہ بتلاویگا. مگر غیر آدمی جو عقلمند بھی نہو خدا جانے کیا کچھ بتلادے. پس معلوم ہوا کہ گو اس خواب کی تعبیر ایسی اچھی ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی ایسا خواب دیکھہ لیتا ہے تو بہت پریشان اور تنگدل ہوتا ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ماں کے ساتھ جو محبت ہے وہ دوسری قسم کی ہے اور بیوی کے ساتھ جو محبت ہے وہ اور قسم کی ہے دونوں محبتیں ایک سی نہیں ہیں- تو ظاہر ہو گیا کہ جمعہ اور جمعرات کے ظاہر میں یکساں ہونے سے کچھ یہ ضرور نہیں کہ مرتبہ میں بھی دونوں برابر ہوں

(۳) پس چونکہ رمضان میں قرآن شریف اتارا گیا ہے اور قرآن خود بہت شرف اور

عزت رکھتا ہے اسوجہ سے اوسکے اترنے کا زمانہ بھی عزت اور شرف والا ہوگیا۔ صاحبو یہ کیا کہ دنیا کے محبوب کی بات چیت کا وقت تو پیارا اور عزیز ہو اور اصلی محبوب کے کلام اترنے کا وقت پیارا نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے اگر خود کلام پاک کے کمالوں کو نہ بھی دیکھا جاوے تو اوسکے لیئے یہی عزت کیا کم ہے کہ وہ اللہ پاک کا کلام ہے اب یہ بھی دیکھو کہ اس آفتاب نے تمہارے دلوں کو کیا کچھ روشن کر رکھا ہے۔

(۴) چونکہ قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص تعلق ہے اسوجہ سے کلام مجید کے پڑھنے سے وہ بہت خوش ہوتے ہیں خواہ سمجھکر پڑھا جاوے یا بے سمجھے پڑھا جاوے مگر اور جتنے عمل ہیں اون میں یہ خوبی نہیں اگر کوئی دعا یا اور کوئی وظیفہ پڑھے اور اسکے معنی نہ سمجھتا ہو۔ تو وہ اتنا پسند نہیں مگر قرآن ایسا عجیب ہے کہ ہر طرح محبوب ہے خواہ اوسکے معنی سمجھو یا نہ سمجھو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے کہ اونھوں نے اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کس چیز سے زیادہ راضی ہوتے ہیں فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے امام صاحب نے عرض کیا کہ معنی سمجھکر پڑھنے سے یا بے سمجھے ہوئے بھی جواب میں فرمایا کہ بِفَھْمٍ اَوْ بِلَا فَھْمٍ یعنی جسطرح سے بھی ہو اور یہ کچھ ۴
خواب سے ہی نہیں معلوم ہوا بلکہ حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اس بیان سے آجکل کے روشن خیالوں کی بھی غلطی معلوم ہوگئی اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب کلام اللہ کو سمجھا نہیں جاتا تو اوسکے پڑھنے سے کیا فائدہ سو اونکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ کلام مجید کا بے سمجھے پڑھنا بھی بڑا فائدہ رکھتا ہے کیونکہ اوسکا فائدہ صرف یہی نہیں ہے کہ اوسکے معنی سمجھ لیں بلکہ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اوسکے پڑھنے سے ہم سے خدا تعالےٰ راضی ہوں جیسا کہ بیان ہوا اور یہ بات عقل اور عادت سے بھی معلوم ہوتی ہے دیکھو اگر کسی شخص نے کوئی کتاب بنائی ہو اور وہ دوسروں کو دیکھے کہ وہ میری کتاب پڑھ رہے ہیں تو وہ یہ دیکھکر بہت خوش ہوگا گو پڑھنے والے اوس کتاب کو سمجھ نہ سکتے ہوں اور اس شخص کو ان لوگوں کے ساتھ محبت ہوجاوے گی کہ اون لوگوں نے میری کتاب کی قدر کی۔ ہمارے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے تھے کہ میں ایکبار دہلی بازار میں جا رہا تھا ایک دوکان پر بہت سے لوگوں کو اکٹھا دیکھا دیکھتا کیا ہوں کہ اسکے درمیان میں ایک شخص بیٹھا ہوا حضرت حافظ جی صاحب کی ایک شعروں کی کتاب جسکا نام دردنامہ غمناک ہے سنتے

بہت شوق سے پڑھ رہا ہے حضرت حاجی صاحب بھی کھڑے ہو کر سننے لگے اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ میرا کلام پڑھ رہا ہے اس شخص کو گو خبر نہ تھی کہ جنکی کتاب ہے وہ بھی سن رہے ہیں مگر وہ پاس ہی کھڑے ہوئے سنتے اور خوش تھے اسی طرح جب کلام اللہ کو ہم شوق سے پڑھیں گے۔ اور خدا تعالےٰ سنیں گے تو ضرور خوش ہونگے کیونکہ خدا تعالےٰ اور کسی عبادت سے اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا کہ قرآن شریف پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا سننا یقینی بات ہے کیونکہ خدائے تعالےٰ سے کوئی چیز بھی آسمان اور زمین کی اوجھل نہیں ہو سکتی اور ذرہ برابر بھی کوئی چیز اون سے چھپی نہیں رہ سکتی کیسی ہی بات کیوں نہ ہو مگر ان کو اوسکی پوری خبر ہے۔ پس خدا کو سمجھکر پڑھیں یا بے سمجھے ہوئے وہ ہر طرح خوش ہوتے ہیں۔

(۵) ایک بزرگ کا قصہ مشہور ہے کہ اپنے ایک مرید سے مدت تک وظیفہ پڑھواتے رہے اور جب کچھ مرید کو فائدہ نہ ہوتا تو اور بدلوا دیتے تھے لیکن آخر جب مرید کو کچھ نفع نہیں ہوا تو انھوں نے مرید سے دریافت کیا کہ تم وظیفہ کس نیت سے پڑھتے ہو اوسنے جواب دیا کہ حضرت یہی نیت ہے کہ اگر کسی قابل ہو جاؤں تو دوسروں کو نفع پہنچاؤں گا۔ اون بزرگ صاحب نے فرمایا کہ توبہ کرو یہ تو شرک ہے کہ ابھی سے بڑے بننے کا خیال ہے اور مخلوق پر نظر ہے کہ ہر دم دوسروں کو نفع پہنچانے کا خیال ہے۔ اپنا خیال صرف اللہ تعالےٰ کی طرف رکھو۔ پس جب انہوں نے توبہ کی فوراً فائدہ ہوا غرض جب اپنی حالت سنواری نہ ہو تو اسوقت مخلوق کی طرف خیال رکھنا نقصان پہونچاتا ہے اور اس قصہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس پیر میں کچھ کمال ہوتا ہے وہ مرید کو نا امید نہیں کرتا جیسے کہ بزرگ وظیفہ بدل بدل بتلاتے رہے اور نفع نہ ہونے سے مرید کو جواب نہیں دیدیا۔ بلکہ اسی کوشش میں رہے یہانتک کہ مرض اور اسکا علاج نکال ہی لیا۔ وہ تجربہ کار طبیب کیطرح اودھیڑبن میں ہمیشہ لگا رہتا ہے البتہ جو پیر کامل نہیں ہوتے وہ اس حالت سے گھبرا جاتے ہیں اور دوسرے کو بھی ناامید کر دیتے ہیں۔

(۶) حضرت ابراہیم ادہم کا قصہ مشہور ہے کہ آپکے بیٹے کا نام شیخ محمود تھا جب آپ بیٹے سے ملے تو بیٹے کی محبت نے دلمیں جوش مارا فوراً غیب سے آواز آئی کہ حب حق ہو دل میں یا محبت پسر یعنی جمع ان دونوں کو تو ہرگز نہ کر سکتا یا تو ہماری ذات سے محبت رکھ یا بیٹے کی محبت

رکھلو یہ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ پس فوراً آپکو ہوش آیا اور اللہ پاک کی محبت کو قبول کر لیا۔ پس بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بیٹے سے بالکل ہی محبت نہ کرے۔ نہیں جتنا شرع سے اسکا حق ہے اوتنی محبت کرنا سنت ہے البتہ اتنی نہ ہونی چاہیئے جو اللہ پاک کی محبت پر غالب ہو جاوے۔ پس پیر سے بھی ایسی محبت نہ ہونی چاہیئے جو خدا کو بالکل بہلا دے۔ جیسا کہ آجکل عام لوگوں میں رواج ہے۔ اسیطرح بیوی بچوں سے وہ محبت نہ ہونی چاہیئے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جاوے۔ دیکھیئے اللہ پاک فرماتے ہیں نہ روکدیں تم کو مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت پر قربان ہو جایئے کہ یہ حکم نہیں کیا کہ اولاد سے بالکل محبت نہ کرو کیونکہ جانتے ہیں کہ اولاد کی محبت انکے دلوں میں بھری ہوئی ہے اسلئے بالکل نہ چھوڑ سکیں گے۔ اسوجہ سے یوں فرماتے ہیں کہ اسقدر اونکے پیچھے مت پڑو کہ خدا ہی کو بھول جاؤ۔

۹ (۷) اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن شریف کے پڑھنے میں کتنا ثواب ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے بڑے ثواب کو چھوڑ کر نفس کے بندوں نے قرآن شریف سے دنیا کمانا شروع کر دیا۔ روپیہ لیکر اور اُجرت ٹھہرا کر قرآن سُناتے ہیں جیسا کہ تراویح میں اکثر جگہ یہی رواج ہو گیا ہے۔ اسیطرح مُردوں کو جو ثواب قرآن پڑھکر پہونچاتے ہیں اور اوسپر روپیہ لیتے ہیں یہ بالکل منع ہے۔

(۷) قرآن سے دنیا کمانا بالکل منع ہے

(۸) اور اس کلام کی ایسی شان ہے کہ جسقدر اسکو زیادہ پڑھو اوتنا ہی علم بڑھتا ہے اور پھر لطف یہ کہ جاہلوں کو بھی مزہ آتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن نہیں پرانا ہوتا بار بار پڑھنے سے واقعی قرآن شریف کو چاہے کتنا ہی سُنو جی نہیں بھرتا ہر بار نیا مزہ آتا ہے اگر کہا جاوے کہ یہ سارا مزہ خوش آوازی کی وجہ سے ہوتا ہو گا تو ہم کہیں گے کہ آخر وہ لطف اور مزہ جو قرآن پڑھنے سے ہوتا ہے شعر پڑھنے سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر کسی کو شعر میں بھی زیادہ مزہ آتا ہے تو وہ ایسی بات کرنے کے لایق ہی نہیں اسکو چاہیئے کہ اول اپنی حالت درست کرے پھر دیکھے کہ کس میں زیادہ مزہ آتا ہے صاحبو قرآن تو قرآن ہے کبھی اگر مکہ میں جاکر وہاں کی تکبیر نماز میں سنو تو معلوم ہو وہ کیا چیز ہے سچ مچ اسوقت وہ تکبیر ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ذبح کے وقت کی تکبیر کہ دلمیں چھری سی لگتی چلی جاتی ہے لیکن اگر کسی کو مزہ نہ بھی آوے تو قرآن شریف کا پڑھنا

(۸) قرآن شریف جتنا زیادہ پڑھو اتنا ہی لطف آتا ہے

نہ چھوڑے جیسا بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو اسوقت قرآن پڑہیں گے جب ہم کو مزہ آنے لگے مگر یہ بالکل بیہودہ خیال ہے اسکی تو ایسی مثال ہے کہ کسی نامرد شخص سے کہا جاوے کہ طاقت کی چیزیں کھا پیکر جلدی سے جوان ہو جاؤ تاکہ تمہیں جوانی کے مزے نصیب ہوں اور وہ جواب میں یوں کہے کہ صاحب پہلے جوانی کا مزہ دیکھ لوں کیسا ہوتا ہے پھر اوسکی تدبیر کرونگا فرمایئے کہ اس بیوقوف کو نامردی کی حالت میں بدون علاج کئے کسطرح وہ مزہ دکھلا دیا جاوے اوسکا تو صرف یہی جواب دیا جا سکتا ہے کہ اچھا بھائی نہ علاج کرو جب تم بدون علاج کے جوان ہو جاؤگے تو خود تم کو اوسکے مزے معلوم ہو جاوینگے باقی اور کوئی ذریعہ نہیں جس سے جوانی کے مزے جوانی سے پہلے معلوم کرسکو۔ اسیطرح ان لوگوں کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قرآن شریف کا مزہ جب ہی نصیب ہوسکتا ہے جبکہ ہمت کرکے پڑہنے لگوگے اسوقت تم کو خود بخود اسمیں مزہ آنے لگے گا۔ یہی غلطی اکثر ان لوگونکو بھی ہوتی ہے جو اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اور جب اونکو اوسمیں مزہ نہیں آتا تو چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ مزہ تو اس طرح ہی آسکتا ہے کہ خوب عبادت ڈالیں اور بہت زیادہ اللہ تعالے کا ذکر کریں پس جتنا بھی اللہ پاک کا نام زیادہ لیا جاوے گا اوتنی ہی لذت زیادہ ہوگی۔

(۹) ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ اونکو ایک روز یہ آواز آئی کہ کتنی ہی عبادت کرو کچھ قبول نہیں اس آواز کو اونکے ایک مرید نے بھی سُنا دوسرا دن ہوا تو وہ بزرگ پھر عبادت کے لئے اوٹھے پھر وہی آواز آئی جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو مرید نے کہا آپ بھی عجیب آدمی ہیں اودہر کوئی پوچھتا بھی نہیں اور آپ ہیں کہ خواہ مخواہ گرے جاتے ہیں جب قبول ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ اون بزرگ نے جواب میں فرمایا کہ بھائی چھوڑ تو دوں لیکن یہ تو بتاؤ کہ چھوڑ کر کس در پر جا پڑوں اس جواب پر اللہ پاک کی رحمت جوش میں آئی اور آواز آئی کہ اگرچہ تمہاری عبادت تو کسی ڈہنگ کی نہیں لیکن خیر جب ہمارے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے تو تم کو بھی ہم ہی لے لیں گے۔ صاحبو جسکو حق کی طلب ہوتی ہے اوسکی یہ شان ہوتی ہے افسوس ہے کہ خدا کی طلب لوگونکو اتنی بھی نہیں جتنی کیمیا کی طلب ہے۔ اسمیں تو انسان برسوں گنوا دے مال و دولت غارت کردے۔ عیش و آرام کو خاک میں ملادے اور خدا تعالے کی طلب میں کچھ بھی مشقت نہ اوٹھا وے۔ اجی طلبگار کی تو یہ حالت

ہونی چاہیئے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی اسکو کہا جاوے کہ تو دوزخی ہے تو کبھی ناامید نہ ہو اور اگر ہزار مرتبہ اسکو کہا جاوے کہ تو جنتی ہے تو ہرگز کاہل اور سست نہ بنے ایک شخص کی نسبت لکھا ہے کہ اسکو روزانہ یہ آواز آتی تھی کہ تو کافر ہو کر مریگا جب ایک مدت تک یہ آواز آئی تو پیر سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ محبت کی گالی ہے محبوبوں کی عادت ہوتی ہے کہ عاشق کو چھیڑا کرتے ہیں اور یہ ایک قسم کا امتحان ہے مگر یہ ساری باتیں اوسوقت برداشت ہوتی ہیں جبکہ دل میں خدا کی محبت پوری پوری ہو۔ پس اللہ پاک کی محبت پیدا کرنیکی کوشش کرو اور اوسکی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیئے اور دوسرے بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا اٹھنا زیادہ رکھیں پس اس تدبیر سے سب دل کے مرض آہستہ آہستہ جاتے رہیں گے۔

(۱۰) اس بیان سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص خدا سے ملنے کا راستہ تلاش کرے اور اس راستہ پر چلنا شروع کرے تو اوسکو مناسب ہے کہ ایسے شخص کو ڈھونڈے جو خدا تعالےٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو۔ بس اوسکے دروازہ پر جا پڑے اور جیسا کچھ وہ کہے اوسکے موافق کام کرے اور خدا تعالےٰ کے سوائے اور کسی چیز کے طلبگار مت ہو نہ تو کرامت ہی مقصود ہو اور نہ اگلی پچھلی اور چھپی ہوئی باتیں معلوم کرنا جسے آجکل کشف کہتے ہیں اور نہ اس پر نظر ہو کہ ہم کو مزہ دار حال نصیب ہونگے وغیرہ وغیرہ نہیں غرض تو فقط اللہ ہی سے ہونی چاہیئے اور خود بخود اگر یہ چیزیں بھی میسر ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی عنایت سمجھو ورنہ کچھ خیال نہ کرو عبادت میں مزہ نہ آوے تو بھی مت چھوڑو مت کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرو اور بہت زیادہ اونکی یاد میں لگے رہو سیپارہ قرآن میں اگر طبیعت اکتانے لگے تو خوب بہت بہت سا پڑھو زیادہ پڑھنے سے خوب دل لگنے لگے گا اگر حرف بھی صحیح نہ ہوں تو جہانتک اپنے سے ہو سکے صحیح کرلو اور کسی صحیح پڑھنے والے سے سیکھ لو اور اگر پھر بھی پوری طرح صحیح نہ ہو سکیں تو رنجیدہ نہ ہو اللہ تعالےٰ کو اوسی طرح قبول ہے البتہ جو لوگ حرف صحیح کر سکتے ہیں اور پھر نہیں کرتے تو اونکی بیشک پکڑ ہوگی ورنہ دیہاتی تو زبان دونوں کی دیکھ بھال یہاں نہیں ہوگی اگر موٹی زبان کا دیہاتی آدمی قرآن غلط پڑھتا ہے مگر جی لگا کر پڑھتا ہے دل سے تو یہ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے اور وہ شخص اسکو پسند نہیں جو کہ [illegible] صحیح پڑھتا ہے بلکہ بہتر پڑھتا ہے لیکن دکھاوٹ کیلئے اور اپنا کمال جتانے کے لئے [illegible] مجھے ایک شخص [illegible] یاد آیا کہ وہ مجھ سے تعلق رکھتا تھا ایکدن مجھ سے کہنے لگا

(۱۰) [illegible] ٨

(باقی آئندہ)

اور وہ اعلےٰ افسر اپنے بادشاہ کے بدلہ میں قربان ہوتا ہے پس خدا نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ اعلےٰ ادنیٰ کے لئے قربان کیا جائے۔

قربانی کے جانوروں کا ذبح کرنا خلاف رحم نہ ہونے کی وجہ

خدا تعالےٰ کو ماننے والی قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ ظالم ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کو رحمن رحیم مانتے ہیں۔

اب خدا تعالےٰ کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز۔ شکرے۔ گدھ چرغ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اس قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے پھر دیکھو آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اسمیں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں گڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اود بلاؤ وغیرہ یہ چھوٹے چھوٹے آبی جانوروں کو کھا جاتے ہیں۔ بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار
۲۱ کے لئے جاتی ہیں پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خوار جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے جب بہت سی چیونٹیاں اسکی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں۔ تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خوار جانور اپنی غذا ان جانوروں کو ہی مارکر بہم پہنچاتے ہیں بندروں کو چیتا مارکر کھاتا ہے جنگل میں شیر بھیڑیئے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ سب کو معلوم ہے بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے۔

اب بتلاؤ کہ اس نظارۂ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بنا پر ہے ہرگز نہیں پھر انسان پر حیوان کے ذبح کرنے کے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے انسان کے کھیتوں میں پڑ جاتی ہیں یا کھیت میں پڑ جاتے ہیں کیسی بے باکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے۔ کیا اسکا نام ظلم رکھا جاتا ہے جب اسے ظلم نہیں کہتے کہ انسان کیلئے اس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔

بلکہ غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء رسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سبکو مارکر ہلاک کرتے ہوئے دنیا سے نکالدیتے ہیں پھر غور کرو اگر ہم جانوروں کو عید اضحیٰ پر اسلئے ذبح نہ کریں

کہ ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہے تو کیا اللہ تعالےٰ انکو ہمیشہ زندہ رکھے گا اور ان پر یہ رحم ہوگا کہ وہ نہ مریں۔

پس اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا خلاف رحم ہوتا تو اللہ تعالےٰ شکاری اور گوشت خوار جانوروں کو پیدا نہ کرتا نیز اگر انکو ذبح نہ کیا جائے تو خود بیمار ہوکر مریں گے۔ پس غور کرو کہ انکے مرنے میں کیسی تکلیف انکو لاحق ہوگی۔

قانون الہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے حد بڑھنا چاہتی ہے اگر ہر ایک برگد کے بیج حفاظت سے رکھے جاوین تو دنیا مین برگد ہی برگد ہون اور دوسری کوئی چیز نہ ہو مگر دیکھو ہزاروں جانور اسکا پھل کھاتے ہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا مرضی الہی ہے اسیطرح اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت مین دنیا کی ساری زمین بھی انکے چارے کے لئے کافی نہ ہوگی۔ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑیگا جب کہ یہ نظارہ قدرت موجود ہے تو ذبح کرنا خلاف مرضی الہی کیوں ہے۔

ذبح انسان ناجائز ہونے کی وجہ ۲۲

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہوسکتا ہے اسمین شک نہیں کہ فی نفسہ ذبح انسان کیلئے بھی عمدہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو متفق اللفظ ہوکر اعلیٰ کمال مانا ہے مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ انسان کے ساتھ اوروں کے بھی حقوق ہین کسی کی پرورش ہے کسی کا کچھ کسی کا کچھ اگر ایسا حکم دیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہوجاتا ہے اسلئے قتل انسان مستلزم سزا عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے الغرض انسان کا قتل اسلئے تجویز نہیں ہوا کہ انسان کے ساتھ بہت سے حقوق ہوتے ہیں انکا ضائع ہونا زیادہ دکھوں کا موجب ہے۔

کتاب الحج

حج وطواف کعبہ کی وجہ

(۱) عبادت حج کا بنی آدم کے لئے موضوع ہونے مین یہ حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے

کہ روحانی امور کے مقابل پر جسمانی امور بھی نمونہ کے طور پر پیدا کر دیتا ہے تاکہ وہ روحانی امور پر دلالت کریں اسی عادت کے موافق خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی گئی اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے ایک انکسار اور تذلل دوسرے محبت و ایثار۔ تذلل و انکسار کے لئے نماز کا حکم ہے جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے۔ یہانتک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا ہے تاکہ روح اور جسم دونوں اس عبادت میں ہوں۔

(۲) جسمی سجدہ بیکار اور لغو نہیں۔ اول تو یہ امر مسلم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کو پیدا کرنے والا ہے ایسا ہی وہ جسم کا خالق ہے اور دونوں پر اسکا حق خالقیت ہے علاوہ اسکے جسم اور روح ایک دوسرے کا اثر قبول کرتے ہیں بعض وقت جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرک ہو جاتا ہے اور بعض وقت روح بھی جسم کے اندر سجدہ کی حالت پیدا کر دیتی ہے کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا متقابلہ کی طرح ہیں مثلاً ایک شخص جب محض تکلف سے اپنے جسم میں ہنسنے کی صورت بناتا ہے تو ایسے اوقات اسکو سچی ہنسی بھی آجاتی ہے جو کہ روح کے انبساط سے متعلق ہے ایسا ہی جب ایک شخص تکلف سے اپنے جسم میں یعنی آنکھوں ۲۳
میں رونے کی صورت بناتا ہے تو ایسے اوقات حقیقت میں بھی رونا آجاتا ہے جو کہ روح کے درد اور رقت سے متعلق ہے پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ عبادت کی دوسری قسم میں یعنی تذلل اور انکسار میں جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم میں یعنی محبت و ایثار میں بھی انہیں تاثیرات کا جسم اور روح میں باہم تاثر اور تاثیر ہے۔

(۳) محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اسکے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے پس اسی کے مقابل خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور اسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور یہ حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اسلئے دیا تاکہ انسان جسمانی طور پر بھی اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے سو حج کرنیوالے حج کے مقام پر جسمانی طور پر بھی صورت بنا کر اس گھر کے گرد گھومتے ہیں کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں زینت دور کر دیتے ہیں سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اسکے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے اور یہی حکمت ہے کہ جسم اس گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے۔

(۴) اکثر آدمی اپنے پروردگار کے شوق میں پڑتا ہے اسوقت اس کو ضرورت ہوتی ہے کہ کسی طرح اپنا شوق پورا کرے تو سوائے حج کے اسکو اور کوئی ایسی چیز نہیں ملتی۔

(۵) ہر ملت اور سلطنت کو ہمیشہ ایک دربار کی ضرورت ہوتی ہے جس سے سب لوگوں میں باہم جان پہچان بھی ہو اور ایک دوسرے سے مستفید بھی ہوں اور اس ملت یا سلطنت کے شعائر کی تعظیم بھی کریں ایسا ہی مذہب کو حج کی ضرورت ہے تاکہ ایک دوسرے سے ملیں جلیں اور ہر ایک دوسرے سے ان فوائد کو حاصل کرسکیں جو انکو پہلے سے حاصل نہیں ہیں اسلئے کہ مقاصد باہمی معاونت اور ایک دوسرے کے ملنے سے ہی حاصل ہوا کرتے ہیں اور جس سے شعائر دین کی عظمت بھی ظاہر ہو۔

(۶) ائمہ دین کی حالت کو یاد کرنے اور انکے اختیار کرنے کی آمادگی کے لئے کوئی چیز حج سے زیادہ مفید نہیں ہے۔

(۷) چونکہ حج میں دور دراز سفر کرنا پڑتا ہے وہ نہایت دشوار عمل ہے بڑی مشقت سے پورا ہوتا ہے اسلئے اسکی تکالیف کا برداشت کرنا خدا تعالیٰ کی خالص عبادت ہے جس سے خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔ ۲۴

(۸) آدمی طواف کعبہ کی وجہ سے ان مقرب ملائکہ الٰہی کے مشابہ ہوجاتے ہیں جو عرش الٰہی کے گرد گھومتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔

(۹) یہ خیال نہ کرو کہ طواف کعبہ سے مقصود صرف جسم کا طواف ہے بلکہ اس طواف سے مراد رب الکعبہ کا طواف ہے جو دل سے ہوتا ہے پس عمدہ طواف دل کا حضرت الوہیت کا طواف ہے اور خانہ کعبہ عالم ظاہری میں اس دربار الٰہی کا نمونہ ہے کیونکہ وہ دربار عالم باطن میں ہے اور آنکھ سے محسوس نہیں ہوتا جیسا کہ عالم ظاہری میں بدن روح کا نمونہ ہے۔

(۱۰) اور سنو نیازمندی دو قسم کی ہوتی ہے ایک نیازمندی تو غلامانہ خدام کی نیازمندی اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے دوسری نیازمندی عاشقانہ عاشق کی محبوب کے ساتھ پہلی قسم کی نیازمندی کو مناسب ہے کہ درباری لباس پہنکر بڑے ادب اور وقار سے مالک کے دربار میں حاضر ہو اور تمام حکام اور مربیوں کی اطاعت سے کان پر ہاتھ رکھکر اطاعت کا اقرار کرے ہاتھ باندھکر حکم کا منتظر رہے جھک کر تعظیم دے زمین پر ہاتھ رکھے یہ رنگ نماز کا ہے اور عاشقانہ نیاز میں ضرور ہے

کہ عاشق اپنے محبوب کے سامنے عشق میں بھوک اور پیاس بھی دیکھے نہایت درجہ اس عزیز کو بھی
کہ انسان ماں باپ کو چھوڑ کر اس سے متحد اور ایک جسم ہو جاتا ہے کچھ دیر کے لئے ترک کر دے
اور جہاں یقینی طور پر سن لیا ہو کہ میرے محبوب کی عنایات اور توجہات کا مقام ہے وہاں دوڑتا
کودتا سر کے عمامہ اور ٹوپی سے بے خبر پہونچے پروانہ وار وہاں فدا ہو کہیں دشمنوں کی روک ٹوک
کی جگہ سن پائے تو وہاں پتھر چلائے یہ رنگ حج کا ہے۔

(۱۱) تمام قوموں میں میلوں کا رواج ہے مگر ان میلوں کا ہونا محض مصالح دنیوی پر مبنی ہے
چنانچہ کل مذاہب اور تمام اقوام کے میلے خالص توحید سے بالکل بے بہرہ ہیں محض کھیل اور غیر اللہ کی
پرستش ہے ان کو عظمت الہی سے کچھ سروکار نہیں پس اجتماع حج یہ ایک اسلامی میلہ مقرر کیا گیا جو
سراسر روحانیت سے بھرا ہوا ہے۔

دولتمندوں پر حج واجب ہونے کی وجہ

(۱) امراء کے حق میں عیش اور کبر یہ مہلک امراض اور ترقی کے دشمن ہیں اور دور دراز کا سفر ۲۵
کرنا احباب اور اقارب کا چھوڑنا سردی اور گرمی کی برداشت کرنا مختلف بلاد کے علوم اور فنون اور
اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا سستی اور نفس پروری کا خوب استیصال کرتا ہے۔
(۲) حج کے اعمال کبر اور بڑائی کے سخت دشمن ہیں زیب و زینت کو ترک کرنا غرباء کے ساتھ
ننگے سر کوسوں چلنا دنیا داروں مستوں عیاشوں کو کیسی کیسی ہمت بڑھانے کا موجب ہے۔ غرض
حج کیا ہے اسلامیوں کا تجربہ کار اور ہوشیار بنانا ہے۔
(۳) بلا ریب ایک ملک کے فوائد کو دوسرے ملک تک پہنچانے میں جیسی طاقت دولتمند لوگ
رکھ سکتے ہیں ویسی علی العموم غریب لوگ نہیں رکھ سکتے۔

احرام میں صرف بے سلی دو چادروں کی کفایت کا راز

امراء کے ساتھ جن پر کہ حج فرض ہے ممکن ہے بلکہ ضرور تھا کہ انکے نوکر چاکر بھی حج کرنے کو
جاویں اور کچھ لوگ غرباء میں سے عشق الہی کے مجبور کئے ہوئے بھی وہاں پہنچیں اسلئے اسلام نے

بغرض کمال اتحاد اہل اسلام تجویز فرمایا کہ سب سادہ دو چادروں پر اکتفا کرکے امیر و غریب یکساں سر سے ننگے کرتے سے الگ بالکل سادہ وضع پر ظاہر ہوں تاکہ انکی یکتائی اور اتحاد کامل درجہ پر پہنچے۔

حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور چومنے پر اعتراض کا جواب

نادان کہتے ہین کہ مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں مگر آریہ اور عیسائی بتائیں کہ عبادت کسے کہتے ہین عبادت میں استتی (حمد) اور پرارتھنا (یعنی دعا) اور اپاسنا (یعنی دھیان) ضرور ہے بتائیں مسلمان کب اس پتھر سے دعا اور اسکا دھیان اور اسکی استت کرتے ہیں کسی اسلامی عبادت مین اس پتھر کا ذکر بھی نہیں بلکہ عبادات اسلامیہ میں تو مکہ کا بھی ذکر نہیں اسکی عبادت کیا ہوگی اگر اسکو ہاتھ لگانا یا چومنا عبادت ہے تو سب لوگ بیاہی ہوئی عورتوں کے عابد اور زمین کے پوجاری ہونگے بات یہ ہے کہ مقدس مقام مین تصویری زبان کے اندر یہ گفتگو ہے کہ نبوت کے محلسرا مین کونے کا پتھر یہاں مکہ سے نکلا ہے بلکہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نے متی ۲۱ باب
۲۶ ۴۲ میں خود کہا ہے کہ یہ تمثیل ہے۔

حجر اسود تصویری زبان کا نمونہ ہے

اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں بہت مدت سے تصویری زبان کا رواج تھا اور اب بھی ہے۔ چنانچہ سری رامچندر جی اور شیو جی کی تصویری قصص ہندوون کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصورون کے پاس موجود ہیں سکندر رومی جسکو حضرت دانیال رومی نے ذوالقرن یعنی ایک سینگ کا بکرا خواب مین دیکھا ہے یہ تصویری زبان کی شہادت ہے دیکھو دانیال باب ۸۔ اسی طرح دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان مین گفتگو عام لفظون میں موجود ہے تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات ہند مین بکثرت موجود ہیں اسکندریہ ملک مصر کے ایک جریدہ نگار نے ایک رسالہ قدیم تصویری زبان کے متعلق لکھکر شائع کیا ہے جسمیں صرف حیوانات و آلات و اشجار وغیرہ کی اشکال ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں پہلے اس زبان کا عام رواج تھا اب بھی یہ تصویری زبان ان بلاد مین جہاں تعلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے بلکہ اکثر

تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے اسواسطے یادگاروں کو عقلاً اور حکما اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں۔

یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے یوشع باب ۷۔ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی پیشنگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ انکا محاورہ تھا پطرس کو پتھر اسواسطے کہا کہ کلیسیا کے لئے وہ فون ڈیش سٹون یعنی بنیادی پتھر ہوا ان باتوں پر خوب غور کرو اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشینگوئی بہ نسبت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زور سے درج تھی دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ و ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۱۸۔۲۲ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱۔ توریت ۴۲ و ۴۴۔ غرض یہ ایک بشارت ہے جو کہ کتب مقدسہ میں مندرج ہے اس بشارت اور اس پیشنگوئی کے اظہار وتصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا محمدیوں سے صدہا سال پہلے سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے گویا قدیم زمانہ میں نبی عرب سے پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر رکھا تھا کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر ظاہر ہوگا۔ جسے ۲۷
یوں کہا جائیگا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو کہ انبیاء اور رسولوں کی وجود ذی جود سے تیار ہوئی ہے اسی پتھر سے پوری ہوئی ہے اور اسی کونے کے پتھر کی یہ شان ہوگی کہ انکی بیعت رحمان کی بیعت اور انکی اطاعت رحمان کی اطاعت ہے حضرت رسالتمآب نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے دیکھو مشکوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایۃ فانا تلک اللبنۃ۔ ترجمہ یعنی میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اسمیں خالی رکھی گئی سو وہ اینٹ میں ہوں۔

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے کا راز

(۱) صفا ومروہ کے درمیان جو کہ خانہ کعبہ کا چوک ہے سعی کرنی ایسی ہے کہ جیسے غلام

اپنے بادشاہ کے محل کے چوک میں بار بار آتا جاتا ہو اس خیال سے کہ خدمت میں اپنا خلوص ظاہر کرے تاکہ نظر رحمت سے سرفراز ہو۔

(۲) اس میں یہ راز ہے کہ جیسے کوئی بادشاہ کے پاس داخل ہو اور پھر باہر نکلے اور نہ جانتا ہو کہ بادشاہ میرے باب میں کیا حکم کریگا منظور فرمائیگا یا نامنظور تو دربار کے چوک میں بار بار آتا جاتا ہے اس امید سے کہ اگر اول دفعہ رحم نہ کرے گا تو دوسری بار میں رحم کریگا اسیطرح سعی والا کرتا ہے ؎

گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے　　عاقبت زان در برون آید سرے
سایۂ حق بر سر بندہ بود　　عاقبت جوئندہ یابندہ بود
چون نشینی بر سر کوئے کسے　　عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
چون ز چاہے میکنی ہر روز خاک　　عاقبت اندر رسی در آب پاک

(۳) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے میں یہ راز بھی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو جب سخت پریشانی ہوئی تو صفا و مروہ میں انہوں نے تیز رفتاری
۲۸ سے ٹہلنا شروع کیا جسطرح کوئی متفکر آدمی جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہے اور خدا تعالےٰ نے انکے فکر کو دو طریقوں سے رفع کیا ایک تو آب زمزم بر آمد ہوگیا دوسرا لوگوں کے دلوں میں اس جنگل میں آباد ہونے کا الہام ڈالا گیا اسلئے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد اور ان کے فرمانبرداروں پر ضروری ہوا کہ اس نعمت کا شکر اور انکی کرامت کو یاد کریں تاکہ انکی قوت بہیمی مغلوب ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف ان کو رہنمائی کرنے اور اسکے لئے کوئی بات اس سے زیادہ بہتر نہیں ہے کہ اس دلی اعتقاد کو کسی خاص ظاہری فعل سے جو کہ انکی خلاف عادت ہے ظاہر کیا جائے اور وہ فعل حضرت ہاجرہ کی اس تکلیف اور مشقت کا نقل کرنا ہے اور ایسے موقعہ پر ایک حالت کا نقل کرنا بہ نسبت زبانی باتوں سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

حج کے لئے خصوصیت مکہ کی وجہ

حج کے لئے ایسے مقام میں جمع ہونا لازم ہوا جہاں خدا تعالےٰ کے نشانات و آیات بینات موجود ہوں کہ وہ مکہ میں بیت اللہ ہے جو سب جگہوں سے زیادہ حج کے قابل ہے کیونکہ

باقی آئندہ

کانچہ پنہان میکند پیدا ش کن سوخت مارا اے خدا رسواش کن

یعنی کہ جو کچھ یہ چھپاتا ہے یا اپنی اسکو ظاہر کر دے اسنے ہم کو جلا دیا ہے اے خدا اسکو رسوا کر دے۔

جملہ اعضائے تنش خصم وے اند کز بہارے لاف ایشان در وے اند

یعنی اوس بدن کے تمام اعضاء اوسکے دشمن ہیں کیونکہ وہ ایک بہارے شیخی مار رہا ہے اور وہ سب خزان میں ہیں۔ مطلب یہ کہ مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ شیخی بگھارتا تھا اور اوسکے اعضاء سارے بھوکے ہوتے تھے تو سارے اوسکے دشمن تھے اور کوستے تھے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

لاف وا ردد کرمہا ے کند شاخ رحمت را ز بن بر میکند

یعنی شیخی کرمونکو واپس کر دیتی ہے اور شاخ رحمت کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے اسلئے کہ جب کوئی شیخی کرتا ہے تو اوسپر کوئی بخشش نہیں کرتا لہذا چاہیئے کہ۔ ۱۷

راستی پیش آر یا خاموش کن وانگہا رحمت بہ بین و نوش کن

یعنی راستی کو آگے لا یا خاموش رہ اور اسوقت رحمت کو دیکھ اور نوش کر۔ مطلب یہ کہ یا تو اپنے عیوب ٹھیک ٹھیک بیان کر دو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو چپ ہی رہو یہ تو نہیں کہ اور اوپر سے دعوے شروع کر دو یاد رکھو کہ یہ دعوے بہت بڑے حجاب ہیں کہ یہ جود و عطا کو متوجہ ہونے ہی نہیں دیتے۔

این شکم خصم سبال او شدہ دست پنہان در دعا اندر رزہ

یعنی یہ پیٹ اوسکی موچھ کا دشمن ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر دعا مین ہاتھ اوٹھاتے ہوتے تھا اور موچھ کا اسلئے دشمن تھا کہ اسکی چربی کی وجہ سے تو بیچارہ بھوکا رہتا تھا وہ دعا کرتا تھا کہ۔

کاے خدا رسوا کن این لاف لئام تا بجنبد سوے ما رحم کرام

یعنی کہ اے خدا اس ثیون کی شیخی کو رسوا کر تاکہ ہماری طرف کریمونکا رحم جنبش کرے۔ اسلئے کہ جب لوگوں کو حالت معلوم ہوگی تو کہلا دینگے۔

مستجاب آمد دعاے آن شکم سوزش حاجت بزد بیرون علم

یعنی اوس بیٹ کی دعا قبول ہوگئی اور حاجت کی سوزش نے باہر علم نکالا یعنی وہ سوزش حسی صورتوں میں آگئی اور اوس سے انتقام لے لیا اور وہ انتقام اس طرح لیا کہ اوسکی شیخی ظاہر ہوگئی اور وہ رسوا ہوگیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت حق گر فاسقی واہل صنم چون مرا خوانی اجابتہا کنم

یعنی حق تعالے نے فرمایا ہے کہ تو اگر فاسق ہے اور اگر بت پرست ہے جب مجھے پکارے گا مین قبول کرونگا محققین کا یہی مذہب ہے اور یہی مشاہدہ ہے کہ کفار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور کسی نے اس مضمون کو اس طرح نظم کیا ہے کہ ے باز آ باز آ از انچہ کردی باز آ * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ * ۱۸
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * گر کافر وگبر وبت پرستی باز آ *

تو دعا را سخت گیر و می شخول عاقبت برہاندت از دست غول

یعنی تو دعا کو سخت پکڑے اور فریاد کر تو آخرکار یہ دعا تجھے ان شیاطین کے ہاتھ سے چھڑا دے گی تو جب بیٹ نے دعا کی تو اوسکی دعا بھی قبول ہوگئی اسطرح کہ۔

بلی کا اوس دنبہ کی کھال کو لیجانا اور اوس پہلوان کا رسوا ہونا

چون شکم خود را بحضرت در سپرد گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد

یعنی جب پیٹ نے اپنے کو حضرت حق میں سونپ دیا تو ایک بلی آئی اور پوست دُنبہ کو لیگئی۔

از پس دُنبہ دویدا و می گریخت   کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

یعنی لڑکا اوس کھال کے پیچھے دوڑا اور بھاگا اور اوس (شیخی باز) کے خوف سے اوسکا رنگ (زرد) جاتا رہا یعنی جب بلی لے گئی تو اوسکا لڑکا بہت دوڑا اور اوسے چھیننے کو بھاگا۔ مگر وہ بلی لے ہی گئی تو اوس بچے نے سوچا کہ ابا مجھے مارینگے اسلئے اوسنے یہ کیا کہ۔

آمد اندر انجمن آن طفل خورد   آبروئے مرد لافی را ببرد

یعنی وہ چھوٹا بچہ محفل مین آگیا اور اوس شیخی باز آدمی کی آبرو ریختہ کردی۔ اسلئے کہ۔

گفت آن دُنبہ کہ ہر صبحے بدان   چرب میکردی لبان و سبلتان

یعنی اوسنے کہدیا کہ وہ کھال جس سے ہر صبح کو تم لب اور مونچھیں چکنی کیا کرتے تھے۔ ۱۹

گربہ آمد ناگہانش در ربود   بس دویدیم و نکرد آن جہد سود

یعنی بلی آئی اور ناگہان اسکو لے گئی ہم بہت دوڑے مگر اوس کوشش نے کچھ فائدہ نہ کیا۔

پہلوان در لاف گرم و ذوفناک   چون شنید این قصہ شد از غم ہلاک

یعنی پہلوان شیخی مین سرگرم اور ذوفناک تھا جب اوسنے یہ قصہ سُنا تو مارے غم کے قریب بہ (ہلاک) ہوگیا اسلئے کہ ساری قلعی کھل گئی۔

منفعل شد در میان انجمن   سرفروبرد و خمش گشت از سخن

یعنی وہ محفل مین شرمندہ ہوگیا اور سر جھکا کر بات کرنے سے خاموش رہگیا۔

خندہ آمد حاضران را از شگفت   رحم شان باز جنبیدن گرفت

یعنی حاضرین کو (اول تو طبعی طور پر) تعجب سے ہنسی آگئی پھر اونکے رحم نے جنبش شروع کی مطلب یہ کہ اول تو سب کو اوسکی اس حرکت پر ہنسی آگئی مگر پھر اوسکی حالت پر رحم آیا۔ کہ دیکھو شریف آدمی ہے آجتک شرافت کے مارے اپنی حالت کو ظاہر نہ کرتا تھا اب کیا تھا اب تو یہ حالت ہوتی کہ۔

دعوتش کردند و سیرش داشتند　　تخم رحمت در زمینش کاشتند

یعنی وہ اوسکی دعوت کرتے تھے اور اوسکو خوب پیٹ بھر کر رکھتے تھے اور اوسکی زمین میں تخم رحمت بوتے تھے یعنی اوسکے ساتھہ خوب سلوک کرتے تھے۔

او چو ذوق راستی دید از کرام　　بے تکبر راستی را شد غلام

یعنی اوسنے جب کریموں سے راستی کا مزہ دیکھا تو بے تکبر کے راستی کا غلام ہوگیا یعنی جب اوسنے دیکھا کہ اصل حالت کے ظاہر ہوجانے سے ایسے ایسے انعامات ہوتے ہیں اوسنے پھر ہمیشہ راستی
۲۰ ہی اختیار کرلی آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

راستی را پیشہ خود کن مدام　　تا شوی در ہر دو عالم نیک نام

یعنی ہمیشہ اپنا پیشہ راستی کو بنالو تاکہ دونوں عالم میں نیکنام رہو پس اسکو ختم کرکے آگے اوس شغال کا قصہ پورا فرماتے ہیں۔

شرح حبیبی

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت　　بر بناگوش ملامت گر بگفت

بنگر آخر در من و در رنگ من　　یک صنم چون من ندارد خود شمن

چون گلستان گشتہ ام صد رنگ خوش مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

کر و فر و آب و تاب و رنگ بین فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

مظہر لطف خدائی گشتہ ام لوح شرح کبریائی گشتہ ام

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال کے شغالے را بود چندین جمال

آن شغالان آمدند آنجا بجمع ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع

۲۱ جملہ گفتندش چہ خوانیمت جوہری گفت طاؤس نر چون مشتری

پس بگفتندش کہ طاؤسان جان جلوہ ہا دارند اندر گلستان

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے بادیہ نارفتہ چون گویم منے

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نۂ طاؤس خواجہ بو العلا

خلعت طاؤس آید ز آسمان کے رسی از رنگ و دعویہا بدان

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش برتر از موسے پریدہ از زریش

	اوہم از نسل شغالان مادہ زاد	در خم مالے و جاہے اوفتاد
	ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد	سجدۂ افسوسیان را او بخورد
	گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق	از سجود و از تحیہ ہائے خلق
	مال مار آمد کہ در وے زہرہاست	وآن قبول و سجدۂ خلق اژدہاست
	ہائے اے فرعون ناموسی مکن	تو شغالے ہیچ طاؤسی مکن
۲۲	سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی	عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
	موسی و ہارون چو طاؤسان بدند	پر جلوہ بر سرورویت زدند
	زشتیت پیدا شد و رسوائیت	سرنگون افتادی از بالائیت
	چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب	نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب
	اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش	پوستین شیر را بر خود مپوش
	غرۂ شیرت بخواہد امتحان	نقش شیر و آنگہ اخلاق سگان

اے شغال بے جمال بے ہنر — ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان — خوار و بے رونق بمانی درجہان

ضمنی مضمون سے فارغ ہو کر پھر قصہ شغال کیطرف عود فرماتے ہین اور کہتے ہیں کہ جب اوس گیدڑ نے
آگے بڑھکر اعتراض کیا تو اوس رنگین گیدڑ نے چپکے سے اوسکے کان پر منہ رکھکر کہا کہ تو مجھے اور میرے
رنگ کو دیکھکر بتا کہ کسی بُت پرست کے پاس ایسا خوبصورت بُت ہے دیکھ تو سہی مین باغ کی طرح
صد رنگ اور پسندیدہ و مرغوب ہو گیا ہون تو مجھسے سرکشی مت کر اور مجھے سجدہ کر تو میری شان و
شوکت میری چمک دمک اور میرے رنگ کو دیکھ اور مجھے دنیا اور رکن دین کہہ مین عنایت حق سبحانہ
کا مظہر ہوں اور اوسکی کبریائی و عظمت و جلال کی شرح کی تختی ہوں کہ مجھسے اوسکی عظمت اور اوسکا
جلال ظاہر ہوتا ہے اے گیدڑو دیکھو مجھے گیدڑ نہ کہنا بھلا کہیں گیدڑ میں بھی یہ خوبصورتی ہوتی ہے یہ ۲۳
تقریر سنکر سب گیدڑ اوسکے چاروں طرف یوں جمع ہوگئے جیسے شمع کے گرد پروانہ اور سب نے
کہا کہ اچھا جناب ہم آپ کو کیا کہا کریں اوسنے کہا ”طاؤس زچون مشتری“ اسپر اونہوں نے کہا۔
کہ طاؤسان عالم جان یعنی اہل اللہ گلشن عالم مین اپنے عجیب و غریب جلوے دکھلاتے ہیں تو ایسے
جلوے دکھا سکتا ہے اوسنے جواب دیا کہ نہیں۔ واقعی بات ہے یہ بیچارہ جنگل تک تو گیا نہیں منا
کی حالت کیا بیان کر سکتا ہے یعنی اوسکو تو عالم جان کی ہوا بھی نہیں لگی پھر اہل اللہ کے سے جلوے
کیا دکھا سکتا ہے اسکے بعد کہا اچھا ان طاؤسون کی بولی بول سکتا ہے اور حقایق و معارف بیان
کر سکتا ہے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ تو بس تو جناب آپ احمق ہین اور طاؤس نہیں ہو سکتے واقعی
بات یہ ہے کہ خلعت طاؤسی آسمان کی طرف سے ملتی ہے یعنی جسکو حق سبحانہ مقرب بنائیں وہی
مقرب ہو سکتا ہے اور تیرے رنگین دعوون سے یہ دولت حاصل نہیں ہو سکتی محض مدعی تقرب
حق کی ایسی مثال ہے جیسے فرعون نے اپنی ڈاڑھی میں موتی پرو لئے تھے اور اپنے گدھے پن سے
اپنے کو موسےٰ علیہ السلام سے بالاتر سمجھتا تھا بات یہ تھی کہ وہ بھی کسی گیدڑ ہی کی اولاد سے تھا اور

مال و دولت کے مٹکے میں گر کر اپنی حقیقت کو بھول گیا تھا پس جس نے اوس جاہ و مال پر نظر کی اوس نے اوسکو سجدہ کیا اور ایسے ہی احمق لوگوں کا مسجود اوسے کہا گیا کیونکہ وہ دولت ابدی سے محروم مخلوق کے سجدوں اور اونکی تعظیموں سے مغرور ہو گیا اور یہ بنا ہوئی اوسکی تباہی کی واقعی بات یہ ہے کہ مال تو ایک سانپ ہے جو اپنے اندر سیکڑوں زہر رکہتا ہے لیکن جاہ اور بھی آفت ہے کہ یہ اژدہا ہے یہ مال سے بھی زیادہ تباہ کن ہے دیکہہ اے فرعون معزز مت بن اور اپنی حقیقت کو مت بھول۔ تو گیدڑ ہے طاؤس مت بن اگر تو اصلی طاؤسوں کے سامنے آئے گا اور اہل اللہ سے تیرا مقابلہ ہوگا تو تو اونکی سی پھبن نہ دکہا سکے گا اور ذلیل ہوگا۔ دیکہہ حضرت موسے اور حضرت ہارون حضرت حق کے اصلی طاؤس تھے اونہوں نے تجھے اپنا جلوہ دکہایا اور تو اونکا مقابلہ نہ کر سکا لہذا تیرا قبح اصلی ظاہر ہو گیا اور تو رسوا ہو گیا اور بلندی سے پستی میں سر کے بل گر گیا جب تو کسوٹی پر کسا گیا تو کھوٹے سونے کی طرح تیری سیاہی ظاہر ہو گئی اور وہ شیرانہ صورت جاتی رہی اور اندر سے کتا نکل آیا۔ پس اے خارشتی کتے اور اے مدعی کاذب تو حرص اور جوش طمع سے شیر کی کہال پہنکر شیر ہونے کا دعوی مت کر اور اہل اللہ کی صورت بنا کر ولایت کا مدعی نہ بن امتحان چاہتا ہے کہ تیرے اندر شیر ۲۴
کی غرش ہو یعنی اہل اللہ کے اوصاف ہوں حالانکہ تجھہ میں یہ نہیں بلکہ صورت تو شیر کی ہے اور اخلاق کتوں کے یعنی ظاہر تو تیرا اہل اللہ کا سا ہے اور باطن سگان دنیا کا سا پھر تجھے شیر حق اور ولی کون مان لیگا دیکہہ او بد صورت اور بد سیرت گیدڑ اور او مدعی کاذب خبردار اپنے کو طاؤس اور ولی اللہ نہ سمجھہ بیٹھنا اسلئے کہ اصلی طاؤس یعنی اہل اللہ تجھے آزمائیں گے اور تو دنیا میں ذلیل اور بے آبرو ہوگا

شرح شبیری

اوس گیدڑ کا دعویٰ طاؤسی کرنا جو کہ رنگ کے مٹکے مین گر پڑا تھا

آن شغال رنگ رنگ آمد نهفت بر بناگوش ملامت گر بگفت

(باقی آئندہ)

وعلم فی القلب فذلک علم النافع فیہ تقسیم العلم الی ما علی اللسان المحض ودل التقابل علی کونہ غیر نافع والی ما فی القلب وسماہ نافعا وھذا ھو التفسیر للعلم الظاھر الذی یذمہ القوم ای ما ھو الظاھر المحض لا یصل اثرہ الی القلب والحدیث نص فی ذلک۔

الحدیث اذا رایتم الرجل قد اوتی صمتا وزھدا الحدیث ابن ماجہ من حدیث خلاد باسناد ضعیف وتمامہ فی الاحیاء فاقتربوا منہ فانہ یلقن الحکمۃ اھ **تنبیہ** و حیث اقول فیما بعد تمامہ فمرادی من الاحیاء ولا اکررہ

الحدیث من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم ابو نعیم فی الحلیہ

ذم العلم الظاهر المحض

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا) اور ایک علم ہے قلب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم نافع ہے **ف** اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ اسکا علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرمایا ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جسکی صوفیہ مذمت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا اثر قلب پر نہ پہنچا ہو (کہ قلب میں محبت وخشیت پیدا کرے۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

۹ **حدیث** جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو خاموشی اور زہد عطا کیا گیا ہے الخ اس کو ابن ماجہ نے ابن خلاد کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور پورا مضمون احیاء میں اس طرح ہے کہ ایسے شخص سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے نقط (منجانب اللہ) **تنبیہ** آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہونگا وہ احیاء سے ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لونگا۔

حدیث جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہو جو اس نے حاصل کیا ہو اللہ تعالے اس کو ایسا علم عطا فرماتا ہے جو اس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں

علم باطن

من حديث انس وضعفه الحديثان اصل لما يسمونه العلم الباطن الذي يترتب على العمل ولا دخل فيه للدرس۔

الحديث لا يزال العبد يتقرب الى بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت له سمعا وبصرا متفق عليه من حديث ابي هريرة بلفظ كنت سمعه وبصره وهو في الحلية كما ذكره المؤلف من حديث انس بسند ضعيف اه والذي ذكره المؤلف كنت سمعه الذي يسمع به الحديث قلت في المشكوة عن البخاري فكنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے ۔ یہ دونوں حدیث اصل ہیں اس کی جس کو علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ ورثہ کے لفظ میں اس کے غیر مکتسب ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

حدیث (حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر نوافل کے ذریعے سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا سمع وبصر ہوجاتا ہوں۔ روایت کیا اس کو بخاری وسلم نے حضرت ابوہریرہ رض کی روایت سے ان الفاظ سے کنت سمعہ وبصرہ اور وہ حلیہ میں مؤلف کے الفاظ (کنت لہ سمعا وبصرا) کے موافق حضرت انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور مؤلف نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث ۔ میں کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ میں بخاری سے یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کا بصر ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے

وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی من اداء ما افترضت علیه والحدیث اصل لاصطلاحی الصوفیة قرب الفرائض وقرب النوافل وقد ذکرت حقیقتهما وکون العنوانین موافقا للحدیث فی کلید مثنوی ومسائل المثنوی

الحدیث لما تلا رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام الحدیث الحاکم والبیهقی فی الزهد من حدیث ابن مسعود وتمامه فقیل له ما هذا الشرح فقال ان النور اذا قذف فی القلب انشرح له الصدر وانفسح قیل فهل لذلک من علامة قال صلی الله علیه وسلم نعم التجافی عن دار الغرور والانابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله

اور شرح کا جز و حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ف** اور یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب فرائض وقرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے موافق ہونا کلید مثنوی ومسائل مثنوی میں ذکر کیا ہے

قرب الفرائض و قرب النوافل

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت
11 اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے تو اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں الخ اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود رض کی روایت سے نقل کیا۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اُس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا ہاں دار الغرور (دنیا) سے ہٹ جانا۔ اور دار الخلود (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا۔ اور موت آنے سے پہلے اُس کے لئے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

اثبات للنور الباطنی و
اثبات بعض الاحوال الوهبية
وفيه بعض علامات الكاملين
الحديث الشيخ في قومه
كالنبي في امته ابن حبان في
الضعفاء من حديث ابن عمرؓ
وابو منصور الديلمي من حديث
ابي رافع بسند ضعيف قلت
المراد بالشيخ الكبير السن لا
المرشد لكون هذا الاطلاق
مستحدثا ومن ثم اورده
الغزالي في بيان شرف العقل
وقال في علته ليس ذلك
لكثرة ماله ولا لكبر شخصه و
لا لزيادة قوته بل لزيادة تجربته
التي هي ثمرة عقله اه نعم يثبت
هذا المعنى من حديث العلماء
ورثة الانبياء رواه ابو داؤد و
الترمذي وابن ماجه وابن حبان في
صحيحه من حديث ابي الدرداء
كما ذكر في التخريج قلت

۱۲ تحقیق معنی الشیخ فی قومہ و اثبات فضل اہل ارشاد

نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ
کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات
مذکور ہیں۔
حدیث پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی
امت میں روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب
الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بسند ضعیف
میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیرانہ سال (بوڑھا)
ہے نہ کہ (پیر بمعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے
(زمانہ نبوی میں نہ تھا اس لئے یہ معنے مراد نہیں
ہو سکتے) اور اسی لئے امام غزالیؒ اس کو شرف
عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں
یہ کہا ہے کہ یہ فضیلت نہ اس کی کثرت مال کے
سبب ہے نہ اس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ
زیادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب
ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمرہ ہے اھ (یہ تقریر صاف
دلالت کرتی ہے معنائے مذکور پر) البتہ یہ مضمون
(فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت
ہوتا ہے وہ یہ کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے روایت
کیا اس کو ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے اور
ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابوالدرداء کی روایت
سے جیسا کہ تخریج عراقی میں مذکور ہے اور نیز میں

(باقی آئندہ)

التکشف عن مہمات التصوف

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی کی تصوف کی حقیقت مین نہایت ضروری کتاب

جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ مین داخل ہوکر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کتابی فریمیسن یعنی فریمیسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم نفس الانوار وانجلی اس میں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما تتعلق بالروح اسمین روح کے متعلق حکمائے متقدمین و متاخرین و صوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہین اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب و ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہی جلد سوم اسکے دو جزو ہین اول رسالہ مسائل المثنوی ہی اسمین کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت و ابوالوقت و مسئلہ عینیت و غیریت و طرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرما کر جمع فرمایا ہی جلد چہارم لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمہ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا رتک کی شرح ہے جسمین سلوک و تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہی جلد پنجم اسکے تین جزو ہیں اول جزو حقیقۃ الطریقۃ ہے اس مین تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہین اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں اخلاق۔ احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح۔ متفرقات

ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی نمالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔ دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اس مین بعض وہ مضامین ہیں جن کو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقہ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہین معلوم ہو سکتی۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات تقطیع $\frac{۲۲}{۲۹}$ کاغذ سفید قیمت صرف چار روپے۔ المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

خریداران الہادی کو خوشخبری

ایک بہت ہی عمدہ اور دلچسپ مضمون کا اس رسالہ مین اضافہ کیا جاویگا یعنی امیر الروایات فی عجیب الحکایات بھی ماہ شعبان کے پرچہ سے انشاء اللہ تعالے درج کیا جایا کرے گا۔ اسمین اکابر سلسلہ کی حکایات ہین اور حاشیہ مین حضرت حکیم الامۃ مدظلہم العالی کے تحریر فرمودہ فوائد ہین۔ جس سے اس مجموعہ کی شان دو بالا ہو گئی ہے جن حضرات کو بزرگان دین کی حکایات سننے کا شوق ہے۔ انکے سامنے تعریف کی حاجت نہین۔ اور حضرت حکیم الامۃ مدفیوضہم نے جو کچھ نتائج اور فوائد ان سے نکالے ہین وہ محتاج بیان نہیں۔ عیان راچہ بیان۔ اس مجموعہ کا اضافہ ہونا ہی بہت کچھ خوشی کا باعث ہے لیکن مزید بران موجب مسرت یہ ہے کہ مضامین موجودہ مین سے کسی کے صفحات کم نہیں ہونگے بلکہ اسکے لئے چار صفحات کا اضافہ کیا جاویگا۔

(مدیر)

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المذکور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہود

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۱	بابت شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۳ ہجری	نمبر ۴

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی و مذکر ست در ہر مجلس نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آن مستفادست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ بادارۃ محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہِ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی از زر صد ... طلب کنید

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ ہجری جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب و التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولنا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب تابع حاشیہ حکیم الامۃ مولنا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	رسالتی فہرست کتب		مدیر	۴۱
۸	تقریظ		حضرت مولنا مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم	۴۶

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ڈھائی جز سے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت داخل فرماچکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور عہ میں وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیاجاتا ہو وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جاویگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے ؂

الراقم
محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور مین اوس سے غنی ہون اسکو احمد نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیہقی نے دوسرے الفاظ
مین بیان کیا ہے اوسکی سند قائم نہین ہے اور اسکو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے عبدالواحد
بن زید سے بواسطہ عبادہ بن نسی کے روایت کیا ہے کچھ تغیرات سے اور اسکی سند بھی صحیح ہونے کا
دعوی کیا ہے مگر منذری فرماتے ہین کہ صحیح کیونکر ہوسکتی ہے حالانکہ عبدالواحد بن زید متروک ہین
الغرض یہ حدیث بہت سے طریقوں سے مروی ہے اگرچہ کوئی سند اوسکی مرتبہ صحت کو نہین پہنچی
مگر کثرت طرق سے مرتبہ حسن کو تو ضرور پہنچ گئی ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور قاسم بن مخیمرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے
اوس عمل کو نہیں قبول فرماتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی شرک ہو اسکو ابن جریر طبری نے
مرسل روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہتے ہین جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا آخر زمانہ میں میری امت کے تین فرقے ہوجاینگے ایک فرقہ اللہ تعالے کی عبادت خالصاً لوجہ اللہ
۲۵ کریگا اور ایک فرقہ ریا کے واسطے عبادت کریگا۔ اور ایک فرقہ عبادت کر کر لوگوں سے اوسکے معاوضہ
مین روزی طلب کریگا۔ جب پروردگار قیامت کے دن اونکو جمع فرماینگے اوس شخص سے فرماینگے
جو لوگون سے روزی مانگتا تہا میری عزت اور جلال کی (قسم) کہا کر کہہ میری عبادت سے تیری کیا غرض
تھی عرض کریگا قسم ہے تیرے عز و جلال کی مین تو لوگون سے لقمہ طلب کرتا تھا اللہ پاک فرمائیں گے
جو کچھ تو نے جمع کیا اوس نے تجھکو کچھ نفع نہیں دیا (فرشتونکو حکم ہوگا) لیجاؤ اسکو آگ کی طرف۔ پھر اوس
گروہ کو ارشاد فرمائیگا جو ریا کے واسطے عبادت کرتا تھا۔ میری عزت اور جلال کی قسم تو نے میری عبادت
سے کیا غرض مدنظر رکھی تھی عرض کریگا تیرے عز و جلال کی قسم لوگون کو دکہانا مطلوب تھا ارشاد
ہوگا میری طرف اوس میں سے کچھ نہیں پہنچا (حکم صادر ہوگا) لیجاؤ اسکو جہنم کی طرف۔ پھر اوس سے
ارشاد ہوگا جو خلوص کے ساتھ عبادت کرتا تھا میرے عز و جل کی قسم رکھا کر کہہ میری عبادت سے تیرا
کیا مطلب تہا عرض کریگا قسم ہے تیرے عز و جلال کی تو اسکو خوب جانتا ہے کہ مین نے اوس عبادت
سے کس کو طلب کیا تہا میرے مدنظر تو صرف تیرا ذکر اور تیری ذات تھی ارشاد ہوگا میرے بندہ نے
سچ عرض کیا لیجاؤ اسکو جنت میں۔ اسکو طبرانی نے اوسط مین نقل کیا ہے عبید بن اسحٰق عطار کی روایت سے

اور باقی سب راوی ثقہ ہیں اور بیہقی نے حضرت انس کے موےسے روایت کیا ہے اور موے کا نام نہیں لیا اور مختصر روایت کی ہے۔

اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز کچھ صحیفے مہر شدہ لاتے جائینگے وہ حضور رب العزت میں قائم کئے جائینگے اللہ تبارک وتعالے ارشاد فرمائینگے اسکو ڈالدو اسکو قبول کرو فرشتے عرض کرینگے قسم ہے تیرے عز وجلال کی ہم تو خیر ہی خیر دیکھتے ہیں (یعنی پھر کیون بعض قبول کئے جاتے ہیں اور بعض کیون پھینک دیئے جاتے ہیں) اللہ تعالے ارشاد فرمائینگے یہ میری ذات کے واسطے نہیں تھا اور ہم نہیں قبول فرماتے بجز اسکے جس مین صرف میری ہی ذات مطلوب ہو اسکو بزار اور طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اون میں سے ایک کے راوی صحیح ہیں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

فصل

٢٦ اور ابو علی بنو کاہل کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضرت ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ سنایا (اثنا خطبہ مین) فرمایا اے لوگو اس (ریاکے) شرک سے ڈرو (اور مزید احتیاط کرو اسلئے کہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے (یہ سنکر) حضرت عبد اللہ حزن اور قیس بن المضارب اونکی طرف چلے اور فرمایا کہ یا تو آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اسکی (ذمہ داری سے) نکلین ورنہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائینگے چاہے ہم کو اجازت ہو یا نہو۔ حضرت ابو موسے اشعری نے فرمایا (نہیں) بلکہ مین جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی (ذمہ داری سے) نکلتا ہون ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ سنایا تھا (اوس مین) فرمایا تھا کہ اے لوگو اس شرک سے ڈرو یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے پس جناب سے عرض کیا جس کو خدا نے چاہا کہ عرض کرے اور اس سے ہم کیونکر بچین (اور احتیاط کرین) حالانکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے یارسول اللہ ارشاد فرمایا یہ دعا کیا کرو اللھم انا نعوذ بک من ان نشرک بک شیئا نعلمہ ونستغفرک لما لا نعلمہ (ترجمہ) اے اللہ بیشک ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس سے کہ تیرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کریں جسکو ہم جانتے ہوں اور تجھ سے مغفرت چاہتے

مین اوس سے جسکو ہم نہ جانتے ہون۔ اسکو احمد اور طبرانی اور اوسکے راوی ابویعلی تک سب معتبر ہیں اور ابن حبان نے ابویعلی کی توثیق کی ہے اور ابویعلے نے اسکو حذیفہ سے نقل کیا ہے اور دعا کے بارہ میں کہا ہے کہ ہر روز تین بار کیا کریں۔

ترغیب دربارہ اتباع قرآن و حدیث

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سنایا کہ اوس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھیں بہ پڑین ہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے رخصت کرنے وقت کیا کرتے ہیں آپ ہم کو وصیت کیجئے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہون ساتھ خدا سے ڈرنے کے اور (حاکم کا حکم) سننے اور تابعداری کرنے کے اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حاکم ہو اور یہ کہ جو تم میں سے زندہ رہے گا ذرا تم میں اختلاف بہت دیکھے گا پس تم چپٹ رہنا میرے طریق اور خلفاء راشدین مہدیین کے طریق کو اور اس پر کچلیاں گڑو لینا (مطلب یہ ہے کہ نہایت پختگی اور استقامت سے میرے طریق کو ہر کام دینی و دنیوی 27
مین مضبوط پکڑ لینا) اور دین مین نو ایجاد کاموں سے بہت اجتناب کرنا اسواسطے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔

اور ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دردولت سے) ہم لوگون کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کیا تم شہادت نہیں دیتے کہ بجز اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور مین اللہ کا رسول ہون لوگون نے عرض کیا بیشک۔ فرمایا بیشک یہ قرآن اسکی ایک جانب اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک جانب تمہارے ہاتھ میں ہے پس اسکو مضبوط پکڑ لو اسکے بعد بیشک تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے اور ہرگز ہلاک نہیں ہوگے کبھی۔ اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے پکی سند کے ساتھ۔

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے (حلال) طیب کھایا اور طرق سنت مین عمل کیا اور لوگ اسکے آفات (اور شرارتوں) سے امن میں رہے (یعنی کسیکو ستایا نہیں) ضرور جنت میں داخل ہوگا لوگوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ بیشک ایسے آپکی امت مین آجکل تو بہت ہین فرمایا اور قریب ہے میرے بعد کسی قوم مین ہونگے (یعنی بعد میں کمی کے ساتھ ہونگے سوئی زمانہ گویا مفقود ہیں الا ماشاء اللہ) اس حدیث کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوط پکڑا اسکو سو شہیدوں کا ثواب ہے اسکو بیہقی نے حسن بن قطیبہ کیواسطے سے اور طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے خاص اسناد کیساتھ روایت کیا ہے مگر طبرانی نے ایک شہید کا ثواب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا ارشاد فرمایا شیطان تمہاری زمین میں اس سے تو نا امید ہوگیا ہے کہ اسکی پرستش کیجائے مگر وہ اسی مین خوش ہے کہ اسکے سوائے ان کامون مین جنکو تم حقیر سمجھتے ہو اطاعت کریجائے پس تم کو احتیاط لازم ہے میں تمہارے درمیان مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر اسکا اتباع کرتے رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے خدا کی کتاب اور اسکے نبی کا طریقہ یعنی قرآن اور حدیث۔ اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ ۲۸

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین سنت مین میانہ روی بہتر ہے بدعات مین جد وجہد کرنے سے حاکم نے موقوفا روایت کیا ہے اور شرط شیخین پر صحیح بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوفناک سے ہمارے پاس اندر سے تشریف لائے فرمانے لگے میری تابعداری کئے جاؤ جبتک میں تمہارے درمیان مین موجود ہون اور تم خدا کی کتاب قرآن شریف کو لازم پکڑ لو اوسکے حلال کو حلال سمجھو۔ اوسکے حرام کو حرام سمجھو۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی بھی ثقہ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ قرآن شریف شفیع ہے اور اسکی شفاعت مقبول ہے جو اسکا اتباع کرتا ہے اسکو جنت کی طرف لیجاتا ہے اور جس نے اسکو چھوڑدیا یا اس سے روگردانی کی یا کوئی اور کلمہ اسکے مانند فرمایا اوسکی گدی میں نیزہ مارکر دوزخ کی طرف دھکیلا جائیگا۔ اسکو اسی طرح موقوف حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور حضرت جابر سے مرفوع کر

عمدہ اسناد سے روایت کیا ہے۔ ف موقوف کا یہ مطلب ہے کہ صحابی کا قول ہے اور مرفوع کا یہ مطلب ہے کہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

اور عباس بن ربیعہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے بیشک میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو میں تجھکو بوسہ نہ دیتا۔ ف سبحان اللہ کیا توحید ہے یعنی میں اس بوسہ دینے میں اس پتھر کی کوئی تعظیم مدنظر نہیں رکھتا اور اسکی تعظیم مجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی بلکہ میرے واسطے ثمرہ اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے پس اسی طرح جملہ کاموں میں مدنظر اگر اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو بیشک وہ عبادت ہے ورنہ وہ سب رائگان ہے بلکہ بعض صورتوں میں ایمان سے بھی خارج ہوجائیگا مثلاً اگر مزار اولیا کرام پر اس نیت سے گیا ہے کہ طریق مسنون نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو عبادت اور مسنون ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ یہ ہم کو کوئی نفع پہنچا دینگے اور اس بنا پر تعظیم کرتا ہے تو اس میں خوف ایمان سے خارج ہونے کا ہے۔ بلکہ حیات بزرگان دین میں بھی اُنسے علاوہ دو ان اُمیدوں کے جو باہمی آدمی آدمیوں سے رکھ سکتے ہیں کوئی امید یا بیم رکھے گا یہ عقیدہ بھی کفر ہے اعاذنا اللہ منہ اور رائگان ہونیکی ایسی صورتیں ہیں مثلاً انسان اپنی بی بی بچوں پر اگر اپنی اقتضاء محبت سے خرچ کرے اور انکی خدمت کرے رائگان ہے اور اگر اسی میں یہ نیت ہو کہ رب العزت نے انکے حقوق مجھپر فرض کئے ہیں ان فرضوں کو ادا کرتا ہوں عبادت ہے اور مستحق اجر ہے اور ان دونوں کے آثار جداگانہ ہیں اتباع نفس کا اثر یہ ہے کہ جسکی محبت زیادہ ہوگی اسکی زیادہ خدمت کریگا اور جسکی محبت کم ہوگی یا نہ ہوگی اسکی خدمت کم کریگا یا بالکل چھوڑ دیگا اور اگر اتباع کی نظر سے کریگا ہر ایک کے مراتب اور استحقاق کا لحاظ رکھے گا اور جو لپنے جملہ کاروبار دینی و دنیوی میں ایسا ہوگیا اوسی کو مفردون میں سمجھنا چاہیئے۔ سبحان اللہ بڑا عالی مرتبہ ہے رزقنا اللہ و لجمیع المسلمین۔ اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔ ۲۹

اور عروہ ابن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہتے ہیں مجھسے معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے نقل کر کر بیان کیا ہے اونکے والد قرہ کہتے ہیں میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر جناب سے بیعت کی آپ اوس وقت گریبان کی گھنڈیان کھولے ہوئے تھے مین نے جناب کے قمیص مبارک کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر مہر نبوت کو چھوا عروہ کہتے ہین بس مین نے کبھی معاویہ اور اونکے بیٹے کو سردی گرمی مین نہین دیکھا بجز گریبان کھلے ہوئے تب یعنی باوجودیکہ حضرت نے عادت کے طور پر اتفاقاً گریبان کھلے دیکھا تھا کچھ یہ امر امور عبادت سے نہ تھا تاہم بھی اسکا ایسا اتباع کیا کہ اونکی نسل تک نے کبھی گریبان کی گھنڈی نہ لگائی پس اصل طریق مین اتباع کا کیا حال ہوگا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

اور زید بن اسلم کہتے ہین مین نے حضرت ابن عمرؓ کو گریبان کھلے ہوئے نماز پڑہتے دیکھا مین نے اسکا سبب دریافت کیا فرمانے لگے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور مجاہد کہتے ہین کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر مین جارہے تھے آپ ایک جگہ پر گزرے اوس جگہ سے بچ گئے آپ سے دریافت کیا گیا آپ کیون بچے فرمایا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ اس جگہ سے بچے تھے مین نے بھی ایسا ہی کیا (واہ اتباع ہو تو ایسا ہو) اسکو امام احمد ۳۰
اور بزار نے سند جید سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب مکہ مدینہ کے درمیان ایک درخت کے نیچے جب پہنچے اوسکے نیچے قیلولہ فرماتے اور خبر دیتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسکو بزار نے خاص اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ کہتے ہین مین حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفات مین تھا جب آپ بعد دوپہر کے چلے تو مین بھی معیت مین چلا یہانتک کہ امام کے پاس آئے اور اسکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز اداکی پھر وقوف عرفات کیا مع میرے اور میرے ہمراہیوں کے یہانتک کہ امام واپس ہوا ہم بھی اوسکے ساتھ واپس ہوتے یہان تک کہ مغازمین (ایک مقام ہے درمیان مزدلفہ اور عرفات کے) سے ورے ایک تنگ راستہ پر پہنچے پس اونٹ کو بٹھایا ہم نے بھی بٹھایا ہم گمان کرتے تھے کہ آپ شاید نماز مغرب کا ارادہ کرتے ہونگے اونکے اوس غلام نے جو اونکے اونٹ کو تھامنے ہوئے تھا کہا آپ نماز پڑہنے کے ارادہ سے نہیں قیام گزین ہوتے ہیں

بلکہ آپ ذکر فرماتے تھے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب اس جگہ پہنچے تھے تو قضائے حاجت فرمائی تھی تو آپ دوست رکھتے ہیں کہ اس جگہ رفع حاجت کریں (یہ شان اتباع کی تھی) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی سب ایسے ہیں کہ صحیح حدیث مین حجت مانے جاتے ہین حافظ منذری فرماتے ہین کہ صحابہ کے آثار اتباع سنت میں بہت ہین اللہ ہم کو اور تم کو توفیق دے۔

بدعات اور ترک اتباع سے ڈرانیکے بارہ مین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہتی ہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارے اس امر دین مین جس کسی نے کوئی نئی بات نکالی جو دین مین نہ تھی وہ رد ہے اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کے الفاظ بدلے ہوئے ہین مضمون واحد ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے ۳۱
تھے آپکی چشم مبارک سُرخ ہو جاتی تہین اور آواز بلند ہو جاتی تھی اور غضب بڑھ جاتا تھا جیسے کوئی دشمن کے لشکر سے ڈراتا ہے اور کہتا ہے کہ تم پر صبح کا آن پڑا اور شام کو آن پڑا اور فرماتے تھے کہ مین قیامت کے قریب ایسا مبعوث ہوا ہون جیسے یہ دونوں انگلیان اور انگلی شہادت اور بیچ کی اونگلی کو ملاتے تھے اور فرماتے تھے اما بعد پس بیشک بہترین کلام کتاب اللہ یعنی قرآن شریف ہے اور بہترین طریق طریقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور بدترین امور نئے کام یعنی بدعت ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے پھر فرماتے ہیں ہر مؤمن پر اسکے نفس سے زیادہ سرپرست اور ولی ہون جسنے کچھ مال چھوڑا وہ اسکے اہل وعیال اور ورثا کے واسطے ہے اور جس نے کوئی قرضہ یا عیال بے سروسامان چھوڑے وہ میری طرف اور میرے ذمہ ہے (سبحان اللہ کیا سرپرستی ہے) اسکو مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مین (پند ونصیحت) کو کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار ہو جائے جو لوگ تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ

وہ بہتر فرقوں پر متفرق ہوگئے تھے اور یہ امت محمدیہ تہتر فرقوں پر متفرق ہوگی بہتر دوزخی ہونگے اور ایک جنتی اور وہ ایک بڑی جماعت ہوگی (جو طریق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہونگے یعنی اہل سنت والجماعت نہ وہ لوگ جنھوں نے بلا اصل دین مین نئے کام نکال رکھے ہونگے اپنی رائے کا اتباع کرتے ہونگے جماعت اہل سنت کا اتباع نہیں کرینگے قرآن وحدیث کا جو مطلب اونکے جی مین آئے گا مانیں گے اگرچہ سلف صالحین کے موافق ہو یا مخالف) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے ایک روایت مین یہ اور زیادہ کیا ہے کہ اون مین خواہشات نفسانی ایسے سرایت کرجائینگے جیسے دیوانے کتے کے کاٹنے کا زہر تمام جسم میں سرایت کرجاتا ہے کسی رگ اور جوڑ کو بغیر داخل ہوئے نہیں چھوڑتا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چھ گروہ ہیں کہ مین نے اون پر لعنت کی ہے اور اللہ تعالے نے اون پر لعنت فرمائی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ کتاب اللہ مین (اپنی طرف سے) بڑہانے والا (ف کتاب اللہ مین بڑہانا کئی طرح سے ہوتا ہے ایک محض الفاظ کو بڑہانا جیسا کہ بعض روافض کی کتابوں میں دیکھا ہے یہ بہت ہی خبیث ہے دوسرے الفاظ سے ایسے معانی نکالنے اور تفسیر کرنے جن کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ مین کوئی اصل نہیں ہے اور کتب تفسیر کے خلاف ہے محض اپنی رائے سے تفسیر کرنا یا اور ان دونوں کے مثل کوئی طریق نکالنا) اور تقدیر الہی کو جھٹلانے والا۔ اور جبراً میری امت پر تسلط کرنے والا تاکہ جنکو خدا نے عزت دی ہے (یعنی نکوکاروں کو) ذلیل کرے۔ اور جنکو خدا نے ذلیل کیا ہے اونکو عزت دے۔ اور خدائے پاک کے محارم کو حلال سمجھنے والا۔ اور میری عطرت کی شان مین جو خدائے تعالے نے حرام کیا ہے اوسکو حلال سمجھنے والا۔ اور طریق مسنون کو چھوڑ دینے والا اسکو طبرانی کبیر مین اور ابن حبان اور حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔ ۲۲

اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنابنے ارشاد فرمایا ہے مین تم پر صرف تمہاری گمراہی کی خواہشات سے متعلق تمہارے شکموں اور فرجونکے اور گمراہ کرنے والی ہوائے نفسانی سے ڈرتا ہوں (مطلب یہ ہے کہ اسکا خوف ہے کہ تم اپنے

(باقی آئندہ)

کہ مین کسی فقیر کا چیلا ہو جاؤن مین اسپر خفا ہوا چند روز کے بعد پھر آیا تو مین نے اوس سے ہنسی مین کہا کہ کیون کسی فقیر کے چیلے بھی ہوتے یا نہین تو وہ نہایت ہی سادگی سے جواب دیتا ہے کہ بس اب تو تیرا ہی پلہ پکڑ لیا اوسکا یہ تیرا کہنا اوروں کے حضور اور جناب کہنے سے زیادہ مزہ دار تھا کیونکہ اوسنے دل سے کہا تہا۔

(۱۱) یہ بھی ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح نرمی علاج ہے اسیطرح بعض جگہ سختی بھی اوس کی بڑہکر علاج ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعضے بزرگ تیز مزاج مشہور ہو جاتے ہیں تو خوب سمجھ لو کہ وہ تیز مزاج نہیں ہوتے۔ بات یہ ہے کہ کبھی کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسے ایک بات نرمی سے سمجھا تو اوسپر زیادہ اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ زیادہ دنوں تک یاد رہتی ہے اور اُسی بات کو اگر سختی سے سمجھائین تو اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اور یاد بھی بہت دنوں تک رہتی ہے اسی شخص کو (جو کسی فقیر کا چیلہ بننا چاہتا تہا) دیکھیے کہ ایک ڈانٹ کا اسپر ایسا اثر پڑا کہ آنکھیں کھل گئیں اور اوسکی طبیعت جو ڈاوان ڈول تھی وہ ایک ہی طرف جھک گئی غرض غلط بولنا جو پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی وجہ یہ ہی کہ اس سے زیادہ پر قدرت نہیں ہوتی۔ اسپر قصہ یاد آیا کہ حضرت موسے علیہ السلام کے زمانہ میں ９
ایک چرواہا زمین پر بیٹھا ہوا محبت کے جوش میں بھرا ہوا کہہ رہا تہا کہ اے اللہ تو کہان ہے اگر تو مجھے ملے تو تیری نوکری چاکری کرون تیرے پھٹے ہوئے کپڑے سیون اور تیرے کنگھی کرون۔ غرض اسی قسم کی باتین اللہ تعالے کی نسبت کہہ رہا تہا کہ اتنے ہی مین حضرت موسے علیہ السلام اودہر سے گذرے اسکی باتیں سُنکر فرمایا کہ میاں کس کو کہہ رہے ہو اوسنے کہا خدا سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت موسے علیہ السلام نے ڈانٹا کہ توبہ کر توبہ کر خدا تعالے ان باتوں سے پاک ہین اور ڈانٹ کر چلے گئے۔ چرواہے نے جو یہ سُنا تو مارے خوف کے تہرا گیا اسیوقت حضرت موسے پر وحی آئی کہ اے موسے تم نے ہمارے بندہ کو ہم سے جدا کر دیا۔ حضرت موسے نے جو یہ سُنا تو گھبرا گئے اور جلدی سے چرواہے کے پاس آئے اور اوس سے کہا کہ بھائی مجھ سے خطا ہوگئی۔ خدا کیلئے معاف کر دو۔ یہاں چرواہے کی عجب حالت تھی حضرت موسئے نے جو خطا معاف کرنے کو کہا تو یہ جواب دیا کہ اے موسئے ایسا کوڑا لگا ہے کہ مین بڑی دور پہونچ گیا۔ اس قصہ سے معلوم ہو گیا کہ اگر دل محبت سے بھرا ہوا ہو اور کم سمجھی سے بے ادبی کی باتین زبان پر آجائین تو اسپر پکڑ نہیں ہوتی مگر یہ ضرور ہے

کہ یہ معافی انہیں لوگوں کے لئے ہے جو اپنی زبان درست نہیں کر سکتے ورنہ اگر کسی کو قدرت ہو اور پھر وہ ایسا کرے تو ضرور گنہگار ہوگا۔

(۱۲) بات بہت دور جا پڑی اصل مقصود یہ تھا کہ جب قرآن کے اندر ایسی بڑائی ہے اور بزرگی ہے تو جس مہینے میں یہ اتارا گیا ہے وہ بھی عزت و شرف رکھتا ہوگا۔ خاصکر رمضان کے اخیر کے دس دن جنمیں کہ شب قدر ہے وہ تو بے انتہا شرف اور بزرگی رکھتے ہیں اسلئے کہ قرآن پاک رمضان میں خاص انہیں دس دن کے اندر اترا ہے۔ رہے رمضان کے اول کے بیس دن سو انکو انہیں دس دن کی بدولت شرف اور عزت نصیب ہوئی ہے اس اخیر کے دس دن میں ایک خوبی تو یہ ہوئی کہ قرآن انہیں اترا ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ شب قدر بھی انہیں دس دن میں ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے اور اکثر طاق راتوں میں ہوتی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ صاحبو یہ ایسی برکت اور خوبی کی چیز ہے کہ جو اس سے محروم رہجاوے تو ایسا سمجھو کہ ساری بھلائیوں سے محروم اور بے نصیب ہوگیا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص شب قدر سے بے نصیب رہا تو وہ ساری بھلائیوں سے محروم رہا۔ لیکن بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اگر جاگیں تو تمام رات جاگیں اور اگر تمام رات نہ جاگے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ نہایت بیہودہ خیال ہے اگر اس رات کے اکثر حصے میں بھی عبادت کرے تو اوسکو شب قدر کی برکت نصیب ہوجاوے گی اور میں کہتا ہوں کہ اگر تمام رات بھی جاگنا پڑے تو کونسی وقت ہے صاحبو رمضان سال بھر کے بعد آتے ہیں آپکو معلوم ہوگا کہ پچھلے رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ وہ اسوقت دنیا میں نہیں رہے ہم کو کیا خبر ہے کہ اگلے رمضان تک کس کس کی باری آئے گی اسلئے اگر ایسی بڑی دولت کمانے کیلئے ایک دو رات کوئی جاگ بھی لیا تو کیا وقت کی بات ہے لیکن خیر اگر تمام رات کی ہمت نہ ہو تو اکثر حصہ کو تو چھوڑنا ہی نہیں چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ اکثر حصہ اخیر رات کا ہو۔ کیونکہ اول تو اسوقت تک کھانا ہضم ہوجاتا ہے طبیعت ہلکی ہوتی ہے دعا میں خوب جی لگتا ہے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالے اخیر رات میں ہر روز اپنے بندوں پر بہت بڑی رحمت کرتے ہیں اور مہربانی سے اونکی طرف توجہ کرتے ہیں دوسرے یہ بات بھی ہے کہ اخیر رات میں شور اور غل بھی نہیں ہوتا ایک اطمینان کی حالت ہوتی ہے اور یہ کچھ شب قدر ہی کے ساتھ خاص نہیں

بلکہ برات کے اخیر حصہ مین اللہ پاک کی رحمت اور مہربانی ہوتی ہے اور طبیعتوں پر اطمینان ہوتا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎ اے خواجہ چہ پرسی ز شب قدر نشانی ❊ ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی ❊ یعنی جو شخص برات کی قدر نہ جانے گا تو وہ شب قدر کو بھی نہ پہچانے گا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ شب قدر انہیں راتون مین سے کسی رات مین ہوگی تو جو شخص سب راتون کی قدر کرے گا وہ شب قدر بھی پالیگا اور جو اور راتون کی بیقدری کرکے غفلت کی نیند سوتا رہیگا وہ اپنی اس عادت کی وجہ سے شب قدر بھی ہاتھ سے کھو دیگا۔ اسی وجہ سے بعض بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص تمام سال راتوں کو جاگے گا تو وہ شب قدر بھی پالیگا کیونکہ جب سال بھر تک برابر راتونکو عبادت کروگے۔ تو شب قدر مین بھی عبادت ضرور ہو جاویگی کیونکہ انہیں راتون مین ایک رات وہ بھی ہے بوستان مین ایک خوب قصہ لکھا ہے کہ کسی شاہزادہ کا ایک بڑا قیمتی لعل ایک رات کسی جگہ گر گیا تو اوس نے حکم دیا کہ اس جگہ کی ساری کنکریان اوٹھا لیں لوگون نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اگر کنکریان چھانٹ کر چن لیجاتیں تو شاید اُن مین لعل نہ آتا اور جب ساری کنکریان اٹھالی ہیں تو لعل ضرور آگیا ہے۔ لیکن خیر ایسے ہمت والے لوگ تو اسوقت کہان ہین کہ اس قیمتی موتی کی تلاش 11
مین سال بھر تک راتون کو جاگا کرین مگر خیر رمضان کے اخیر کے دس دن تو ضرور جاگنا اور عبادت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اکثر انہین راتون مین ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص نہایت ہی کمزور اور کم ہمت ہو تو خیر وہ ستائیسوین رات کو تو ضرور ہی جاگ لے اور عبادت کرے اسلئے کہ اس دس راتوں مین سے بھی اس ہی رات مین شب قدر اکثر ہوتی ہے اور مین کہتا ہون کہ اگر وہ رات شب قدر نہ بھی ہوئی بلکہ اور کوئی معمولی رات ہوگئی تو تم نے تو شب قدر ہی کی نیت سے عبادت کی ہے۔ پس تمہارا ثواب تو انشاء اللہ کہیں نہین گیا خدا نے چاہا تو تمہیں شب قدر ہی کا ثواب ملیگا کیونکہ اونکے یہان نیت دیکھی جاتی ہے۔ حدیث شریف مین ہے کہ ہر کام مین نیت کا اعتبار ہے صاحبو اب تو آپکو بہت ہی آسانی ہوگئی اسپر بھی ہمت نہ کرو تو غضب کی بات ہے۔

(۱۳) تیسری خوبی رمضان شریف کی اخیر دس دن کی یہ ہے کہ اسمین اعتکاف کرنا سنت ہے اور اوسکا طریقہ یہ ہے کہ ۲۰ تاریخ کو مغرب کی نماز سے پہلے مسجد مین آجاوے اور اعتکاف کی نیت کرے۔ اور جب عید کا چاند دیکھ لیا جاوے اوسوقت باہر نکلے اور اگر پورے دس دن

اعتکاف نہ کر سکے تو اس سے کم کا کرلے یہ خیال نہ کرے کہ اعتکاف کرتا تو پورے دس دن کا کرتا اس سے کم میں کیا فائدہ ہوگا کیونکہ اگر بڑھیا درجہ کا ثواب نہ ملیگا تو کم درجہ کا تو مل ہی جائیگا۔ صاحبو اگر دس دن نکر سکو تو نو دن ہی سہی اسقدر بھی نہو سکے تو سات دن ہی سہی غرض جسقدر بھی ہو سکے اور جتنے دن بھی ہو سکے چھوڑو مت اور ایک بہت بڑی خوبی اعتکاف کی یہ ہو کہ اعتکاف کے زمانہ مین ہر وقت اعتکاف کرنیوالے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر مسجد میں بیٹھکر نماز کا انتظار کرو تو انتظار مین بھی نماز ہی کا ثواب ملیگا اور ظاہر ہے کہ جسنے اعتکاف کیا ہے وہ ہر وقت مسجد ہی مین رہیگا تو اوسکو نماز کا بھی انتظار بھی ضرور رہیگا اگر یہ سوویگا بھی تو اس نیت سے کہ اوٹھکر فلان نماز پڑھنی ہے اگر کوئی کام بھی کریگا تو اس نیت کے ساتھ کہ فلان نماز تک یہ کام کرونگا غرض اسکا سونا جاگنا اوٹھنا بیٹھنا ہر ہر کام مین ثواب کا ثواب ملے گا پس اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوگی۔

۱۴ (۱۴) حدیث شریف مین آیا ہے ایکمرتبہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سب صحابہ موجود تھے پس آپ نے فرمایا کہ ذلیل ہوگیا وہ شخص اور اس لفظ کو کئی مرتبہ کہا صحابہ گھبرا گئے اور دریافت کیا کہ حضرت کون شخص ذلیل ہوگیا آپ نے فرمایا ایک تو وہ شخص ذلیل ہوا جس نے اپنی زندگی مین بوڑھے ماں باپ کو پایا اور اونکی خدمت کرکے جنت نہ کمائی ہمین حضور نے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنے کی بہت تاکید کی کیونکہ اگر ماں باپ خود جوان ہیں تو اول تو وہ اسکے محتاج نہیں ہونگے جیسے اسکے ہاتھ پیر چلتے مین اونکے بھی ہاتھ پیر چلتے ہونگے دوسری یہ وجہ بھی ہو کہ جوان ماں باپ کی خدمت سے دل بھی نہیں گھبراتا اسلئے اونکی اگر کچھ خدمت کربھی دی تو کچھ مشکل نہیں نہ کچھ کمال ہے۔ رہے بوڑھے ماں باپ تو وہ اسکے محتاج ہوتے ہیں اور انکی سب طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں اسوجہ سے خود کچھ بھی نہین کرسکتے اور چونکہ اکثر کام اونکے مزاج کے موافق نہیں ہوتے اسلئے مزاج میں تیزی آجاتی ہے پس ایسے ماں باپ کی خدمت کرنا بہت ہی ضرور ہے کیونکہ وہ بیچارے بالکل ہی بے بس ہوتے ہیں اور ہر طرح سے اس کے محتاج ہوتے ہیں اور اونکی تیز مزاجی سے تنگ ہونا بہت بڑا گناہ ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ اکثر آدمی اونکی خدمت سے تنگ ہو جاتے ہین جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن کے زمانہ کو بھول جاتے ہین

[illegible]

کہ اسوقت ماں باپ نے اسکے کیسے کیسے ناز اُٹھائے ہیں اگر وہ انہیں یاد رہے تو اونکی خدمت سے تنگ نہوتے۔ ایک نبیئے کا قصہ مشہور ہے کہ اوسنے اپنے بڑھاپے میں ایک مرتبہ اپنے لڑکے سے دریافت کیا کہ بھائی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادہ صاحب اول تو ویسے بہت خفا ہوئے کہ اس بیکار بات کے دریافت کرنے کی آپ کو ضرورت ہی کیا ہے مگر خیر کچھ لحاظ کیا اور بتلا دیا کہ اباجان کوا ہے بیئے نے پھر پوچھا کہ بھائی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادہ نے کہا کہ ابھی تو بتلا دیا تھا کہ کوا ہے۔ تیسری بار اوسنے پھر پوچھا تو صاحبزادہ نے بگڑ کر جواب دیا کہ تمہارا تو دماغ چل گیا۔ چپکے پڑے رہو اسپر بیئے نے اپنا بہی کھاتہ منگوایا اور کھولکر دکھلایا کہ ساحبزادہ دیکھو تم نے ایک سو بار مجھسے اپنے بچپن میں یہی دریافت کیا تھا اور میں نے ہر بار محبت سے جواب دیا تھا تم دو ہی بار میں گھبرا گئے۔ لیکن شاید کوئی شخص کہے کہ صاحب بوڑھوں کی تیز مزاجی تو خود طبیعت ہی کو بُری معلوم ہوتی ہے کوئی اختیار کی بات نہیں اگر اسپر بھی پکڑ ہوگی تو سخت مشکل ہوگی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک طبیعت کی گھبراہٹ پر پکڑ نہیں کرتے اپنے کلام پاک میں حقوق والدین کے ذکر کے ساتھ فرماتے ہیں ربکم اعلم بما فی انفسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ کی ہر وقت کی تیز مزاجی سے جو گھبراہٹ تمہارے دلوں میں پیدا ہو جاوے اور اوسکی وجہ سے کوئی بات روکھے پن کی تمہاری زبان سے نکلجاوے تو اسپر تمہاری پکڑ نہیں لیکن خدا تعالے دل کی نیت کو جانتا ہے۔ اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی تابعداری ہے اور نیکنیتی تم پر غالب ہے اور اپنی بے ادبی کا عذر بھی کرتے رہو تو اللہ پاک اس طرح کی باتوں کو معاف کردیتے ہیں۔

(۱۵) ایک تو یہ شخص ذلیل ہوا دوسرا وہ شخص جسکے سامنے میرا نام لیا جاوے اور وہ درود نہ پڑھے۔ تیسرے وہ شخص کہ رمضان شریف آئے بھی اور گذر بھی گئے اور اوسنے اپنے گناہ نہ بخشوائے یعنی بُرے کاموں سے توبہ نہ کی اور ایسے کام نہ کئے جس سے گناہ معاف ہوجاتے۔

(۱۶) حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان شریف ایسا برکت کا مہینہ ہے کہ اوسکے اول حصہ میں خدا تعالے کی رحمت ہوتی ہے اور درمیان کے حصہ میں بندوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اخیر کے حصہ میں بندونکو دوزخ سے بالکل چھٹکارا ہوجاتا ہے اس سے معلوم ہوا

کہ رمضان کا مہینہ سر سے پیر تک رحمت ہی رحمت ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں اپنے گناہ بخشوانے کا سامان کرے اور اوسکا طریقہ یہ ہے کہ نیک کام کرے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ گناہ معاف کرانا بندہ کے اختیار مین ہے بس توبہ کرکے نیک کام کرنے شروع کر دے سب گناہ بخشے گئے خود اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اپنے مالک سے گناہ بخشوانے میں جلدی کرو اور اُس جنت کی طرف دوڑو جسکو پرہیزگار لوگوں کے لئے تیار کیا ہے تو جو شخص بھی اس قاعدہ پر عمل کریگا وہ اپنے گناہ بخشوالے گا اور جو شخص یہ عمل نہ کریگا وہ محروم رہے گا پس ظاہر ہوگیا کہ گناہ بخشوانا خود ہمارے اختیار مین ہے اگر ہم چاہیں تو پرہیزگار بنکر اپنے گناہون کو بخشوا سکتے ہین۔

(۱۷) جو لوگ بغیر علم کے وعظ کہتے ہیں وہ اس جگہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہین کیونکہ وہ اپنے وعظون مین کہا کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی ذات بالکل بے پروا ذات ہے وہ چاہے۔ تو ذراسی بات مین بخشدے اور چاہے تو ذراسی بات پر جہنم مین بھیجدے اور یہ مضمون ایسے طور سے کہتے مین جس سے لوگ یون سمجھتے ہین کہ (توبہ توبہ) خدا تعالےٰ کے ہان کوئی قاعدہ ہی مقرر نہین یون ہی اناپ شناپ بے تکے طور پر چاہتے ہین کر دیتے ہیں ایسی باتین سُنکر اکثر لوگ ناامید ہو جاتے ہین اسلئے وہ ڈرتے ہین کہ خدا جانے کس بات پر اچانک پکڑ ہو جاوے اور ساری کی کرائی محنت ہی اکارت ہو جاوے۔ پھر اس ناامیدی کے بڑھنے سے وہ عبادت مین محنت کرنی چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح اکثر لوگ خوب جی بھر کر گناہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہین کہ جب خدا تعالےٰ کے یہان کوئی قاعدہ ہی نہین ذراسی بات پر جنت دیدی ذراسی بات پر دوزخ مین بھیجدیا تو پھر ہم اپنے مزے کیون خراب کریں اور خواہ مخواہ مصیبت مین کیون پڑین شاید خدا کو انہین کامون مین سے کوئی بات پسند آجاوے جس سے وہ مہربان ہوکر ہم کو بخشدیں۔ لاحول ولا قوۃ خدائی کیا ہوئی اپنا نگری کی بادشاہی ہوئی جہان سب کام بے ڈھنگے ہی ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ ایک گرو اور انکا چیلہ سفر کرتے ہوئے ایک شہر میں پہونچے نام پوچھا تو معلوم ہوا اپنا نگری ہے (اسکے معنی مین بے انصافی کے) وہان کے بازار مین جاکر چیزون کا بھاؤ پوچھا تو معلوم ہوا کہ اناج سے لیکر گھی دودھ تک ہر چیز سولہ سیر کی ملتی ہے یہ سُنکر چیلہ تو بہت خوش ہوا کہ خوب دودھ گھی کھاکر موٹے ہونگے مگر گرو نے کہا کہ بھائی اس جگہ ٹھہرنا ٹھیک نہیں یہ شہر تو بہت ہی

جاہل واعظوں کی بڑی بھاری غلطی ۱۴۱

اپنا نگری کی حکایت

بے تکا معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹون بڑون مین کچھ فرق ہی نہین۔ مگر چیلہ نے ضد کی آخر رہ پڑے
چندروز مین سیر کرتے کرتے راجہ کی کچہری تک جا پہونچے دیکھا کہ ایک مقدمہ راجہ صاحب کے
سامنے پیش ہوا ہے بہت آدمی جمع ہین پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ایک چور نے مہاجن پر دعوی
کیا ہے دعوی یہ ہے کہ ہم دونون چوری کرتے اسکے گھر گئے نقب لگایا میرا ساتھی اندر جانے لگا
تو دیوار اوپر سے آپڑی مر گیا۔ بس مین اوسکا اس مہاجن سے بدلہ چاہتا ہون۔ اوس مہاجن سے
دریافت کیا گیا کہ وہ دیوار ایسی کیون بنائی تھی اوسنے کہا کہ مکان بنانے والے سے پوچھئے۔ وہ
بلایا گیا اوسنے کہا کہ گارہ بنانے والے سے پوچھئے اوسکو بلایا اوسنے کہا کہ سقہ نے پانی بہت
ڈالدیا تہا جس سے گارہ پتلا ہو گیا اوسکو بلایا اوسنے کہا کہ سرکاری ہاتھی چھوٹا ہوا آتا تھا خوف
سے پانی زیادہ نکل پڑا ہاتھی چلانے والے کو بلایا اوسنے کہا کہ ایک عورت پازیب پہنے آتی
تھی اوسکی جھنکار سے ہاتھی دوڑ پڑا عورت کو بلایا اوسنے کہا کہ سُنار نے ایسا ہی باجا ڈالدیا تھا۔
اوسکو بلایا گیا وہ کچھ جواب نہ دے سکا حکم ہوا کہ سنار کو پھانسی دیدو۔ اوسنے پھانسی کے لئے
لے چلے جب اوسے پھانسی پر چڑھایا تو پھانسی کا پہندہ اوسکے گلے سے بڑا نکلا لوگون نے آکر ۱۵
راجہ صاحب سے کہا کہ پہندہ اوسکے گلے سے بڑا ہے راجہ صاحب نے کہا کہ اچھا تو پھر کسی موٹے
آدمی کو ڈہونڈ کر پھانسی دیدو۔ غرض موٹے آدمی کو ڈہونڈہنا شروع کیا۔ وقت کی بات کہ سب
لوگون مین اُس چیلہ سے زیادہ موٹا کوئی نہ نکلا آخر اوسکو ہی پھانسی دینے کے لئے پکڑ لیا گیا۔
اب تو چیلہ صاحب بہت گھبرائے اور گرو سے کہا کہ خدا کے لئے بچاؤ اوس نے جواب دیا کہ مین نہ
کہتا تھا کہ یہان رہنا اچھا نہین آخر نتیجہ دیکھا گرو نے یہ تدبیر نکالی کہ پھانسی کے وقت خود
آگے بڑھکر کہا کہ صاحبو اسکو پھانسی نہ دو مجھکو دیدو لوگون نے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ اس وقت
مین نے اپنی پوتھی کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسوقت جو شخص پھانسی دیا جاویگا وہ سیدہا جنت
مین جاویگا راجہ صاحب نے جو یہ سُنا تو آگے بڑھکر کہا کہ اچھا جب ایسی بات ہے تو ہم کو پھانسی
دیدو تاکہ جنت مین ہم ہی چلے جاوین۔ بس راجہ صاحب کو پھانسی دیدی گئی۔ تو ان جاہل واعظون
کے بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ توبہ توبہ خدا کے کام بھی ان نیاؤنگر کے راجہ کی طرح بے ڈھنگے
ہوتے ہین۔ صاحبو یاد رکھو کہ خدا تعالٰے کے یہان ہر کام قاعدہ سے ہوتا ہے ثواب کا بھی ایک

قاعدہ ہے اور عذاب کا بھی۔ ثواب کا قاعدہ تو یہی ہے جو ابھی بیان ہوا کہ توبہ کرکے گناہ بخشوا لو نمازی پرہیزگار ہو کر جنت لے لو۔ اگر یہ ڈر ہو کہ توبہ ٹوٹ جاویگی اور گناہوں سے نہ رُک سکیں گے تو ہمت نہ ہارو کیونکہ اگر توبہ ٹوٹ بھی گئی تو پھر کر لینا دیکھو اگر ایک کپڑا پھٹ جاتا ہے تو اسکو پہنا ہوا نہیں چھوڑتے بلکہ اسیوقت سی لیتے ہیں اور اسکا کچھ بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ سینے کے بعد پھر پھٹ جائیگا۔ پھر پھٹے تو پھر سی لینا بس یہی حالت توبہ کی بھی ہے کہ صرف توبہ ٹوٹ جانے کے ڈر سے توبہ کو نہیں چھوڑنی چاہیئے بلکہ اگر ٹوٹ بھی جائے تو پھر توبہ کرے ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ اگر دن میں سو بار بھی توبہ ٹوٹ جاوے نا اُمید مت ہو بلکہ اسے توبہ چھوڑ دینے کیوجہ سے ہم کو گناہوں پر زیادہ ہمت ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص توبہ کرتا رہیگا اوسکے دل میں خداتعالیٰ کی بڑائی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوگی اور یہ بڑی وجہ ہے گناہوں سے رُک جانے کی مگر جو شخص کبھی توبہ نہ کریگا وہ تو بالکل ہی خدا کو بھول جاویگا۔ اور جب خداتعالےٰ کی بڑائی اوسکے دل ہی میں
۱۶ نہوگی تو جو کچھ بھی یہ کرے وہ تھوڑا ہے۔

(۱۸) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس اخیر کے دس دنوں میں بہت سی مسجدوں میں قرآن شریف ختم ہوگا اوسمیں اکثر لوگ پڑھنے والوں کو کچھ دیا کرتے ہیں سو پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہرگز نہ لیا کریں دوسرے اکثر مسجدوں میں ختم کے دن مٹھائی بانٹی جاتی ہے اوسمیں جو گڑبڑ ہوتی ہے سبھی جانتے ہیں اور اس خرافات میں شرع کے قاعدہ سے جو کچھ خرابیاں ہونے لگی ہیں کئی مرتبہ بیان ہو چکی ہیں اسوقت اوسکے دوہرانے کا وقت نہیں اور نہ زیادہ ضرورت ہے صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اسکے اندر جو کچھ خرابیاں ہیں اوپر نظر ڈالو اور خیال کرو کہ اسمیں کیا کچھ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں پس اسکو بھی چھوڑ دو دیکھو اسکی بدولت بیچارے غریبوں پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے۔ میرے منع کرنے پر بعض غریب جولاہوں نے بہت خوشی ظاہر کی کہ ہم کو ہر سال چندہ دینے کی مصیبت پڑتی تھی آپ نے ہمیں اس مصیبت سے بچا دیا معلوم ہوا کہ لوگوں پر چندہ دینا بہت شاق ہے پھر بتلایئے کہ یہ چندہ لینا کیونکر جائز ہوگا بعض رئیسوں نے مجھسے کہا کہ آپ غریبوں کو منع کیجئے لیکن امیروں کو منع کرنے کی ضرورت نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے اسلئے کہ اگر امیروں نے نہ چھوڑا تو شرم کی وجہ سے غریبوں سے بھی چھٹنا مشکل ہوگا۔ اور اگر امیروں نے چھوڑ دیا۔

(باقی آیندہ)

نشانات الہی موجود ہین چنانچہ (۱) حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ جنکی نیکی اور خوبی کی شہادت اکثر امتون کی زبان سے ظاہر ہے خدا کے حکم اور وحی سے اسکی بنیاد قائم کی۔

(۲) وہ مقام مبدأ اسلام تہا پھر اس مین ایسے لوگون کی یادگار تھی جن کی محنت اور کوشش سے سخت سے سخت بت پرستی کا دنیا سے استیصال ہوا اور خالص توحید الہی قائم ہوئی۔

(۳) اس مین کیا شک ہوسکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا اس معظم مکان نے مسئلہ توحید کی تائید کی اور شرک کا استیصال کیا قومی نفاق اور طوائف الملوکی اور خانہ جنگیان عرب کی دور کین دختر کشی شراب خواری اور خطرناک قمار کا اس ملک مین نام ونشان نہ چھوڑا نفاق وکسل وکاہلی کے بدلہ آزادی صبر وہمت واخوت ہمدردی وشجاعت استقلال وعزم کو پیدا کیا۔

29

حج مین حلق سر کی وجہ

حلق سر کی وجہ یہ ہے کہ بہت دنون سر کہلا رہا گرد وغبار پڑا عام لوگون کو سامان سر ہونے کا اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ سر منڈا دین یا بالون کو کٹوا ئین حلق کا حکم جیسا کہ ہماری کتب قرآن واحادیث مین مذکور ہے ایسا ہی اسکا رواج اور اسکا ثبوت مقدسہ کتب مین موجود ہے (دیکھو ایوب ۱۰ باب ۲۰) نذیریعنی نذر دینے والا جماعت کے خیمہ کے دروازہ پر سر کی منت منڈاوے گنتی ۶ باب ۱۸۔

کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑہنے کی وجہ

(۱) قرآن خود اس بہید سے آگاہ فرماتا ہے وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ۔ ترجمہ اور نہین کیا تہا ہم نے وہ قبلہ جسپر تو تہا مگر اس لئے کہ ظاہر ہوجاوے کہ کون رسول کے تابع ہے اس سے جو کہ پھر جاتا ہے اپنی ایڑیون پر۔

(۲) یہ بہت صاف امر ہے اور حقیقت شناس عاقل کے نزدیک کچہ بھی محل اعتراض نہین

اس ہادی کو تمام دُنیا کے متداول عبادت کے طریقون سے جن مین شرک اور مخلوق پرستی کے جزو اعظم شامل تھے اپنے طریق عبادت کو خالص کرنا منظور تہا اور ایک وضع اور ممتاز مسلک قائم کرنا ضرور اسلئے واجب ہوا کہ وہ اپنی امت کے رُخ ظاہر کو بھی ایسی سمت کی طرف پھیرے جسمین قوائے روحانی کی تحریک ہو۔

(۳) اسمین اتفاق و اتحاد و قومی کا فائدہ ہے اسلئے سب کو حکم ہوا کہ ایک دل ہوکر معبود حقیقی کی عبادت کریں ہر ایک مسلمان کو یقین ہے کہ مکہ میں بیت اللہ کو توحید کے بڑے واعظ نے تعمیر کیا اور آخری زمانہ مین اسی کی اولاد مین سے ایک زبردست کامل نبی مکمل شریعت لیکر ظاہر ہوا جس نے اسی پہلی تلقین و تعلیم کو پھر زندہ اور کامل کیا پس نماز مین جب ادہر کو رخ کرتے ہیں یہ تمام تصورات آنکھون مین پھر جاتے ہین اور مصلح عالم کی تمام خدمات اور جانفشانیان جو اس نے اعلاء کلمۃ اللہ مین دکھلائیں یاد آجاتی ہین۔

(۴) خانہ کعبہ کو اسلام والے بیت اللہ کہتے ہین اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے مکان کو جاتا ہے تو اسکا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ کے آداب و نیاز اسکے تخت کے آداب نہین ہوا کرتے۔ ۳۰

(۵) اس میں اس اظہار کی حکمت بھی مذکور ہے کہ یہ کامل مذہب یہ توحید کا آفتاب اسی پاک زمین سے نمودار ہوا اس استقبال سے وہ خداوندی حکمت بحال رکھی گئی ورنہ اہل اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات مکان اور جہت کی قید سے منزہ ہے اور عنصری و کونی صفات سے اعلےٰ اور مبرا ہے کوئی جہت نہیں جس مین وہ مقید ہو کوئی خاص مکان نہین جس میں وہ رہتا ہو اسی مطلب کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتا ہے اور معترض کے اعتراض کو پہلے ہی اپنے علم محیط سے رد کر دیا ہے۔ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ترجمہ خدا ہی کا مشرق و مغرب ہے سو جس طرف منہ کرو ادہر ہی توجہ ہے اللہ کی۔

(۶) ایک اور لطیف بات قابل غور ہے کہ آغاز نماز مین جبکہ مسلمان رو بقبلہ کھڑا ہوتا ہے تو یہ آیۃ پڑہتا ہے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ترجمہ مین نے اپنا رخ کیا اس خدائے تعالےٰ کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف

کا ہو کر اور میں نہیں ہون شریک کرنے والا سو باوجود اس تصریح کے مسلمان پر کعبہ پرستی کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(۷) اس مین یہ بھی راز ہے کہ جماعت کے انتظام مین خلل نہو اور تمام دُنیا کے اہل اسلام ایک جہت رہیں۔

میقات پر احرام باندہنے اور لبیک کہنے کا بھید

موافقیت کی اصل یہ ہے کہ مکہ مین ایسی حالت مین آنا چاہیئے کہ سر پر خاک بھری ہو اور بدن مین میل کچیل اور نفس ذلت کی حالت مین ہو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مطلوب ہے پس ضرور ہوا کہ مکہ سے پہلے احرام باندہین پھر اگر اس بات کا حکم دیا جاتا کہ اپنے اپنے شہرون سے احرام باندھکر آیا کرین تو ظاہر ہے کہ اس میں کسقدر دقت تھی کیونکہ بعض شہر مکہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر واقع ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ دور ہین لہذا ضروری ہوا کہ احرام باندہنے کے لئے مکہ کے گرد چند مقامات تجویز کردیئے جاوین کہ ان مقامات کے بعد تاخیر نہ کرسکین اور ضرور ہے کہ مقامات ظاہر اور مشہور ہون اور کوئی شخص ان مقامات سے ناواقف نہو۔ ۳۱

رہا لبیک کا بھید سو میقات پر احرام اور لبیک کہنے سے یہ جانے کہ لبیک کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالےٰ کی پکار پر جواب عرض کر رہا ہون کہ مین حاضر ہون اسوقت یہ امید بھی کرے کہ یہ جواب مقبول ہو اور خوف بھی ہو کہ کہیں یہ نہ کہدیا جاوے لا لبیک ولا سعدیک اسلئے تردد ہوا کہ خوف و رجا کے درمیان متردد رہے اور اپنے تاب و طاقت سے علیحدہ ہوجاوے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر تکیہ رکھے اسلئے کہ لبیک کہنے کا وقت ہی حج کا شروع ہے اور وہ خطرہ کی جگہ اور وہ پکار جسکا یہ جواب دیتا ہے وہی ہے جو اسنے فرمایا ہے واذن فی الناس بالحج ترجمہ یعنی پکار لوگون کو حج کے واسطے۔

عرفات مین ٹھیرنے کا سرّ

(۱) عرفات کے وقوف میں یہ راز ہے کہ ایک زمان اور ایک مکان مین مسلمانون کا

جمع ہونا اور انکا خدا تعالےٰ کی طرف راغب ہونا اور ان کا خشوع وخضوع کے ساتھ اس سے دعا کرنا یہ برکات الٰہی کے نازل ہونے اور روحانیت کے انتشار میں اثر عظیم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان اس روز تمام روزون سے زیادہ ذلت اور خواری کی حالت مین ہوتا ہے اور نیز اجتماع مین مسلمانون کی شوکت وشان معلوم ہوتی ہے اور اس یوم کی اور اس مقام کی خصوصیت تمام انبیاء علیہم السلام سے بدستور منقول چلی آئی ہے چنانچہ حضرت آدم اور انکے مابعد انبیاء سے اسکی نسبت روایات منقول ہیں۔

(۲) عرفات پر ٹھیرنے مین جب لوگون کا اژدہام اور آوازون کا بلند ہونا اور زبانون کا مختلف ہونا اور شاعر پر آمدورفت کرنے مین ہر ایک فرقہ کا اپنے اپنے امامون کے قدم بقدم چلنا نظر پڑے تو یہ یاد کرے کہ اسیطرح میدان قیامت مین بھی تمام امتیں اپنے انبیا کے ساتھ اکٹھی ہونگی اور ہر امت اپنے نبی کی پیروی کریگی اور انکی شفاعت کی طمع کریگی اور اس میدان میں انکی قبولیت اور عدم قبولیت کے باب مین حیران رہیگی اور جب آدمی اسکا خیال کرے تو چاہیئے کہ اپنے دل کے لئے انکسار اور اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہونے کو لازم کردے تاکہ اہل فلاح اور مرحوم فرقہ کے ساتھ اسکا حشر ہو اور اس جگہ پر امید کے قبول ہونے کی قوی توقع رکھے کیونکہ یہ میدان شریف ہے اور اسمین رحمت الٰہی خلائق پر نازل ہوتی ہے اور یہ میدان ابدال واوتاد کے گروہ سے کبھی خالی نہیں رہتا اور صالحین کے گروہ بھی اس میدان مین ضرور حاضر ہوتے ہین۔ ۳۲

جب ان لوگونکی ہمتیں جمع ہوکر خدا کے آگے انکسار وزاری کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں اور انکی گردنین اسکی طرف جھک جاتی ہین اور مجتمع ہمت کے ساتھ طلب رحمت کیلئے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہین تو پھر یہ گمان نہ کرو کہ وہ اپنی امید مین محروم رہیں اور انکی کوشش بیکار جاوے۔ بلکہ ان پر وہ رحمت نازل ہوتی ہے کہ سب کو ڈھانپ لے اسی واسطے بعض بزرگ کہتے ہین کہ بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی عرفات میں موجود ہوکر یہ گمان کرے کہ خدا تعالےٰ نے میری مغفرت نہیں کی اور حج کا راز اور غایت مقصود بھی یہی ہے کہ ہمتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور ابدال واوتاد شہرون کے اطراف سے اکٹھے ہوتے ہین انکے قرب سے جمع ہمت مین سہارا لگتا ہے غرضکہ رحمت الٰہی کے جذب کا طریق اسکے برابر اور کوئی نہیں ہے کہ ہمتین اکٹھی ہون اور

ایک وقت مین ایک زمین پر سب قلوب ایک دوسرے کی مدد کریں۔

(۳) عرفات کے میدان مین جانا ایک ضروری فعل حج کا ہے جہان نہ کوئی تیھر ہے۔ نہ کوئی درخت صرف اللہ تعالےٰ کی یاد ہی ہے اور اس سے دعا۔

منا مین اُترنے کا راز

(۱) منا کے اُترنے کے اندر یہ راز ہے کہ منا ایام جاہلیت کے بازاروں مین سے عکاظ مجنہ اور ذی المجاز وغیرہ کی طرح ایک عظیم الشان بازار تھا اور یہ بازار انہون نے اسواسطے مقرر کیا تھا کہ حج مین کثرت سے دور دراز ملکون کی خلقت اکٹھی ہوتی تھی اور اس تجارت کے حق مین اس سے زیادہ کوئی مناسب اور بہتر صورت نہین تھی کہ ایسے اجتماع پر اسکا وقت مقرر کیا جاوے۔ اور دوسری یہ بات تھی کہ مکہ کے اندر اس انبوہ کثیر کے رہنے کی گنجایش بھی نہیں تھی لہذا اگر ہر قسم کے لوگ منا جیسے فضا وکشادہ ہوا مین اُترنے پر متفق نہوتے تو بڑی دقت ہوتی۔ نیز وہان جمع ہوکر انساب وغیرہ پر تفاخر بھی کرتے تھے غرض یہ مصالح تھے ان لوگون کے اسلام ۳۳ کو بھی ایسے اجتماع عظیم کی حاجت بمصلحت اظہار شوکت مسلمین وشہرت وعظمت اسلام کے تھی اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اجتماع کو تو باقی رکھا اور بجاے اسکے اغراض واہیہ کے مصالح شرعیہ کو قائم کرکے اسکی اصلاح فرمادی اور ایک یہ بھی راز ہے کہ ایک ہی مقام وسیع مین لوگ اکٹھے ہوکر تبادلہ خیالات کرسکین اور آپس مین تعارف پیدا کرین۔

مشعر الحرام مین ٹھیرنے کی وجہ

مشعر الحرام مین ٹھیرنے کا اسلئے حکم دیا گیا کہ یہان اہل جاہلیت باہم تفاخر اور نمود کیلئے قیام کرتے تھے اسکے بدلہ مین کثرت سے ذکر الہی کرنے کا حکم دیا گیا تہا کہ انکی اس عادت کا انسداد ہو اور ایسی جگہ کی توحید بیان کرنا گویا انکو اسپر برانگیختہ کرنا ہے کہ دیکھین تم خدا تعالےٰ کی یاد زیادہ کرتے ہو یا اہل جاہلیت کی طرح اپنے مفاخر کا زیادہ ذکر کرتے ہو۔

رمی جمار کا راز

(۱) رمی جمار کرنے مین وہی راز ہے جو خاص حدیث مین وارد ہوا ہے کہ رمی جمار خدا تعالےٰ کا ذکر کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور ذکر کی دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ ہے کہ جس سے خدا تعالےٰ کے دین کی تابعداری کا اعلان منظور ہو اور اس قسم کے ذکر مین لوگون کی کثرت زیادہ ضروری ہے نفس ذکر کی کثرت ضروری نہیں رمی جمار یعنی کنکریان پھینکنا اسی قبیل سے ہے اسلئے اسمین کثرت سے ذکر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجمع کا حکم دیا گیا باقی کنکریوں کا ہونا سو یہ امر تعیین ذکر کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ ہر کنکری پھینکنے کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مشروط ہے۔
ابوداؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہؓ کے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ لا لغیرہٖ یعنی طواف کعبہ اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے اور پتھروں کا پھینکنا فقط ذکر اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور دوسری قسم ذکر کی وہ ہے جس سے خود انصباغ نفس کا مقصود ہو وہاں ۴۴
خود کثرت ذکر کی مشروع ہے جیسے بہت سے اذکار ہین۔

(۲) رمی جمار یعنی کنکریان پھینکنے میں یہ قصد کرے کہ غلامی اور بندگی ظاہر کرنے کے لئے امر کی طاعت کرتا ہون اور صرف تعمیل ارشاد کے لئے اٹھتا ہون بدون اسکے کہ اس فعل میں کچھ عقل و نفس کا حظ ہو۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت کا قصد کرے کہ اس مقام پر آپکو شیطان مردود ظاہر ہوا تھا تاکہ آپکے حج مین کچھ شبہ ڈالدے یا کسی معصیت میں مبتلا کرے تو آپکو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا کہ اسکے دفع کرنے کو اور اسکی امید منقطع کرنے کے لئے اسکو کنکریان مارو اسپر اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تو شیطان ظاہر ہوا تھا اور آپ نے اسکو دیکھا تھا اسلئے اسکو مارا تھا ہم کو تو شیطان دکھائی نہیں دیتا پھر کنکریان مارنے سے کیا غرض ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ شبہ شیطان کی طرف سے ہے اسنے یہ شبہ تمہارے دل مین ڈالا ہے تاکہ تمہارا ارادہ رمی جمار کا سست پڑجاوے اور تمہارے خیال مین یہ آوے کہ یہ فعل ایسا ہے

جسمین کچھ فائدہ نہیں ہے ایک کھیل کی سی صورت ہے اسمین کیون مشغول ہوتے ہو بس خوب کوشش اور مضبوطی کے ساتھ شیطان کو ذلیل کرنے کی نیت سے کنکریان مارکر اپنے دل سے اسکو رفع کردو اور جان لو کہ ہرچند کنکریان پتھر پر پڑتے ہین لیکن واقع مین شیطان کے منہ پر پڑتے ہین اور اسکی پیٹھ پر کیونکہ اسکی ذلت اسی مین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ایسے حکم کی بجا آوری کریں جسکی تعمیل مین نفس اور عقل کو کچھ حظ نہیں صرف اسکی تعظیم ملحوظ ہے۔

بطن محسر مین تیز چلنے کا راز

بطن محسر مین سواری کے تیز کرنے کا یہ سبب ہے کہ وہ اصحاب فیل کے ہلاک ہونیکا مقام ہے لہذا جس شخص کو خدا تعالےٰ اور اسکی عظمت کا خوف معلوم ہوتا ہو وہ غضب الٰہی سے ڈر کر بھاگتا ہے اور چونکہ اس خوف کا معلوم کرنا ایک باطنی امر تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظاہری فعل سے جو نفس کو بھی خوف یاد دلاتا ہے اور اسکو آگاہ کرتا ہو منضبط فرمایا۔

۲۵

حرم کے جانورون کا شکار نہ کرنے کی مصلحت

(۱) حرم کے جانوروں کا نہ کھانا ایسا ہے جیسا کوئی شخص اپنے محبوب کے کوچہ کے جانورون کو باوجودیکہ گوشت کھایا کرتا ہو کچھ نہ کہے۔

(۲) مکہ کے لئے حرم مقرر کرنے میں یہ راز ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک خاص طرح کی تعظیم ہوتی ہے چنانچہ کسی زمین کی یہ تعظیم ہے کہ اسمین کسی چیز سے تعرض نہ کیا جائے اور دراصل یہ تعظیم بادشاہون کی حد اور انکے شہر پناہون سے ماخوذ ہے جب کوئی قوم انکی فرمانبردار ہوتی ہے اور انکی اطاعت اور تعظیم کرتی ہے تو انکے مطیع ہونے مین یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اوپر اس بات کو مقرر کرلیتی ہے کہ انکی حدود کے اندر جو درخت وچارپائے وغیرہ ہیں ان سے ہم کچھ تعرض نہ کرینگے اور حدیث شریف مین آیا ہے ان لکل ملك حمی وحمی اللہ محارمہ یعنی ہر بادشاہ کے لئے باڑ ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی باڑ اسکے محارم ہین۔

حاجی کی سواری کی عبرتیں

سواری جسوقت سامنے آوے اسوقت اپنے دل مین خدا تعالےٰ کی نعمت کا شکر کرو کہ اسنے ہماری سواری کے لئے چوپایوں کو اور عناصر یعنی آب و ہوا اور آتش وغیرہ کو جنسے ریل اور آگبوٹ وغیرہ چلتے ہین مسخر کیا کہ ہم کو تکلیف نہو اور ہماری مشقت ہلکی ہوجاوے اور یہ یاد کرو کہ دار آخرت کی سواری بھی ایک دن اسیطرح سامنے آجاویگی یعنی جنازہ کی تیاری ہوگی اسپر سوار ہوکر دار آخرت کا کوچ کرنا پڑیگا الغرض حج کا سفر آخرت کے سفر کی طرح ہے۔ لہذا اسپر ضرور نظر کرلینا چاہیئے کہ حج کی سواری پر سفر کرنا اس قابل ہو کہ سفر آخرت کی سواری کا توشہ ہوسکے کیونکہ سفر آخرت آدمی سے بہت ہی قریب ہے کیا معلوم کہ موت قریب ہو اور اونٹ کی سواری سے پیشتر ہی تابوت آخرت پر سوار ہوجائے اور تابوت کی سواری یقیناً ہوگی۔ اور سامان سفر کا مہیا ہوجانا مشترک امر ہے تو مشکوک سفر مین احتیاط کرنا اور توشہ اور سواری سے مدد لینا اور یقینی سفر سے غافل رہنا کب زیبا ہے۔

معارف چادرہائے احرام

احرام کی دو چادرون کے خریدنے کے وقت اپنے کفن کو اور اس مین اپنے لپٹنے کو یاد کرو کیونکہ احرام کی چادر اور تہمد کو اسوقت باندھو گے جبکہ خانہ کعبہ کے نزدیک پہنچوگے اور کیا عجب کہ یہ سفر پورا نہ ہو اور خدا تعالےٰ سے کفن مین لپٹے ہوئے ملاقات ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جل شانہ کی زیارت بھی مرنے کے بعد بجز اس صورت کے نہوگی کہ دنیا کے لباس کے مخالف لباس ہو کیونکہ احرام کا کپڑا کفن کے کپڑے کے مشابہ ہے۔

اسرار میقات و تکالیف حج

جنگل مین داخل ہوکر میقات تک گھاٹیون کے دیکھنے مین وہ ہول و احوال یاد کرو جو موت کے باعث دُنیا سے نکل کر میقات قیامت تک ہونگے اسکے ہر ایک حال کو اسکی ہر کیفیت سے مناسبت ہے

(باقی آیندہ)

یعنی اوس رنگ رنگ والے گیدڑ نے چپکے سے ملامت کرکے کان مین یہ کہا کہ۔

بنگر آخر در من و در رنگ من	یک صنم چون من ندارد خود شمن

یعنی آخر میرے اندر اور میرے رنگ کو دیکھ تو سہی کہ بُت پرست ایک بُت بھی ایسا نہیں رکھتا یعنی بُت پرست باوجودیکہ خوبصورت بت بناتے ہیں مگر مجھ جیسا خوبصورت کوئی بت پرست بھی نہین رکھتا۔

چون گلستان گشتہ ام صد رنگ خوش	مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

یعنی مین باغ کی طرح سو رنگ خوش والا ہوگیا ہون تو تو مجھے سجدہ کر اور سرکشی مت کر۔

کرّ و فر و آب و تاب و رنگ بین	فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

۲۵ یعنی میری کرّو فر اور آب و تاب اور رنگ کو دیکھ اور مجھے فخر دنیا اور رکن دین کہو۔ اسلئے کہ میرا مرتبہ بہت بلند ہوگیا ہے۔

مظہر لطف خدائی گشتہ ام	لوح شرح کبریائی گشتہ ام

یعنی مین لطف خدا کا مظہر ہوگیا ہون اور کبریائی حق کی شرح کی لوح ہوگیا ہون غرضکہ اوسنے کہا کہ مظہر جلال و جمال دونون ہون اور بولا کہ۔

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال	کے شغالے را بود چندین جمال

یعنی اے گیدڑو مجھے گیدڑ مت کہو اسلئے کہ دیکھو تو کسی گیدڑ کو بھی اتنا جمال ہوتا ہے اور جب میرے اندر جمال ہے تو معلوم ہوگیا کہ میں گیدڑ نہیں رہا۔

آن شغالان آمدند آنجا بجمع	ہمچو پروانہ بگرداگرد شمع

یعنی وہ گیدڑ سارے اوس جگہ اس طرح جمع ہو گئے جیسے کہ پروانے شمع کے گرد ہوتے ہین اور وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ۔

گفت آن طاؤس زچون مشتری پس چہ خوانیمت بگوائے جوہری

یعنی اے جوہری پھر ہم تجھے کیا کہکر پکارین تو اوسنے کہا کہ وہی طاوس زمانند مشتری (ستارہ کے یعنی جسطرح کہ مشتری ستارہ علویات مین سے ہے اسی طرح مجھے طاؤس علوی کہو۔

پس بگفتندش کہ طاؤس جہان جلوہا دارند اندر گلستان

یعنے پس اونہوں نے اوس سے کہا کہ دُنیا کے طاؤس تو باغ مین جلوہ کرتے ہیں (یعنی ناچتے ہیں)

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے بادیہ نارفتہ چون گوید منے

یعنی تو ویسا جلوہ کرسکتا ہے تو وہ بولا کہ نہیں (مولانا فرماتے ہین) کہ جنگل مین نہ چلا ہوا کیونکر احالات اپنی بیان کرسکتا ہے یعنی جب وہ کبھی ناچا ہی نہ تہا تو کس طرح ناچ سکتا تہا جب اوسنے اسکا انکار کیا تو اونھون نے دوسرا سوال کیا کہ۔

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نۂ طاؤس خواجہ بوالعلا

یعنی اچھا تو مورونکی آواز کرسکتا ہے تو اوس نے کہا کہ نہیں (تو وہ بولے کہ) اے خواجہ بوالعلا تو طاؤس نہیں ہے اسلئے کہ جب اوسکے کمالات مین سے کوئی بھی تیرے اندر موجود نہیں ہے تو پھر کدہر سے طاؤس بن بیٹھا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

خلعت طاؤس آید زآسمان کے رسی از رنگ ودعویہا بدان

یعنی طاؤس کی خلعت تو آسمان سے آتی ہے تو رنگ کے دعوون سے تم اوس تک کب پہنچ سکتے ہو مطلب یہ کہ مور کا حسن تو خلقی ہوتا ہے اور مخلوق حق ہوتا ہے پھر اوس اصل

کمال تک دعویٰ کسطرح پہونچ سکتا ہے اسی طرح اگر تم دعوے کروگے اور اصل مین کچھ نہوگا تو پھر ذلیل ہوگے اور کچھ نہ ہوگا۔

گر تو دعوے میکنی معنی بیار　　　گہ مخور ورنہ پس گردن مخار

یعنی اگر تم دعوے کرتے ہو تو اوسکے معنی بھی لاؤ اور گہ مت کھاؤ ورنہ پس گردن مت کھجانا۔ پس گردن خاریدن کنایہ از شرمندہ شدن مطلب یہ کہ اگر دعوے کرتے ہو اوسکی کچھ اصلیت بھی پیدا کرو ورنہ پھر خواہ مخواہ شرمندگی حاصل ہوگی تو دیکھو کہیں ایسا مت کرنا کہ پھر شرمندگی ہو آگے فرعون کا قصہ بیان فرماتے ہیں اور اوسکو اس شغال مدعی سے تشبیہ دیتے ہیں۔

فرعون کا دعویٰ خدائی کرنا اور اوسکو اوس گیدڑ سے تشبیہ دینا کہ جسنے طاؤسی دعویٰ دوسرے گیدڑوں کے سامنے کیا تھا ۲۷

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش　　　برتر از موسیٰ پریدہ از خریش

یعنی مثل فرعون کے کہ اوسنے ڈاڑھی مرصع کر رکھی تھی اور اپنے گدھے پن کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام سے بڑہتا تھا۔

او ہم از نسل شغال مادہ زاد　　　در خم مال وجاہے اوفتاد

یعنی وہ بھی اسی گیدڑ کی نسل سے تھا اور مال وجاہ کے مٹکے میں پڑا ہوا تھا۔

ہر کہ دید آن جاہ ومالش سجدہ کرد　　　سجدۂ افسوسیان را او بخورد

یعنی جو کوئی اوسکا جاہ و مال دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا اور وہ اون خوشامدیون کا سجدہ قبول کرتا تھا۔

گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق　　از سجود و از تحیہا ئے خلق

یعنی وہ پرانی گدڑی والا فقیر مخلوق کی تحیہ اور سجود سے مست ہوگیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مال مار آمد کہ در وے زہرہاست　　وان قبول و سجدۂ خلق اژدہاست

یعنی مال سانپ ہے کہ اوسکے اندر بہت سے زہر ہین اور وہ مخلوق کا قبول کرنا اور سجدہ اژدہا ہے اول مصرعہ میں مال اور دوسرے مین جاہ کی مذمت ہے اور مال کی خرابی جاہ سے کم ہے یہ جاہ بڑی قاتل ہے اسکا مارا پانی بھی نہیں مانگتا آگے فرماتے ہیں کہ۔

ہائے اے فرعون ناموسی مکن　　تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن

یعنی ہاے ارے فرعون نخوت مت کر اور تو تو شغال ہے تو طاؤسی مت کر یعنی جو کمالات کہ تمہارے اندر نہون اونکو ظاہر مت کرو اور اونکا دعوے مت کرو اسلئے کہ۔ ۲۸

سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی　　عاجزی از جلوہ و رسوا شوی

یعنی طاؤسو نکی طرف اگر تو ظاہر ہوگا تو تو جلوہ سے تو عاجز ہے تو رسوا ہی ہوگا یعنی جب کاملین کی برابری کا دعوی ہوگا اور وہ کمالات حاصل نہونگے تو امتحان کے وقت رسوا ہوگے اس سے بہتر ہے کہ پہلے ہی سے بچتے رہو۔

موسٰے و ہارون چو طاؤسان بدند　　پر جلوہ بر سر و رویت زدند

یعنی موسٰے اور ہارون طاؤس کیطرح تھے تو انہونے پر جلوہ کو تیرے سر اور منہ پر مارا تو یہ ہوا کہ۔

زشتیت پیدا شد و رسوائیت　　سرنگون رفتادی از بالائیت

یعنی تیری زشتی ظاہر ہو گئی اور تیری رسوائی اور تو اوس بلندی سے سرنگون ہو کر گر پڑا۔

چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب   نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب

یعنی جب تو نے کسوٹی دیکھی تو کھوٹے کی طرح سیہ ہو گیا اور تیرا نقش شیری جاتا رہا اور کتا ظاہر ہو گیا مطلب یہ کہ جن کمالات کو کہ تو ظاہر کرتا تھا وہ سارے زائل ہو گئے اور اصل حقیقت جو تھی وہ نکل آئی۔

اے سگ گرگین زشت از حرص جوش   پوستین شیر را بر خود مپوش

یعنی ارے خارشی بُرے کتے حرص و جوش سے تو شیر کی پوستین اپنے اوپر مت پہن اسلئے کہ۔

غرۂ شیرت بخواہد امتحان   نقش شیر و آنگہ اخلاق سگان

۲۹ یعنی تیرا غرۂ شیر تو مقتضی امتحان کو ہے اور نقش تو شیر جیسے اور اخلاق کتوں جیسے ہیں تو پھر رسوائی نہو تو اور کیا ہو اور فرماتے ہین کہ۔

اے شغال بے جمال و بے ہنر   ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

یعنی اے بے جمال اور بے ہنر گیدڑ اپنے اوپر کسی قسم کا گمان طاؤسی ست کر۔

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان   خوار و بے رونق بمانی درجہان

یعنی اسلئے کہ طاؤس تیرا امتحان کرینگے تو تو خوار بے رونق درمیان مین رہجاویگا۔ یہان بظاہر خطاب شغال وغیرہ کو ہے مگر مقصود وہ لوگ ہین جو دعوے کاذب کیا کرتے ہین اور مقصود یہ بیان کرتا ہے کہ میان ذرا شیخی مت کرو کہ اگر کاملین تمہارا امتحان لینے لگے تو اوسوقت فضول شرمندہ ہونا پڑیگا آگے آیت ولتعرفنھم فی لحن القول کی تفسیر کرتے ہین اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص کہ دعوی کاذب کرتا ہے اوسکے لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے اب سنو فرماتے ہین

شرح جیبی

گفت یزدان مر نبی را در مساق — یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

گر منافق زفت باشد نغز و ہول — در شناسی مر ورا در لحن قول

چون سفالین کوزہا را می خری — امتحانے میکنی اے مشتری

می زنی دستے بر آن کوزہ چرا — تا شناسی از طنین اشکستہ را

بانگ اشکستہ دگرگون می بود — بانگ چاوش است پیشش می رود

بانگ می آید کہ تعریفش کند — ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

اوپر مدعی کاذب سے کہا تھا کہ دیکھ جھوٹے دعوے مت کر اہل اللہ تیرا امتحان کرینگے اور تو رسوا ہوگا اب مدعیان کاذب کے امتحان کا ایک واقعہ اور امتحان کا ایک طریق بیان فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو منافق لوگ مسلمانی کے جھوٹے دعوے کرتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکا امتحان کیا اور حق سبحانہ نے اونکے امتحان کا ایک قاعدہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا وہ یہ کہ اونکی باتون میں اخلاص نہوگا اور کبھی کبھی ایسی باتیں بھی اونکی زبان سے نکل جائیں گی جو اونکے دعوے کے منافی ہونگی کیونکہ حق سبحانہ فرماتے ہیں۔ ولتعرفنہم فی لحن القول یعنی اگر منافق بڑے سے بڑا اور شیریں کلام اور باہیبت و رعب بھی ہوگا تب بھی تم اوسکو اب و لہجہ اور گفتار سے معلوم کروگے کیونکہ اوسکی باتیں دلنشین نہ ہونگی۔

اور کبھی ایسی باتیں بھی زبان سے نکل جائیں گی جو اوسکے دعوے کے خلاف ہونگی جیسے لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل وغیرہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ اہل اللہ امتحان کرتے ہیں. اور اونکے امتحان کے لئے بہت طریقے ہیں منجملہ اونکے ایک آواز بھی ہے تو اب سمجھو کہ اس امتحان کی ضرورت ہے اور آواز سے امتحان ہو سکتا ہے دیکھو جب تم مٹی کے برتن خریدتے ہو تو پہلے اونکا امتحان کرتے ہو اور امتحان کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیوں محض اسلئے کہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو پس جبکہ مٹی کے برتن کے لئے امتحان کی ضرورت ہے تو انسان پڑا دعوے کرنے والے کے لئے امتحان کی ضرورت نہو گی اور جب مٹی کا ٹوٹا ہوا برتن آواز سے پہچانا جا سکتا ہے تو فاسد القلب لوگ آواز سے کیوں نہیں پہچانے جا سکتے ضرور پہچانے جا سکتے ہیں یاد رکھو کہ جس طرح ٹوٹے ہوئے برتن کی آواز اور ہی قسم کی ہوتی ہے یوں ہی فاسد القلب لوگونکی گفتار بھی دوسری ہی قسم کی ہوتی ہے جو اہل اللہ کی آواز سے نہیں ملتی۔ آواز بمنزلہ شاہی چوبدار کے ہے جو آگے آگے چلتا ہے پس جسطرح چوبدار بادشاہ کی آمد کو ظاہر کرتا ہے جو ہنوز معلوم نہیں ہوتے یوں ہی آواز اہل اللہ اونکے قلب میں شہنشاہ حقیقی کی اس ۳۱
آمد کو ظاہر کرتی ہے جو اوسکی شان کے مناسب ہے اور جسطرح فعل باوجود مصدر سے نکلنے کے اوسکی حالت یعنی قابل تغیر و اصلاح ہونے کو ظاہر کرتا ہے یوں ہی لوگوں کی آواز باوجود اسکے اونسے صادر ہونے کے اونکی لایق تغیر حالت باطنی کو ظاہر کرتی ہے۔

شرح شبیری

آیت وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ کی تفسیر جو کہ منافقوں کے بارہ میں ہے

گفت یزدان مرنبی را در مساق — یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

یعنی حق تعالے نے قرآن مجید میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بہت سہل نشانی اہل نفاق

کی یہ بتائی ہے کہ۔

گر منافق زفت باشد نغز و ہول   ور شناسی مرد را در لحن قول

یعنی اگرچہ منافق بہت ذیل اور خوب موٹا ہو (مگر) آپ اوسکی بات کے لہجہ سے معلوم کرینگے کہ یہ منافق ہے) اسلئے کہ خلوص اور مکر تو بات کے لہجہ سے معلوم ہوجاتا ہے آگے اس آواز سے معلوم کرینے کی ایک بڑے غضب کی مثال دیتے ہین کہ۔

چون سفالین کوزہا را می خری   امتحانے میکنی اے مشتری

یعنی جب مٹی کے برتن خریدتے ہو تو اے خریدار تم اوسکا امتحان (اسطرح) کیا کرتے ہو کہ۔

میزنی دستے بران کوزہ چرا   تا شناسی از طنین اشکستہ را

یعنی تم اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیونکہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو۔ ۳۲

بانگ اشکستہ دگرگون می بود   بانگ چاوش است پیشش میرود

یعنی ٹوٹے ہوئے کی آواز ہی اور طرح کی ہوتی ہے اور آواز ایک نقیب ہے کہ جو اوسکے آگے جارہا ہے (اور پکار رہا ہے کہ بچ جاؤ یہ شخص فلان آتا ہے تو اوسکی بُرائی بھلائی معلوم ہوجاتی ہے

بانگ می آید کہ تعریفش کند   ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

یعنی آواز آتی ہے تاکہ اوسکی تعریف کردے مثل مصدر کے کہ فعل اوسکی تصریف کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے جیسے کہ یہ مصدر کہ اصل ہے اشتقاق مین اور مبدا وہی ہے مگر فعل جوکہ تابع ہے اوسکی تعریف کرتا ہے مصدر اعلال مین اوسکے تابع ہوتا ہے تو دیکھو باوجودیکہ وہ تابع ہے مگر اعلال مین اوسکا معرف ہے اسی طرح اگرچہ آواز تابع ہے مگر اوسکی حالت کے بیان کیلئے ایسکی ضرورت ہے اور یہ آواز ہی اوسکی حالت کو بیان کرتی ہے

(باقی آئندہ)

قلت وفي دلالة الحديث الثاني على فضل اهل الارشاد ظاهر فهين استنباطه من الحديث الاول ايضا لانه لما جعل مدار الفضل مطلق العقل والتجربة فالذي يتعلق بالدين بالاولى وكونه في اهل الارشاد مشاهد فهم احق بهذا الفضل۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت پر ظاہر ہی ہے اور بعد تامل اس کا استنباط حدیث اول سے بھی اس طرح ممکن ہے کہ جب ابوڑھے شخص کی فضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو ٹھیرایا گیا تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدرجۂ اولےٰ مدار فضیلت ہوگا اور ایسے عقل و تجربہ کا مرشدین میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت کے زیادہ مستحق ہونگے۔

الحديث اذا تقرب الناس بانواع البر فتقرب انت بعقلك ابو نعيم في الحلية من حديث علي اذا اكتسب الناس من انواع البر ليتقربوا بها الى ربنا عز وجل فاكتسب انت من انواع العقل تسبقهم بالزلفة والقربة واسناده ضعيف قلت اورده المولوي الرومي في مثنويه وشرحه احسن شرح كما هو دابه رحمه الله تعالى وفيه اثبات لفضل المعارف الدينية واهلها وظاهر ان اعظم مصداقه عقل العرفاء

حدیث جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب
۱۳ حاصل کرو، اس کو ابونعیم نے حلیہ میں حضرت علیؓ کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ نیکی کے انواع کا اکتساب کریں تم عقل کے انواع کا اکتساب کرو۔ تم اُن سب سے نزدیکی اور قرب میں بڑھ جاؤ گے اور اس کی اسناد ضعیف ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومی رح اپنی مثنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے علماء کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس (عقل مذکور فی الحدیث) کا سب سے بڑا مصداق عارفین

فضل المعارف الدینیہ واہلہا

اهل الطريق الذى يصلون به ويوصلون به الى المحبوب الحقيقى ومن ثم قالوا ركعتا العارف افضل من الف ركعة غير العارف -

الحديث ان للقرآن ظاهرا وباطنا الحديث ابن حبان فى صحيحه من حديث ابن مسعود بنحوه وتمامه ولكل حد ومطلعا دل على كون بعض الاسرار فى القرآن بحيث لا يصل اليه افهام العوام والخواص كالعوام ومن ثم فليس لاهل الظاهر النكير على اهل الباطن فى مثل تلك العلوم اذا لم ينفعها الدليل القاطع

اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود پہونچتے اور دوسروں کو پہونچاتے ہیں اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

حدیث - قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ نیز قرآن (کے ظاہر و باطن) کی ایک حد (بھی) ہے (کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا ادراک ختم ہو جاتا ہے)۔ اور ایک طریق اطلاع (بھی) ہے (کہ اس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے ادراک کا طریق لغات وعربیت واسباب نزول وغیرہا کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و اشباہ ہے علی اختلاف مراتب البطون) **ف** یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کالعوام کے افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں نکیر (واعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

کون بعض معانی القرآن مخفیۃ عن اہل الظاہر

قرآن کے بعض معانی کا اہل ظاہر سے مخفی ہونا

من اللغــــــة

او الشرع

الحديث لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك مسلم من حدیث عائشة انها سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلك فی سجودہ اھ دل الحدیث علی امرین احدھما کون الحق سبحانہ وتعالی غیر مدرك بالکنہ لسید العالمین والعالمین فکیف لغیرہ من العالمین والعالمین فان الاحصاء بالشیء ھو ادراکہ بالکنہ فانتفاء الاحصاء انتفاء للادراك بالکنہ و الثانی کون علمہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محیط بالواقعیات فان کمالاتہ تعالی من الواقعیات وقد جعل صلی اللہ علیہ وسلم علمہ غیر محیط بہ ھذا

الحديث ان للہ سبعین حجابا من نور لو کشفھا لاحرقت سبحات وجھہ

لغوی یا شرعی اُن علوم کی نفی نہ کرتی ہو ورنہ انکار واجب ہے)۔

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں آپ کی ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود ثنا فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رض کی روایت سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا **ف** حدیث دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک بالکنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا احاطہ یہ ہے کہ اُس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے کمالات واقعیات میں سے ہیں اور آپ نے اپنے علم کو اُن کے لئے اُسکو غیر محیط فرمایا ہے۔

حدیث حق تعالیٰ کے سامنے ستر حجاب ہیں نور کے اگر وہ ان کو کھول دیں تو اُن کی ذات کے انوار تمام اُن چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو اُن کی بصر ادراک کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اُن کے

[illegible]

۵ [illegible]

ما ادرکه بصره ابو الشیخ ابن حبان
فی کتاب العظمة من حدیث
ابی هریرة بین الله وبین
الملائکة الذین حول العرش
سبعون حجابا من نور واسناده
ضعیف وفیه ایضا من حدیث
انس قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم لجبریل
هل تری ربک قال ان
بینی وبینه سبعین حجابا
من نور وظلمة وفی الاکبر
للطبرانی من حدیث سهل
بن سعد دون الله تعالی
الف حجاب من نور و
ظلمة ولمسلم من حدیث
ابی موسی حجابه النور
لو کشفه لاحرقت سبحات
وجهه ما انتهی الیه
بصره من خلقه ولابن ماجه
ادرکه بصره قلت
ولمسلم فی روایة النار

ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ
ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں) روایت کیا اسکو
ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب العظمۃ میں ابوہریرہؓ
کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور اُن ملائکہ کے
درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب
نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور
اسی کتاب میں حضرت انسؓ کی روایت سے ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
علیہ السلام سے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو
انہوں نے کہا کہ میرے اور اُن کے درمیان میں
ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر
میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالےٰ
کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم
میں ابو موسےٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب
نور ہے اگر وہ اُن کو کھولدیں تو اُن کی ذات کے
انوار تمام اُن مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک اُنکی
بصر پہونچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اُن کی بصر کی
رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا
کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ
بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تھا)
میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں بجائے النور کے النار ہے

تمہید شریف الدرایات یعنی حواشی امیر الروایات فی حبیب الحکایات

بعد الحمد والصلوۃ یہ احقر بخدمت شائقین و محبین تذکرہ بزرگان سلسلہ ولی اللہیہ عرض رسا ہے کہ ابھی سب جماعت کو معلوم ہے کہ جناب امیر شاہ خانصاحب متوطن خورجہ و مقیم میرٹھ ضلع علیگڈھ مرحوم و مغفور کو خدا تعالےٰ نے اس موضوع کے متعلق چند نعمتوں کا جامع بنایا تھا۔ اپنے سلسلہ کے متعدد اکابر کی خدمت و صحبت عطا۔ ان سب حضرات کی نظر میں مقبولیت و محبوبیت عطا۔ اون حضرات کے اقوال و افعال سے استفادہ کا اہتمام عطا۔ اون فوائد کے تبلیغ کا شوق و رغبت عطا۔ قوت حافظہ و احتیاط فی الروایۃ و التزام سند چنانچہ اون مرحوم و مغفور کا کوئی جلسہ اس تذکرہ سے کم خالی ہوتا ہوگا۔ احقر کو ان روایات کا نافع ہونا دیکھکر بارہا قلب میں تقاضا ہوا کہ اگر یہ جمع ہو جاویں تو اہل دین کو عموماً اور اپنے سلسلہ والون کو خصوصاً بیحد نفع ہو مگر اسکی کوئی صورت نہ تھی اتفاق سے میرے خالص و مخلص دوست مولوی حبیب احمد صاحب کرانوی کو مدرسہ میرٹھ کی مدرسی کے ذریعہ خانصاحب مرحوم کے ساتھ یکجائی کا موقع ملا اس موقع کو احقر نے غنیمت سمجھکر مولوی صاحب موصوف سے اس جمع کی درخواست کی اور خدا تعالیٰ انکو جزائے خیر دے کہ اونہون نے اسکو منظور کیا گو بوجہ زیادہ وقت نہ مل سکنے کے زیادہ ذخیرہ جمع نہین ہو سکا مگر جتنا بھی ہو سکا بقول حضرت رومیؒ ؎

آب جیحون را اگر نتوان کشید ٭ ہم ز قدر تشنگی نتوان برید

اوسی کو مغتنم سمجھا گیا پھر خانصاحب مرحوم کے وفات ہو جانے سے اور اسلئے اضافہ کی امید قطع ہو جانے سے اس رسالہ کو ختم سمجھکر یہ جی چاہا کہ اگر اسکی اشاعت کی کوئی صورت ہو جائے تو اسکے ضروری ضروری مقامات پر کچھ حواشی لکھدیئے جاویں چنانچہ بفضلہ تعالےٰ اب اسکا وقت بھی آگیا سو وہ رسالہ مع حواشی حاضر ہے میں نے رسالہ کا نام برعایت اسمار راوی و مروی عنہ **امیر الروایات فی حبیب الحکایات** اور حواشی کا نام برعایت اپنے نام کے اور دوسرے اور ان دونون ناموں کے وزن کے شریف الدرایات رکھدیا اللہ تعالیٰ اسکو نافع فرماوے۔ والسلام۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ وسط ۱۳۴۴ھ

تمہید رسالہ امیر الروایات فی حبیب الحکایات بصورت خط از مولوی

حبیب احمد صاحب مؤلف رسالہ بنام احقر اشرف علی

مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم۔ جناب خانصاحب سے معلوم ہوا کہ جناب سامی کا
خیال تھا کہ جناب خانصاحب کو جو اپنے بزرگون کے واقعات و ملفوظات وغیرہ یاد ہین وہ اگر
جمع ہو جائین۔ تو اچھا ہے۔ بنا برین احقر نے ارادہ کیا ہے کہ جو جو باتیں جناب قبلہ خانصاحب سے
سنون انکو متفرق طور پر قلمبند کر کے خدمت سامی مین ارسال کرتا رہون مجتمع ہو جانے کے بعد پھر
ترتیب مناسب سے انکو مرتب کر لیا جاوے و باللہ التوفیق۔

حاشیہ مسمی بہ شریف الدرایات (نوٹ) سہولت کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ بدون
اسکے کہ ترتیب مین کوئی تصرف کیا جاوے ہر حکایت کے بعد اوسکے نمبر کا حوالہ دیکر حاشیہ متن ہی
مین لکھا جاوے گا اور اوسکے شروع مین لفظ حاشیہ جس سے مراد یہی حاشیہ شریف الدرایات ہوگا ۲
اور اسکے ختم پر لفظ شت جو رمز ہے حاشیہ کے نام کا لکھا جاویگا و باللہ التوفیق۔

ملفوظات جناب خانصاحب قبلہ بصورت حکایات

(۱) خانصاحب نے فرمایا کہ مجھ سے حافظ عطاء اللہ صاحب مرحوم کرانوی بیان فرماتے تھے
کہ ایک مرتبہ مین حضرت گنگوہی قدس سرہ کے یہان حاضر تھا۔ اور جناب مولوی اشرف علی صاحب بھی
اس زمانہ مین گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا کا ایک مقام پر وعظ ہو رہا تھا مگر مجھے
اس کا علم نہ ہوا تھا اس لئے مین اوس میں شریک نہ ہوا تھا اور حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت
مین بیٹھا رہا تھا اور آپ (یعنی خانصاحب) بھی حضرت کی خدمت مین موجود تھے اسپر حضرت قدس سرہ
نے حاضرین سے غصہ ہو کر فرمایا کہ یہان کیون بیٹھے ہو ایک عالم ربانی وعظ کہہ رہا ہے اوسکے
وعظ مین جاؤ میرے پاس کیا رکھا ہے۔

حاشیہ حکایت (۱) قولہ عالم ربانی اقول ہٰذا ادائے حق محبت عنایتہا ست ز دوست +

وگرنہ عاشق مسکین بہیچ خورسندست (رشت)

(۲) خانصاحب قبلہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مین حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر تھا اور جناب مولوی اشرف علی صاحب بھی گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے صبح کی نماز کے بعد مولوی اشرف علی صاحب حضرت گنگوہی قدس سرہ سے کچھ پوچھتے ہوئے حضرت کے ساتھ حجرہ تک تشریف لے گئے اور سہ دری پر پہونچکر دونون حضرت کھڑے ہوگئے اور کچھ دیر تک کھڑے کھڑے گفتگو ہوتی رہی مولوی اشرف علی صاحب اس روز رخصت ہونے والے تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولانا سے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ سے مولود وغیرہ کے باب مین مکاتبت ہوئی تھی۔ اور مجھے حضرت مولانا سے اونکے مسلک سابق کی وجہ سے عقیدت نہ تھی جبکہ مین نے حضرت گنگوہی قدس سرہ کا حضرت مولانا کے ساتھ اس خصوصیت کا برتاؤ دیکھا تو مین نے حضرت قدس سرہ سے دریافت کیا کہ کیا مولوی اشرف علی صاحب اچھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ ہان اچھے ہوگئے۔ مین نے پھر پوچھا کہ کیا بالکل اچھے ہوگئے آپ نے تیز لہجہ مین فرمایا کہ بالکل اچھے ہوگئے۔

حاشیہ حکایت (۲) قولہ مکاتبت ہوئی تھی اقول یہ مکاتبت تذکرۃ الرشید مین شائع ہوئی ہے اور مین نے اب اوسکا نام ضیاء الافہام من علوم بعض الاعلام رکھدیا ہے تاکہ اگر کوئی استقلالاً شائع کرے تو اس عنوان سے پتہ دینے میں سہولت ہو ملخص اوس مکاتبت کا یہ ہے کہ احقر خاص اعمال کی ذوات پر نظر کرکے بقید خلوعن المنکرات مباح کہتا تھا اور حضرت رح اونکے مفاسد کی بناء پر (جو عادۃً کالالازم ہوگئے ہیں) باوجود خلوعن المنکرات کے بوجہ افضاء الی المفاسد کے منع فرماتے تھے، اور اصول فقہیہ سے اسی کی ترجیح ثابت ہے اسلئے احقر نے اپنے دعوی سے رجوع کرلیا رسالہ یادیاران مین اسکی تقریر قدرے مفصل ہے (رشت)

(۳) خانصاحب قبلہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہی قدس سرہ دیوبند سے واپسی مین سہارنپور سے رامپور تشریف لیجارہے تھے (اور غالباً یہ وہ واقعہ تھا جسکے بعد حضرت پھر دیوبند نہین تشریف لیجا سکے) اگلی گاڑی مین حضرت مولانا اور حکیم ضیاء الدین صاحب تھے۔ اور پچھلی گاڑی مین مین اور مولوی مسعود احمد صاحب۔ حضرت نے گاڑی کے پیچھے کا پردہ اٹھاکر مجھ سے باتیں کرنی چاہین مگر چونکہ گاڑیون میں بیٹھے ہوئے بات چیت مشکل تھی اسلئے مین اپنی

گاڑی سے اتر کر اور حضرت کی گاڑی کا ڈنڈا پکڑ کر ساتھ ساتھ ہو لیا حضرت نے فرمایا میاں
امیر شاہ خان ابتداء سے اور اس وقت تک جسقدر ضرر دین کو صوفیہ سے پہونچا ہے اتنا کسی اور فرقہ
سے نہیں پہونچا۔ ان سے روایت کے ذریعہ سے بھی دین کو ضرر ہوا اور عقائد کے لحاظ سے بھی
اور اعمال کے لحاظ سے بھی اور خیالات کے لحاظ سے بھی اوسکے بعد اسکی قدرے تفصیل فرمائی
اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت روحانی کی یہ حالت تھی کہ بڑے سے
بڑے کافر کو لا الہ الا اللہ کہتے ہی مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا تھا جسکی ایک نظیر یہ ہے کہ
صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پاخانہ پیشاب وغیرہ کیسے کریں اور حق تعالےٰ کے سامنے ننگے کیونکر
ہوں یہ انتہا ہے اور انکو مجاہدات وریاضات کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور یہ قوت بفیض نبوی
صحابہ میں تھی مگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کم اور تابعین میں بھی تھی مگر صحابہ سے
کم لیکن تبع تابعین میں یہ قوت بہت ہی کم ہو گئی اور اس کمی کی تلافی کے لئے بزرگوں نے
مجاہدات اور ریاضات ایجاد کئے یہ مجاہدات وریاضات ایک زمانہ تک تو محض وسائل غیر مقصودہ
کے درجہ میں رہے مگر جوں جوں خیر القرون کو بعد ہوتا گیا ان میں مقصودیت کی شان پیدا ہوتی ۴
رہی اور وقتاً فوقتاً ان میں اضافہ بھی ہوتا رہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دین میں بدعات علمی و عملی
و اعتقادی داخل ہو گئیں محققین صوفیہ نے ان خرابیوں کی اصلاحیں بھی کیں مگر اس کا نتیجہ
صرف اتنا ہوا کہ ان بدعات میں کچھ کمی ہو گئی لیکن بالکل ازالہ نہ ہوا حضرت نے مصلحین میں شیخ
عبد القادر جیلانیؒ اور شیخ شہاب الدینؒ سہروردی اور مجدد الف ثانیؒ اور سید صاحب
قدست اسرارہم کا نام خصوصیت سے لیا۔ اور فرمایا کہ ان حضرات نے بہت اصلاحیں کی ہیں۔
مگر خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا نیز یہ بھی فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ان حضرات پر طریق سنت منکشف
فرمایا تھا اور الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھپر بھی وہی طریق منکشف فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ طریق
سنت میں یہ بڑی برکت ہے کہ شیطان کو اس میں رہزنی کا موقعہ بہت کم ملتا ہے۔ چنانچہ
ایک کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ جن امور کا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہتمام فرمایا ہے۔
جیسے نماز باجماعت وغیرہ اگر کوئی سختی کے ساتھ انکی پابندی کرے اور فرائض و واجبات وسنن
مؤکدہ کا پورا اہتمام کرے۔ تو نہ قیدو اوسکو وسوسہ ہوتا ہے کہ میں کامل اور بزرگ ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

۵ر شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ سے آخر رمضان المبارک تک مندرجہ ذیل کتب رعایتی قیمت سے دیجاوینگی

(نوٹ:- بعض کتب تعداد میں کم ہیں بہت ممکن ہے کہ درمیان میں ختم ہو جاویں لہذا کارخانہ ذمہ دار نہیں)

تصانیف حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی

نام کتاب	سابق قیمت	رعایتی قیمت
التکشف	للعہ	سعہ
اصلاح الرسوم	۶ر	۵ر
الاتیصار فی تقلیل الاستغفار	۱ر	۰ر
الانتباہات المفیدہ	۱۲ر	۱۰ر
اخبار الزلزلہ	۱ر	۳ر
اخبار بنی	۱ر	۳ر
اصلاح الخیال	۳ر	۲ر
اوراد رحمانی	۲ر	۲ر
اغلاط العوام	۲ر	۱ر
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصص	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت	۲ر	۱ر
بہشتی زیور دس حصص	[illegible]	[illegible]
بہشتی گوہر	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف	۵ر	۳ر
تجوید القرآن	۱ر	۱ر
تحقیق تعلیم انگریزی	۰ر	۰ر
جمال القرآن	۲ر	۱ر
حفظ الایمان مع بسط البنان تغیر العنوان	۱ر	۱ر

نام کتاب	سابق قیمت	رعایتی قیمت
حقوق الاسلام	۱ر	۰ر
حق سماع	۲ر	۱ر
حقوق العلم	۵ر	۳ر
الخطاب الملیح	۲ر	۲ر
شوق وطن	۴ر	۳ر
شجرہ طیبہ	۱ر	۱ر
طریقہ مولد شریف	۱ر	۱ر
فروع الایمان	۳ر	۲ر
فتاوی اشرفیہ اول	۴ر	۳ر
دوم	۴ر	۳ر
قصد السبیل	۲ر	۱ر
القول الصواب	۲ر	۱ر
مناجات مقبول	۸ر	۶ر
مجموعہ رسائل مفیدہ	۲ر	۲ر
دعوات عبدیت اول	[illegible]	[illegible]
مواعظ اشرفیہ	۱ر	۱ر
روح الارواح	۲ر	۱ر
دعوۃ الی اللہ	۲ر	۲ر

تمام فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

التکشف عن مہات التصوف

تصوف کی حقیقت مین نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ مین داخل ہوکر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی زمین یعنی فرمین کی تحقیق علاج وسادس جلد دوم تحفۃ الانوار وانجلی جسمین تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب ورسہل اور مطابق شریعت غراکے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما تیعلق بالروح روح کے متعلق علماے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہین اوران مین جو مذاہب باطل ہین ان کی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے۔

جلد سوم اس کے دو جزو ہین اول رسالہ مسائل المثنوی ہے جسمین کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم وغیرہ اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابوالوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرماکر جمع فرمایا ہے۔ **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا تک کی شرح ہے جسمین سلوک وتصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شروح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اس کو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے۔ **جلد پنجم** اسکے تین جزو ہین اول جزو حقیقۃ الطریقہ ہے اس مین تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہین۔ اخلاق۔ احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح۔ متفرقات۔ ان ابواب کے مضامین کو تین سو میں احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جنکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہوجاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے۔ حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔ دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ التکشف الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے۔ اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہوسکتی۔ ضخامت ۲۰۰ ۵ صفحات۔ تقطیع $\frac{22}{29}$ کاغذ سفید قیمت للعہ رعایتی ستے ؍

تمام فرمائشین بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی آنی چاہئیں

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولنا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

الحمد للہ کہ جس کتاب کی طرف بہت سے حضرات کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اس کے مطالعہ کے بیحد مشتاق تھے۔ کہ وہ چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جائیگا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیے ہیں یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے اور اسکے مفصل بیان کی فہرست درج ذیل ہے۔ یہ کتاب پانچسو سے زائد صفحات پر ختم ہوئی ہے۔

جسکی فہرست مضامین درج ذیل ہے

حضور اکرم صلعم کا صراحتًا و علانیۃً خلیفہ نہ بنانا اور اس کا راز۔ قریشیت کی شرط پر بحث۔ خلافت ۳۰ سالہ کی مراد۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی امیہ۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی عباس۔ چادر مبارکہ کا بیان جو آخر وقت تک خلفاء تک رہی۔ کن خلفاء نے ترک سلطنت کی۔

احوال حضرت ابو بکرؓ۔ آپ کا اسم ولقب۔ آپ کا مولد و منشاء۔ آپ کا حلیہ مبارک۔ آپ کا اسلام لانا۔ صحبت و حضوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی شجاعت۔ آپ کا مال تصدق کرنا آپ کا علم۔ آپ صحابہ کرام میں سب سے افضل تھے۔ آیات قرآنی و احادیث جو آپ کی مدح یا تعظیم یا شان میں نازل ہوئیں۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے کلام آپکی شان میں۔ احادیث و آیات و کلمات ائمہ جن سے آپکی خلافت کا منشاء نکلتا ہے۔ آپ کی بیعت۔ زمانہ خلافت کے واقعات۔ یعنی جیش اسامہ۔ مرتدین سے اور زکوٰۃ ادا نکرنیوالوں نیز مسیلمہ کذاب سے جنگ۔ قرآن مجید فرقان حمید کے جمع کرنیکا ذکر۔ آپ کے اولیات آپ کا حلم و تواضع۔ آپکی بیماری اور وفات اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا خلیفہ بنانا۔ احادیث صحیحہ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہیں۔ تفسیر قرآن مجید۔ آپکے اقوال اور آپ کے فیصلے خطبے اور دعائیں۔ آپکے

وہ کلمات جن سے شدت خوف الہی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کی تعبیریں۔

احوال حضرت عمرؓ آپ کا اسلام لانا۔ آپ کی ہجرت۔ احادیث جو آپکی فضیلت مین وارد ہین۔ آپ کی نسبت صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال۔ جن باتون مین کلام خدا نے آپکی رائے سے اتفاق کیا ہے آپ کے خصائل۔ آپ کا حلیہ۔ آپ کی خلافت۔ اولیات۔ آپکے بعض اخبار وقضایا۔

احوال حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپکی خلافت آپ کے اولیات۔ ذکر بغاوت وشہادت وغیرہ۔

احوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ احادیث جو آپکی فضیلت مین وارد ہیں۔ آپ کی خلافت۔ آپکے اخبار وقضایا وکرمات۔ آپ کی تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے کلمات حکمت۔ آپکی شہادت وغیرہ۔

احوال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپکی خلافت اور حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلینا۔

احوال حضرت معاویہؓ۔ مختصر حالات زمانہ خلافت امیر معاویہؓ۔ حالات یزید بن معاویہ معہ واقعات ظلم مثلاً شہادت اہل بیت وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ معاویہ بن یزید۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبدالملک بن مروان۔ ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔

احوال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حالات عدل وانصاف۔ مرض وفات وغیرہ۔ یزید بن عبدالملک بن مروان۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید۔ یزید ناقص ابو خالد بن ولید۔ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک مروان بن الحمار۔ احوال سفاح خلیفہ اول بنی عباس۔ منصور ابوجعفر عبداللہ۔ مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور ہادی ابو محمد موسےٰ مہدی۔

احوال ہارون الرشید۔ امین محمد ابوعبداللہ۔ مامون عبداللہ ابوالعباس معتصم باللہ ابواسحاق محمد بن الرشید۔ واثق باللہ ہارون۔ متوکل علی اللہ جعفر۔ منتصر باللہ محمد ابوجعفر۔ مستعین باللہ ابوالعباس معتز باللہ محمد مہتدی باللہ۔ معتمد علی اللہ ابوالعباس معتضد باللہ احمد مکتفی باللہ ابو محمد مقتدر باللہ ابوالفضل۔ قاہر باللہ ابومنصور راضی باللہ ابوالعباس متقی باللہ ابواسحاق مستکفی باللہ ابوالقاسم۔ طائع اللہ ابوبکر۔ قادر باللہ ابوالعباس۔ قائم بامر اللہ ابوجعفر مقتدی بامر اللہ ابوالقاسم مستظہر باللہ ابوالعباس مسترشد باللہ ابومنصور۔ راشد باللہ ابوجعفر مقتفی لامر اللہ ابوعبداللہ مستنجد باللہ ابوالمظفر مستضئ بامر اللہ الحسن۔ ناصر الدین اللہ احمد۔ ظاہر بامر اللہ ابونصر مستنصر باللہ ابوجعفر معتصم باللہ ابو احمد مستنصر باللہ احمد۔ حاکم بامر اللہ ابوالعباس مستکفی باللہ ابوالربیع۔ واثق باللہ ابراہیم۔ حاکم بامر اللہ ابوالعباس معتضد باللہ ابوالفتح متوکل علی اللہ ابوعبداللہ۔ واثق باللہ عمر۔ معتصم باللہ زکریا مستعین باللہ ابوالفضل معتضد باللہ ابوالفتح مستکفی باللہ ابوالربیع۔ قائم بامر اللہ ابوالبقا۔ مستنجد باللہ خلیفہ الغمر ابوالمحاسن متوکل علی اللہ ابوالعز وغیرہ وغیرہ۔ قیمت عہ رعایتی

جملہ فرمائشین بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ ریبہ کلاں دہلی آنی چاہئین

سفرنامہ شیخ الہند

شیخ الہند مولانا مولوی محمود حسن صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند مولفہ مولانا مولوی حسین احمد صاحب
اسمین مفصلہ ذیل بیانات مین ابتدائی تحریک مولانا مرحوم کی + ابتدائی حالت جنگ مین اور گورنمنٹ کی بدظنی
کی وجہ + مولانا مرحوم کا حجاز کو روانہ ہونا + مولانا کے رفقاء سفر + مولانا کے سفر کی نسبت افواہ + بمبئی سے مولانا کی روانگی
مولانا کی جدہ سے روانگی اور مکہ معظمہ مین داخلہ + مولانا مرحوم کے طواف + جناب مولانا خلیل احمد صاحب کا سفر + مکہ معظمہ سے روانگی
مدینہ منورہ کو + راستہ کا انتظام + مولانا پر ایک اتہام اور اسکی غیر معقولیت + مولانا کا مدینہ منورہ مین داخلہ + مولانا کے رفقاء کا
سفر + ترکی پولیس کی توہمات + انور پاشا اور جمال پاشا وغیرہ کا مدینہ منورہ مین آنا + شیخ الحرم + روضہ مسجد + ہر دو حضرات
کی انور پاشا اور جمال پاشا سے ملاقات + ترکی گورنمنٹ کی دریادلی + مولانا کی نسبت افواہ + مولانا کی مدینہ منورہ سے روانگی طائف +
فتنہ حجاز + مولانا کا طائف مین رمضان + طائف سے روانگی + مولوی مسعود احمد صاحب کا پر شبہ + خان بہادر مبارک علی + حکیم نصرت حسین
کا ذکر + واقعہ اسارت مکہ + شیخ الاسلام سے گفتگو + مصالحت کی کوشش + مکہ معظمہ کے قید خانے + دہلی کے تاجرون کی ہمدردی
مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا خواب + جدہ سے روانگی + سویز کا پہنچنا + مصر اور جیزہ + مصر کے سیاسی قیدخانہ کی چارپائی + جیزہ
کی تنہائی کے قواعد + بیٹھنے کی جگہ + مولانا کا فکر + مولانا کا اپنے خادموں کے ساتھ برتاؤ + مولانا کی توجہ اور فکر کا اثر +
ہمراہیون کے زیادہ فکر کی ایک خاص وجہ + مصر کی حالت + روانگی مالٹا + ترکی افسرون اور سپاہیون کی آمد + جہاز کے
کھانے کا انتظام + جہاز کی روانگی + جہاز مین موت کی ہر وقت تیاری + ترکی افسر + وصول مالٹا + مالٹا کی اسارت گاہ اور
انکی تفصیل + کیمپوں میں دکانیں + آفس + شفاخانے + مریضوں سے ملنے کا قاعدہ + کیمپوں کا انتظام + رسد کی اشیاء + اسراء
کو آپس مین ملنے کا طریق + ڈاک کا انتظام + اسراء کی تعداد اور نمبر + اسراء کی تفریح + اسراء کے لئے اخبار و تار + ہلال احمر اور
صلیب احمر کی ہمدردی + کیمپوں مین اپنے اپنے لکڑی کے مکانات + اسراء کے علمی اشتغال + اسراء کی باہم ہمدردی + عام اسراء کی
تجارت + اسراء کی صناعت + اسراء کے مقدمات + قید خانہ اسارت گاہ + مولانا کا کیمپ اسارت میں داخلہ + مالٹا کا گوشت اور اسکے
حلال نہ ہونے کی وجہ + کیمپ مین حلال گوشت کے طریقے + دال کے اقسام + ترکاریاں اسارت میں کھانیکا ہمارا طریقہ +
روکینیت کیمپ کا قیام + مولانا کی جفاکشی اور استقامت + روکینیت کیمپ کا قیام و انتظام + انتظام پارچہ شوئی و دیگر خدمات خارجیہ
ان صیدا دی عربون کی حالت + مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اوقات + مالٹا میں پہنچنے پر نقد مین تنگی + میر حسن عزت بیگ + افسر کی
تنخواہ + مسٹر سید آور ڈاکٹر کی علیحدگی + علی بیگ کا واقعہ + اسلامی قبرستان + مولانا کی مراعات کا حکم + عرب کیمپ کے پسند کرنیکی وجہ +
مسٹر برن کی آمد + ترکی مین اسراء کی حالت + حکیم نصرت حسین صاحب کی استقامت + نقد کا بجائے رسد مقرر ہونا + مسٹر برن کے لائے ہوئے
خطوط + مولوی عزیز گل صاحب کا اشتغال + وحید کا اشتغال، مولانا حسین احمد صاحب کا اشتغال + مولوی حکیم نصرت حسین صاحب
کا اشتغال + اسراء کا چھوڑا جانا + مالٹا سے روانگی + سیدی بشر سے سویز کو روانگی + عرض حال + تتمہ کرنیل اشرف بیگ کے
مفصل حالات + اشرف بیگ کی اخلاقی حالت + ان دونوں پارٹیون کی مفصل کیفیت۔ اشرف بیگ کی فوج اور انکی پارٹی
اشرف بیگ کی گرفتاری + اشرف بیگ کا حسن انتظام + ترکوں کی مدین وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۱۰ / رعایتی ۸ / ر

جلد فرمائشین بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی آنی چاہئیں

تقریظ امام المتکلمین رأس المحدثین حضرت مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب ناظم وسرپرست مدرسہ مظاہر علوم متعنا اللہ بطول بقائہ

یہ رسالہ دہلی سے باہتمام شیخ محمد عثمان خانصاحب ماہانہ شائع ہوتا ہے
اس رسالہ مین تمام مضامین دینی اصلاح کے متعلق ہوتے ہیں اسکو سیاسات
سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس مین حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی
اشرف علی صاحب کے مضامین مختلفہ ہوتے ہین جنکی تعریف وتوصیف کی
ضرورت ہی نہیں اہل اسلام کیلئے اس قسم کے مضامین نہایت نافع ہوتے
ہیں اُمید کہ دینی تحقیقات کے قدردان اسکی طرف رغبت فرماوینگے اور اسکو
بدل وجان خریدینگے فقط۔

خلیل احمد ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

۸ رجب ۱۳۴۳ھ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه علی الناس علیٰ مکث ونزلناه تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بنافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد ومبادی ٭ پس اتباعاً للنص المزبور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

نمبر ۵ | بابت رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ | جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی ومذکرست در ہر مجلس ونادی

وممکن ست برائے ہر جائع وصادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب وترہیب بتسہیل المواعظ[1]

ومصالح عقلیہ وکلید مثنوی وتشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ بادارۂ محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانۂ اشرفیہ رشتہ کلاں دہلی روزانہ توزیع عدد ہر ماہ میگردد

[1] ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث انفس ہذا الکتاب سد رقمنی بالرحیم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

یہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتبخانۂ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامتہ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۹
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۷
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۵
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامتہ مولٰنا تھانوی مدظلہم	۳۹

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بشرط صحت وعافیت عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے تین جز سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے کبھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور عہ میں وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے اون کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

المرقوم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

شکم کے بھرنے کے واسطے یا شہوت پرستی کے واسطے کوئی دین میں نئی بات بناؤ یا کسی مصیبت
میں گرفتار ہو جاؤ ایسی باتیں آجکل اہل اللہ کی پس ماندوں سے بہت وقوع میں آتی ہیں عاذنا اللہ
تعالے من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اسکو امام احمد اور بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے
اور بعضی اسنادوں کے راوی ثقہ ہیں۔

اور عمرو بن عوف رضی اللہ تعالے سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میں اپنی امت کے بارہ میں تین باتوں سے ڈرتا ہوں
عالم کی لغزش سے اور خواہش نفسانی سے جس پر عمل کیا جائے اور ظالم کی حکومت سے یعنی
یہ تین باتیں امت کو بہت نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اسکو بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتا
کیا ہے فرماتے ہیں اور مہلکات (یعنی وہ امور جو امت کو ہلاک کرنیوالے ہیں) حرص ہے
جسکا اتباع کیا جائے اور ہوائے نفسانی ہے کہ اسپر عمل کیا جائے اور آدمی کا اپنے نفس
کو اچھا سمجھنا یعنی خود پسندی (یہ ایک حدیث کا ٹکڑہ ہے اسکو بزار اور بیہقی نے روایت کیا ہے) ۲۲۳

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور سرور کائنات صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالے نے توبہ کو ہر بدعتی سے روک رکھا ہے جبتک کہ
وہ بدعت کو نہ چھوڑے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے اسناد حسن ہیں اور اسی
حدیث کو ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے
اون دونوں کے الفاظ متغیر ہیں اور ابن ماجہ نے حذیفہ سے ان لفظوں سے روایت کیا ہے۔
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے اہل بدعت سے نہ روزہ قبول کرتا
ہے نہ نماز نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ نفل عبادت نہ فرض عبادت اسلام سے ایسا نکلجاتا ہے جیسا
گوندھے آٹے میں سے بال (اللہ پناہ دے ایسے کام سے جو سارے کئے کرائے کو برباد
کر ڈالے اور پھر ان لوگوں کو شیطان نے یہ بہکا رکھا ہے کہ ہم یہ کام اچھا کر رہے ہیں۔
جسکی وجہ سے انکو توبہ ہی نصیب نہیں ہوتی اور طرفہ یہ ہے کہ اسکے اچھا ہونیکا فتوی بھی اپنے
ہی دل سے لے لیتے ہیں اور ایسے جمتے ہیں کہ پھر اگر جہان کے علما سمجھائیں تو کسی کا کہا نہیں

مانتے بلکہ خود اونکے مخالف بلکہ دشمن ہوجاتے ہیں ہدانا اللہ وایاہم)

اور حضرت عرباض ابن مسار یہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو نئے کاموں سے بچاؤ۔ اسواسطے کہ ہر نیا کام (دین مین) گمراہی ہے اس روایت کو ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث بتمامہ پہلے گزرچکی ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عمل کے واسطے ایک جوش ہے اور ہر جوش کے واسطے سستی ہے پس جس شخص کی سستی میری سنت کی طرف ہوئی اوسنے ہدایت پالی اور جسکی سستی اسکے علاوہ ہوئی پس وہ ہلاک ہوگیا۔ اسکو ابن ابی عاصم ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسکو ابوہریرہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عمل کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کے واسطے سستی ہے۔ پس اگر صاحب عمل ثابت قدم ہے اور (رب العزت سے) قربت حاصل کرتا رہا تو میں اوس سے ۳۴ امید کرتا ہوں (یعنی امید ہے کہ راہ راست پر آجائیگا اور اگر اسکی طرف انگشت نمائی ہونے لگے (یعنی شہرت ہوگی) پس اسکو کچھ شمار میں مت لاؤ۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری سنت (اور طریقہ) سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے (دیکھو طریق سنت سے اعراض کرنے سے حضرت کے گروہ ہی سے نکلجاتا ہے پھر کیا رہگیا) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث سے فرمایا اے بلال جان لے عرض کیا۔ کیا جان لون یا رسول اللہ فرمایا جان لے کہ بیشک جسنے میری سنتون میں سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مرگئی تھی (یعنی لوگون نے اوسپر عمل کرنا چھوڑدیا تھا) اوسکو اجر ملیگا جسقدر لوگون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ انکے عمل کرنیوالوں کے اجرون میں سے کچھ کم کیا جائے اور جسنے کوئی گمراہی کی ایسی بدعت ایجاد کی جسکو اللہ اور رسول نہیں پسند فرماتے

اوس پر اتنا گناہ جتنے لوگوں نے اوس پر عمل کیا ہے عمل کرنیوالون کے گناہ سے کم نہ ہوگا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ دونوں نے کثیر بن عبداللہ کے واسطے سے روایت کیا ہے اور ترمذی اس حدیث کو حسن فرماتے ہین منذری فرماتے ہیں کثیر بن عبداللہ تو متروک واہی ہے مگر اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔

اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہتے ہین کہ انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بیشک میں نے تم کو ایسے صاف مفید راستہ پر چھوڑا ہے جسکی رات اوسکے دن کے برابر ہے (یعنی ایسا روشن طریق ہے کہ جسکے امورات دقیق بھی ایسے صاف اور ظاہر ہیں جیسے موٹی ظاہری باتیں) اس سے کجی نہیں اختیار کریگا۔ مگر ہلاک ہونیوالا اسکو ابن ابی عاصم نے سند حسن سے کتاب السنۃ میں روایت کیا ہے۔

اور عمرو بن زرارہ سے مروی ہے کہتے ہین میرے وعظ بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ میرے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے عمرو بیشک تو نے بدعت کی ہے بدعت گمراہی کی یا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے زیادہ ہدایت کرنے والا ہے بیشک میں نے انکو دیکھا ہے کہ مجھ سے سب جدا ہو گئے۔ یہانتک کہ میں اپنی جگہ دیکھتا ہون کہ اوسمیں کوئی نہیں رہا اسکو طبرانی نے کبیر میں دو اسنادوں کے ساتھ روایت کیا ہے ایک اون میں سے صحیح ہے (دیکھو یہ صاحب صحابہ کے دیکھنے والے اپنے زمانہ کے عالم مستند تھے اور وہ کام کر رہے تھے جسکے واسطے اللہ تعالے نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا یعنی تبلیغ گویا یوں کہیئے کہ نیابتہً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ادا کر رہے تھے مگر کوئی ذرا سا تغیر کسی طرز عمل میں وقع ہوا ہوگا جسپر اتنی تہدید فرمائی مثلاً یا تو اوس میں قصہ گوئی کی رسم بمقابلہ احکام بیان کرنے کے زیادہ ہوگئی تھی یہانتک کہ وعظ کا نام ہی قاص رکھ لیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں واعظین کا یہ ہی شیوہ زیادہ دیکھا جاتا ہے یا شاید انہون نے وعظ گوئی کا ایسا زائد اہتمام کر لیا تھا جیساکہ واجب بباعث غلبہ محبت سامعین یا خود استکثار خیر کی غرض سے اس بنا پر اوسی وعظ گوئی کو بدعت اور گمراہی فرمائی۔ ۳۵

نیک کام میں پیش قدمی کرنیکی ترغیب اور بُرے کام کی افتتاح کی ترہیب

حضرت جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم شروع دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ کے پاس ایک قوم برہنہ کمبل کی کفنیان یا عبا پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے آئی اکثر اونکے قبیلہ مضر سے معلوم ہوتے تھے بلکہ کل ہی قبیلہ مضر ہی سے تھے اونکے فاقہ کی حالت دیکھنے کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا (آپ دردولت میں) تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے اورحضرت بلال کو حکم دیا انھوں نے اذان دی اور اقامت کہی نماز پڑھی پھر وعظ فرمایا۔

اور فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی آخر الآیۃ ان اللہ کان علیکم رقیبا (ترجمہ) اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اوسی سے اوسکی بی بی پیدا کی اور اون دونوں سے بہت سے مرد اور عورت
پھیلائے اور ڈرو اوس اللہ سے کہ جسکے توسل سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور ۳۶
رحموں سے یعنی ناتے داریوں سے تحقیق اللہ تعالےٰ تم پر مطلع ہے۔ اور ایک آیۃ سورہ حشر کی

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ہر نفس کو دیکھنا چاہیئے کہ کل کے واسطے اوسنے (اللہ کے یہاں) کیا پہلے بھیجا ہے تحقیق اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کرتے ہو اوسکا خبردار ہے اپنی اشرفی تصدق کرے کوئی روپیہ کوئی کپڑا کوئی ایک صاع گیہوں کوئی ایک صاع چھوارے یہانتک کہ جناب نے فرمایا اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی ہو۔ (مطلب یہ کہ کم و بیش مت خیال کرو یہ فرصت کا وقت ہے جو ہوسکے کرگزرو بعد مرگ کیا ہوسکے گا) حضرت جریر فرماتے ہیں بس ایک آدمی انصار میں سے ایک تھیلا لایا کہ اوسکا ہاتھ عاجز ہوجاتا تھا بلکہ عاجز ہی ہوگیا تھا (یعنی اوسکے ہاتھ سے سنبھل نہ سکی) کہتے ہیں پھر تو لوگ لگاتار لاتے گئے یہانتک کہ میں نے کھانے اور کپڑے کے دو انبار لگے دیکھے حتی کہ میں نے دیکھا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (چاند سا) چمکنے لگا گویا سنہری تھا پھر رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اسلام میں کوئی طریق حسن نکالا اوسکو اوسکا اجر ہے۔ اور اون لوگون کا اجر ہے جنھوں نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ عاملین کے اجر میں سے کچھ کم کیا جاسے اور جس کسی نے اسلام میں کوئی بُرے کام کی رسم ڈالی اوسپر اوسکا گناہ ہوگا اور اون تمام لوگوں کا جنھون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ انکے گناہوں سے کچھ کم ہو اس سی بڑی عبرت حاصل کرنی چاہیئے اون علماء اور پیروں اور چودھریوں کو جو نوتراشیدہ رسوم دنیا میں ڈالتے ہیں اونکے اپنے عمل کا گناہ تو ہوہی گا اوسکے ساتھ قیامت تک جتنے لوگ اسپر کاربند ہونگے اون کا گناہ بھی اوسکے ذمہ پڑیگا اور پابند رسوم یہ نہ خیال کریں کہ ہمارا گناہ موجدوں کے ذمہ ہوگا ہم بری ہیں عاملین کے گناہون مین سے موجدین کے واسطے کچھ کم نہ کیا جائیگا اس حدیث کو مسلم نسائی ابن ماجہ نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے باختصار قصہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک آدمی نے سوال کیا قوم خاموش ہورہی پھر ایک شخص نے اسکو کچھ دیا۔ ۳۷
پس قوم نے بھی دیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے نیک طریقہ نکالا پس لوگون نے اسکو دستورعمل اختیار کر لیا طریق نکالنے والے کو اوسکے اپنے عمل کا ثواب ہوگا اور اون لوگون کے عمل کا بھی ثواب ہوگا جنھوں نے اوسپر عمل کیا ہے بغیر اسکے کہ اتباع کرنیوالے کے عمل سے کچھ کم کیا جائے اور جس شخص نے کوئی بُرا سلسلہ نکالا پھر اوسکا اتباع کیا گیا اوسپر اپنے عمل کا وبال ہوگا اور اون لوگون کا جنھون نے اسکا اتباع کیا بغیر اسکے کہ اتباع کرنیوالونکے گناہ سے کچھ کم ہو اسکو امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن ماجہ نے اسکو ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان ظلم سے قتل نہیں کی جاتی کہ اسکے خون مین حضرت آدم علیہ السلام کے اول بیٹے قابیل پر حصہ نہ پڑتا ہو اسواسطے کہ وہ پہلا وہ شخص ہے کہ اوسنے ناحق قتل کا طریق نکالا ہے۔ اسکو بخاری مسلم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت واثلۃ الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جناب نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کوئی اچھا طریق نکالا اوسکو اُسکا اجر پہنچتا رہیگا جب تک اوسپر عمل ہوتا رہیگا اوسکی زندگانی میں بھی اور بعد موت بھی جبتک اوسکو ترک نہ کیا جائے اور جس نے کوئی بُرا طریق نکالا اوسپر اوسکا گناہ جاری رہیگا یہانتک کہ وہ ترک کیا جائے اور جو شخص سرحدی محافظت کرتا ہوا مرا اوسکے لئے اوسکا عمل محافظت جاری رکھا جائیگا جبتک کہ وہ روز قیامت میں اٹھایا جائے (اللہ اعلم ممکن ہے کہ اوسکے یہ معنے ہوں کہ جو شخص تلبیس شیطانی سے اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہوا مرا اوسکا یہ عمل ہمیشہ جاری رکھا جائیگا یہانتک کہ وہ قیامت کو اٹھایا جائے اسکو طبرانی نے کبیر مین ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس مین کوئی نزا ثقہ نہیں ہے۔

اور حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق ان امورات خیر کے خزانے ہیں اور اُن خزانوں کی کنجیاں ہیں پس خوش نصیبی ہے اس بندہ کی کہ اللہ پاک اسکو خیر کی کنجی اور شر کا تالہ بنادے (یعنی ہر خیر کے جاری کرنے میں کوشاں ہو اور ہر شر کو بند کرے اور بڑی خرابی اور بدنصیبی ہے اوس بندہ کی کہ شر کی کنجی ہو اور خیر کا تالا (اللہ اعلم مراد خیر سے امر سنت اور شر سے بدعت مراد ہے اور اگر عام ہو تو اور بھی بہتر ہے کہ یہ دونوں بھی اوس میں داخل ہو نگے) اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ایک قصہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ۳۸

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے کوئی بلانیوالا کسی چیز کی طرف لوگوں کو ترغیب دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں کھڑا کیا جائیگا کہ اسکو اس کی ترغیب کی وجہ سے اوسکو وہ چمٹا ہو گا جسکی طرف وہ بلاتا تھا اگرچہ کسی آدمی نے ایک ہی آدمی کو بلایا ہو (مطلب یہ ہے کہ جس کسی نے جس چیز کی دُنیا میں ترویج کی ہوگی وہ بروز محشر اوسکے ساتھ ہوگی اور اسکا بدلا پائیگا خیر ہو یا شر) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔

کتاب العلم

ترغیب علم کی اور اسکے سیکھنے سکھانے کی اور علما طلبا کے فضائل

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کے ساتھ اللہ تعالے ارادہ خیر فرماتے ہیں اوسکو دین مین تفقہ یعنی سمجھ اور شان اجتہاد عنایت فرماتے ہین اس حدیث کو امام بخاری مسلم ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابو یعلے نے یہ زیادہ بیان کیا ہے اور جسکو تفقہ اور سمجھ نہیں عنایت فرمائی اسکو شفا نہیں دی گئی اور طبرانی نے کبیر میں ان لفظون سے روایت کیا ہے مین نے (یعنی معاویہ نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے اے لوگو علم سیکھنے
۳۹ ہی سے ہے اور فقہ و دانائی حاصل کرنے ہی سے ہے (یعنی یہ نعمت قابل جد و جہد ہے) اور جسکے ساتھ اللہ تعالے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اوسکو دین مین سمجھ دیتا ہے اور اللہ سے اوسکے بندوں میں سے علما ہی ڈرتے ہین اسکے اسناد میں ایک راوی ہے جسکا نام نہیں لیا گیا۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے تھے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہین تو اوسکو دین میں فقیہ بنا دیتے ہیں اور اسکو رشد الہام فرما دیتے ہین (یعنی اسکے دل میں حق ڈالدیتے ہین) اسکو بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اسمیں کچھ باس نہین ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام عبادتون میں افضل فقہ ہے اور دین میں افضل تقویٰ ہے اسکو طبرانی نے اپنی تینون سندون میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے

اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کا فضل عبادت کے فضل سے بہتر ہے اور تمہارا دین میں بہترین تقویٰ ہے۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جناب فرماتے تھے تھوڑا علم بہتر ہے عبادت کثیر سے مرد کی کافی فقیہ ہے جبکہ خدا کی عبادت کرے اور مرد کی کافی جہالت ہے جبکہ خود رائی پسند کرے (یعنی خدا کی عبادت اور تابعداری مرد کے فقیہ ہونے کی کافی دلیل ہے اور اسکی خود رائی اسکی جہالت کی کافی دلیل ہے) اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

فصل

۴۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مومن سے کوئی مصیبت دنیوی دور کی اللہ تعالےٰ اوس سے بروز قیامت آخرت کے مصائب میں سے کوئی بڑی مصیبت دور فرمائینگے اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اوسکی پردہ پوشی فرمائینگے اور جو کوئی کسی تنگدست پر سہولت کرے گا (مثلاً قرضدار تنگ دست کو وصولیابی مین نرمی برتے اور اوسکی کشائش میں مہلت دے یا معاف کردے) اللہ تعالےٰ اوسپر دنیا و آخرت مین سہولت فرمائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بندہ کی مدد میں رہتا ہے جبتک کہ بندہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد مین رہتا ہے۔ اور جو شخص کسی راستہ کو چلا کہ اوس میں علم (دین) طلب کرتا ہے اوسکے صلہ میں اللہ تعالےٰ اوسپر جنت کا راستہ سہل فرمائینگے (اسمیں علاوہ طلبا کے وہ لوگ بھی داخل مین جو مسئلہ دریافت کرنے یا وعظ سننے جاتے ہیں) اور نہین جمع ہوتی کوئی قوم کسی گھر مین اللہ کے گھرون میں سے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہوں اور درس تدریس کرتے ہون۔ مگر اون کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

تو نزیون کو چھوڑنا کچھ مشکل نہین بعض مسجدیں ایسی بھی ہیں کہ اونمین مٹھائی چندہ سے نہیں بانٹی جاتی بلکہ خوشحال آدمی اپنے اپنے طور پر بانٹتے ہیں لیکن وہان دوسری خرابیان ہوتی ہین جیسے دکھاوٹ اور شہرت نام وغیرہ کے لئے بانٹنا اور ہر طور پر بچون اور بے نمازیوں کے جھگڑے سے مسجد کی بے ادبی ہونا اس قسم کی بہت سی خرابیاں ہین عقلمند آدمی اونکو خود ہی سمجھ سکتا ہے۔ ایک مرتبہ بریلی مین قرآن سُنانے کا اتفاق ہوگیا میرے بھائی نے مٹھائی بانٹنے کے لئے کہا مین نے منع کیا لیکن اُنھون نے کہا کیا حرج ہے جب اونہون نے زیادہ کہا تو میں چُپ رہا اور سوچا کہ بہتر ہے یہ خود ان خرابیون کو دیکھ لیں۔ پس اونہون نے خود اپنے انتظام سے مٹھائی بانٹی لوگوں کے بے ڈھنگے پن کو دیکھکر وہ اسقدر پریشان ہوئے کہ مٹھائی بانٹنے سے نٹ چکے تو خود کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک تھی واقعی یہ خرافات ہے بیکار کام کبھی نہ کرنے چاہئیں مگر افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ خرابیان سمجھ بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے اس بیہودہ کام سے نہیں رکتے۔ اس وعظ میں رمضان کے
۱۷ اخیر دس دن کے جو حکم بیان کئے گئے ان سب کو یاد رکھنا چاہئیے اور کوشش کرنا چاہئیے کہ ان پر پورے طور سے عمل ہو جاوے اور خدا تعالےٰ سے دعا کرنی چاہئیے کہ وہ توفیق عمل کی بخشیں ؂

سلسلہ تسہیل المواعظ کا آٹھوان وعظ مسمیٰ بہ اخیر عشرہ کے احکام ختم ہوا۔
اور صفحہ ۱۱ سے سلسلہ مذکور کا نوان وعظ شروع ہے۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا نواں وعظ

مسمے بہ

صوم اور عید کی تکمیل

منتخب از کمال الصوم والعید وعظ ہفتم دعوات عبدیت

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم۔ اما بعد فقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لشھر رمضان ھو شھر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ اخرہ عتق من النیران (ترجمہ) فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے بارہ میں کہ وہ ایسا مہینہ ہے کہ اوسکا اول حصہ تو رحمت ہے اور درمیان کا حصہ گناہوں کی معافی ہے اور اخیر کا حصہ دوزخ سے نجات ہے۔ اسکے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) رمضان شریف کی خوبیاں پہلے جمعہ میں پورے طور پہ بیان ہو چکی ہیں۔ آج

صرف دو مضمون بیان کرنے ہیں ایک تو یہ کہ رمضان کے جو کچھ دن باقی رہگئے ہیں اونکے
بارہ مین کچھ بیان ہوگا۔ دوسرے کچھ عید کے بارہ مین بیان ہوگا اور چونکہ اس حدیث کو دونون
مضمونون سے تعلق ہے اسلئے اس حدیث کو بیان کے لئے اختیار کیا گیا یہ حدیث ایک بہت
بڑی حدیث کا ٹکڑہ ہے جسکو حضور نے شعبان کے مہینہ مین آخری جمعہ کے خطبہ مین پڑھا تھا۔
اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ مین ایک
خاص خطبہ پڑھا جو کہ اور جمعون میں نہ پڑھتے تھے۔ مسلمانون سے تعجب ہے کہ اونھوں نے
اس خطبہ پر توجہ نہ کی اور شعبان کے آخری جمعہ کے لئے اسکو ضروری نہ رکھا جس سے سنت کی
پابندی ہوتی۔ بلکہ اسکے بدلے رمضان کے آخری جمعہ کے لئے ایک خاص خطبہ تراش لیا اور اوسکا
نام خطبۃ الوداع رکھا۔ جسکا کہیں حدیث میں پتہ تک نہ تھا اور پھر اسکی اسقدر پابندی کرلی کہ اگر
وہ خطبہ نہ پڑھا جائے تو سمجھتے ہیں کہ جمعہ ہی ٹھیک نہوا اب تو خیر اسکی پابندی کچھ پہلے سے کم بھی
ہوگئی مگر پھر بھی بہت سے لوگ اس خیال کے موجود ہین کہ وہ اس الوداعی خطبہ کو رمضان کے
اخیر جمعہ کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع کا بدعت ہونا

۲ (۲) آجکل عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بچونکو عیدگاہ میں لیجانیکا رواج ہوگیا ہے جسکو
دیکھو وہ اپنے ساتھ ایک دم چھلا ضرور لئے ہوتے ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر سال اسکی وجہ
سے تکلیف اٹھاتے ہین مگر پھر بھی لوگونکو ذرا ہوش نہیں آتا شاید کوئی سال ایسا ہوتا ہو۔
کہ بچے عیدگاہ مین جاکر خاص نماز کے وقت رونا بسورنا شروع کرتے ہون بلکہ ایک دو تو اونمین
سے ہگ موت بھی دیتے ہیں۔ خود میرے سامنے کا قصہ ہے کہ میری طالب علمی کے زمانہ مین
میرا ایک رشتہ دار جسکی عمر بہت کم تھی عیدگاہ میں والد صاحب کے ساتھ گیا اور اس نے نماز
کے وقت پاخانہ پھرنے کے لئے کہا اوسکی اس فرمایش کو سنکر بہت پریشانی ہوئی اول تو خاص
نماز کا وقت دوسرے میرٹھ کی عیدگاہ جسمیں ہزارون آدمیون کا جھگٹا کہین قریب ایسا جنگل
بھی نہین تھا جسمین اوسکو پھرا دیا جاتا آخر یہ رائے ہوئی کہ ایک حلوائی کو چار آنے دیئے
گئے اوسنے اپنے تخت کے نیچے اوسکو پھرا لیا چارون طرف سے کپڑا لٹکا ہوا تھا۔ اوپر
رنگ برنگ کی مٹھائی اور اندر یہ تحفہ بھرا ہوا تھا۔ یہاں سے ایک نصیحت کی بات خیال مین

عیدگاہ مین بچونکا لیجانا اور اسکی خرابی

آئی کہ یہی حالت ہم لوگون کی ہے کہ اوس مٹھائی کیطرح ہمارا ظاہر تو خوب رونق دار سجا ہوا اور چکنا چپڑا رہتا ہے لیکن ہمارے باطن کی یہ حالت ہے کہ جیسا مرغی کا گوہ کہ بیہودہ خیالون سے بھرا ہوا ہے صورت تو ایسی ہے کہ دیکھنے والون کو یون معلوم ہوتا ہے کہ اگر وحی ختم ہوچکی تو حضرت جبریل انہیں کے پاس آتے اور دل کی یہ حالت کہ شیطان کے بھی شیطان ہیں۔

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے میں ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ سب کی نمازیں اکٹھی ہو کر سرکار مین پیش ہونگی اگر کوئی بھی قبول ہونے کے لایق ہوئی تو اسکی برکت سے سبکی نمازین قبول ہو جاوینگی انہیں خوبیوں کی وجہ سے تو جماعت کی ہم کو بہت تاکید کیگئی ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اگر کسیکا تنہا نماز پڑھنے میں خیال نہ بٹے اور جماعت سے پڑھنے مین خیال بٹے اور طرح طرح کے وسوسے دلمیں آئیں تب بھی اس شخص کو جماعت سے ہی پڑھنی چاہیئے اگر وسوسے دلمیں آتیں تو آیا کریں شرع نے وسوسوں کے روک تھام کرنیکی اتنی تاکید نہیں کی کہ اونکی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں

(۴) بعض لوگ بدعتوں میں مصلحتیں بیان کیا کرتے ہیں حالانکہ مصلحت سمجھنا ہر ایک کا کام نہین ہے یہ تو اوسکا کام ہے جسکو ظاہری علم بھی ہو اور خدا وندی مدد بھی اوسکے ساتھ ہو اور اوسکی ۳ پہچان یہ ہے کہ عالمون نے بھی اوسکی رائے کو مان لیا ہو اور صوفیوں کا گروہ اوسکی طرف جھکا ہوا ہو دیکھیئے کہ بعض لوگ جمعہ کی نسبت یون کہتے ہیں کہ جمعہ اگرچہ گاؤن مین صحیح نہیں ہوتا لیکن نہ پڑھنے سے تو پڑھنا ہرطرح اچھا ہے دیکھا آپ نے کہ اپنی رائے کو دخل دیکر کیسقدر بڑی غلطی کی ہے میں نے جواب دیا کہ اگر یہی بات ہے تو اچھا یہ بتلایئے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ بمبئی مین گو حج نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اگر کر لیا جائے تو نہ کرنے سے تو اچھا ہی ہے اسکا کیا جواب دوگے یہی کہوگے کہ ابھی بمبئی حج کی جگہ نہیں ہے بس اسیطرح سمجھ لو کہ گاؤن بھی جمعہ کی جگہ نہیں ہے غرضکہ دین سمجھنے کے لئے بڑی عقل کی ضرورت ہے اسمین بھولا بھالا ہونے سے کام نہین چلتا اور یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی نبی ہوئے وہ عقل مین کامل تھے کوئی نبی بھی بھولا بھالا نہین ہوا اکثر لوگ بزرگوں کی تعریف میں کہا کرتے ہیں کہ فلان بزرگ بہت بھولے ہیں یاد رکھو کہ اگرچہ بھولا ہونا بھی اچھا ہے کیونکہ اسکی وجہ سے آدمی بہت سے گناہون سے بچ جاتا ہے لیکن پھر بھی اسکی وجہ سے آدمی بہت سی خوبیوں سے محروم رہجاتا ہے۔ اسلئے کوئی نبی بھی بھولا نہین ہوا۔

ہمارے بھی نبی عقل میں کامل تھے اور حقیقت میں عقل ہے بھی ایسی ہی بڑی نعمت۔ میرے سامنے ایک شخص نے ایک صوفی سے دریافت کیا کہ سالک کا مرتبہ بڑا ہے یا مجذوب کا اونہوں نے اوسکا عجیب جواب دیا مجھے وہ جواب بہت ہی پسند آیا۔ کہنے لگے کہ اتنا تو ہم جانتے ہیں کہ عقل ایسی چیز ہے کہ دیکھو شراب پینے سے وہ باقی رہتی ہے تو شریعت سے شراب پینے ہی کو حرام کر دیا۔ اور ظاہر ہے کہ سالک کی عقل تو ٹھکانے رہتی ہے اور مجذوب عقل سے باہر ہوتا ہے اب تم خود سمجھ لو کہ سالک کا رتبہ بڑا ہے یا مجذوب کا حضرت سیوطی کی ایک کتاب ہے اوس میں اونہوں نے ایک حدیث لکھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر اوس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم قبر میں تن تنہا رکھے جاؤ گے اور دو فرشتے عجیب صورت کے آکر تم سے سوال کرینگے کہ خدا کو ایک جانتے تھے یا نہیں اور نبی پر ایمان لاتے تھے یا نہیں حضرت عمر نے عرض کیا اور کسقدر پیارا جواب عرض کیا۔ اگر وہ بھی یہ جواب نہ دیتے تو کون دیتا عرض کیا کہ حضور یہ تو فرمایئے کہ اسوقت ہماری عقل بھی ٹھکانے رہیگی یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں عقل باقی رہیگی بلکہ اور بڑھ جاویگی حضرت نے عرض کیا کہ اگر

۴ عقل باقی رہی تو کوئی خوف کی بات نہیں خدا نے چاہا تو سب معاملہ درست ہو جاویگا دیکھئے کہ یہ حضرات صحابہ عقل کی کسقدر عزت کرتے تھے اور اسکو کتنی بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ ایک ہم لوگ ہیں کہ عقل جاتے رہنے کو بزرگی کی علامت سمجھتے ہیں اسپر ایک قصہ یاد آگیا گو میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا ممکن ہے کہ غلط ہو لیکن اوسکے غلط ہونے سے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہم اپنے مضمون کو حدیث سے ثابت کر چکے ہیں خیر قصہ یہ ہے کہ حضرت رابعہ کو جسوقت دفن کیا تو موافق قاعدہ کے فرشتوں نے آکر سوال کیا تو حضرت رابعہ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہیں کہ بھلا جس خدا کو میں نے عمر بھر یاد رکھا اوسے گز بھر زمین کے نیچے آکر کیسے بھول جاونگی تم اپنی تو خبر لو کہ تم کتنی بڑی دور سے راستہ چلکر آئے ہو کیا تم کو بھی خدا یاد ہے کہ نہیں سبحان اللہ بزرگوں کو بھی کسقدر اطمینان ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اونکی عقل باقی رہتی ہے اس لئے اُن صوفی نے یہ کہا کہ بھائی سالک کا مرتبہ بڑا ہے کیونکہ اوسکی عقل باقی رہتی ہے جسکی بدولت اسکو سیکڑوں مصیبتوں سے نجات ہوتی ہے۔

بزرگوں کی عقل کامل ہونا

سالک مجذوب سے افضل ہے عقل کی وجہ سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب

قصہ حضرت رابعہ بصریہ کا

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ فلاں شہر کو الٹ دو حضرت جبریل نے عرض کیا کہ اے اللہ اس شہر میں فلاں شخص بھی رہتا ہے جسنے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ کیا اوسکو بھی سب کے ساتھ اولٹ دوں فرمایا ہاں اوسکو بھی اولٹ دو کیونکہ وہ دوسرونکو گناہ کرتے دیکھتا تھا لیکن اسکو کبھی اون پر غصہ تک نہیں آیا۔ دیکھیے یہ شخص ظاہر میں ایسا بزرگ تھا کہ حضرت جبریل کو بھی دہوکہ ہو گیا لیکن حقیقت میں ایک بہت بڑے گناہ میں پہنسا ہوا تھا کہ اوسکو خدا تعالےٰ اور اوسکے حکموں کے ساتھ ذرا بھی محبت کا جوش نہ تھا ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا اور رسول کی محبت ہو اور پھر لوگونکو اونکے حکم کے خلاف کرتے دیکھے اور غصہ نہ آئے آجکل اگر کسی دیندار کو لوگوں کی کسی بیہودہ باتوں پر غصہ آتا ہے تو اوسے بدمزاج تبلاتے ہیں بلکہ اوسکو رائے دیتے ہیں کہ صاحب نرمی سے جواب دینا چاہیئے تھا مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص سے یہ کہا جاوے کہ ہم نے تمہاری ماں کو بازار میں اسطرح بیٹھے ہوئے دیکھا کہ کسبیوں کے سے کام کر رہی تھی تو کیا اس شخص کو غصہ نہ آویگا اور کیا ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے

۵ سُن لیگا اور کہنے والے سے لڑنے مرنے کو تیار نہ ہو جاویگا۔ اور کیا اوسکو بھی یہی رائے دیجاویگی کہ نرمی سے جواب دے ہرگز نہیں مگر مولویوں پر اعتراض ہے کہ یہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور انکی ناک پر غصہ دہرا رہتا ہے۔ لیکن صاحبو ذرا غور کیجئے اور انصاف سے کام لیجئے۔ کہ کوئی مولوی بھی سیدہی بات پر خفا نہیں ہوتا نہ کسی مولوی کی ناک پر غصہ دہرا رہتا ہے۔ اگر پوچھنے کی طرح اُنسے پوچھیں اور بات کرنے کی طرح اُنسے بات کریں تو ہرگز کبھی کوئی مولوی خفا نہو ہاں جب اونکے سامنے خدا اور رسول کے حکموں پر اعتراض کرتے ہیں تو ضرور وہ غصہ سے بے قابو ہو جاتے ہیں اور یہ غصہ کچھ بُرا نہیں یہ تو دین کی حمایت ہے صاحبو کیا شریعت کے حکموں کی اتنی بھی بڑائی اور محبت دلمیں نہ ہو جتنی کہ اپنی ماں کی ہے کہ ماں کے حق میں تو بے غیرتی کی بات سُنکر قابو سے باہر ہو جائے اور اپنے آپے میں نہ رہے اور شریعت کی ہتک دیکھکر اوسکو غصہ بھی نہ آجاوے کسقدر بے انصافی ہے جن لوگوں کو غصہ نہیں آتا اون کے دلمیں شریعت کی محبت اور قدر ہی نہیں۔ اول اپنے دلمیں شریعت کی محبت پیدا کرو پھر بھی اگر یہ حالت رہے تو جانیں۔ صاحبو صرف زبانی باتیں سُنکر سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ایسی محبت

کیونکر ہو جاتی ہے جس سے اسقدر غیرت بڑھجاتی ہے کہ شریعت کی بے ادبی دیکھ نہیں سکتے۔ بات یہ ہے کہ اپنے اوپر یہ حالت گذری نہیں صاحبو بزرگونکو تو اتنی غیرت ہوتی ہے کہ جو چیز بھی خدا اور رسول سے اونکا دل ہٹاتی ہے اوسکو وہ گمراہ کرنے والی سمجھتے ہیں، حضرت طلحہؓ کا قصہ ہے کہ وہ اپنے باغ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک جانور وہیں اڑکر آگیا باغ بہت گنجان تھا باہر نکل جانے کے لئے اوسکو کوئی راستہ نہ ملا پریشان اودھر اودھر اڑتا پھرنے لگا اوسکی یہ حالت دیکھکر حضرت طلحہؓ کے دلمیں ایک قسم کی خوشی پیدا ہوئی کہ میرا باغ کسقدر گنجان ہے اور درخت آپسمین کسقدر ملے ہوئے ہیں کہ کوئی جانور آسانی سے اڑکر نکل بھی نہیں سکتا یہ خیال آنے کو تو آگیا مگر اسکے ساتھ ہی چونک پڑے اور دل میں سوچنے لگے کہ ہائیں اے طلحہؓ تیرے دل مین مال کی یہ محبت کہ نماز میں بھی تیرا اوسکی طرف خیال گیا آخر نماز کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میرے باغ نے تو آج نماز ہی کی حالت میں مجھے اپنی طرف مشغول کر لیا اور میرے دل کو خدا کی طرف سے ہٹادیا اسوجہ سے میں اوسکو اپنے پاس ہی نہیں رکھنا چاہتا اور اپنی اس خطا کو معاف کرانے کے لئے اس باغ ہی کو خدا کی راہ میں دیئے دیتا ہون آخر کار اوسکو خدا ہی کی راہ میں دیدیا۔ جب دلکو اطمینان ہوا۔ ان بزرگون کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر شیطان کے وسوسے کچھ بھی اونکے دل کو دنیا کی طرف رغبت ہوجاتی ہے تو فوراً ہی خبردار ہوجاتے ہین اور ایسا رنج ہوتا ہے جیسے تمام دنیا کی بادشاہت ہاتھ سے نکل گئی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بادشاہی جاتے رہنے سے بھی اتنی تکلیف نہیں ہوتی جو ان حضرات کو دنیا کی طرف تھوڑی سی رغبت ہوجانے سے تکلیف ہوتی ہے شاید لوگون کو تعجب ہو کہ ذرا سا خیال آجانے سے اونہیں اتنا رنج کیون ہوا تو سمجھ لو کہ اونکے نزدیک خدا تعالےٰ میں مشغول رہنا اتنا قیمتی ہے کہ دنیا کی اوسکے سامنے کچھ بھی ہستی نہین بلکہ اونکو جنت بھی صرف اسی وجہ سے پسند ہے کہ وہاں ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کی رضامندی نصیب ہوگی ورنہ اونکو جنت کی بھی کچھ پروا نہ ہوتی بلکہ اونہیں تو اپنے محبوب سے غرض ہے جنگل مین اگر محبوب کا ساتھ ہوجاوے تو وہ ہزار بستیوں سے اونکے نزدیک بہتر ہے۔

حضرت طلحہ کا قصہ

(۶) حدیث شریف مین ہے کہ ایک صحابی تھے اونکا نام حضرت ثوبان تھا وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اگر ہم جنت میں گئے بھی تو ہم کو وہ درجہ تو نصیب ہو نہیں سکتا جو درجہ آپکا ہوگا اور جب ہم آپ کے درجہ تک نہ پہونچ سکیں گے تو پھر آپکو دیکھ بھی نہ سکیں گے اور جب آپ کو دیکھ بھی نہ سکیں گے تو ہم جنت کو لیکر کیا کرینگے حضور سنکر چپ ہوگئے اسیوقت وحی آئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو خدا اور رسول کی تابعداری کریگا وہ بھی نبیوں کے ساتھ ہوگا تب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی تسلی کی کہ میرے دیکھنے اور ملاقات کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ میراہی درجہ نصیب ہو تو دیکھ سکو ورنہ نہیں بلکہ دیکھنے اور ملاقات کرنے کے لئے تو صرف محبت اور تابعداری ہی کی ضرورت ہے اور جسکو یہ بات نصیب ہے اوسے دیکھنے اور ملاقات کرنے سے کچھ روک ٹوک نہیں ہوگی یون سمجھ لیجئے کہ جیسے بادشاہ کے دربار میں خدمتگار خدمت کے لئے امیرون سے پہلے پہونچتا ہے حالانکہ کہان بادشاہ کا مرتبہ اور کہان بیچارہ خدمتگار۔

(۷) سوان حضرات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اونکے نزدیک اللہ پاک کی رضامندی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مقابلہ میں دونون جہان کی بھی کچھ ہستی نہیں غیرت اور محبت کی تو خاصیت ہی یہ ہے کہ جب یہ بڑھجاتی ہے تو سب کچھ چھوٹ جاتا حضرت ابراہیم بن ادہم نے غیرت ہی میں بادشاہت ہی چھوڑدی اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ ایک حالت مین دو طرف توجہ کرنی پڑتی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا سو واسطے ایک طرف کی توجہ کو چھوڑنا پڑتا ہے اور خدا تعالے کی طرف توجہ رکھنا انہیں ضروری ہوتی ہے اوسکو تو چھوڑ نہیں سکتے۔ پس دنیا ہی پر لات مار دیتے ہین غرضکہ جنکو اللہ پاک سے محبت ہوتی ہے اونکو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ سوائے اونکے اور کسی مین مشغول ہون اور اسی غیرت کی وجہ سے اونمین دین کا جوش پیدا ہوتا ہے جسکو لوگ کہتے ہیں کہ اونکی ناک پر غصہ دھرا رہتا ہے حالانکہ یہ ایسی چیز ہے کہ دیکھو اوس شخص کے اندر جسکو حضرت جبریل نے نیک سمجھا تھا اسی غصہ کی تو کمی تھی پھر کیا نتیجہ ہوا کہ جہان اور گنہگار اولٹ دیئے گئے وہان اوسکے لئے بھی حکم ہوگیا کہ ہاں اسکو بھی اونکے ساتھ ہی اولٹ دو حالانکہ اسکی اور سب باتیں اچھی تھیں۔

(۸) جو لوگ عقل پوری رکھتے ہین ہدایت کا کام اونہین کے سپرد ہوتا ہے اور جن بزرگون کو ہدایت کے کام سے کچھ تعلق نہین البتہ وہ بھولے بھالے بھی ہوتے ہیں کیونکہ اونہین صرف اپنا ہی درست کرنا ہوتا ہے اور اسکے لئے جتنی اپنی عقل ہے اسیقدر درستی کا بھی اونکو حکم ہوتا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ جن بزرگون کو ہدایت کا کام سپرد ہوتا ہے جیسے کہ نبی وہ تو بھولے بھالے نہین ہوتے بلکہ بڑے عقلمند ہوتے ہیں اور یہی کامل بھی ہین اور جن بزرگون کو ہدایت کے کام سے کچھ تعلق نہین ہوتا یہ لوگ البتہ بھولے بھالے ہوتے ہیں اسلئے بعضوں نے کہا ہے کہ انسان چار قسم کے ہیں ایک وہ جنکو دین کی عقل بھی ہے اور دنیا کی بھی جیسے انبیاء اور وہ عالم جو اونکے نائب ہیں اور ہدایت کا کام اونکے سپرد ہے دوسرے وہ جنکو دین کی عقل ہے اور دنیا کی نہین جیسے بھولے بھالے بزرگ۔ تیسرے وہ جنکو دین کی عقل نہیں ہو اور دُنیا کی عقل ہے جیسے عقلمند کافر چوتھے وہ جنکو نہ دُنیا کی عقل ہو نہ دین کی جیسے بیوقوف کافر۔ غرض نبی اور اونکے نائب علماء عقل مین پورے ہوتے ہین گو تجربہ مین کم ہون کیونکہ وہ دنیادی کامون مین تو کچھے نہیں رہتے جس سے تجربہ بھی زیادہ ہوتا۔ بعض لوگون نے عجب خلط ملط کر دیا ہے ۸
کہ عقل اور تجربہ کو ایک چیز سمجھتے ہیں ان دونون میں فرق نہیں کرتے اور جب عالمونکو تجربہ کار نہیں دیکھتے تو اونکو کم عقل اور بیوقوف سمجھتے ہین حالانکہ تجربہ دوسری چیز ہے اور عقل دوسری چیز ہے اسیطرح جن قومون کو صنعت اور کاریگری اچھی آتی ہے اونکو لوگ کہتے ہیں کہ بڑی عقلمند ہین حالانکہ اونکو ایک کام مین تجربہ ہوگیا ہے اسلئے اونہیں کاریگر کہنا چاہیئے نہ کہ عقلمند کاریگر ہونا اور چیز ہے اور عقلمند ہونا اور چیز ہے اگر ہم مثلاً افلاطون کو ایک جولاہے کے گھر لیجائین اور اوسکی کارگہ میں بٹھادیں اور کہیں کہ ایک مہین تنزیب بنو تو وہ ہرگز نہ بن سکے گا۔ اور جولاہہ نہ دوسے عمدہ بن دیگا کیا اس وجہ سے اس جولاہہ کو افلاطون سے زیادہ عقلمند کہنے لگیں گے ہرگز نہیں ہان یہ کہیں گے کہ افلاطون اس کام کو اتنا نہیں جانتا جتنا کہ یہ جولاہا جانتا ہے۔ پس عالم خواہ تجربہ کار نہون مگر پورے عقلمند ہوتے ہیں اور یہی انبیا کے نائب ہوتے ہیں مخلوق کو ہدایت کرنا انکا منصب ہوتا ہے۔ پس دین کے حکموں میں کسی کو ان کے خلاف کرنے کا حق نہیں۔

عقل کے اعتبار سے انسان کی چار قسمیں

(باقی آئندہ)

مثلاً رہزنوں کی دہشت سے منکر ونکیر کے سوال کی دہشت یاد کرنا چاہیے اور جنگل کے درندوں سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑوں کا دھیان کرو اور اپنے گھر بار اور اقارب کے علیحدہ ہونے سے قبر کی وحشت اور تنگی اور تنہائی کو سوچو۔

محرم پر جنایات کے بدلہ مین کفارہ لازم ہونے کی وجہ

حج کے تمام افعال عاشقانہ رنگ کے آداب ہین جو عاشقان الہی کے لئے اپنے معشوق حقیقی کے گھر کے پاس بجالانے کے لئے موضوع ہیں پس جو شخص ان آداب پسندیدہ معشوق کے برخلاف کوئی حرکت کرے اسپر عاشقانہ ادب کو چھوڑنے اور اپنے معشوق کے آگے خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کفارہ دینا لازم ہوا لہذا محرم اگر اپنے کسی اندام کو خوشبو لگاوے تو اسکو صدقہ دینا چاہیے اور اگر ایک دن کامل سیا ہوا کپڑا پہنے یا اپنے سر کو ڈھانپے تو اسپر قربانی واجب ہوتی ہے اور اگر اس سے کم مدت میں یہ فعل کیا ہو تو صدقہ دینا چاہیے اور اگر اپنے سر کا چوتھائی
یا زیادہ منڈواوے تو اسپر قربانی لازم آتی ہے اور اس سے کم کے لئے صدقہ دینا چاہیے۔ ۴۷
اور ایسا ہی ناخن کتروانے کے باب مین ہے تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ان حرکات کو عاشقانہ نیازمندگی وشکستگی کے برخلاف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ خوشبو ملنا اور سینے ہوئے کپڑے پہننا اور سر منڈوانا اور ناخن کتروانا زیب وزینت کے اسباب اور حظوظ نفسانی وخود آرائی کی صورتیں ہیں اور یہ تمام حرکات عاشقانہ نیاز کے برخلاف اور معشوق حقیقی کی نظر مین بحالت احرام ناپسندیدہ ہیں لہذا ان مخالفانہ حرکات کے تدارک کے لئے کفارات مقرر ہوئے۔

ترک خوبی می کناد خوب تر ∴ عشق را درمان بود عشق دگر
هر که ترک خود کند یابد خدا ∴ چیست وصل از نفس خود گشتن جدا
لیک ترک نفس کے آسان بود ∴ مردن از خود شدن یکسان بود
هست آن عالی جنابے بس بلند ∴ بهر وصلش شورها باید فگند۔

زیب وزینت وآرائش اور ننگ وناموس کے سامان واسباب حالت عشق وزنجیدگی مسکر کے نقیض وضد اور ایک قسم کی تصنع وتکلف پر دال ہیں ان سب کو بحالت احرام حج میں

کوچہ محبوب مین گشت کرنے کے وقت ترک کرنا مناسب ہوا اور محب صادق و عاشق خالص کو وہ آداب و طریقے اختیار کرنے ضروری ٹھیرے جو کوچہ محبوب مین پہنچنے کے وقت معشوق حقیقی کی نظر التفات و توجہ رحمت کے جاذب ہون چنانچہ ایک عاشق صادق کا ترانہ اسی حالت و رنگ کو ظاہر کرتا ہے ؎

ننگ و نام عزت و نیاز و امان ریختیم ✽ یار آمیزد مگر با ما بخاک آمیختیم
دل برادیم از کف و جان در رہش انداختیم ✽ وز پئے وصل نگارے حیلہا انگیختیم

بحالت احرام اپنی عورت سے جماع کرنیسے حج فاسد ہونیکی وجہ

دنیا کے تمام لذائذ و مرغوبات مین جماع سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے مگر حج مین ساری لذات کو چھوڑنا پڑتا ہے کیونکہ حج کی تمام صورتیں اسکے برخلاف ہوتی ہین حج مین عاشقانہ طرز و وضع اختیار کیجاتی ہے جس میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معشوق حقیقی و محبوب ابدی کے سوائے تمام لذات و مرغوبات کو مین نے ترک کر دیا پس جو شخص باوجود اس دعوے کے جماع جیسے لذیذ ترین فعل کا ارتکاب بحالت احرام حج کرے وہ اپنے دعوے مین جھوٹا ٹھیرتا ہے لہذا اسکا حج فاسد ہوجاتا ہے کیونکہ وہ عاشقان صادق کے زمرہ مین شمار نہیں ہوتا بلکہ خائن ؎ ۳۸

ہر کہ بیباکی کند در راہ دوست ✽ رہزن مردان شد و نامرد اوست

دراصل بات یہ ہے کہ بعض عبادات مین حلال اشیا بھی حرام ہوجاتی ہین کیونکہ وہ ان عبادات کے لئے مخل و مفسد ہوتی ہین جیسے کلام کرنا یا کھانا پینا منع نہیں ہے مگر نماز میں حرام ہے ایسا ہی اپنی عورت سے مباشرت کرنا یا کھانا پینا منع نہیں ہے مگر بحالت روزہ یہ افعال حرام ہین کیونکہ یہ افعال ان عبادات کے لئے ناقص ہین پس ایسا ہی حج کے لئے بعض محظورات مین جن سے حج فاسد ہوجاتا ہے اور حج ان سے اسلئے فاسد ہوتا ہے کہ ان امور کی اوضاع افعال حج کے ضد ہین اگر حج میں ایسے امور جائز ہوتے تو افعال حج ایک کھیل سا ہوجاتا۔

چیل، کوّے، بچھو، سانپ، چوہے، بھیڑئے، سگ دیوانہ کو حرم مین مارڈالنا جائز ہونے کی وجہ

یہ جانور موذی وضرر رسان اور عاشقان الہی کو گزند پہنچانے والے اور کوچہ محبوب سے مانع ہوتے ہین لہذا محبوب حقیقی خداوند تعالے کی نظر مین اسی وجہ سے مبغوض وممقوت ٹھیرے کہ اسکے عاشقون کو اسکے کوچہ سے مانع ہوتے ہیں اور یہ امر اسکو ناپسند ہے پس جو امر محبوب حقیقی کی نظر مین مبغوض ہو بالضرور اسکے عاشقون اور محبون کی نظر میں بھی وہ مبغوض ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان جانورون کو محرم مین مارڈالے تو اسپر کوئی تاوان اسکے بدلہ مین دینا لازم نہیں ہوتا بلکہ کار ثواب وموافق رضا محبوب ہے۔

بحالت احرام حج سب وشتم وجنگ وجدال منع ہونے کی وجہ

حجاج بمنزلہ عاشقان وکوچہ گردان محبوب ہوتے ہین پس جو شخص عاشقان الہی کو سب وشتم کرے اور ان سے لڑے بھڑے وہ خدا کا مبغوض وممقوت ٹھیرتا ہے اور ایسا ہی جو حاجی دوسرے حاجیوں سے لڑے اور ان کو سب وشتم کرے وہ زمرہ عاشقان الہی سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ لڑنا بھڑنا اکثر ننگ وناموس وعزت وجستجوئے آرام وتن پروری کے لئے ہوتا ہے۔ سو ایسا شخص دووجہ سے زمرہ عشاق سے خارج ہوجاتا ہے ایک تو یہ کہ وہ عاشقان الہی کو ایذادہ ہوا دوسرا یہ کہ وہ اپنی عزت وننگ وناموس وآرام کا طالب اور محبوب حقیقی سے غافل ہوا یہی وجہ ہے کہ بعض حاجی وہاں جاکر بعض ایسے امور کے مرتکب ہونے سے سخت دل ہوکر واپس آتے ہین کیونکہ وہ کوچہ محبوب حقیقی مین جاکر شرائط عاشقانہ کو توڑکر اسکی نظر سے گرجاتے ہیں اسلئے اسنے ایسے محظورات کو جو اس محبوب ازلی کی نظر میں مبغوض ممقوت تھے پہلے ہی بتادیئے کہ مبادا کوئی شخص بحالت عدم علم ان امور کا مرتکب ہوکر مبغوض ومردود ٹھیرجائے چنانچہ وہ فرماتے ہیں الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق

ولا جدال فی الحج۔ ترجمہ یعنی حج کے مہینے معلوم و مشہور ہیں پس جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج کرنا ٹھیرا لے اسکو چاہیئے کہ حج مین جماع و محرکات جماع کا مرتکب نہ ہو اور کسیکو گالی نہ دے اور جھگڑا نہ کرے۔

برکات حج

حج کے برکات مین سے ایک یہ تعلیم ہے جو اسکے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ اسمین انسان کو عملی صورت مین اختیار سادگی و ترک تکلفات اور کبر کو چھوڑنے کا سبق دیا جاتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حج کے سارے ارکان کبر اور بڑائی کے بڑے دشمن ہین دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے احباب و اقارب چھوٹ جاتے ہیں نفس پروری اور سستی و کسل کا استیصال ہوجاتا ہے سب سے بڑی یہ بات ہے کہ ہزارہا سال سے انسان کے لئے خدا تعالےٰ کا ایک پاک معاہدہ چلا آتا ہے جسکا ایفاء بذریعہ اداے حج ہو جاتا ہے پس اسطرح سے اسمین ایفاء عہد کی بھی تعلیم ہے۔ ۴۰

کتاب النکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاصد نکاح

خدا تعالےٰ قرآن کریم کے پارہ ۲۱ مین فرماتے ہیں خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے تم مین سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے آرام پکڑو اور تم میں دوستی و نرمی رکھدی اور فرمایا نساؤکم حرث لکم یعنی تمہاری عورتیں (تمہاری اولاد پیدا ہونے کے لئے) بمنزلہ تمہاری کھیتی کے ہیں اور فرمایا حافظات للغیب یعنی تمہاری بیویان تمہاری عدم موجودگی میں (تمہارے مال و عزت و دین کی) حفاظت کرنے والی ہیں۔

(۱) بی بی آرام اور سکون کے لئے بنائی گئی ہے اور غمگسار اور ہزاروں افکار میں آرام کا موجب ہے انسان میں طبعی طور پر دوستی اور محبت کرنا فطری امر ہے اور دوستی و محبت کیلئے بی بی عجیب و غریب چیز ہے عورت نازک بدن اور ضعیف الخلقت ہے اور بچوں کو جننے اور گھر کا انتظام رکھنے میں ذمہ دار اور ایک عظیم الشان بازو ہے پس اسکے متعلق رحم سے کام لو خدا تعالےٰ نے اسکو رحم کے لئے بنایا ہے اسکی غفلتوں اور فطرتی کمزوریوں پر چشم پوشی کرو۔

(۲) آدمیوں میں قدرتی طور پر شہوت کا مادہ ہے قدرت نے اسکا محل بی بی کو بنایا ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ عورت کھیتی ہے اور بیج بونے کے قابل ہے جسطرح کھیت کا علاج معالجہ ضرور ہوا کرتا ہے اور اسمیں خاص خاص غرض ہوا کرتی ہے اسی طرح عورت میں بھی خاص خاص اغراض ہیں جنسے متمتع ہونا چاہیئے۔

(۳) عورت ننگ و ناموس اور مال و اولاد کی محافظ اور مہتمم ہے۔

(۴) نیز قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی عفت پرہیزگاری و حفظ صحت و حفظ
۴۱ نسل کے لئے ہوتی ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیھم اللہ من فضلہ۔ ترجمہ یعنی جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں (جو کہ پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے) تو اونکو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں۔

چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو سکے اسکے لئے پرہیزگار رہنے کی یہ تدبیر ہے کہ وہ روزہ رکھا کرے اور فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قوت رکھتا ہو تو چاہیئے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زنا وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے۔ شرح اسکی یہ ہے کہ جو خواہش مرد کے دل میں عورت کیطرف یا عورت کے دل میں مرد کی طرف ہے وہ تقاضائے فطرت انسانی ہے اور اس خواہش کو نکاح کے ذریعہ سے پورا کرنا انسان کے دل میں سچی محبت اور پاکیزگی کے خیالات کو پیدا کرتا ہے اور اسکا ناجائز تعلقات سے پورا کرنا انسان کو ناپاکی کی طرف لیجاتا ہے اور اسکے دل میں بد خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ پس نکاح انسان کو پاکیزگی کی طرف لیجانے اور اسے ناپاکی سے دور رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ فطری خواہش جو مرد اور عورت کے دل میں ایک دوسرے کے لئے موجود ہے اسکو گندی یا ناپاک خواہش کے نام سے منسوب کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس خواہش کو فطرت انسان مین پیدا کرنے والا خود خدا تعالٰے ہے اور اسی نے اپنی مصلحت اور حکمت سے بعض اغراض کے لئے اس خواہش کو انسان کے نفس میں مرکوز فرمایا ہے ہاں اسکا براستعمال یعنی ناجائز طریقوں سے اسکا پورا کرنا بیشک انسان کو ناپاکی اور بدی کی طرف لیجانے والا ہے۔

الغرض نکاح کا بڑا مقصد وہی ہے جسکو اللہ تعالٰے نے قرآن کریم مین ذکر فرمایا ہے۔ کہ پرہیزگاری ہی کی غرض سے نکاح کرو اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو جیسا کہ ارشاد ہے محصنین غیر مسافحین یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقوی اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو اور فرمایا وابتغوا ما کتب اللہ لکم یعنی بی بی کی قربت سے اولاد کا قصد کرو جسکو اللہ تعالٰے نے
۴۴ تمہارے لئے مقدر فرمایا ہے۔ نیز نکاح کرنے سے انسان پابند ہو جاتا ہے مستعدی کیساتھ کمانے کی فکر کرتا ہے اور بیجا کام کرنے سے ڈرتا رہتا ہے محبت حیا فرمانبرداری اسمیں پائی جاتی ہے وہ نہایت کفایت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور بیشمار امراض سے بچا رہتا ہے۔ یہ امر مفید صحت اطمینان بخش راحت رسان سرور افزا کفایت آمیز ترقی زندگی دارین کا سبب ہے اخلاقی مذہبی نگاہ سے اس امر پر غور کروگے تو اسکو سراسر فائدوں سے معمور پاؤگے تمدن کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں حب الوطن کی یہی جڑ ہے اور ملک وقوم کے لئے اعلیٰ ترین خدمات میں سے ہے۔ بیماریوں سے بچاتے اور صدہا امراض سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ ایک حکمی نسخہ ہے اگر یہ قانون الٰہی بنی آدم مین نافذل نہ ہوتا تو آج دنیا سنسان ہوتی۔ نہ کوئی مکان نہ کوئی باغ نہ کسی قوم کا نشان باقی رہتا۔

وجوہ تعدد ازواج

(۱) منجملہ وجوہ تعدد ازواج سب سے مقدم حفظ تقوی یعنی پرہیزگار رہنا اور بدی سے

بچنا ہے تقوی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اسکا خیال ہر انسان کو اور سب باتوں سے مقدم رکھنا چاہیئے قدرت نے بعض آدمیوں کو معمولی آدمیوں کی نسبت زیادہ قوی الشہوت بنایا ہے اور ایسے آدمیوں کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہوسکتی اور اگر انکو دوسرا یا تیسرا یا چوتھا نکاح کرنے سے روکا جاویگا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تقوی کو چھوڑ کر بدکاری میں مبتلا ہوجائینگے زنا ایک ایسی بدکاری ہے جو انسان کے دل سے ہر ایک پاکیزگی اور طہارت کا خیال دور کردیتی ہے اور اسمیں ایک خطرناک زہر پیدا کردیتی ہے اسلئے ان لوگوں کے لئے جو قوی الشہوت ہیں ضرور کوئی ایسا علاج ہونا چاہیئے جس سے وہ زنا جیسی سیاہ کاری میں پڑنے سے بچے رہیں باقی رہا یہ امر کہ قوی الشہوت آدمیوں کو ایک سے زیادہ عورت کی حاجت پڑیگی یہ اظہر من الشمس ہے۔

(۲) عورت ہر وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ خاوند اس سے ہمبستر ہوسکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر ایک عورت پر ہر ایک مہینہ مین کچھ دن ایسے آتے ہین یعنی ایام حیض جنمین مرد کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ دوسرے ایام حمل عورت کے لئے ایسے ہوتے ہیں خصوصاً اسکے پچھلے مہینے جنمین عورت کو اپنے اور اپنے جنین کی صحت کے لئے ضروری ہو کہ وہ مرد کی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ صورت کئی ماہ تک رہتی ہے پھر جب وضع حمل ہوتا ہے تو پھر بھی کچھ مدت تک عورت کو مرد کی صحبت سے پرہیز کرنا لازمی ہے اب ان تمام اوقات میں عورت کیلئے تو یہ قدرتی موانع واقع ہوجاتے ہین مگر خاوند کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہوتا تو اب اگر کسی مرد کو غلبہ شہوت کا ان اوقات مین ہو تو بجز تعدد ازدواج اسکا کیا علاج ہے ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ کثرت سے ایسے مرد ہیں جو ان وقتون مین دوسری عورت کرنے کے بغیر بھی تقوی کو قائم رکھہ سکتے ہین لیکن ساتھ ہی ہم یہ کہنے کو تیار ہین اور کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ دنیا میں قوی الشہوت آدمی بھی موجود ہیں اور اس قوت کا زیادہ ہونا کسی صورت میں انکے لئے باعث الزام نہیں ہے پس اگر ان یا اس قسم کے اور وقفات میں دوسری عورت سے نکاح کی اجازت نہ دی جاوے تو پھر اس خواہش کے تقاضا کرنے کیلئے وہ ضرور ناجائز ذرائع استعمال کرینگے۔

۴۳

(۳) گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ نو یا دس سال کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں اسلئے ان ممالک میں شادی کا زمانہ عمر کے لحاظ سے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے بیس کی عمر میں وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں اسلئے عقل اور خوبصورتی دونوں ایک وقت انکے اندر جمع ہوتیں جب خوبصورتی کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ عورت حکومت کرے اسوقت عقل اور تجربہ کا نہ ہونا اس دعوی کا مانع ہوتا ہے اور جب عقل اور تجربہ حاصل ہوتا ہے تو خوبصورتی نہیں رہتی اسلئے عورتوں کو لازمی طور پر ایک محکومی کی حالت میں رہنا پڑتا ہے کیونکہ عقل اور تجربہ بڑھاپے کے وقت وہ حکومت پیدا نہیں کر سکتی جو جوانی اور خوبصورتی میں کر سکتی تھی۔ پس ہر حال میں عورت بزبان حال اپنے ناکافی ہونے کا اقرار کرتی ہے کیونکہ مرد کو ان دو وصفوں کے جمع کرنے کی ضرورت قدرتی طور پر ہے اور کوئی ایک عورت ان دونوں وصفوں کی جامع نہیں اسلئے مرد اس ضرورت کو دو عورتوں کے جمع کرنے سے پوری کرتا ہے جن میں سے ایک میں حسن ہو اور ایک میں تجربہ تاکہ دونوں کے مجموعہ سے اسطرح متمتع ہو ایک اسکے نفس کو خوش کرے دوسری
اسکی خدمت کرے اسلئے یہ ایک بالکل قدرتی امر ہے کہ ان ممالک میں تعدد ازدواج کا رواج ہو ۴۴

(۴) ہر ملک میں مردوں کی نسبت عورتوں کے قویٰ بڑھاپے سے جلدی متاثر ہوتے ہیں پس جہاں مرد کے قویٰ بالکل محفوظ ہوں جیسا کہ وہ اکثر حالات میں ہوتے ہیں۔ اور عورت بوڑھی ہو چکی ہو دوسری عورت سے نکاح کرنا بعض حالات میں مرد کے لئے ایسا ہی ضروری ہوگا جیسا کہ پہلے کسی وقت پہلی عورت سے نکاح کرنا ضروری تھا پس جو قانون تعدد ازدواج سے روکتا ہے وہ مردوں کو جنکے قویٰ خوش قسمتی سے بڑھاپے کی عمر تک محفوظ رہیں یہ راہ بتاتا ہے کہ وہ ان قویٰ کے تقاضہ کو زنا کے ذریعہ سے پورا کریں ایسا قانون عام انسانوں کی حالتوں کے مطابق کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۵) مذکورہ بالا ضروریات تو مردوں کی ہیں مگر خود عورتوں کو بعض وقت ایسی مجبوریاں آپڑتی ہیں کہ اگر انکے لئے یہ راہ کھلی نہ رکھی جاتے کہ وہ ایسے مردوں سے نکاح کریں جنکے گھروں میں پہلی عورتیں موجود ہیں تو اسکا نتیجہ بدکاری ہوگا ایک ہی امر پر غور کرو کہ کس طرح ہر سال دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں لاکھوں مردوں کی جانیں لڑائیوں میں تلف ہو جاتی ہیں

(باقی آئندہ)

توجسطرح کہ اوسکی آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے اسیطرح منافقین اور غیر مخلصین اور مدعیین کی باتوں سے اونکے قلب کی حالت روشن ہوجاتی ہے اور سارا مکر ظاہر ہوجاتا ہے اور رسوا ہوتے ہیں آگے فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

چون حدیث امتحانے رونمود	یادم آمد قصۂ ہاروت زود
پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے	خود چہ گویم از ہزار انش یکے
۳۲ خواستم گفتن دران تحقیقہا	تاکنون واماندم از تعویقہا
گوش دل را یک نفس این سو بدار	تا بگویم با تو از اسرار یار
حملۂ دیگر زبسیارش قلیل	گفتہ آید شرح یک جزوے زنیل
گوش کن ہاروت را ماروت را	اے غلام و چاکران ماروت را
مست بودند از تماشائے الٰہ	وزعجبہائے استدراج شاہ
این چنین مستی ست ز استدراج حق	تاچہ مستیہا دہد معراج حق
دانۂ دامش چنین مستی نمود	خوان انعامش چہا داند گشود

مست بودند و رہیدہ از کمند	ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند
یک کمین و امتحان در راہ بود	صرصرش چون کاہ کہ را می ربود
امتحان میکردشان زیر و زبر	کے بود سر مست را زینہا خبر
خندق و میدان بپیشش ولکیست	چاہ و خندق پیش او خوش مسلکیست

جبکہ امتحان کی یہان تک نوبت پہونچی تو اسپر مجھے قصہ ہاروت و ماروت یاد آگیا اس سے پیشتر بھی مین نے دفتر اول مین اسکو کسیقدر بیان کیا ہے اور اب بھی پورا تو کیا بیان سکتا ہون ہزارون حصون مین سے ایک حصہ بیان کرونگا میرا ارادہ تہا کہ اسمین تحقیقات عجیبہ بیان کرون لیکن موانع کے سبب مجبور رہا اب تم کو تھوڑی دیر کے واسطے اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے تاکہ مین تمہیے حق سبحانہ کے کچھ بھید ظاہر کرون دوسری بار بھی مین بہت نہ بیان کرونگا بلکہ بہت تھوڑا سا بیان کرونگا اور گویا کہ ہاتھی کے ایک ذرا سے جزو کی تشریح کرونگا اچھا اب تم قصہ ہاروت و ماروت سنو وہ بظاہر تماشائے حق سبحانہ اور فی الحقیقت اس کے عجائبات استدراج کے سبب مست تھے اور اس بظاہر مشاہدہ جمال حق اور بباطن استدراج حق نے اون کو اس درجہ بیخود کر رکھا تھا کہ نفع و ضرر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے حتی کہ حق سبحانہٗ کے مقابلہ میں دعوے عظمت کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور یاد رکھو کہ یہ وہ مستی نفسانی نہیں ہے جسکی فرشتون سے کلام اہل فن میں نفی کیگئی ہے بلکہ یہ قوی مدکہ کا ایک خاص امر میں انہماک اور ماسوی کی طرف عدم التفات ہے اور اسکی فرشتوں سے نفی کی کوئی وجہ نہیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ جب استدراج حق سے اس قسم کی مستی اور انہماک حاصل ہو سکتا ہے تو قرب حق میں کیا کچھ مستی نہ ہوگی اور جب جال میں ڈالے ہوے دانہ نے ایسا مست کر دیا تو اوسکا خوان انعام کیا کچھ مستیوں کے دروازے

اسیر نہ کھولیگا غرض کہ وہ مست اور اس کمند امتحان سے آزاد تھے اور عاشقوں کی طرح ہا و ہو کرتے تھے یعنی محبت الہی کا دم بھرتے تھے لیکن راہ تقرب حق میں ایک سخت مہلکہ اور امتحان تھا جو اسقدر قوی تھا کہ اوسکی آندہی تنکے کی طرح پہاڑ کو اوڑا دیتی تھی اور بڑے بڑے ارباب استقلال کے حوصلے اوس سے ٹکرانے اور اوسکا مقابلہ کرنے سے پست ہوتے تھے اور وہ امتحان اونکو تہ و بالا کر رہا تھا لیکن وہ تو مست تھے اونکو کیا تنبہ ہوتا مست کی تو حالت یہ ہوتی ہے کہ خندق اور میدان دونوں اوسکی نظر میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ اور اوسکو تو کنواں اور خندق بھی عمدہ شاہراہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ سے اوسکی تصدیق ہوگی۔

شرح شبیری

۴۵ چون حدیث امتحان روئے نمود   یادم آمد قصۂ ہاروت زود

یعنی جب امتحان کی بات آگئی تو مجھے قصہ ہاروت و ماروت کا یاد آگیا مولانا نے کچھ قصہ ہاروت و ماروت بنا بر علی المشہور دفتر اول کے اخیر میں بیان کیا ہے جو کہ کلید مثنوی دفتر اول سطر ثانی میں مذکور ہے یہاں اوسیکی طرف اشارہ ہے کہ اب چونکہ بہت دور سے امتحان کا ذکر آ رہا ہے اور ہاروت و ماروت کا بھی امتحان ہوا تھا اسلئے یہاں اونکا قصہ بھی یاد آگیا آگے خود اوس پہلے مذکور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ۔

پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے   خود چہ گویم از ہزاران اندکے

یعنی اس سے پہلے میں نے اوسمیں سے کچھ بیان کیا ہے اور خود کیا کہوں ہزاروں میں سے ایک مطلب یہ کہ اوسکے اندر جو حقائق ہیں اونمیں سے جو بیان کرونگا اور کئے ہیں وہ ایسے ہیں۔ جیسے کہ ہزار میں سے ایک چیز بیان کیجاوے یعنی بہت تھوڑا سا بیان کیا جا سکتا ہے۔

خواستم گفتن دران تحقیقہا تاکنون وا ماندم از تعویقہا

یعنی مین نے اوسکے اندر کچھ تحقیقات بیان کرنا چاہے تھے مگر اب تعویقات کی وجہ عاجز رہا

حملۂ دیگر ز بسیارش قلیل گفتہ آید شرح یک عضوے زپیل

یعنی اب دوسری مرتبہ اُس میں سے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ہاتھی میں سے ایک عضو مطلب یہ کہ جیسے سارے ہاتھی کی نسبت اوسکا ایک عضو بہت ہی قلیل ہوتا ہے اسیطرح ان تحقیقات مین سے اب بھی تھوڑے ہی سے بیان ہوسکتی ہے۔

گوش کن ہاروت را ماروت را اے غلام و چاکران ماروت را

یعنی قصہ ہاروت و ماروت کو سُن لے وہ شخص کہ ہم تیرے منہ کے غلام اور نوکر ہیں دوسرا مصرعہ ایسا ہے جیسے کہ ہماری زبان میں بولتے ہین کہ میں تیرے مکھڑے کے قربان ذرا یہ بات سُن لے تو مولانا بھی غایت شفقت سے اسیطرح فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ۔ ۳۶

گوش دل را یک نفس این سو بدار تا بگویم با تو از اسرار یار

یعنی گوش دل کو ایک ذرا ادھر کرتا کہ مین تجھے اسرار یار میں سے کچھ بیان کرون یار سے مراد حق تعالے مراد یہ کہ ذرا گوش دل سے سُنو تو ہم تم سے اسرار حق بیان کریں۔ آگے اونکا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

قصہ ہاروت اور ماروت کا اور حق تعالے کے امتحان پر اونکی دلیری

مست بودند از تماشائے الہ وز عجائبہائے استدراج شاہ

یعنی وہ لوگ تماشائے حق مین مست تھے اور حق تعالےٰ کی عجیب عجیب استدراجون سے تماشائے حق سے مراد تجلیات مطلب یہ کہ وہ دونون تجلیات مین اسقدر مست ہو رہے تھے کہ اونکو دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اونکو کبھی وہم بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم مردود بھی ہونگے اور انکو اس استدراج کی خبر نہ تھی کہ اونکو اس قرب مین استدراج ہے کہ وہ مست ہو رہے ہین حالانکہ یہی اونکے لئے مہلک تہا۔

این چنین مستی است استدراج حق تا چہ مستیہا دہد معراج حق

یعنی استدراج حق مین ایسی مستی ہے تو معراج حق تو کیا کچھ مستی دیگی مطلب یہ کہ دیکھو کہ جب استدراج مین کہ اوسمین قرب اصلی ہوتا بھی نہین ایسی مستی ہے کہ دوسری طرف التفات ہی نہیں ہے تو پھر جب معراج اور قرب ہوگا اوسوقت تو دیکھو کیسی کچھ مستی ہوگی۔

۳۷ دانہ دامش چنین مستی نمود خوان انعامش چہا داند کشود

یعنی اونکے دانہ دام نے ایسی مستی دکہائی تو اوسکا خوان انعام تو کیا کچھ کھولتا جانیگا۔ مطلب یہ کہ دیکھو اونکا امتحان ہوا تھا تو اسقدر مست ہوئے کہ اونکو دوسری طرف کی خبر بھی نہ رہی تو بھلا جسکو کہ قرب حق اصل میں حاصل ہوا اوسکو تو کیا کچھ مستی حاصل ہوگی غرضکہ اونکی یہ حالت تھی کہ۔

مست بودند و رہیدہ از کمند ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند

یعنی مست تھے اور کمند سے چھوٹے ہوئے تھے اور عاشقون جیسی ہائے ہوئے کرتے تھے مطلب یہ کہ چونکہ کبھی کمند مین پہنسے نہ تھے اسلئے مست تھے اور چھوٹے پھر رہے تھے اور عاشق بنتے تھے۔

یک کمین و امتحان در راہ بود صرصرش چون کاہ کہ را میربود

یعنی ایک کھائی اور امتحان راہ مین تہا اور اسکی ہوا کوہ کو کاہ کی طرح یجاتی تھی مطلب یہ کہ وہ
مست تھے حالانکہ اونکی راہ میں اور اوس سلوک مین امتحان بھی تہا اور ایسا امتحان کہ اوسکی
باد تند بڑے بڑے مضبوطوں کو ہلا دے بس اونکو اوسکی خبر نہ تھی اور وہ اوسی حالت مشاہدہ
مین مغرور اور مست ہو رہے تھے ۔

امتحان میکردشان زیروزبر کے بود سرمست را زینہا خبر

یعنی حق اونکا امتحان زیروزبر کر رہے تھے اور سرمست کو اوسکی کب خبر ہوتی ہے مطلب یہ
کہ حق تعالے نے تو اونکو استدراج مین مبتلا کر رکہا تھا اور اونکو اسکی خاک بھی خبر نہ تھی یہان
ایک ذرا سا اشکال یہ ہوتا ہے کہ محققین نے کہا ہے کہ ملائکہ کے اندر شہوت نہیں ہوتی اسلئے
کہ انکے اندر نفس نہیں ہوتا اور مولانا اونکو مست کہہ رہے ہیں تو یہان مست سے کیا مراد
ہوگا تو بات یہ ہے کہ مستی دو قسم کی ہوتی ہے ایک مستی عقلی اور ایک شہوانی مثلاً ایک مستی اور
۳۸ سرور انسان کو اوسوقت ہوتا ہے جبکہ اوسکو کوئی نئی بات معلوم ہو یا کوئی خوشی ہو یا کوئی خیال
سرور بخش جم جاوے اور ایک شہوانی ہوتی ہے تو ملائکہ مین وہ مستی شہوانی تو نہ تھی ہان یہ
مستی عقلی ضرور تھی کہ وہ اس خیال مین مگن تھے کہ ہم مقرب حق ہین بس اسی مستی کو مولانا بھی
فرما رہے ہین اور یہ اونکی ملکیت کی بھی منافی نہین ہے آگے فرماتے ہیں کہ اوس سرمست
کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ۔

خندق و میدان بہ پیش او یکیست چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے است

یعنی خندق اور میدان اوس کے آگے سب ایک ہوتے ہیں اور کنوان اور خندق اوسکے
آگے عمدہ راستہ ہین مطلب یہ کہ وہ اسقدر مست ہوتا ہے کہ اوسکو مضرات و مہلکات نافع
اور خوشنما معلوم ہوتے ہیں آگے بز کوہی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو جسطرح وہ مست
ہو کر قعر کوہ کو میدان سمجہتا ہے اسی طرح جو مست ہوتے ہیں وہ بھی مہلکات کو نافع خیال
کرتے ہین اور اوسطرف التفات نہیں کرتے ۔

شرح حبیبی

آن بزِ کوہی بران کوہ بلند	بر دود از بہر خوردے بے گزند
تا علف چیند بہ بیند ناگہان	بازیٔ دیگر ز حکم آسمان
بر گُہے دیگر بر اندازد نظر	مادہ بز بیند بر آن کوہ دگر
چشم او تاریک گردد در زمان	بر جہد سرمست زین کہ تا بدان
آنچنان نزدیک بنماید ورا	کہ دویدن گرد با لوعہ سرا ۳۹
آن ہزاران گز دو گز بنمایدش	تا ز مستی میل جستن آیدش
چونکہ بجہد در فتد اندر میان	درمیان ہر دو کوہ بے امان
او ز صیادان بہ کُہ بگریختہ	خود بناہش خون او را ریختہ
شستہ صیادان میان آن دو کوہ	انتظار آن قضائے با شکوہ
باشد اغلب صید این بز ہمچنین	ورنہ چالاکست و چست و خصم بین

رستم ار چه با سر و سبلت بود | دام پاگیرش یقین شہوت بود
ہمچو من از مستی شہوت بہ بر | مستی شہوت بہ بین اندر شتر
باز این مستی و شہوت در جہان | پیش مستی ملک غند مستہان
مستی آن مستی این بشکند | او بشہوت التفاتے کے کند
آب شیرین تا نخوردی آب شور | خوب بود خوش چون درون دیدہ نور
۴۰ قطرۂ از بادہ ہاۓ آسمان | بر کند جان را ز مے وز ساقیان
تا چہ مستیہا بود املاک را | و ز جلالت روحہاۓ پاک را
کہ بہ بوۓ دل بر آن می بستہ اند | خم بادہ این جہان بشکستہ اند
جز مگر آنہا کہ نومیدند و دور | ہمچو کفار نہفتہ در قبور
نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند | خار ہاۓ بے نہایت کشتہ اند

دیکھو ایک پہاڑی بکرا خوراک حاصل کرنے کے لئے بے خطر ایک اونچے پہاڑ پر دوڑتا ہوا جاتا ہے تاکہ وہاں جا کر گھاس چرے لیکن قضاۓ آسمانی کا اوسکو پتہ اور ہی گوشہ نظر آتا ہے

(باقی آئندہ)

النار (وفی کنز العمال (جزء
صفحہ ۲۵۹) بروایۃ الطبرانی
فی الکبیر عن ابن عمر وسہل
بن سعد بعد قولہ وظلمۃ
زیادۃ ماتسمع نفس من
حسن تلک الحجب الازہقت
اھ **ف** فیہ اثبات للحجب
بین العبد وبین ربہ تعالی
وھذا الاطلاق شائع
علی السنۃ الصوفیۃ و
فیہ امتناع لرویۃ اللہ
تعالی فی الحال مطلقا و
فی المآل برفع حجاب الکبریاء
الذی حاصلہ الادراک
بالکنہ۔

الحدیث قلب العبد بین
اصبعین من اصابع الرحمن مسلم
من حدیث عبد اللہ بن عمرو
ف فی الحدیث کون بعض احوال
القلب غیر اختیاری مطلقا و
بعضھا غیر اختیاری بالاختیار

النور کے) النار ہے یعنی ان کا حجاب نار ہو اسی
نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرما دیا) اور کنز العمال
میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد
کے وظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان
ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کو سن لے کہ فوراً
نکل جاوے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے
حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور
لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت
سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا
ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور
فی المآل (یعنی آخرت میں) حجاب کبریا کے مرتفع
ہو جانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہے (دلالت
علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو
جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک
فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)۔

حدیث بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں
سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اسکو
مسلم نے عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے **ف**
اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر
اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار
سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے (اور انگلیوں کے

المستقل

الحدیث الحجر یمین اللہ فی الارض الحاکم وصححہ من حدیث عبداللہ بن عمرو قلت وزاد فی کتاب الحج من حدیث ابن عباس یصافح بہا خلقہ

ف فی الحدیث کون بعض الاشیاء المعظمۃ مظاہر لبعض التجلیات الالٰھیۃ وبناء علی ذلک المظہریۃ سمی الحجر یمینا تجوزا۔ ۱۸

الحدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن احمد من حدیث ابی ھریرۃ فی حدیث قال فیہ واجد نفس ربکم من قبل الیمن ورجالہ ثقات

ف فیہ ما فی ما قبلہ حیث سمی البرکات الخاصۃ لبعض الکمل نفس الرحمٰن بناء علی ذلک التجلی (ونشر ھذہ البرکۃ الفاء)

الحدیث حدیث تسبیح الحصی

معنے کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے)۔

حدیث حجر اسود (گویا) حق تعالےٰ کا دست مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصحیح اسکو عبداللہ بن عمرو کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج میں ابن عباس کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرماوینگے

ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات معظم بعض تجلیات الٰہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور اسی مظہریت کی بناء پر حجر اسود کو دست مبارک مجازاً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون میں نہ کرنا چاہیے)۔

حدیث میں حق تعالےٰ کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں احمد نے ابو ہریرہ رض کی روایت سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں **ف** اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کاملین کی برکات خاصہ کو رحمٰن کا دم مبارک فرمایا اسی تجلی خاص (کی مظہریت) کی بناء پر۔

حدیث سنگریزوں کے تسبیح کی حدیث اسکو

البیہقی فی دلائل النبوۃ من حدیث ابی ذر وقال صالح بن ابی الاخضر لیس بالحافظ والمحفوظ روایۃ رجل من بنی سلیم لم یسم **ف** فیہ اثبات الشعور فی الجمادات وھو من جملۃ المحسوس عند اھل الکشف۔

الحدیث الشرک اخفی فی امتی من دبیب النمل علی الصفا ابو یعلی وابن عدی وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی بکر ولاحمد والطبرانی نحوہ من حدیث ابی موسٰی **ف** فیہ ما یدل علیہ اھل الارشاد سالکی الطریق من التدقیق فی الاعمال الباطنۃ ویعدہ اھل الظاھر غلوا وتشددا۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر کی روایت سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاخضر حافظ نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم الاسم کی روایت ہے **ف** اس میں جمادات کے ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کے ہے۔

حدیث شرک میری امت میں (یعنی بعض میں) صاف چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابو یعلی اور ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعفا میں ابوبکر
19 کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے قریب ابوموسٰی کی روایت سے نقل کیا ہے **ف** اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد سالکان طریق کو جتلاتے رہتے ہیں یعنی اعمال باطنہ میں تدقیق (و کاوش) اور اہل ظاہر اس کو غلو اور تشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے اہل طریق پر انکار کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر تعمق نہیں ہے)۔

کتاب الصلوٰة

الحدیث ان اقرب مایکون العبد الی اللہ ان یکون ساجدا ام من حدیث ابی ھریرۃ فیہ کون حقیقة قرب العابد وراء العلم لان قرب العلمی لا یختص بالعابد وھو القرب الخاص المامور بتحصیلہ۔

کون القرب الخاص وراء القرب العلمی

۲۰ **الحدیث** من صلی رکعتین لم یحدث فیھما نفسہ بشیٔ من الدنیا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ابن ابی شیبة فی المصنف من حدیث صلة بن اشیم مرسلا وھو فی الصحیحین من حدیث عثمان بزیادة فی اولہ دون قولہ بشیٔ من الدنیا وزاد طس الا بخیر فیہ ان حدیث النفس الذی یخل بکمال الصلوٰة ھو ما کان عن قصد واختیار کما ھو

کتاب الصلوٰة

حدیث سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہؓ کی روایت سے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہل عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جسکی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

حدیث جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جنمیں اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشدئے جاتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلہ بن اشیم کی حدیث سے مرسلاً اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت عثمانؓ کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ ہے اور اس میں بشیٔ من الدنیا نہیں ہے۔ اور طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال صلوٰة میں مخل ہے وہ وہ ہے جو قصد واختیار سے ہو۔

اور نہ دوسرے اوسے ولی اور بزرگ سمجھتے ہین لیکن اگر کوئی ان امور کا اہتمام کرے جنکا
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہتمام نہیں فرمایا مثلاً چاشت اشراق صلوۃ الاوابین
وغیرہ کا پابند ہو تو وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ اب مین بزرگ ہوگیا اور دوسرے بھی سمجھتے ہین کہ
اب یہ بزرگ ہوگیا۔ اسی تقریر کے دوران مین حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شارع علیہ السلام
نے احسان کو مطلوب قرار دیا تھا مگر صوفیہ نے بجائے اسکے استغراق کو مقصود بنا لیا۔

حاشیہ حکایت (۳) قولہ صوفیہ سے پہونچا ہے **اقول** مراد وہ لوگ ہیں
جو صرف صوفی ہیں اور علوم دینیہ سے تحقیقاً یا تقلیداً اور اتباع محققین سے عاری ہیں ورنہ
صوفیہ جامعین سے تو بجز نفع دین کو پہونچا ہے چنانچہ قریب ہی آئندہ سطور مین اونکی شان
اصلاح اسی حکایت میں مذکور ہے۔ **قولہ** صحابہ نے عرض کیا **اقول** روی البخاری فی کتاب

التفسیر عن ابن عباس قال اناس کانوا یستحیون ان یتخلوا فیفضوا الی السماء وان یجامعوا

نساءھم فیفضوا الی السماء فنزل ذلک رای قولہ تعالی الا انھم یثنون صدورھم الایۃ
فیھم **قولہ** مگر صوفیہ نے بجائے اوسکے الخ **اقول** وہی صوفیہ غیر محققین مراد ہین (رشت) ۵

(۴) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ
وعظ فرما رہے تھے اثناء وعظ مین ایک شخص اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب ہم نے سنا ہے
کہ تم حرامی ہو آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میان تم نے غلط سنا ہے۔ میرے
ماں باپ کے نکاح کے گواہ بڑھانہ پھلت اور خود دلی مین ہنوز موجود ہین اور یہ فرما کر
پھر وعظ شروع کر دیا۔

حاشیہ حکایت (۴) قولہ نہایت متانت سے جواب دیا **اقول** اس سے
طالب حق کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا شہید رح کی تیزی وغیرہ سب دین کے لئے تھی۔
ورنہ ہیجان نفس کا اس سے بڑھکر اور کون موقع ہو سکتا ہے (رشت)

(۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ مین ملک کی تاجپوشی کا جلسہ ہوا۔ اوس زمانہ
مین مولوی محمد یعقوب صاحب دلی میں تھے اور اکثر غائب رہتے تھے میں نے دریافت
کیا کہ حضرت آپ کہاں غائب رہتے ہین فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ دلی مین جس جس جگہ

تمہارا قدم جائیگا ہم اوس جگہ کو آباد کر دینگے مین اسلئے اکثر شہر اور حوالی شہر مین گشت کیا کرتا ہون تاکہ ویران مقامات آباد ہو جاوین خانصاحب نے فرمایا کہ اوس جلسہ میں مولوی عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی بھی موجود تھے اور مولوی عبدالحق صاحب نے اس مقام کے آباد ہونیکی کیفیت مولوی ناظر حسن سے بیان کی اور کہا کہ جس جگہ اس زمانہ میں دربار ہوا تھا اور جہان جہان مولوی محمد یعقوب صاحب پہرے تھے وہ جگہ اکثر آباد ہو گئی ہے۔

حاشیہ حکایت (۵) قولہ مجھے حکم ہوا ہے اقول یہ شان اقطاب تکوین کی ہوتی ہے بعض مقبولین کو قطبیت ارشادیہ کے ساتھ قطبیت تکوینیہ کا مرتبہ بھی عطا ہوتا ہے اور مولانا کی قطبیت ارشادیہ میں کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا (**شت**)

(۶) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب قدس سرہ چھتّے کی مسجد مین انار کے نیچے بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے اور میں پیچھے کھڑا ہوا تھا آپ مجھسے باتیں کر رہے تھے حکیم عبدالسلام صاحب ملیح آبادی ابن جناب مفتی حسین احمد صاحب (مفتی صاحب حدیث مین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور اچھے شاگردون مین تھے اور شاہ غلام علی صاحب سے مستفیض تھے) حاجی محمد عابد صاحب سے باتیں کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ایک میرے دوست لکھنؤ کے باشندے نعمت مجذوب مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے جب میرا مکہ جانیکا اتفاق ہوا تو واپسی کے وقت انہوں نے بہت شد و مد سے یہ فرمایا کہ تم یہیں رہو۔ ہندوستان مت جاؤ اسواسطے کہ وہاں انقلاب ہو رہا ہے۔ جو غدر سابق سے بڑھکر ہوگا یہ سنکر جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نے چونک کر اور پیچھے کو مڑ کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ وہ کون ہیں اور اونکو ہندوستان سے کیا تعلق ہے ہندوستان ہمارا ہے یا اونکا یہان کچھ نہین ہونیکا رات کو دن کی دن کی اُن کی رات کو دن کی دن کو اُن کی (یہ فقرہ کئی بار فرمایا) بوریا لپیٹ جائیگا جھاڑ و پھر جائیگی کسی قسم کا غدر نہیں ہو گا اسپر حاجی محمد عابد صاحب نے حکیم عبدالسلام سے کہا کہ سُن لو یہ ہمارے مجذوب ہیں۔

حاشیہ حکایت (۶) قولہ وہ کون ہیں اقول یہ بھی اوسی شان قطبیت کی فرع ہے (تشت)

(۷) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرسہ میں اپنی درسگاہ میں پریشان اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے میں اور چند دوسرے اشخاص بھی اسوقت پہونچ گئے۔ مولانا نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اُفّو رات مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی میں نے حق تعالےٰ سے کچھ عرض کیا حضور نے کچھ جواب ارشاد فرمایا میں نے پھر کچھ عرض کیا (جو کہ ظاہر اگستاخی میں داخل تھا) اسکے جواب میں ارشاد ہوا کہ بس چپ رہو بکوبست۔ ایسی گستاخی۔ یہ سنکر میں خاموش ہوگیا اور بہت کچھ استغفار اور معذرت کی بالآخر میرا قصور معاف ہوگیا اوسکے بعد آسمان سے ایک پٹرا یا کھٹولا (یہ مجھے یاد نہیں کہ آپنے کیا فرمایا تھا) اترا جسکی پٹیاں سیروے پائے بان سب الگ الگ تھے میں نے عرض کیا کہ حضور میں سمجھ گیا۔ حضور نے فرمایا ہاں انتہی کلامہ الشریف خانصاحب نے فرمایا یہ وہ زمانہ تھا۔ جس زمانہ میں حضرت مولانا نانوتوی بمرض الموت علیل تھے مولوی فخرالحسن نے اس واقعہ کو حضرت ۷
مولانا کی خدمت میں بیان کیا تو آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور گھبرا کر فرمایا کہ اُفّو مولوی محمد یعقوب نے ایسا کہا توبہ توبہ بھائی یہ انہیں کا کام تھا کیونکہ وہ مجذوب ہیں اگر ہم ایسی گستاخی کرتے تو ہماری تو گردن نپ جاتی۔

حاشیہ حکایت (۷) قولہ کیونکہ وہ مجذوب ہیں اقول بعض مراتب مجذوبیت میں ایسے اقوال داخل ادلال ہوکر عفو فرماوئے جاتے ہیں اور بعض مجاذیب ایسے ہی ہوتے ہیں جن پر جذب کا اثر کسی وقت ہوتا ہے احقر نے خود مولانا سے سُنا ہے کہ ایک بار خط لکھکر میں نے دستخط کرنا چاہا تو اپنا نام بھول گیا بجز جذب اور اسکا سبب کیا ہوسکتا ہے (تشت)

(۸) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی مرادآباد کے مدرسہ شاہی میں مدرس تھے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مولوی محمد یعقوب صاحب ہر سال جاکر امتحان لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دفتر کی چھت پر

جو مکان ہے آپ اوس میں بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی حاضر تھا (میں اوس زمانہ میں چھتاری میں ملازم تھا اور مجھے حضرت سے اور حضرت کو مجھ سے بہت تعلق تھا اسلئے میرا معمول تھا کہ جب مجھے معلوم ہوتا کہ آپ تشریف لانیوالے ہیں تو میں مرادآباد پہونچ جاتا تھا) اسوقت مولانا کچھ بزرگون کا ذکر کر رہے تھے اور جس مجلس میں یہ عاجز ہوتا تھا اکثر مجھی کو مخاطب بنالیا کرتے تھے گو اسوقت مجمع کثیر تھا مگر آپ نے مجھی کو مخاطب بنایا اور فرمایا کہ خواجہ احمد جام مستجاب الدعوات مشہور تھے ایک عورت انکی خدمت میں اپنے ایک نابینا بچے کو لائی اور عرض کیا کہ اپنا ہاتھ اسکے مُنہ پر پھیر دیجئے اور اسکی آنکھیں اچھی کر دیجئے اسوقت آپ پر شان عبدیت غالب تھی اسلئے نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہون اوس نے اصرار کیا مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا غرضکہ تین چار مرتبہ یون ہی رد و بدل ہوئی جب آپ نے دیکھا کہ وہ مانتی ہی نہیں ہے تو آپ وہان سے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ یہ کام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا کہ وہ اندھون
اور مبروصون کو اچھا کرتے تھے میں اس قابل نہیں ہون تھوڑی دُور چلے تھے کہ الہام ۸
ہوا کہ تو کون اور عیسےٰ کون اور موسےٰ کون پیچھے لوٹ اور اسکے منہ پر ہاتھ پھیر تم اچھا کرنے [illegible] عیسیٰ ما می کنیم آپ یہ سنکر لوٹے اور ما می کنیم ما می کنیم فرماتے جاتے تھے اور جاکر اسکے منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ یہ قصہ بیان فرما کر مولانا نے فرمایا کہ احمق لوگ یون سمجھا کرتے ہیں کہ یہ ما می کنیم خود کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا قول نہیں ہوتا بلکہ وہ حق تعالیٰ کا قول ہوتا ہے چنانچہ جب کوئی کسی گویّے سے کوئی عمدہ شعر سنتا ہے تو اوسکو اپنی زبان سے بار بار دہراتا ہے اور مزے لیتا ہے اسی طرح وہ اس الہام کی لذت سے حق تعالےٰ کا ارشاد ما می کنیم بار بار دہراتے تھے۔

حاشیہ حکایت (۸) **قولہ** وہ حق تعالےٰ کا قول ہوتا ہے **اقول** قول منصور حلاج کی سب سے اچھی تاویل یہی ہے اور یہ حکایت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے احقر نے بھی سُنی ہے بس اتنا فرق ہے کہ مجکو اون بزرگ کا نام لینا یاد نہیں اور اول بار جو اس عورت کو جواب دیا اوسکا لہجہ جوش کا یاد ہے وہ یہ کہ میں عیسےٰ ہون جو اندھون کو اچھا کرون اور ما می کنیم کی جگہ ما کنیم یاد ہے (اشرف)

(باقی آئندہ)

اعلان

اسلامی مسافرخانہ واقع ریلوے اسٹیشن مرادآباد

جو عرصہ سے مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے اُسکے اظہار کی اُن حضرات سے تو ضرورت ہی نہیں جو کبھی نہ کبھی اس مسافرخانہ مین آرام پا چکے ہیں۔ کہنا اُن حضرات سے ہی جنھون نے آجتک مسافرخانہ ہذا کو دیکھا اور نہ اسکی خدمات سے مستفیض ہوئے۔ مسافرخانہ ہذا پردیسی مسلمانوں کی راحت اور آسایش کیلئے وقف ہی جسمین مستورات کیلئے بھی کافی انتظام ہی اسوقت تک اس مسافرخانہ سے بغیر کسی معاوضہ کے ہزارون بندگان خدا کو نفع پہنچا ہی اور پہنچ رہا ہی چونکہ اسکی تمام موجودہ عمارت نہایت بوسیدہ اور پست و نشیبی حصہ مین تھی جگہ کی بھی قلت رہتی تھی گورنمنٹ عالیہ نے اسکی توسیع کیلئے ایک کافی زمین جو مسافرخانہ کے آگے واقع ہی بغیر معاوضہ کے عطا کر دی ہی۔ خدا کے بھروسہ پہلی دسمبر ۱۹۲۴ء یوم جمعہ کو اوسکی بنیاد کی تعمیر کی بنیاد ان بزرگوارون کے دست مبارک سے رکھی گئی۔

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب کی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ۔ حضرت مولانا حکیم سید دائم علی صاحب امام و مفتی شہر مرادآباد۔ جناب مولوی حکیم محمد صدیق صاحب نواب پوری۔ خان بہادر جناب قاضی محمد شوکت حسین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔ جناب مفتی محمد شمس الاسلام صاحب رئیس قصبہ کرتپور۔ جناب نواب حزب اللہ خان صاحب رئیس و تحصیلدار رامپور وغیرہم۔

مسافرخانہ ہذا کی تعمیر کا تخمینہ پچاس ہزار روپے کا ہے

ہم عام مسلمانون سے اپیل کرتے ہین

کہ اس کار خیر مین حسب ہمت چندہ عطا فرما دین اور اسکی خدمات کی تکمیل مین حصہ لین جو صاحب اپنی لاگت سے کوئی کمرہ یا دوکان یا اور کوئی جزو مسافرخانہ کا اپنی طرف سے بنوانا چاہیں تو متولیان کے مشورہ سے بنوا سکتے ہین۔ زر چندہ حسب ذیل مقامات میں سے جس جگہ چاہیں بھیجدیں انشاءاللہ العزیز رسید باضابطہ ملیگی اور روپیہ صحیح مصرف پر صرف ہوگا۔

شمس الدین نہال الدین تاجران بساطخانہ بازار چوک مرادآباد

منہاج الدین و تاج الدین تاجران بساطخانہ بازار چوک مرادآباد

حاجی محمد اکبر حافظ عبدالواحد تاجران ظروف بازار شاہی مسجد مرادآباد

حاجی محمد صالح اینڈ کو تاجران ظروف محلہ کٹھی مرادآباد

قابل دید کُتب

علیاحضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی۔ سی۔ آئی۔ وجی۔ سی۔ آئی۔ ای بالقابہا فرمانروائے بھوپال ادام اللہ بالعز والاقبال کی تالیفات۔ نیز دیگر تالیفات مصنفین اہل بھوپال پسندیدہ حضور ممدوحہ۔

نام کتاب	قیمت
سبیل الخیال افادہ خواتین کے متعلق تقاریر کا مجموعہ	عہ۸ر
تربیت الاطفال اسمین بچون کی تربیت کے اُصول کو نہایت فصاحت و عمدگی سے بیان فرمایا ہی۔	۸ر
مدارج الفرقان۔ اسمین قرآن مجید کے متعلق بچوں عورتون اور عام معلومات کیلئے چند ضروری مضامین درج ہیں	۲ر
فرائض النساء۔ اسم بامسمیٰ	عہ۱۲ر
مہذب زندگی۔ اسم بامسمیٰ قابل دید کتاب..	عہر
ہدایات تیمارداری	۲ر
حفظ صحت	۱۳ر
معاشرت	عہ۳ر
معیشت	عہ۱۲ر
اخلاق کی پہلی تا چوتھی ہر چہار جلد......	سے
بچون کی پرورش	عہر
تندرستی	عہر
عفت المسلمات	عہر

نام کتاب	قیمت
افضال رحمانی	۷ر
تہذیب النسوان	عہ۸ر
سلک شہوار	عہ۴ر
جواہر ریزے	۴ر
باغ بانی	عہ۳ر
حصہ دوم	عہ۱ر
ٹمٹنگ یعنی موزہ وغیرہ بننے کی کتاب	عہ۳ر
بیاض گل	۸ر
ہماری رُوح کا گھر	عہر
ذکر مبارک	۵ر
عقد القرآن	۸ر
سلسلہ سلطانیہ ہر چہار جلد........	۱۲ر
ہدایتہ الزوجین	۸ر
سیرت المصطفٰے ﷺ	عہر
مقصد ازدواج	۸ر

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمین مسائل فرعیہ کے دلائل مین جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اونکو یکجا جمع کردیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف [illegible]ھ مین شروع ہوئی۔ اور [illegible]ھ مین اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمے بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہگئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اسطرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے اوسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کردی گئی ہے یہ تقریر عربی میں ہے۔ اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اُردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کردیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اوس سے فائدہ اُٹھاکر بہکانے والون کے شر سے محفوظ رہیں۔ جلدین بہت کم باقی ہیں جلد منگا لیجئے۔ قیمت دو روپیہ چار آنے۔ ([illegible])

رعایت

آخر شوال [illegible]ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے ([illegible]) محصولڈاک علاوہ

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

دوسرا مژدہ

حق تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۴۲ھ سے دلمیں تھی اور اسکی تکمیل کیلئے دل بے اختیار تھا ۱۳۴۳ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہو کر اہل علم کی خدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالے جسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول میں مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ وہ اسکے علاوہ ہے۔ عام شائقین کے نفع کیلئے ان اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ میں لکھدیا گیا ہے تاکہ اردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہو سکیں۔

مشورۂ مفید

اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اسکا نفع تام ہوجاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ نفع عام ہوجاوے۔ اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے۔ اور مدرسین وطلبہ کے لئے حسب مشورۂ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر شوال ۱۳۴۳ھ تک (عہ) علاوہ محصولڈاک ہے (محصولڈاک ۸؎)

المشتہر

(صوفی) عبد القادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

رجسٹرڈ ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باش یا بادی * ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی * پس اتباعاً للنص المزبور * صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۶ | بابت شوال المکرم سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست مہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و ذیل الہدیٰ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفادست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی * بادارۂ محمد عثمان عامی * در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

[illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شوال ۱۳۴۳ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب حاشیہ حکیم الامۃ مولٰنا تھانوی مدظلہم	۳۷

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی بار کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ڈھائی جزسے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیغرض سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۱۲؍ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کیخدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۱۲؍ کا وی۔پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور ۱۴؍ میں وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں۔ یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے اونکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور ان پر سکینہ اور اطمینان نازل ہوتا ہے اور رحمتِ پروردگار اس کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حاضرین خدمت کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں اور جس شخص کے عمل نے اس کے ساتھ دیر کی اس کا نسب اس کے ساتھ جلدی نہیں کریگا (یعنی عالی نسب ہونا بغیر عمل کے کچھ کام نہ آئیگا۔ سادات عظام اور اولاد اولیا و علما کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئے) اس حدیث کو مسلم ابو داؤد و ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص کسی راستہ میں بغرض تحصیل علم چلیگا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کا راستہ سہل فرمادیں گے۔ اور بیشک فرشتے طالبعلم کے واسطے اپنے پر بچھادیتے ہیں اس کے اس عمل سے خوش ہونے کی وجہ سے۔ اور در تحقیق عالم اس کے واسطے مغفرت مانگتے ہیں تمام آسمان والے اور زمین والے یہانتک کہ پانی میں مچھلیاں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر مثل چاند کی فضیلت کے ہے تمام ستاروں پر اور تحقیق علماء انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے روپیہ اشرفی ورثہ نہیں چھوڑا انہوں نے تو علم ہی کا ورثہ چھوڑا ہے پس جس شخص نے اسکو حاصل کرلیا اوس نے بڑا کامل حصہ لیلیا۔ اسکو ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ۴۱

(ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث عاصم بن رجا سے حیوہ سے مشہور ہے اور وہ میرے نزدیک متصل الاسناد نہیں ہے بلکہ یہ روایت عاصم عن داؤد بن جمیل عن کثیر بن قیس عن ابی درداء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مصنف کہتے ہیں اسی سند سے ابو داؤد ابن ماجہ ابن حبان نے صحیح میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے ایک دوسرا اختلاف ہے کہ اوراسی نے کثیر بن قیس عن یزید بن سمرہ روایت کیا ہے۔ اور اوزاعی ہی سے عن عبدالسلام بن سلیم عن یزید بن سمرہ عن کثیر بن قیس بھی بیان کیا ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ثانی میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم سیکھو اس واسطے کہ اس کا اللہ کے واسطے سیکھنا خشیہ

ہے (یعنی خوف خدا علم ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو نیک و بد فرمانبرداری اور نافرمانی جانتا ہی نہیں تو کون سے کام سے ڈریگا۔ اور کون سے سے نہیں ڈریگا) اور اس کا طلب کرنا عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ اور یاد کرنا تسبیح ہے اور اس میں بحث مباحثہ کرنا جہاد ہے۔ اور انجان کو تعلیم کرنا صدقہ ہے اور اس کا اس کے اہل پر خرچ کرنا قربت خدا ہے۔ اس واسطے کہ علم حلال وحرام کے نشان ہیں اور جنت کے راستوں کے منارہ ہیں۔ اور حالت وحشت کا انیس ہے اور مسافرت کا ہمراہی ہے۔ اور تنہائی کا مصاحب ہے۔ اور رہبر ہے راحت و تکلیف کا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے اور تنہائی کی زینت ہے اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کی عزت افزائی فرماتے ہیں امورات خیر میں انکو مقتدا اور امام بنا دیتا ہے کہ لوگ اُن کے قدم بقدم چلتے ہیں اور ان کے کاموں کا اقتدا کیا جاتا ہے۔ اور انہیں کی رائے پر ہر بحث کی انتہا ہوتی ہے۔ فرشتے ان کی دوستی میں رغبت کرتے ہیں اور اپنے پر ملتے ہیں اور ان کے واسطے ہر تر اور خشک چیز اور دریا کی مچھلیاں اور

تمام اس کے کیڑے اور خشکی کے درندے اور چرندے سب مغفرت مانگتے ہیں اسواسطے کہ علم ۴۲

دلوں کے جہل کی موت سے زندگانی ہے اور آنکھوں کا اندھیریوں کا چراغ ہے۔ علم ہی سے بندہ نیکوں کے مراتب اور درجات اعلیٰ کو دنیا اور آخرت میں پہنچتا ہے۔ اس میں غور و فکر کرنا روزوں کے برابر ہوتا ہے اور اس کا درس و تدریس نماز کی برابر ہوتا ہے اوسی کے ساتھ صلہ رحمی کیجاتی ہے اور اسی سے حلال وحرام پہچانا جاتا ہے وہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کا تابع ہے۔ نیک نصیب لوگ اس کا الہام کئے جاتے ہیں اور بد نصیب لوگ محروم رکھے جاتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن عبد البر نے کتاب العلم میں موسیٰ بن محمد بن عطا قرشی کی روایت سے بیان کیا ہے۔ موسیٰ کہتے ہیں ہم سے اس حدیث کو عبدالرحیم بن زید عمی نے بیان کیا اپنے باپ سے انہوں نے حسن سے اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے لیکن صاحب کتاب کہتے ہیں کہ اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔ ہم نے اس حدیث کو مختلف طریقوں سے روایت کیا ہے حضرت معاذ پر موقوف کر کے اور مرفوع تو بہت ہی غریب ہے۔

اور صفوان بن عسال مرادی رضہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں اپنی سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ میں نے جناب سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں علم سیکھنے کو حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا طالب علم کو مرحبا ہے۔ تحقیق طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈہانک لیتے ہیں اور پھر وہ فرشتے اوپر نیچے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک تو بتوآسمان دنیا تک پہونچ جاتے ہیں اسوجہ سے کہ ان کو اس علم سے محبت ہے جو کہ طلب کیا جاتا ہے۔ اس روایت کو احمد و طبرانی نے بسند جید نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ طبرانی کے ہیں۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح الاسناد بھی کہا ہے اور ابن ماجہ میں کچھ مختصر لفظوں کے ساتھ مروی ہے۔ جو آئندہ مفصل آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے علم کو طلب کیا اور پھر اسکو حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دوگونہ اجر لکھتے ہیں اور جس شخص نے علم طلب کیا اور نہ حاصل کرسکا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بھی ایک حصہ اجر لکھتے ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایۃ کیا ہے۔ راوۃ اس کے ثقہ ہیں۔ مگر ان میں کچھ کلام ہے۔ ۴۳

اور حضرت انس رضہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات ایسے اعمال ہیں کہ بندہ کو ان کا اجر بعد مردن قبر میں پہنچا رہتا ہے (۱) جس نے سکھایا علم کو (۲) یا نہر جاری کی (۳) یا کنواں کھدوایا (۴) یا کھجور (یعنی ہر درخت میوہ دار) بوئی (۵) یا مسجد بنائی (۶) یا قرآن کا وارث بنایا (یعنی قرآن شریف کو ورثہ میں چھوڑا) (۷) یا اولاد ایسی چھوڑی کہ جو بعد مردن اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ اس حدیث کو بزار نے اپنی مسند میں اور ابونعیم نے حلیہ میں۔ اور ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بروایۃ قتادہ ضعیف ہے اس کی سند میں محمد بن عبداللہ عرزمی ہے اسکو بیہقی نے ضعیف کہا ہے۔ مگر دیگر احادیث صحیحہ سابقہ ان کی شہادت دیتی ہیں۔ لہذا اصل مضمون حدیث ثابت ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کمانے والے نے

کوئی کمائی مثل فضیلت علم کے نہیں کی ہے اسواسطے کہ وہ علم اپنے صاحب کو طریقہ مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے۔ یا کم از کم ہلاکت سے بچاتا ہے۔ اور کسی کا دین اسوقت تک مستقیم نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے عمل کو درست نکرے (یعنی صاحب علم اگر اپنے اعمال میں بموجب علم ترقی کرتا ہے تب تو ظاہر ہے کہ طریقہ ہدایت کی طرف ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اگر توفیق عمل نہ بھی ہوئی تو کم از کم عقیدہ کو بچاکر کفر و شرک و دیگر بدعات اعتقادیہ سے محفوظ ہو کر ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔) اسکو بلفظہ طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔ اور اسناد اس کی متقارب ہے۔

اور حضرت ابوذر رضہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا اے ابوذر بیشک یہ بات کہ تو صبح کو جائے اور ایک آیۃ قرآن شریف سے سیکھے۔ تیرے واسطے اس سے بہتر ہے کہ تو سو رکعات نماز پڑھے اور یہ کہ تو صبح کو جائے اور ایک باب علم کا تعلیم کرے۔ اس پر عمل کیا جائے یا نہیں تیرے واسطے اس سے بہتر ہے کہ تو ہزار رکعات نماز پڑھے۔ ابن ماجہ نے اسکو بروایۃ حسن بیان کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دنیا ملعون ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے وہ ۴۴
بھی ملعون ہے۔ مگر ذکر خداوندی اور جو اس کے متعلقات میں سے ہو اور عالم اور متعلم (یعنی خدا کی یاد اور جو اس کے مد ہیں اور علما و طلبا صرف ملعون ہونے سے مستثنیٰ ہیں باقی تمام دنیا کو ملعون فرمایا ہے۔) ترمذی ابن ماجہ بیہقی نے اس کو روایۃ کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن کہا ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ اس نے ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمے احکام کو فرائض شرعیہ میں سے سیکھا اور سکھلایا ہو اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔ یعنی ضرور ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔ یہ طلبا و علما کے واسطے اچھی بشارت ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ پس میں کوئی حدیث نہیں بھولا جیسے کہ ان کلمات کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس حدیث کو ابونعیم نے روایۃ کیا ہے اور اسناد حسن ہے۔ اگر حسن کا سماع ابوہریرہ سے ثابت ہو اور حضرت ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ مرد مسلمان علم کو سیکھیں اور پھر اسکو اپنے بھائی مسلمان کو سکھلائے اس حدیث کو بھی ابن ماجہ نے بواسطہ حسن باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رض سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قابل حسد دو شخصوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ایک وہ کہ اللہ تعالی نے اسکو مال عطا فرمایا اور اسکو راہ حق میں خرچ کرنے پر مقرر فرمایا۔ اور ایک وہ شخص کہ اس کو اللہ تعالی نے حکمت یعنی علم عطا فرمایا۔ وہ اس علم کے ساتھ معاملات فیصل کرتا ہے۔ اور ان کو تعلیم کرتا ہے۔ اسکو بخاری ومسلم نے روایۃ کیا۔ حسد دو معنوں میں مستعمل ہے ایک صاحب نعمت کی نعمت کے زوال کی آرزو کرنا یہ شرعاً حرام ہے۔ دوسرے معنے غبطہ بھی مستعمل ہوتا ہے اور وہ صاحب مرتبہ کے مثل ہونے کی آرزو کرنا بدون تمنائے زوال نعمتہ۔ اور اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ حدیث میں یہی مراد ہے۔

اور حضرت ابوموسی اشعری رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس علم و ہدایۃ کے ساتھ مجکو اللہ تعالی نے بھیجا ہے اس کی مثال ایک بارش کی سی ہے ۴۵
جو کہ ایک زمین کو پہونچی ہو اس زمین کا بعض حصہ عمدہ ہے کہ قبول کر لیا اسنے پانی کو اور خوب چارہ اور گھاس پیدا کی اور اس میں سے ایک حصہ نشیب میں تھا کہ اسنے پانی کو جمع کر لیا۔ کہ اس سے اللہ تعالی نے لوگوں کو نفع پہونچایا اس میں سے پیا بھی اور آب پاشی کی اور وہی بارش ایک ایسے حصہ کو پہونچی کہ وہ کلر میدان تھا کہ نہ پانی کو روکتا ہے اور نہ گھاس کو اگاتا ہے پس یہی مثل ہے اس شخص کی کہ جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور اسکو اس علم نے نفع پہونچایا کہ جس کے ساتھ مجھکو خدا نے مبعوث کیا۔ اور اس نے سیکھا اور سکھایا اور یہ مثال اس شخص کی ہے کہ جس نے اس علم کی طرف توجہ نکی اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ اس حدیث میں زمین کی تین قسمیں مذکور ہیں۔ اول وثانی مثال ہیں عالم صادق الایمان کی۔ کیونکہ عالم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ کہ جو اپنے علم سے صرف اپنی ہی اصلاح کرے اور عامتہ الناس کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور ایک وہ کہ جو اپنے علم سے خود بھی نفع اٹھائے اور لوگوں کو بھی نفع پہنچائے

اور تیسری مثال ہے اس عالم منافق کی کہ جو علم حاصل کر کے نہ اپنی اصلاح کرے اور نہ کسی دوسرے کو نفع پہونچائے) اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان اعمال وحسنات میں سے کہ جو انسان کو اسکے مرنے کے بعد ملتے ہیں۔ ایک علم ہے کہ جسکو سیکھا اور اس کی نشر واشاعت کی اور ایک اولاد صالح ہے کہ اسکو چھوڑا یا ایک قرآن شریف ہے کہ جسکو ورثہ میں چھوڑا یا ایک مسجد ہے جسکو تعمیر کیا یا ایک گھر ہے جو مسافروں کے واسطے بنایا یا ایک نہر ہے کہ اسکو جاری کیا یا ایک علاقہ ہے کہ اسکو اپنے مال میں سے زمانہ صحت وحیاۃ میں نکالا ہے۔ کہ اسکو بعد موت ملتا ہے اسکو ابن ماجہ نے باسناد حسن اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسکے مثل بیان کیا ہے۔ مگر مصحف کو نہیں ذکر کیا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ابن آدم جب مرجاتا ہے تو تمام عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین عمل ایک صدقہ جاریہ دوسرے علم کہ اس سے نفع اٹھایا جائے تیسرے اولاد صالح کہ اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتی رہے (یہ تینوں ایسی اشیا ہیں کہ ان سے نفع بعد مرگ بھی پہونچتا ہے) اس روایتہ کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ۴۰

اور ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ بہترین اشیائے متروکہ بعد الوفاۃ تین چیزیں ہیں ایک نیک اولاد کہ جو اسکے واسطے دعا کرتی رہے۔ اور ایک صدقہ جاریہ ہے کہ اس کا اجر پہونچتا رہے اور ایک علم ہے کہ جس پر اس کے بعد عمل ہوتا رہے۔ اسکو ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امتہ کے علما دو قسم کے ہیں ایک تو وہ کہ جنکو خدا نے علم دیا اور اس نے اس علم کو عام لوگوں پر صرف کیا اور اس کو حطام دنیا کے بدلہ میں نہ بیچا یہ ایک ایسا شخص ہے کہ جس کے واسطے دریا کی مچھلیاں اور جنگل کے جانور اور آسمان کے نیچے کے پرند دعائے مغفرت

کرتے ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے کہ خدا نے اسکو علم عطا فرمایا اس نے اس علم پر عام لوگوں سے بخل کیا۔ اور اس پر لالچ اختیار کی اور اس کو حکام دنیا کے ساتھ فروخت کیا۔ پس ایسا شخص بروز قیامت آگ کی لگام منہ میں پہنایا جائے گا اور ایک پکارنے والا منادی کریگا کہ یہ وہی شخص ہے جسکو خدا نے علم عطا فرمایا تھا پھر اللہ کے بندوں سے اس کے ساتھ بخل کیا اور لالچ کو اختیار کیا اور حطام دنیا کے بدلے میں فروخت کیا اور اسی طرح عذاب ہوتا رہیگا یہانتک کہ حساب سے فارغ ہو۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن خداش ہیں کہ جن کی توثیق ابن حبان کی ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس علم کو تم چپٹ جاؤ قبل اس کے قبض کئے جانے کے اور اس کا قبض کیا جانا یہ ہے کہ یہ دونوں اٹھ جاویں اور آپ نے انگشت شہادت اور وسطی کو جمع کرکے اشارہ کیا (غرض اس سے عالم و متعلم دونوں ہیں واللہ اعلم بالصواب) پھر فرمایا کہ عالم اور طالب علم دونوں خیر میں شریک ہیں اور باقی تمام لوگوں میں خیر نہیں ہے۔ ابن ماجہ نے اس روایۃ ۷۷ کو بطریق علی بن یزید عن القاسم بیان کیا ہے (یہ مضمون حدیث مقارب ہے۔ اس حدیث کے الدنیا ملعونۃ و ما فیہا الخ یعنی دنیا اور تمام متعلقات دنیا ملعون ہیں الخ یہ دونوں حدیثیں مقتبس ہیں آیۃ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ سے اور لاخیر یعنی عدم خیریت سے مراد خارج از مقصود ہونا ہے۔ اور ایسے ہی مَلْعُوْنٌ یہاں پر بعید از مقصود ہے اور بُعدیۃ از مقصود مستلزم ہے بعد رحمت الٰہی کو کیونکہ مقصود اصلی قرب رحمت الٰہی ہے)

اور حضرت انس بن مالک رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین میں علما کی ہستی مثل ستاروں کے ہے کہ بحر و بر کی تاریکیوں میں انہی سے نور ہدایۃ حاصل کیا جاتا ہے۔ پس جبکہ ستارے مٹ جائیں تو قریب ہے کہ رہبر بھی راستہ بھول جائیں۔ امام احمد نے اس روایۃ کو بواسطہ ابی حفص صاحب انس کے روایت کیا۔ اور حافظ منذری فرماتے ہیں کہ میں ان کو نہیں پہچانتا اور سند میں شدین

ناہی ہیں۔

اور سہل بن معاذ بن انس رضہ نے اپنے والد سے روایۃ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے علم کو تعلیم کیا اس کے واسطے تمام عمل کرنے والوں کا اجر ہوگا اس طرح پر کہ اجر عاملین سے کوئی جزو کم نہیں کیا جائیگا۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے روایۃ کیا ہے۔ سہل بن معاذ میں کچھ مقال ہے جو عنقریب آتی ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں دو شخصوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور ایک عالم تھا۔ پس آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ فضیلت عالم کی عابد پر ایسے ہی ہے جیسے کہ میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ مسلمان پر۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتے باشندگان زمین و آسمان حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں نیک علم لوگوں کو تعلیم کرنے والے پر درودیں بھیجتے ہیں یعنی دعائیں پڑھتے ہیں اسکی ترمذی نے تحسین وتصحیح کی ہے۔ اور بزار نے اس حدیث کو مختصراً حضرت عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے۔ ۴۸

اور ثعلبہ بن الحکم شیھی رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ جس وقت بروز محشر بندوں کے انصاف کے واسطے اپنی کرسی پر تشریف فرما ہونگے تو علما کو ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے اپنے علم وحلم کو تمہارے اندر اس ارادے سے رکھا تھا کہ تمہاری مغفرت کروں تم جس حالت پر بھی ہو اور پروا نکروں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور رواۃ اس کے ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں امام منذری نے ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ رب العزت کے اس فرمان والا شان پر غور کرو کہ "میرا علم اور میری بردباری" اس علم وبردباری کا اپنی طرف مضاف کرنا مظہر ہے کہ اس علم سے زمانہ حال کے اکثر علما کا علم جو کہ عمل اور اخلاص سے خالی ہے وہ مراد نہیں ف ثانیہ عالم باعمل ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنی معلومات کے ہر جزو کل پر عامل ہو۔ بلکہ ضرورت یہ ہے کہ ضروریات دین کا عامل ہو۔ محرمات دین سے مجتنب ہو۔ اگرچہ نوافل ومستحبات کو بعذر بالنقلۃ ترک بھی کر دیتا ہو۔

باقی آئندہ

(۹) پس سمجھ لینا چاہیئے کہ الوداع کا خطبہ شرع سے بالکل ثابت نہیں۔ اور اسکے پڑھنے میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ پس اُس کو ضرور چھوڑ دینا چاہیئے۔ رہی یہ بات کہ لوگ اس بہانہ سے آجاتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوگا تو لوگ نماز میں آنا چھوڑ دیں گے۔ سو سمجھ لینا چاہیئے کہ جو لوگ خدا کے لئے نماز پڑھتے ہیں وہ تو ہر حالت میں آویں گے خطبہ وداع پڑھا جاوے یا کوئی دوسرا خطبہ اور جو لوگ صرف رسم کی پابندی کی وجہ سے آتے ہیں اگر اُن خطبہ کے چھوڑنے کی وجہ سے نہ بھی آویں تو نہ آویں ہم اُن کے بلانے کے لئے کیوں ایک بدعت بڑھائیں۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اگر وعظ میں تم بیوہ عورتوں کے نکاح کا ذکر نہ کرو تو میں بھی سننے آؤں میں نے کہا تو آج ضرور ہے بیان کروں گا تمہارا جی چاہے آؤ جی چاہے نہ آؤ۔ دین کسی کے آنے کا محتاج نہیں ہے۔ حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں جبلہ بن ایہم غسانی جو کہ ایک بادشاہ تھا مسلمان ہوا حج کے زمانہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ دوسرا ایک غریب آدمی بھی ساتھ ساتھ طواف کر رہا تھا اتفاق کی بات کہ اُس غریب آدمی کے پیر کے نیچے اُسکی ازار کا کنارہ دب گیا جبلہ جب آگے بڑھا تو اُس کی لنگی کھل گئی اور ننگا رہ گیا۔ چونکہ اپنے کو وہ بڑا آدمی سمجھتا تھا اور یہ دوسرا شخص نہایت غریب آدمی تھا اس وجہ سے اُس کو بہت غصہ آیا اور اُس نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ اُس بیچارہ کا دانت ٹوٹ گیا وہ اسی حالت میں حضرت عمر کی خدمت میں پہنچا۔ اور عرض کیا کہ امیرالمؤمنین جبلہ نے میرا دانت توڑ دیا حضرت نے فرمایا کہ جبلہ کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ صاحبو غور کیجئے یہ امتحان کی جگہ ہے کہ ایک بادشاہ کو ایک غریب آدمی کے معاملہ میں پکڑ کر بلایا جاتا ہے۔ خیر جبلہ کو لایا گیا حضرت عمر نے پورا واقعہ دریافت کر کے اس غریب سے فرمایا کہ جبلہ سے اپنا بدلا لے لو۔ جبلہ نے جب یہ سُنا تو بہت غصہ سے کہا کہ امیرالمؤمنین اے مسلمانوں کے سردار مجھکو اور ایک معمولی بازاری غریب آدمی کو کس چیز نے برابر کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسلام نے کیونکہ اسمیں تو امیر اور غریب سب برابر ہیں۔ تم نے اُس کا دانت توڑا تھا دانت بھی ضرور توڑا جاوے گا۔ دیکھئے اس کا نام ہے دینی بھائی ہونا۔ ایک آج وقت ہے کہ امیروں اور رئیسوں کی دنیا ہی اس دنیا سے جُدا اور نرالی ہے وہ غریبوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ لیکن اس گئے گذرے وقت میں بھی اگر اس کا کچھ اثر باقی ہے تو اللہ والوں میں ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے کہ ایک مرتبہ اُن کے ہاں ایک بڑے عہدہ دار شخص مہمان آئے جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت نے

اپنے ساتھ اُن کو بٹھایا اور چونکہ وہ بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے اس لئے دوسرے غریب مہمان اُن کے لحاظ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ صاحبو آپ لوگ پیچھے کیوں ہٹ گئے کیا اس وجہ سے ہٹ گئے کہ ایک عہدہ دار جو میرے ساتھ بیٹھا ہے خوب سمجھ لیجئے کہ آپ لوگ میرے عزیز ہیں میرے دل میں جتنی تمہاری عزت ہے ان کی ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے سب غریب طالب علموں کو بھی ساتھ بٹھا کر کھلایا شاید اس سے کسی کو یہ شبہ ہو کہ مولانا نے اپنی شان جتلانے کو ایسا کہدیا ہوگا خوب سمجھ لینا چاہئے کہ وہاں شان اور بڑائی کا نام بھی نہ تھا۔ جن لوگوں نے مولانا کو دیکھا ہے وہ تو خوب جانتے ہیں مگر جن لوگوں نے نہیں دیکھا اُن کے لئے ایک قصہ بیان کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ وہاں بڑائی نام کو بھی نہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا حدیث شریف پڑھا رہے تھے بادل ہو رہا تھا کہ یکایک ہی بوندیں پڑنے لگیں جتنے بھی طالب علم پڑھ رہے تھے سب کتابیں لیکر بھاگے تاکہ کتابیں خراب نہ ہوجاویں اور سہ دری میں جاکر ٹھیرے اور کتابیں رکھکر جوتے اٹھانے چلے صحن کی طرف جو منہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا سب کے جوتے سمیٹ کر اکٹھے کر رہے ہیں۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ حضرت مولانا اپنے کو کچھ بھی بڑا نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ اُن کو صرف دین کی محبت ہی تھی جس سے غریبوں کو امیروں سے کچھ کم نہیں سمجھا۔ یہی لوگ ہیں جن کی برکت سے دنیا کے کام چل رہے ہیں جس دن یہ حضرات نہ رہیں گے قیامت آجاوے گی۔ غرض یہ تو حضرت کا امتحان تھا جس میں وہ پورے اترے آگے جلبہ کا امتحان ہے کہ دیکھیں کیا سمجھکر ایمان لایا ہے دنیا کی عزت کے لئے ایمان لایا ہے کہ مسلمانوں کی عزت تو بڑھتی چلی جاتی ہے لاؤ ہم بھی مسلمان ہوجاویں تو ہم کو بھی عزت ملیگی۔ یا صرف خدا کو راضی کرنے اور ثواب جنت ہی کے لئے ایمان لایا ہے۔ ایسے ہی بعض لوگ بزرگوں سے بھی اسی غرض سے ملتے ہیں کہ لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں اُن کو بڑا سمجھتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ رہیں گے تو ہماری بھی عزت ہوگی۔ اکثر لوگ ایسے ہی بزرگوں سے چھانٹ چھانٹ کر مرید ہوتے ہیں کوئی جولاہے تیلی سے مرید نہیں ہوتا گو وہ کتنا ہی بزرگ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کو صرف دعوے ہی دعوے ہیں نہ تو سچی طلب ہی ہے اور نہ محبت۔ جہاں دیکھا کہ دنیا کی غرضیں پوری ہوتی ہیں اُس طرف چار قدم بڑھاتے اور اگر دیکھا کہ یہاں تو دنیا کی غرض پوری ہونیکی کچھ صورت نہیں تو پاس بھی نہ پھٹکے ایسے ہی لوگ تو امتحان کے وقت ادھورے اترتے ہیں پس جلبہ

کا امتحان ہوا اور وہ اُسمیں پورا نہ اُترا یعنی اُس نے کہا کہ اچھا مجھے ایک دن کی مہلت دیدی جاوے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس کا تم نے قصور کیا ہے اگر یہ مہلت دیدے تو مل سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اُس شخص سے پوچھا گیا کہ تم مہلت دیتے ہو وہ بیچارہ اس قدر نیک دل تھا کہ اُس نے فوراً مہلت دیدی جبلہ موقع پاکر رات کو اُٹھ بھاگا اور رومیوں سے جا ملا اور پھر عیسائی ہو گیا۔ دیکھئے اسکو دین کی بھی طلب اور محبت نہ تھی کہ ذراسی ذلت کے خوف سے دین چھوڑ دیا جس کا نتیجہ ہمیشہ کی ذلت ہے اُدھر حضرت عمرؓ کو دیکھئے کہ ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ یہ امیر ہے اور دوسرا غریب اِدھر اُسکو دیکھئے کہ نہ اسی تکلیف بھی اپنے نفس پر گوارا نہ کر سکا۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں کہ شرع کی پابندی بھی صرف دنیا ہی کے نفع کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے سچے بندے ہیں اُن کی یہ حالت ہے کہ اُن پر کچھ بھی گذر جاوے مگر وہ حق کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ دیکھئے جو لوگ کیمیا کی تلاش کرتے ہیں وہ ساری عمر اسی میں کھپا دیتے ہیں۔ اور ہمیشہ ایک ماؤ کی کسر رہتی ہے۔ لیکن آپ نے کسی کیمیا کے طلب گار کو نہ دیکھا ہوگا کہ وہ اس سے گھبرا گیا ہوگا اور کیمیا کی فکر چھوڑ دی ہو تو پھر کیا خدا کا طلبگار کیمیا کے طلبگار کے بھی برابر نہ ہو خوب سمجھ لو کہ جو اکتا گیا وہ طلبگار رہا ہی نہیں۔ طلب کی صورت کو طلب نہیں کہہ سکتے جیسے آدمی کی صورت کو آدمی نہیں کہہ سکتے۔

(۲۰) پس جو لوگ الوداع کا خطبہ نہ ہونے سے نہ آویں اُن کے نہ آنے کی کچھ بھی پرواہ نہ کی جاوے اور ایسی وہمی مصلحتوں سے بدعتوں کی اجازت نہ دی جاوے گی۔ البتہ شعبان کے آخری جمعہ کا خطبہ بیشک سنت ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ پڑھا جس میں کا یہ ایک ٹکڑہ ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ کی برکتیں اور خوبیاں بیان فرماتے ہیں کہ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ گناہوں کی معافی ہے اور آخری حصہ آگ سے چھٹکارا ہے تو سمجھنا چاہئیے کہ یہ جو فرمایا گیا کہ اس کا اول حصہ رحمت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ رحمت تو مہربانی کا نام ہے چونکہ رمضان کے اول حصہ میں اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے کی ہمت زیادہ کر دیتے ہیں اور ہمت ایسی چیز ہے کہ بے اُس کے کچھ کام نہیں چلتا۔ اس وجہ سے فرمایا کہ اس کا اول حصہ رحمت ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کیا مہربانی ہوگی کہ نیک کاموں کی ہمت تم کو پہلے سے بہت زیادہ نصیب ہوگئی۔ اور یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئیے کہ یہ جو بعض آدمیوں کو تھوڑے سے

نیک کاموں پر ناز ہو جاتا ہے یہ بہت کم عقلی کی بات ہے کیونکہ انسان کو اگر اُن کی طرف سے ہمت
نہ ملے تو کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ بس یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہے کہ ہم کو نیک کاموں کی ہمت
دیتے ہیں، اسکو اپنا کمال کوئی نہ سمجھے۔ جبتک دل میں کچھ ہمت نہیں ہوتی آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا
اور یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے آخر کیا وجہ تھی کہ ابوجہل جو کہ نہایت سمجھدار سمجھا جاتا تھا اور
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا رشتہ میں چچا بھی ہوتا تھا اُس کو حضورؐ نے ایمان لانے کے لئے
بہت کچھ سمجھایا لیکن اُسکو کلمہ پڑھنا نصیب نہ ہوا اور حضرت بلالؓ کو دیکھئے کہ حبشہ کے رہنے
والے تھے اور نہ کچھ ایسے زیادہ عقلمند سمجھے جاتے تھے اور نہ کبھی اس سے پہلے حضورؐ کی صحبت
اُن کو نصیب ہوئی تھی کیونکہ مدینہ میں آتے ہی ایک کافر کے پھندے میں پھنس گئے اور پھر خود
آزاد بھی نہ تھے جس سے کچھ دین کی باتیں پوچھنے کا موقع ملتا اور پھر تکلیف کا یہ عالم تھا کہ پتھر
تپتا ہوا سینہ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ کی یہ حالت تھی کہ
زبان سے یہی کلمہ نکلتا تھا احد احد یعنی اللہ ایک ہے دیکھا آپ نے کہ ایک کو تو کلمہ پڑھنا بھی نصیب نہ ہو
حالانکہ دولت اور راحت اور سمجھ بوجھ سب کچھ تھی اور دوسرے کو تکلیفوں پہ تکلیفیں پہنچیں اور پھر ۱۲
اللہ ہی کا نام زبان سے نکلتا تھا آخر اسکی وجہ کیا تھی۔ بس یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو ہمت
نہیں دی تھی اور حضرت بلالؓ کو دی تھی۔ حقیقت میں جب تک اُدھر سے مدد نہ ہو کچھ بھی نہیں
ہو سکتا۔ پھر یہ کہنا کہ میں ایسا ہوں ویسا ہوں بڑی بیوقوفی کی بات ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے
کہ وہ چلے جا رہے تھے بادشاہ کے مکان کے نیچے سے ہو کر گذرے بادشاہ نے اُن کو اپنے پاس
ملنے کے لئے بلایا انہوں نے کہا کہ کیونکر آؤں دروازہ تو بڑی دور ہے اور پھر وہاں پر چوکی پہرہ بادشاہ نے
کمند لٹکا دی یہ اُس کے سہارے سے اوپر پہنچ گئے جب یہ وہاں پہونچے تو باتیں شروع ہوئیں باتوں
باتوں میں بادشاہ نے پوچھا کہ آپ خدا تعالیٰ تک کیونکر پہونچے انہوں نے کہا جیسے آپ تک میں
پہونچا کہ آپ نے کمند ڈال کر مجھکو اپنے پاس کھینچ لیا اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی محبت کی کمند
ڈال کر مجھے کھینچ لیا واقعی سچ کہا جب وہی کھینچتے ہیں تب کوئی پہونچتا ہے۔

(۱۱) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قربان جائیے کہ آپ فرماتے ہیں یوں دعا نہ مانگو کہ اے خدا
اگر آپ چاہیں تو ہم پر رحم کیجئے یعنی دعا اس طرح نہ مانگو کہ اے خدا ہم پر رحم کیجئے اور یوں کہنا کہ اگر آپ

چاہیں تو رحم کیجئے ٹھیک نہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی زبردستی کرنے والا تو ہے ہی نہیں تو پھر اس کہنے کی حاجت ہی کیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ایسا کیجئے کیونکہ اس کے تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ شاید ویسے آپ پر میرے مانگنے سے دباؤ پڑتا اور اس دباؤ سے آپ میری حاجت پوری کر دیتے سو میں آپ پر دباؤ نہیں ڈالتا بلکہ اگر آپ کا دل چاہے تو میرے اوپر رحم کر دیجئے ورنہ نہیں کیونکہ مجھے آپ پر دباؤ ڈالنا منظور نہیں۔ سو یہ تو بڑی بھاری بے ادبی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سمجھ رہا ہے کہ میرے کہنے سے اُن پر دباؤ پڑے گا۔ بھلے آدمی وہاں دباؤ کا کیا کام تم دس ہزار دفعہ مانگو اور دعا کرو اگر وہ چاہیں گے تو قبول کر لیں گے اور اگر نہ چاہیں گے تو نہ قبول کریں گے اُن پر زبردستی ہی کس کی ہے پھر ناحق تم کیوں قید لگاتے ہو کہ اگر آپ چاہیں تو رحم کیجئے۔ تم تو یہی کہو کہ اے اللہ رحم کیجئے آپ کو اختیار ہے کریں یا نہ کریں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے بھی عقلمند جمع ہو کر سوچتے تو یہ بات کبھی بھی نہ سمجھ سکتے جو حضرتؐ نے سمجھدی۔ اور جب اللہ تعالیٰ مجبوری سے بالکل پاک ہیں تو اگر تم کو روزہ رکھنے اور تراویح اور قرآن پڑھنے کی ہمت نہ دیتے تو تم کیا کر سکتے تھے اسی لئے فرمایا کہ رمضان کا اول حصہ رحمت ہے کیونکہ روزہ رکھنے اور تراویح اور قرآن پڑھنے کی ۱۴
ہمت دیدینا بہت بڑی مہربانی ہے تو جب رمضان کے اول حصہ میں نیکیوں کی ہمت ملی اور نیک کام کرنے شروع کئے تو گناہ بھی معاف ہو گئے تو درمیانی حصہ رمضان کا گناہوں کی معافی ہوتی اسی کو حضرتؐ فرماتے ہیں کہ رمضان کا درمیانی حصہ بخشش ہے اور ظاہر ہے کہ گناہوں کے معاف ہونے سے آدمی دوزخ سے بھی بچ جاتا ہے اسی کو فرماتے ہیں کہ رمضان کا اخیر حصہ دوزخ سے آزادی ہے غرض آج کا دن جو کہ رمضان کے اخیر دنوں میں سے ہے اسی خوشی کا دن ہے۔ پس ہم کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے ہم کو دوزخ سے نجات بخشی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ حضورؐ نے اول رحمت اور گناہوں کی معافی کو بیان فرمایا ہے پھر اس کے بعد دوزخ سے نجات پانے کو تو پس ہر شخص اپنی حالت کو دیکھ لے اور سوچ لے کہ اس نے رحمت اور گناہوں کے بخشے جانے کے کام بھی کئے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ دوزخ سے نجات تو جب ہو گی جبکہ اول ایسے کام کر لے جن سے خدا کی رحمت میں داخل ہو جاوے اور اس کے گناہ بخشدیئے جاویں مگر یہاں کوئی تراویح اور روزہ کی نقل اُتار کر اسکی ظاہری صورت سے یہ نہ سمجھ لے کہ ہم نے تو رحمت اور بخشش کے کام کر لئے ہیں کیونکہ

ہر کام کی خوبی اُسی وقت میسر آسکتی ہے جبکہ اُن کو اُن کے طریقہ سے کیا جاوے۔ حدیث شریف میں روزہ کی بابت آیا ہے کہ جو شخص جھوٹ فریب اور اسپر عملدرآمد کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اُسکے کھانے پینے چھوڑ دینے کی بھی کچھ حاجت نہیں یعنی ایسا روزہ اُن کے یہاں قبول نہیں ہوتا جس میں حرام چیزوں سے آدمی پرہیز نہ کرے۔ اب ہر شخص خود دیکھ لے کہ اُس نے آج تک دن کیونکر گذارکر نمازیں پڑھیں یا نہیں پڑھیں اور پڑھیں تو اُنکو ڈھنگ سے بھی پڑھا یا نہیں۔ دن میں ہماری کیا حالت رہی رات کو ہم نے کیا کام کئے کسی بُری جگہ تو نگاہ نہیں ڈالی کسی کی غیبت تو نہیں کی۔ جھوٹ تو نہیں بولا پس اگر کسی شخص نے ہمت کی اور وہ سب گناہوں سے بچا رہا اور جتنے نیک کام تھے سب کو ڈھنگ سے کیا تو آج اُس کے لئے بڑی خوشی کا دن ہے اور جس نے ہمت سے کام نہیں لیا اُسے آج افسوس کرنا چاہیئے۔ لیکن ہاں جن لوگوں نے آج تک کچھ نہیں کیا ہے تو اُن کو بھی نا اُمیدی سے ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہنا چاہیئے۔ بلکہ ابھی تھوڑا بہت وقت باقی ہے اُسمیں ہی جو کچھ بن سکے کر لینا چاہیئے۔ خدا نے چاہا تو اُسکو بھی دوزخ سے نجات نصیب ہو گی۔ وہ ایسا دربار ہے کہ وہاں ہر وقت رحمت کا دروازہ کھلا رہتا ہے کسی کو آنے کی روک ٹوک نہیں۔ اسی طرح وہاں کسی کے آنے نہ آنے کی پروا بھی ۱۴
نہیں جس کا جی چاہے جب چاہے چلا آوے اور جس حالت میں چاہے چلا آوے۔ اور جب وہاں ہر حالت میں آنے کی اجازت ہے تو اس سے آپ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ بعض لوگ جب کسی ہندو یا عیسائی کو مسلمان کرتے ہیں تو اس کو اول نہلاتے ہیں جب کہیں مسلمان کرتے ہیں سو یہ مناسب نہیں۔ جو مسلمان ہونے کے لئے نہانے کی ضرورت ہے نہ وضو کی بلکہ اگر استنجا بھی نہ کیا ہو تو اس سے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرو پہلے مسلمان کر لو اور اُسکے بعد نہلاؤ دھلاؤ اور ایک یہ بات بھی تو ہے کہ کسی کو کیا خبر ہے کہ چار منٹ کے بعد زندہ رہیگا یا ختم ہو چکے گا۔ پس مسلمان کرنے میں ذرا دیر نہ کرو بعض لوگ تو یہاں تک غضب کرتے ہیں کہ مسلمان کرنے کے بعد مسہل دینے کی رائے دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پاک ہونے کے لئے اگر یہ ضروری ہے کہ کفر کے زمانہ کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہے تو پھر فصد بھی لینا چاہیئے بلکہ گوشت پوست بھی نیا ہونا چاہیئے۔ غرض کہ سب بیہودہ جھگڑے لگا رکھے ہیں اُس دربار میں جس کا جی چاہے جب چاہے چلا آوے اور جس حالت میں چاہے چلا آوے [illegible] کیا آج کوئی بادشاہ ہے کہ وہ ناپاکوں کو اپنے دربار میں آنے سے نہ روکے خلاصہ یہ کہ ب

نہ تو کوئی آگے کو ٹوکتا ہے اور نہ جاتے کو روکتا ہے جس کا دل چاہے چلا آوے جس کا دل چاہے چلا جاوے۔ کسی کو اس طرح سر نہیں چڑھایا گیا کہ وہ ذرا بھی ناز کر سکے۔ پس جب یہ حالت ہے تو ہم لوگوں کو ناامید نہ ہونا چاہیئے شاید کبھی کوئی یہ سمجھ لے کہ اب تو سارا رمضان گذر چکا ہے۔ اتنے تھوڑے دن عبادت کرنے سے کیسے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ آج اٹھائیسواں روزہ ہے ابھی ایک دو دن باقی ہیں شریعت کے وعدہ پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر آپ چاہیں گے اور کوشش کرینگے تو آج ہی بخشش ہو جاوے گی اور دو دن ہی میں تمہارا کام ہو جاوے گا۔ تم اگر گناہوں کی پوٹ لیکر بھی پہونچ جاؤ گے تب بھی اُدھر کے ایک چھینٹے میں سب ڈہل جاوینگے۔ دیکھئے اگر ساری دُنیا بھی برف سے پٹ جاوے تو سورج کے نکلتے ہی سب پانی ہو کر بہ جاوے گی اسی طرح اگر سارا عالم بھی گناہ سے بھر جاوے تو ادھر کی ایک نگاہ بس ہے۔ خیر مطلب یہ ہے کہ دو دن جو باقی رہ گئے ہیں ان میں تو اپنی کچھ فکر کر لینی چاہیئے۔ پھر بعد رمضان کے تو دنیا میں کھپ جاؤ گے اور بالکل بے فکر ہو جاؤ گے۔ لیکن اگر اُن کی رحمت پر نظر کریں تو ایکدم بھی اُدھر سے غفلت نہ کریں اور بے فکر نہ ہوں۔ کیونکہ خدا جانے کس وقت مہربانی سے ہمپر توجہ کریں پھر اگر اس وقت ہم اُن سے بے فکر ہوئے اور دُنیا میں ہمارا خیال ہو تو کیسی خرابی کی بات ہوگی اُسوقت ۱۵
افسوس کر کے کہو گے کہ بڑی خوش قسمتی سے تو موقع ملا تھا پھر وہ ہماری غلطی سے ہاتھ سے جاتا رہا یہاں وہاں تو جس کا کام بھی بنا ہے ایک ہی لمحہ میں بن گیا ہے۔ اُنکی ایک ہی لمحہ کی مہربانی ہمارے لئے بہت ہے مگر بہت دن اس لئے لگے رہتے ہیں کہ ہمیں خبر نہیں کہ کس لمحہ میں ہمپر وہ مہربانی کی نگاہ پڑے گی۔

(۱۲۱) شاہ بھیک صاحب اور شاہ ابوالمعالی صاحب کا قصہ ہے کہ شاہ ابوالمعالی صاحب کسی بات پر شاہ بھیک صاحب سے خفا ہو گئے اور اُنہیں علحدہ کر دیا یہ جنگلوں میں روتے پھرتے تھے۔ برسات آئی حضرت کا مکان گر پڑا بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ ایک تو آدمی تھا وہ یہ سب کام کر لیتا آپ نے اُسی کو نکالدیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے ہی تو نکالا ہے تم بلا لو میں تم کو تو منع نہیں کرتا بی بی صاحبہ نے شاہ بھیک صاحب کو بلا بھیجا اُن کی تو عید آگئی۔ سنتے ہی آموجود ہوئے۔ بی بی صاحبہ نے مکان کی حالت دکھلائی وہ فوراً جنگل پہونچے اور لکڑی مٹی جمع کر کے مرمت میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ سارا دن مکان ٹھیک ٹھاک کر کے چوکس کر دیا اور چھت پر مٹی کوٹنے لگے اتنے میں حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب گھر میں تشریف لائے

رمضان میں غافل رہنے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا

اور کھانا کھانے بیٹھ گئے اور چھت پر سے مٹی کوٹنے کی آواز سُنکر مہربانی کا جوش آیا اور اُٹھکر باہر صحن میں آئے اور اُن کو کڑا روٹی کا دکھلایا کہ تو وہ وہیں سے کود پڑے حضرت نے لقمہ اُن کے منہ میں دیا اور سینہ سے لگا لیا بس سارا کام ایک لحہ میں بن گیا اسی لئے تو کہتا ہوں کہ ایک لمحہ بھی غفلت مت کرو مگر خیر اتنی ہمت نہ ہو تو رمضان رمضان تو جاگ کر عبادت کر لو یہ ایک دو دن رہ گیا ہے اسکو تو بیکار مت کھو ذرا خیال تو کیجئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ ذلیل ہوا وہ شخص ذلیل ہوا وہ شخص ذلیل ہوا وہ شخص صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کون شخص ذلیل ہوا فرمایا ایک تو وہ شخص کہ جس نے میرا نام سُنا اور مجھ پر درود نہ بھیجا دوسرا وہ شخص کہ اُسکے سامنے اُس کے بوڑھے ماں باپ زندہ رہے اور اُس نے اُن کی خدمت کر کے جنت نہ کمائی۔ تیسرا وہ شخص کہ رمضان شریف آئے بھی اور گذر بھی گئے اور وہ اسی طرح گنہگار رہا اور نیک کام کر کے اُس نے اپنے گناہ نہ بخشوائے صاحبو غور تو کرو حضور اُس شخص کو کوس رہے ہیں اور حضور کا کوسنا خدا کا کوسنا ہے اور جس شخص کو خدا تعالیٰ کوسیں اُس کا ٹھکانا کہاں ہو سکتا ہے۔ اب فکر کر لو اگر گناہوں کی بخشش چاہتے ہو

۱۷ تو خدا تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور معاف کرانے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تسبیح لیکر صرف توبہ توبہ پڑھنا شروع کر دیا بلکہ یہ بھی کرو اور اُس کے ساتھ ہی حقداروں کے حق بھی ادا کرو اگر کسی شخص کے پاس دوسرے کی زمین دبی ہو یا موروثی ہو اُسکو چھوڑ دو کسی کا قرض آتا ہو تو اُسکو بھی چُکا دو۔ لوگ اپنے جی میں کہتے ہوں گے کہ موروثی زمین چھوڑنے کی بیٹھ جب کبھی پھر ہم کھاویں گے کہاں سے۔ لیکن صاحبو غور کرو اگر کسی شخص کے موروثی کھیتوں میں کو ریل نکل جاوے اور اُس کے سب کھیت ریل میں آجاویں مگر قیمت سب کی سب زمیندار کو ملے تو یہ کیا کرے گا اور کہاں سے کھاوے گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کا حکم تو بے عذر مان لیں اور جو خدا تعا کا حکم ہو اُسمیں سُستی کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی کچھ قدر نہیں۔ ورنہ جو اسلام کے حکم ہیں اُن کی بھی ضرور قدر کرتے بات یہ ہے کہ بلا مشقت مل گئے ہیں اور اُس کے نفع کو دیکھتے نہیں۔ اس وجہ سے ان کی کچھ قدر نہیں سمجھی اسلام کے ملنے میں کچھ روپیہ تو خرچ کرنا ہی نہیں پڑا پھر اُسکی انہیں قدر ہو تو کیسے ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ نہیں قدر کی اللہ تعالیٰ کی جیسے کہ اسکی قدر کرنی چاہیئے تھی۔ دنیا کے حاکم تو جب خوش ہوتے ہیں جبکہ بہت کچھ کوشش کی جاوے اور بہت کچھ

(باقی آئندہ)

حالانکہ عورتیں بالکل محفوظ رہتی ہیں اور ایسے واقعات یعنی جنگوں میں مردوں کی جانوں کا تلف ہوتا ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور جب تک دُنیا میں مختلف قومیں آباد ہیں ایسے واقعات ہمیشہ پیدا ہوتے رہینگے اور ہمیشہ ان سے مردوں کی تعداد میں کمی ہوکر عورتوں کی تعداد کا بڑھ جانا ایک لازمی امر ہے اگر یہ بھی فرض کریں کہ عورتوں کی تعداد کی یہ زیادتی کسی قوم میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہتی تاہم اس سے تو انکار نہیں ہوسکتا کہ ایک مدت تک مردوں کی اس کمی کا اثر ضرور رہیگا اب یہ عورتیں جو مردوں کی تعداد سے زیادہ ہونگی انکے لئے کیا سوچا گیا ہے تعدد ازدواج کی ممانعت کی صورت میں انکا کیا حال ہوگا کیا انکو یہی جواب نہیں ملیگا کہ جسکے دل میں مرد کیطرف وہ خواہش پیدا ہو جو قدرت نے فطرت انسانی میں رکھی ہے وہ ناجائز طریقوں سے اسے پورا کرے سوچکر دیکھو کہ تعدد ازدواج کی راہ کو بند کرکے ان لاکھوں عورتوں کو جو اس طرح لڑائیوں کے سبب سے بیوہ ہوگئیں یا جنکے لئے نکاح کے ذرائع نہیں رہے کیا یہی جواب نہ دینا پڑیگا مانعین تعداد پر افسوس ہے کہ ایک غلط اصول کی حمایت میں انسانی ضروریات پر ایک لمحہ کیلئے بھی غور نہیں کرتے وہ نہیں سوچتے کہ تعدد ازدواج کے سوائے اور کوئی ایسی راہ نہیں ۵م
جوان ضروریات کو پورا کرسکے۔

(۲) گذشتہ مردم شماری میں بعض محاسبین نے صرف بنگال حاطہ کے مردوں وعورتوں کی تعداد پر نظر کی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے جوکہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج پر ایک بین دلیل ہے جسکو شک ہو وہ علیحدہ علیحدہ مردوں وعورتوں کی تعداد کو سرکاری کاغذات مردم شماری ہند میں ملاحظہ کرلے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ثابت ہوگی۔

اسکے ساتھ ہی ہم اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ یورپ میں جسکو سب ممالک سے بڑھکر تعدد ازدواج کی ضرورت سے منزہ ومبرہ سمجھا جاتا ہے عورتوں کی تعداد مردوں سے کسقدر زیادہ ہے چنانچہ برطانیہ کلاں میں بوئروں کی جنگ سے پہلے بارہ لاکھ انہتر ہزار تین سو پچاس [۱۲۶۹۳۵۰] عورتیں ایسی نہیں جنکے لئے ایک بیوی والے قاعدہ کی روسے کوئی مرد مہیا نہیں ہوسکتا فرانس میں سنہ ۱۹۰۰ کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے چار لاکھ تینتیس ہزار سات سو نو [۴۳۳۷۰۹]

زیادہ جرمن میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں ہر ہزار مرد کے لئے ایک ہزار تیئیس عورتیں موجود تھیں گویا کل آبادی میں آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار چھ سو اڑتالیس عورتیں ایسی تھیں جن سے شادی کرنیوالا کوئی مرد نہ تھا سویڈن میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ایک لاکھ بائیس ہزار آٹھ سو ستر عورتیں اور ہسپانیہ میں ۱۸۹۷ء میں چار لاکھ اٹھاون ہزار دو سو باسٹھ عورتیں اور آسٹریا میں ۱۸۹۰ء میں چھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو چھیانوے عورتیں مردوں سے زیادہ تھیں۔

اب ہم سوال کرتے ہیں کہ اس بات پر فخر کر لینا تو آسان ہے کہ ہم تعداد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں مگر یہ بتا دیا جاوے کہ ان کم از کم چالیس لاکھ عورتوں کے لئے کونسا قانون تجویز کیا گیا ہے کیونکہ ایک بیوی کے قاعدے کی رو سے ان کو یورپ میں تو خاوند نہیں مل سکتے ہمارا سوال یہ ہے کہ جو قوانین انسانوں کی ضروریات کے لئے تجویز کئے جاتے ہیں وہ انسانوں کی ضروریات کے مطابق بھی ہونے چاہئیں یا نہیں وہ قانون جو تعدد ازدواج کی ممانعت کرتا ہے ان چالیس لاکھ عورتوں کو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی فطرت کے خلاف چلیں اور انکے دلوں میں مردوں کے لئے کبھی خواہش پیدا نہ ہو لیکن یہ تو ناممکن امر ہے جیسا کہ خود تجربہ ثابت کر رہا ۴۶
ہے پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جائز طریق سے روکے جانے کے باعث وہ ناجائز طریق اختیار کریں گی۔ اس طرح پر ان میں زنا کی کثرت ہوگی اور یہ تعدد ازدواج کی مخالفت کا نتیجہ ہے اور یہ امر کہ زنا اس ذریعہ سے زیادہ پھیلے گا خیال ہی خیال نہیں بلکہ امر واقع ہے جیسا کہ ہزارہا ولد الحرام بچوں کی تعداد سے ثابت ہو رہا ہے جو ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔

(۷) نکاح کے اغراض میں ایک یہ بھی ہے کہ مرد عورت ایک دوسرے کے لئے بطور رفیق کے ہوں پس اگر کوئی وجہ ایسی پیدا ہو جاوے کہ جسکے سبب سے عورت مرد کیلئے بطور رفیق کے نہ رہے یا اس سے اسکو وہ خوشی حاصل نہ ہو سکے جو ایسے رفیق سے ہونا چاہئے تو ان صورتوں میں بھی مرد کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہونا چاہئے مثلاً اگر عورت کو کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جو اسکو ہمیشہ کے لئے یا بڑے وقفوں کیلئے ناقابل کر دے یعنی اس امر کے قابل نہ رہنے دے کہ خاوند اسکے تعلقات زنان و شوئی رکھ سکے تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نکاح کی اصل غرض کو مرد دوسرے نکاح کے ذریعہ سے پورا

نہ کرے جیسا کہ انسانی زندگی کے حالات کا دائرہ وسیع ہے ویسا ہی ان ضروریات کا دائرہ بھی وسیع ہے جو بعض وقت مرد کو دوسرا نکاح کرنے کے لئے مجبور کر دیتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ایسی ضروریات اکثر پیدا نہیں ہوتیں مگر جب واقعی وہ ضرورتیں پیدا ہو جائیں اور یہ ضروری ہے کہ ہر انسان کے طبقہ میں وہ کم و بیش پیدا ہوتی رہیں تو سوائے تعدد ازدواج کے اور کوئی ذریعہ انکے پورا ہونے کا نہیں پس اس علاج کو روکنا بیماریوں کو بڑھانا ہے اسی طرح تعدد ازدواج اکثر حالات میں طلاقوں کی کمی کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

(۸) قدرت نے عورت کو وہ سامان دیئے ہیں جو مرد کے لئے باعث کشش ہیں اور مرد و عورت کے تعلق میں ان فریفتگی اور کشش کے موجبات کی موجودگی ایک نہایت ضروری امر ہے اور صرف اسی صورت میں نکاح بابرکت ہو سکتا ہے کہ ایسے سامان کشش عورت میں موجود ہوں اور اگر عورت میں ایسے سامان موجود نہ ہوں یا کسی طرح سے جاتے رہیں تو مرد کا عورت سے وہ تعلق نہیں ہو سکتا پس ایسی صورت میں اگر خاوند کو دوسری شادی کی اجازت نہ دیجائے تو یا تو وہ کوشش کریگا کہ کسی طرح اس عورت سے نجات حاصل کرے اور یا اگر ممکن نہ ہو تو بدکاری میں مبتلا ہوگا اور ناجائز تعلق پیدا کرے گا۔ ۴۷
کیونکہ جب عورت کی رفاقت سے اسے وہ خوشی حاصل نہ ہو سکے جس کا حصول فطرت انسانی چاہتی ہے تو ناچار اس خوشی کے حصول کے لئے وہ اور ذریعے تلاش کریگا۔ ان صورتوں کے لئے تعدد ازدواج ہی ایک علاج ہے اور اسی ذریعہ سے ایک گھرانا خوشحال ہو سکتا ہے۔

(۹) تعدد ازدواج کے روکنے سے بعض وقت نکاح کی تیسری غرض یعنی بقاء نسل انسانی حاصل نہیں ہو سکتی مثلاً اگر عورت بانجھ ہو اور اسکا عقم ناقابل علاج ہو تو تعدد ازدواج کی ممانعت کی صورت میں قطع نسل لازم آئیگا یہ بیماری عورتوں میں بہت پائی جاتی ہے اور سوائے تعدد ازدواج اور کوئی راہ نہیں جس سے یہ کمی پوری ہو سکے ایسی صورت میں عورت کو طلاق دینے کی کوئی وجہ موجود نہیں اور ممکن ہے کہ عورت و مرد میں ایسی صحبت بھی ہو کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکتے ہوں اس بقاء نسل کا ذریعہ صرف

یہی ہے کہ ایسی صورتوں میں مرد کو نکاح ثانی کی اجازت دیجائے علاوہ ازیں اور بھی بہت وجوہ ہیں جو تعدد ازواج کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں اور ان سب کو تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں گنجایش نہیں ہے۔

اصل سبب تعدد ازواج کا بدکاریوں سے بچنا ہے جو لوگ بحثوں میں تعدد ازواج کے مخالف ہیں وہ اندرونی خواہشات اور افعال کا مطالعہ فرماویں جس قوم نے زبان سے پاک تعدد ازواج کا انکار کیا ہے دعملی طور پر ناپاک تعدد ازواج یعنی زناکاری میں گرفتار ہوتے ہیں اونکی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے ایک عورت پر قناعت نہ کرکے ثابت کردیا ہے کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو ضرور ہے خدا تعالے کے قانون کا یہ مقتضا ہونا چاہیئے کہ وہ انسان کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں پر مطلع اور حاوی ہوکر ایسی ترتیب اور طرز پر واقع ہو کہ مختلف جذبات والی طبائع کو بھی تقوی اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھے۔

۴۸ مرد کے لئے تعدد ازوج چار تک محدود ہونے کی وجہ

مرد کے لئے چار عورات منکوحہ تک محدود ہونے کی وجہ خدا تعالے کی کمال حکمت واتمام نعمت ومصلحت پر مبنی ہے ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں کہ مرد کو قوتیں اور طاقتیں بہ نسبت عورت کے زیادہ عطا کی گئی ہیں اسلئے کئی عورتوں سے ایک زمانہ میں نکاح کرسکتا ہے تعدد ازواج کی مصلحت نکاح کی علت غائی سے معلوم ہوسکتی ہے سو نکاح کی علت غائی جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں سب سے اول دائم تقوی وعفت و توالد ہے اور چونکہ تمام بنی آدم کی قوت یکساں نہیں ہوتی اسلئے خدا نے انکی طاقتوں و قوتوں کے مناسب انکے لئے اسباب فراہم کئے ہیں سو جن اشخاص کو ہیجان و توقان شہوت زیادہ ہو انکی حفاظت عفت کے لئے ہر سال میں چار عورتیں نوبت بنوبت انکے پاس ہونا چاہئیں اور ایسے آدمیوں کے لئے یہ عدد عین قانون قدرت کے مطابق ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایسا آدمی جب کسی ایک عورت کو نکاح میں لائیگا تو کم از کم یہ عورت اسکے لئے

تین ماہ تک کافی ہے کیونکہ حمل کی شناخت کم ازکم تین ماہ تک مقرر ہے۔ پس اگر اس میعاد میں اس عورت کو حمل ٹھیر جائے تو ایسے ہیجان وجوش شہوت والا آدمی اگر اس عورت سے صحبت کرے گا تو جنین پر بُرا اثر پڑیگا اور حمل گرجانے کا اندیشہ ہے لہذا اس عورت کو آرام دیوے اور اس عورت سے صحبت ترک کرکے دوسری عورت نکاح میں لائیگا اگر دوسری عورت کو بھی تین ماہ تک قرار حمل ہوجاوے تو اس سے بھی صحبت ترک کرنی پڑیگی کیونکہ اس سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے اور والدین کے شہوانی جوش جنین پر بُرا اثر ڈالتے ہیں یہ چھ ماہ ہوئے اب تیسری عورت سے نکاح کریگا اگر تیسری عورت کو بھی حمل ہوگیا تو اب اس سے بھی اس کو صحبت ترک کرنی پڑیگی یہ نو ماہ ہوئے اب پہلی عورت کا وضع حمل ہوجائیگا مگر وہ غالباً تین ماہ تک قابل صحبت نہیں ہوسکتی لہذا اسکو چوتھی عورت نکاح میں لانی پڑیگی اب چوتھی عورت کے حمل کی شناخت بھی تین ماہ تک مقرر ہے یہ ایک سال ہوا اور اس اثنا میں پہلی عورت جسکو وضع حمل سے تین ماہ گذرچکے
۴۹ ہیں تعلقات زناشوئی کیلئے تیار ہوجائیگی اسیطرح وضع حمل کے بعد ہر ایک نوبت بنوبت اسکے لئے مہیا ہوگی پس یہ تعداد ہر ایک قوی الشہوت انسان کے لئے کافی اور عین قانون قدرت وفطرت کے مطابق ہے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا خدا تعالےٰ نے جو قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار تک فرمایا ہے اسمیں یہ اشارہ ہے کہ بعض آدمیوں کے لئے ہر سال میں دو ہی عورتیں کافی ہوسکتی ہیں کیونکہ بعض عورات کے اولاد نہیں ہوتی یا دیر سے حمل ٹھیرتا ہے اور بعض کے لئے سال میں تین ہی کافی ہوسکتی ہیں اور بعض کو چار کی ضرورت پڑتی ہے۔

حاملہ کے ساتھ منع صحبت کی وجہ ایک تو اندیشہ اسقاط حمل ہے دوسرے اس حمل سے جو اولاد ہوگی اسکے اخلاق واطوار میں والدین کے شہوانی جوش مرکوز ہوکر بداخلاقی پیدا کرینگے کیونکہ جوش شہوت کا اثر جنین پر بالضرور پڑتا ہے اور وہ طبع میں فطری ہوجاتا ہے اور گو طبی قاعدہ کی رو سے اس بات پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ دودھ پلانیوالی سے صحبت کرنی بچہ کے لئے مضر ہے۔ لیکن اطباء نے اس امر کی اصلاح بعض ادویہ کے ساتھ بتائی ہے

لہذا یہ امر قادح نہ رہا اب رہی یہ بات کہ چار سے زیادہ کیوں نہ جائز ہوا تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضرور تھا کہ ایک خاص حد بیویاں کرنے کی ہوتی ورنہ اگر حد مقرر نہ ہوتی تو لوگ حد اعتدال سے نکلکر صدہا تک بیویاں کرنے کی نوبت پہنچاتے اور ایسا کرنے سے ان بیویوں پر اور خود اپنی جانوں پر ظلم اور بے اعتدالیاں کرتے اور ضرورت چار سے رفع ہو گئی تھی اسلئے زائد کو ناجائز قرار دیا۔

خلاصہ وجوہ تعدد ازواج

(۱) تقویٰ (۲) حفظ القویٰ (۳) موافقت نہیں اور طلاق کا بھی موقع نہیں (۴) عقم (۵) کثرت تولد بنات بعض بلاد اور خاندانوں میں (۶) پولیٹکل مصالح اور سیاسی ضروریات عورت غالباً پچاس برس کے بعد قابل نسل نہیں رہتی۔ بخلاف مردوں کے کہ وہ نوے برس تک ہمارے ملک میں اس قابل ہیں (۷) مشاہدہ کثرت زنا جن بلاد میں تعدد ازواج جائز نہیں۔ بلاد میں بضرورت صحبت کسی اور سے مندرجہ بالا اسباب ہیں جو تعدد ازواج ۵۰
کی ضرورت کو بیان کرتے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہ نسبت اپنی اُمت کے زیادہ بیویاں کرنے کی وجہ

(۱) جیسا کہ آپ بنی آدم کے مردوں کے لئے رسول تھے ایسا ہی عورتوں کے بھی رسول تھے لہذا ضروری تھا کہ کچھ عورتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی صحبت میں رہکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم پاکر دوسری عورتوں کو تعلیم و تبلیغ اسلام کریں سو اسی غرض کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نسبت اپنی اُمت کی زیادہ بیویاں کی ہیں۔

(۲) آپکی جسمانی و روحانی قوت بہ نسبت اوروں کے بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپ

صوم وصال یعنی روزہ پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے مگر امت کو اس سے منع فرمایا لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں تو فرمایا تم میں مجھسا کون آدمی ہے۔ ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی۔ ترجمہ یعنی میں اپنے پروردگار کے پاس شب باش ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاحوں کے متعلق بڑی غلط فہمی عیسائیوں وغیرہ میں ہے کیونکہ آپ کے نکاحوں کی اصلی غرض یا تو محض ہمدردی و ترحم تھا یا مختلف قوموں کو ایک کرنا اور انکے علاوہ بھی متعدد ملکی مصالح اور دینی اغراض تھیں مگر ہمارے مخالفین انکی بنا نفسانی خواہشیں بتاتے ہیں (نعوذ باللہ) تاریخ شاہد ہے کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ برس کی عمر میں نکاح کیا تو آپ عفت اور پرہیزگاری میں تمام عرب میں مشہور تھے پھر اسکے بعد ۲۵ سال تک یعنی جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا زندہ رہیں آپ نے دوسری بیوی سے نکاح نہیں کیا۔ حالانکہ عرب میں تعدد ازواج کی رسم بلا قید کسی شرط کے مروج تھی۔ پس ان لوگوں کا جو کہ ناحق نیک افعال میں بد ۵۱
اغراض تلاش کرتے ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اسکا سبب بھی تلاش کریں کیونکہ آنحضرت صلعم نے ۵۵ سال کی عمر تک جب آپ بوڑھے ہو چکے تھے ایک زیادہ بیوی سے نکاح نہیں کیا اگر نفسانی خواہشیں کسی وقت ایک شخص کے دل پر غلبہ پاسکتی ہیں تو وہ جوانی کا وقت ہوتا ہے جبکہ جذبات جوانی جوش میں ہوتے ہیں مگر اس جوانی کے وقت آپ نے ایک بی بی پر ایسا اکتفا کیا کہ جسوقت قریش نے جمع ہو کر آپ کو یہ کہا کہ آپ بُت پرستی کو بُرا کہنا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور خوبصورت سے خوبصورت عورتیں آپ سے نکاح کرنے کے لئے حاضر کرتے ہیں تو آپ نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ اس سے کسیکو انکار نہیں ہو سکتا کہ نفسانی خواہشوں کے غلبہ کا وقت جوانی کا وقت ہوا اور چونکہ آپ کے اس زمانہ کی نسبت آپ کے سخت ترین دشمنوں کو بھی اقرار ہے کہ آپ اسوقت طہارت پاکیزگی عفت کا نمونہ تھے اسلئے یہ الزام کہ نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے آپ نے شادیاں کیں آپ کی ذات عصمت مآب پر سخت بہتان ہے۔

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابتدائی زمانہ اور آخری زمانہ میں بڑا بھاری تغیر واقع ہوچکا تھا ابتدائی سالوں میں جب مکہ میں آپ نے تبلیغ شروع کی تو اگرچہ کفار کی طرف سے مسلمانوں کو طرح طرح کے دکھہ اور اذیتیں پہنچتی تھیں مگر رشتہ داری کے تعلق منقطع نہیں ہوچکے تھے خصوصاً ایسے لوگ جو ذی عزت و وجاہت تھے وہ نسبتہً کفار کے حملوں سے محفوظ تھے اور انسے تعلقات بھی رکھتے تھے چنانچہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک لڑکی ایک کافر سے بیاہی ہوئی تھی اور حضرت ابوبکر کی لڑکی عائشہؓ کی منگنی بھی ایک کافر کے لڑکے جبیر بن مطعم سے ہوئی تھی مگر مطعم نے بدین وجہ انکار کردیا کہ اس تعلق سے خوف ہے کہ لڑکا نئے دین میں چلاجائے گا اسکے بعد ہی حضرت عائشہؓ کا نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا اگرچہ ابتدا میں ایسے تعلقات تھے مگر آہستہ آہستہ یہ تعلقات بالکل منقطع ہوچکے تھے اور کسی مسلمان عورت کا کفار کے ہاتھ پڑجانا اسکے لئے ہلاکت کا موجب تھا پھر آپ کی ہجرت سے رہے سہے تعلقات بھی کٹ گئے پس مسلمان
لڑکیوں یا بیوہ عورتوں کے لئے ضروری تھا کہ مسلمان ہی خاوند ہوں ان واقعات کو نظر ۵۲
رکھکر ہم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نکاحونکو دیکھنا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں کہ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے آپکی ساری بیویاں بیوہ عورتیں تھیں۔ انکو ہم الگ الگ جماعتوں پر تقسیم کرتے ہیں اول وہ عورتیں جنھوں نے اپنے خاوندوں کے ساتھ حبش یا مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور دوسری وہ عورتیں جو کسی قوم کے سرداری لڑکیاں یا بیوہ تھیں اور جنکے خاوند لڑائیوں میں مارے گئے انکا ذکر ہم اسی ترتیب سے کرتے ہیں جس ترتیب سے انکے نکاح ہوئے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ نے ام المومنین سودہ رضی اللہ تعالے عنہا سے نکاح کیا سودہ اور اسکا خاوند ابتداہی میں ہجرت کرکے حبش کو چلے گئے تھے اور اس جگہ وہ بیوہ ہوگئیں واپس آنے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا۔

انکے بعد ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالے عنہا سے آپ کا نکاح ہوا یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی لڑکی تھیں انھوں نے بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کی۔

(باقی آئندہ)

یعنی وہ دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے تو اوسکو بکری نظر پڑتی ہے پس اوسکو دیکھکر فوراً ہی اوسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے اور وہ اس پہاڑ سے اوس پہاڑ پر جست کرتا ہے وہ پہاڑ باوجود بہت دور ہونے کے اوسکو اسقدر قریب اور آسان معلوم ہوتا ہے جیسا کہ گھر کے چوبچہ کے گرد پھرنا اور ہزاروں گز اوسکو دو گز دکھلائی دیتے ہیں حتی کہ مستی کے سبب اوسکو کودنے کی خواہش ہوتی ہے اور بالآخر وہ کودتا ہے لیکن جب وہ کودتا ہے تو فوراً ہی دونوں پہاڑوں کے درمیان میں گرجاتا ہے اس سے تم کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مستی کیا اثر کرتی ہے اب فوائد زائدہ سنو دیکھو وہ شکاریون سے بھاگا تھا اوسنے پہاڑ میں پناہ لی تھی لیکن خود اوسکی جائے پناہ ہی نے اوسکو ہلاک کردیا اور قضائے آلہی سے بچ نہ سکا۔ اور جن سے بچنا چاہتا تھا اونہیں کے قبضہ میں آگیا چنانچہ ان پہاڑون کے درمیان حق سبحانہ کے قضائے باشکوہ کے انتظار میں شکاری بیٹھے ہوئے تھے اونہوں نے اوسکو گرفتار کرلیا پس تم کو بھی اپنی تدابیر پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہر کام مین حق سبحانہ پر نظر رکھنی چاہیئے چونکہ یہ بکرا بہت چیت و چالاک اور اپنے دشمن کو پہچاننے والا ہوتا ہے لہذا اکثر ۴۱ اسکا شکاریوں ہی کیا جاتا ہے کہ اول اوسکو مغلوب شہوت کرکے اوسکے احساس کو باطل کیا جاتا ہے پھر گرفتار کرلیا جاتا ہے اسطرح سے بہت آسانی سے قبضہ میں آجاتا ہے واقعی یہ شہوت بہت بُری بلا ہے اگر کوئی شخص رستم بھی ہو اور بہت بڑا سر اور بڑی بڑی مونچھیں رکھتا ہو جو دلیل ہیں اوسکی عالی دماغی اور بہادری کی تو بھی شہوت یقیناً اوسکے پاؤنکا جال ہوجائیگی کہ اوسکو ہلنے بھی نہ دیگی جب یہ معلوم ہوگیا کہ شہوت اسقدر خطرناک چیز ہے تو تم کو چاہیئے کہ میری طرح مستی شہوت سے قطع تعلق کرو تم دیکھتے نہیں یہ مستی اونٹ سے بردبار اور متحمل جانور کی کیا گت بناتی ہے جب تم مستی شہوت کی قوت سُن چکے تو اب سمجھو کہ فرشتون کی مستی کے سامنے اس مستی شہوت کی کچھ بھی حقیقت نہیں جب مستی ملکی حاصل ہوجاتی ہے تو وہ مستی شہوت کو توڑ پھوڑ کر زکھہ دیتی ہے پس جسکو اسقدر تیز اور قوی مستی حاصل ہو وہ معمولی مستی شہوت کو کیا خاطر میں لاویگا اور الحمد للہ کہ وہ مستی مجھے حاصل ہے اور اوسکی وجہ سے میں مستی شہوت کو کچھہ بھی نہیں سمجھتا یوں ہی تو بھی وہ مستی حاصل کر۔

اور اس مستی کو چھوڑ تجھے یہ مستی اسلئے عزیز ہے کہ تو نے وہ مستی نہیں دیکھی کیونکہ قاعدہ ہے
کہ جتبک آدمی شیرین پانی نہیں پیتا اسوقت تک وہ آب شور ہی کو نہایت لذیذ اور ایسا
محبوب سمجھتا ہے جیسے آنکھہ کا نور لیکن جب وہ شیریں پانی پی لیتا ہے تو اوسکو منہ بھی
نہیں لگاتا اور کہہ کہ شراب محبت حق اسقدر تند ہے کہ اوسکا ایک قطرہ پیکر دنیاوی شراب
اور اسکے ساقیوں سے بالکل سیری حاصل ہو جاتی ہے اور انکی طرف رُخ کرنے کو جی نہیں
چاہتا اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ فرشتوں اور ارواح مقدسہ انسانیہ یعنی اہل اللہ میں
مشاہدہ جلال کبریائی سے کیا کچھ مستیاں ہونگی کہ اونہوں نے تو اس شراب کے خم کے
خم پیئے ہیں اب ہم ترقی کرکے کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو بعض اوسکی بُو سونگہ کر اس سے تعلق
پیدا ہوگیا ہے انکی بھی یہ حالت ہوگئی ہے کہ دُنیا کے شراب کے خم کو توڑ ڈالا ہے پھر جن
لوگوں نے اوسکو خوب سیر ہوکر پیا ہے اونکی کیا حالت ہوگی ہاں جنکو اسکی ہوا بھی نہیں لگی
ہے اور وہ اس سے یوں نا اُمید اور دُور ہوگئے ہیں جسطرح مرکر قبروں میں چھپ جانے
والے کافر اور جو فلاح دارین سے نا اُمید ہو چکے ہیں اور اپنی راہ میں بے انتہا کانٹے ۴۲
بو چکے ہیں اگر اس شراب کی حقیقت نہ سمجھیں اور اوسکے سوا دیگر شرابوں اور مستیوں میں
ہمہ تن منہمک ہوں تو کچھ بعید نہیں۔

شرح شبیری

بز کوہی کے بکری کو دیکھکر مستی اور اوسکا ایک پہاڑ سے دوسرے پر کودنا

آن بز کوہی بران کوہ بلند بر دود از بہر خوردے بے درنگ

یعنی وہ بز کوہی اوس بلند پہاڑ پر غذا کے لئے بے خوف و خطر دوڑتا ہے۔

تا علف چیند بہ بیند ناگہان بازئی دیگر ز حکم آسمان

یعنی (وہ دوڑتا ہے) تاکہ گھاس چرے تو ناگہاں حکم آسمانی کی وجہ سے ایک اور بازی دیکھتا ہے وہ یہ کہ۔

بر کُہِ دیگر بر اندازد نظر مادہ بز بیند بر آن کوہ دگر

یعنی اوس دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے تو اوس دوسرے پہاڑ پر مادہ بز کو دیکھتا ہے (تو بس یہ حالت ہوتی ہے کہ)

چشم او تاریک گردد در زمان بر جہد سرمست زین کُہ تا بدان

یعنی اوسکی آنکھ تاریک ہو جاتی ہے اوسوقت اور مست ہوکر اس پہاڑ سے دوسرے پر کودتا ہے ۴۳

آنچنان نزدیک بنماید ورا کہ دویدن گردِ بالوعہ سرا

یعنی وہ پہاڑ اوسکو ایسا نزدیک معلوم ہوتا ہے جیسے کہ گھر کے چوبچہ کے گرد دوڑنا مطلب یہ کہ جسطرح کہ اوسکو پہلا تک جانا آسان ہوتا ہے اسیطرح وہ اس پہاڑ سے دوسرے پر کودکر پہونچ جانا آسان سمجھتا ہے۔

آن ہزاران گز دو گز بنمایدش تا ز مستی میل جستن آیدش

یعنی وہ ہزاروں گز اوسکو دو گز دکھائی دیتا ہے یہاں تک کہ مستی سے کودنے کی رغبت اوسکو ہوتی ہے۔

چونکہ بجہد در فتد اندر زمان درمیان ہر دو کوہِ بے امان

یعنی جبکہ کودتا ہے تو اُن دونوں بے اماں پہاڑون کے درمیان میں گر پڑتا ہے۔

اوز صیادان بہ کہ گریخت ۔ خود پناہش خون اوزار ریخت

یعنی وہ صیادونسے پہاڑ میں بھاگا تھا اور خود اوسکی پناہ نے اوسکا خون گرایا مطلب یہ کہ اگر میدان میں رہتا اور پہاڑ پر نہ جاتا تو کیوں وہاں سے گر کر مرتا بلکہ اگر وہاں کودتا بھی مرتا تو

ستہ صیادان میان آن دوکوہ ۔ انتظار آن قضائے باشکوہ

یعنی اُن دونوں پہاڑون کے درمیان میں صیاد اُن قضائے باشکوہ کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہین بس وہ شکار کر لیتے ہیں مولانا فرماتے ہیں۔

باشد اغلب صید این بز این چنین ۔ ورنہ چالاکست و چست و خصم بین

۴۴ یعنی اکثر اوقات اس بکرے کا شکار اسطرح ہوتا ہے ورنہ یہ تو بڑا چالاک وچست اور دشمن کا دیکھنے والا ہے۔

رستم ارچہ باسر و سبلت بود ۔ دام پاگیرش یقین شہوت بود

یعنی رستم اگرچہ بڑی مونچھ اور سر والا ہو مگر یقیناً اوسکی پاگیر شہوت ہوتی ہے یعنی خواہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو مگر شہوت کے آگے وہ بھی مغلوب ہوجاتا ہے تو بس اسیطرح ایک قسم کا مستی ہاروت ماروت کو تھی وہ بھی اسی وجہ سے پھنس گئے اور پھر جو گت بنی وہ ظاہر ہے اور مولانا اس قصہ کو بنار علی المشہور لکھ رہے ہیں کہ اگر ایسا ہو تو یہ قصہ یوں ہے اور اگر قصہ غلط ہو تو پھر مولانا کا بیان صرف تمثیل ہوجاویگا غرضکہ اسوقت اسکی صحت وغیرہ سے بحث نہیں ہے صرف اسکے نتیجہ پر نظر ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

ہمچو من از مستی شہوت بیر ۔ مستی شہوت بہ بین اندر ث

یعنی میری طرح مستی شہوت سے الگ ہوجاؤ اور مستی شہوت کو شتر کے اندر دیکھو مطلب یہ کہ بطور غوث بالنعمتہ کے فرماتے ہیں کہ جسطرح ہم نے شہوت کو ترک کر دیا ہے اسیطرح تم بھی قطع کردو اور دیکھو شتر میں جو شہوت ہوتی ہے تو اوسوقت اوسکی کیا بُری گت بنتی ہے بس اسی کو اپنے اوپر قیاس کرلو۔

باز این مستی شہوت در جہان پیش مستی ملک شد مستہان

یعنی پھر یہ مستی شہوت جہان مین اوس مستی ملک کے آگے ذلیل ہوگی۔ اسلئے وہ مستی عقل اس مستی شہوت سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اسمین تو انسان کو کچھ دوسری طرف کی بھی خبر رہتی ہے مگر اوس میں تو دوسری طرف التفات ہی نہیں ہوتا یہ اوس سے بھی بڑھکر ہوئی۔

مستی آن مستی این بشکند او بہ شہوت التفاتے کے کند

یعنی اوسکی مستی اسکی مستی کو توڑ دیتی ہے اور وہ شہوت کی طرف التفات کب کرتا ہے۔ ۴۵
مطلب یہ کہ مولانا اس مستی عقل کی جو کہ ملائکہ کو مشاہدہ تجلیات سے ہوتی ہے رغبت دلارہے ہین کہ اوسکو حاصل کرو تو اوس سے یہ مستی شہوت زائل ہوجاویگی اور رغبت اسلئے دے رہے ہین کہ وہ فی نفسہ تو محمود ہی ہے اگرچہ ایک عارض کی وجہ سے ہاروت ماروت کو مضر ہوئی مگر فی نفسہ کوئی مضر نہیں ہے ورنہ تمام ملائکہ کو مضر ہوتی تو بس جبکہ وہ مضر بعارض ہے لہذا فی نفسہ وہ مطلوب ہوئی اور وہ عارض جو ہے وہ قابل اسکے ہوا کہ اوس سے حق تعالےٰ کی درگاہ میں پناہ مانگے پس جبکہ حق تعالےٰ کی مدد ہوگی تو انشاء اللہ پھر مضر نہوگی آگے فرماتے ہیں کہ۔

آب شیرین تا نخوردی آب شور خوش نماید چون درون دیدہ نور

یعنی جب تک کہ تم نے آب شیرین نہیں پیا ہے اوسوقت تک آب شور ہی ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ آنکھہ میں نور اچھا معلوم ہوتا ہے آب شیرین سے مراد مستی حق اور

آب شور سے مراد مستیٔ شہوت مطلب یہ کہ جب تک اوسکی مستی کو دیکھا نہیں ہے اوسیوقت تک تم کو یہ مستیٔ دنیا بھلی معلوم ہو رہی ہے ورنہ جب اوسکو چکھہ لوگے تو پھر اس کی قدر بالکل جاتی رہے گی۔

قطرۂ از بادہ ہائے آسمان   بر کند جان را زمے و ساقیان

یعنی آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ بھی جان کو (ان ظاہری) شراب اور ساقیوں سے الگ کر دیتا ہے پس جبکہ وس شراب کے ایک قطرہ میں یہ خاصیت ہے تو۔

تا چہ مستیہا بود املاک را   وز جلالت روحہائے پاک را

یعنی کیا کچھ مستی فرشتوں کو ہوگی اور جلالت کی وجہ سے پاک ارواح کو کیا کچھ ہوگی۔ اسلئے کہ اونکی تو یہ حالت ہے کہ۔

کہ بہوئے دل دران مے بستہ اند   خم بادہ این جہان بشکستہ اند ۲۹

یعنی کہ بو پر اوس مے کی دل باندہے ہوتے ہیں اور اس جہان کی شراب کے مٹکے توڑ دیتے ہیں مطلب یہ کہ اُن لوگونکی یہ حالت ہے کہ اونھوں نے اس جہان کی مستیوں کو ترک کر دیا اور اوسی مستیٔ اصل کی طرف دل لگا رکہا ہے تو اونکو کیا کچھ مستی ہوگی آگے انمیں استثنائے منقطع کے طور پر کچھ مستثنےٰ فرماتے ہیں کہ۔

جز مگر آنہا کہ نومید اند و دور   ہمچو کفار نہفتہ در قبور

یعنی مگر سوائے اونکے جو کہ نا امید اور دور ہیں جیسے کہ کفار جو کہ قبور میں پوشیدہ ہیں مطلب یہ کہ جیسے کہ وہ لوگ ہیں جو کہ کافر ہیں اور قبروں میں ہیں وہ اس مستی سے بالکل نا امید اور دور ہیں۔ اور اونکا تو ذکر ہی نہیں۔ ہان جو کہ مست ہیں اون کو سب کچھ حاصل ہے اور کفار کی تو یہ حالت ہے کہ۔

تا اُمید از ہر دو عالم گشتہ اند | خار ہاے بے نہایت کشتہ اند

یعنی وہ لوگ دونون عالم سے نااُمید ہو گئے ہیں اور اُن لوگوں نے بے انتہا خار بوئے ہیں یعنی اعمال سیئہ کئے ہین لہذا اُنکو وہ مستی حاصل نہیں ہو سکتی آگے پھر قصہ بیان فرماتے ہیں

شرح حبیبی

پس ز مستیہا بگفتند اے دریغ	بر زمین باران بدادے چو میغ
گستریدے دران بیداد جا	عدل و انصاف و عبادات و وفا
این بگفتند و قضا می گفت بیست	پیش پایت دام ناپیدا بسے ہست ۴۷
ہین مرو گستاخ در دشت بلا	ہین مران کورانہ اندر کربلا
کہ ز موی و استخوان ہالکان	می نیابد راہ پاے سالکان
جملہ رہ استخوان موے و پے	بسکہ تیغ قہر لاشئے کردشے
گفت حق کہ بندگان ما ہون	بر زمین آہستہ می رانند ہون
پا برہنہ چون رود در خار زار	جز بمہل و فکر ہر پرہیزگار

این قضا میگفت لیکن گوش شان ... بستہ بود اندر حجاب جوش شان

چشمہا و گوشہا را بستہ اند ... جز مگر آنہا کہ از خود رستہ اند

جز عنایت کہ کشاید چشم را ... جز محبت کہ نشاند خشم را

جہد بے توفیق جان کندن بود ... زاز زنی کم گرچہ صد خرمن بود

جہد بے توفیق خود کس را مباد ... در جہان واللہ اعلم بالرشاد

غرضکہ ہاروت و ماروت مست تھے اور مستی میں یہ کہہ رہے تھے کہ اے کاش ہم زمین ۴۸
پر بکثرت پانی برساتے اور اس محل ظلم پر ہم عدل و انصاف عبادت میں اور وفائے حق
سبحانہ پھیلاتے وہ تو یہ کہہ رہے تھے اور انسانوں پر بیوفائی ظلم فسق و فجور کی تعریفیں
کر رہے تھے لیکن قضا کہہ رہی تھی کہ ذرا دم لو تمہارے پاؤں کے سامنے بھی بہت سے
جال ہیں جن سے تم بھی نہیں بچ سکتے یہاں سے مولانا مضمون ارشادی کی طرف انتقال
فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو صحرائے امتحان میں ان فرشتوں کی طرح اکڑے ہوئے
نہ چلنا اور اس وحشت سرا یا مصائب میں اندھا دھند نہ گھسنا۔ اسمیں غفلت کے ساتھ چلنے
کے سبب سے ہلاک ہونے والوں کے اسقدر بال اور ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں کہ چلنے
والوں کو راستہ بھی نہیں ملتا۔ چونکہ قہر حق سبحانہ نے بہت سے مغرورین اور
معجب رکھنے والوں کو ہلاک کیا ہے اسلئے تمام راہ میں ہڈیاں بال اور پٹھے بھی پڑے
ہوئے ہیں پس تم کبھی اپنی طاعات پر گھمنڈ اور عصاۃ کی تحقیر نہ کرنا کیونکہ بندگان مقبولین
کی یہ شان نہیں ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہیں عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ہونا

(باقی آیندہ)

مدلول قوله يحدث فان الحديث غير التحدث ثم هو لا يذم مطلقا بل ما كان من الدنيا واما ما كان من الخير اى الدين فانه غير مذموم لكنه مخصوص بالضرورى وبه خرج الجواب عما يورد على قول عمرؓ انى لاجهز جيشى وانا فى الصلوة واما غير الضرورى فينفيه قوله عليه السلام فى مثل هذا الحديث مقبلا عليهما بقلبه لان الاقبال على الصلوة لا يجتمع مع الاقبال على غير الصلوة وتجويز الضرورى هو ما ادى عليه رائى اخذا من قوله من الدنيا و قوله الا بخير فى هذا الحديث وليراجع الى المحققين

جیساکہ یحدث کا لفظ اسپر دال ہے کیونکہ تحدیث اور ہے اور تحدث اور (اور حدیث میں تحدث آیا ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری بھی علی الاطلاق مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے ہو اور جو خیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ (مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور اسی سے اس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت عمرؓ کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور نماز کی حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ
21 حدیث النفس گو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری ہے)
باقی جو غیر ضروری ہو اس کی نفی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ان دو رکعتوں پر اپنے قلب سے متوجہ ہے (اور یہ نفی اس لئے (ہوتی ہے) کہ توجہ الی الصلوۃ توجہ الی غیر الصلوۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور اس ضروری (دینی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف میری رائے کی رسائی ہوئی ہے جس کو من الدنیا اور الا بخیر سے اخذ کیا ہے جو اس حدیث میں ہے دوسرے محققین سے بھی رجوع کر لیا جاوے۔

الحديث انما الصلوة تمسكن
ودعاء وتضرع ت ن بنحوه
من حديث الفضل بن عباس
باسناد مضطرب وتمامه
انما الصلوة تمسكن وتواضع
وتضرع وتباوس وتنادم و
تقنع يديك فتقول اللهم
اللهم فمن لم يفعل فهي
خداج قلت وفي الترغيب
باب الترهيب من عدم
اتمام الركوع عن سنن الترمذي ۲۲
والنسائي وصحيح ابن خزيمة
في اخر الحديث وتقنع يديك
يقول ترفعهما الى ربك مستقبلا
ببطونهما وجهك وتقول يا رب
يا رب ومن لم يفعل ذلك فهي
كذا وكذا اي ناقص في الفضيلة
لا في الصحة قلت دل على مطلوبية الخشوع
في الصلوة وعلى مشروعية الدعاء
عقيب الصلوة كما هو معتاد الصلحاء
والمصلين فان رفع اليدين في [illegible]

الخشوع في الصلوة والدعاء عقيبها

حدیث نماز تو ان چیزوں کا نام ہو اظہار مسکنت
اور دعا اور تضرع روایت کیا اس کو ترمذی نے
اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن
عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور
پوری حدیث (احیاء میں) اس طرح ہے کہ نماز صرف
ان چیزوں کا نام ہے اظہار مسکنت اور تواضع
اور تضرع اور رقت قلب اور اظہار ندامت اور
یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہم اللہم کہو (یعنی دعا کرو)
جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے میں
کہتا ہوں کہ تقنع یدیک الخ کو ترغیب میں بھی
ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزیمہ سے نقل کیا
ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے
لئے اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف
ہے اور یا رب یا رب کہو اور جو ایسا نہ کرے اسکی
نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان
فرمایا گیا ہے یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ
صحت میں **ف** دو چیزوں پر اس سے دلالت
ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے
نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحاء اور
نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

الحدیث اذا صلیت فصل
صلوٰۃ مودع ابن ماجہ من حدیث
ابی ایوب والحاکم من حدیث سعد
بن ابی وقاص وقال صحیح الاسناد
والبیہقی فی الزہد من حدیث
ابن عمر و من حدیث انس رض
بنحوہ **ف** فیہ تعلیم طریق
تکمیل الصلوٰۃ بمراقبۃ احتمال
کون ہذہ الصلوٰۃ اٰخر الصلوٰۃ
وہو عجیب یشاہدہ من
جربہ۔

الحدیث حدیث عائشۃ رض
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یحدثنا ونحدثہ فاذا حضرتہ
الصلوٰۃ کانہ لم یعرفنا ولم نعرفہ
الازدی فی الضعفاء من حدیث
سوید بن غفلۃ مرسلا کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمع الاذان
کانہ لا یعرف احدا من الناس **ف**
ہذا ہو الولہ والعشق الذی ینکرہ
اکثر اہل الظاہر

حاشیہ تکمیل الصلوٰۃ

حدیث جب تم نماز پڑھو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو (اور اس وجہ سے اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابو ایوب کی حدیث سے اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے زہد میں ابن عمر کی حدیث سے روایت کیا اور انس رض کی حدیث سے اس کے قریب **ف** اس حدیث میں تعلیم ہے طریقۂ تکمیل نماز کی اس مراقبہ سے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز
۲۳ ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کریگا مشاہدہ کر لیگا

الولہ والعشق

حدیث حضرت عائشہ رض کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کی یہ حالت ہو جاتی گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے ہوں اور نہ ہم آپ کو ازدی نے ضعفاء میں سوید بن غفلہ کی حدیث سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے تھے تو یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے **ف** یہ وہی از خود رفتگی اور عشق ہے جس کے اکثر اہل ظاہر منکر ہیں (اور صوفیہ اسکے قائل ہیں)

الحدیث لا ینظر اللہ الی صلوۃ لا یحضر الرجل فیھا قلبہ مع بدنہ لم اجدہ بھذا اللفظ ویروی محمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ من روایۃ عثمان بن ابی دھرش مرسلا لا یقبل اللہ من عبد عملا حتی یشھد قلبہ مع بدنہ ورواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی بن کعب و اسنادہ ضعیف۔ ۴۴

حدیث اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر بھی نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے میں نے اس حدیث کو ان لفظوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں عثمان بن ابی دہرش کی روایت سے مرسلاً یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ یہاں تک کہ اس کا قلب اس کے بدن کے ساتھ حاضر ہو اور اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا، اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

ف فیہ دلالۃ صریحۃ علی کون احضار القلب الاختیاری لا الحضور الغیر الاختیاری شرطا لقبول الطاعۃ۔

ف اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے قبول طاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا تفریط ہے اور حضور کا شرط کہنا افراط ہے)۔

اشتراط احضار القلب فی القبول
احضار قلب کا شرط قبول ہونا

الحدیث رای رجلا یعبث بلحیتہ فی الصلوۃ وقال لو خشع قلب ھذا لخشعت جوارحہ الحکیم فی النوادر من حدیث ابی ھریرۃ

حدیث آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے جوارح بھی خشوع والے ہوتے۔ اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوہریرہؓ سے سند ضعیف سے

(باقی آئندہ)

(۹) خانصاحب نے فرمایا کہ حاجی منیر خان صاحب خانپوری (یہ صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب برادر خورد جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب ملقب بہ چھوٹے میاں سے بیعت تھے) اور رفیق محمد خانصاحب نواب وتاولی اور میانجی محمدی صاحب (یہ میرے استاد اور سید صاحب سے بیعت تھے اور اورنگ آباد کے رہنے والے تھے) اور نواب قطب الدین خانصاحب اور میاں رحیم داد صاحب خورجوی اور مولوی یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یہ لوگ میں نے ایسے دیکھے جنکی ولایت کیلئے کسی ثبوت کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ انکے چہروں ہی سے دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ حضرات اولیاء اللہ ہیں۔ اسپر میں ایک بات سناتا ہوں۔ مراد آباد کی شاہی مسجد میں ایک صاحب امام تھے مجھ سے ان سے بہت ملاقات تھی اور وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے حج بھی بہت کئے تھے مگر ہمارے بزرگوں کے ساتھ ان کو عقیدت نہ تھی بلکہ کچھ سوء عقیدت تھی ایک روز کسی پنجابی صاحب کے یہاں مولوی محمد یعقوب صاحب
۹ قدس سرہ کی دعوت تھی دعوت میں میں بھی شریک تہا اور وہ امام صاحب بھی اور ہم لوگ دروازے کے قریب بیٹھے تھے جب کھانے سے فراغت ہو چکی تو ہم دونوں باہر آ کر کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب کسی سے باتیں کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے نکلے امام صاحب نے جو مولانا کی صورت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا کہ مجھے ان حضرات سے ناحق بد اعتقادی تھی۔ انکی نورانی صورت انکی ولایت پر خود شاہد ہے ایسی نورانی صورت خدا کے خاص بندوں کے سوا دوسروں کی نہیں ہو سکتی اور اون پر اسوقت ایک حالت طاری ہوئی جس سے وہ بیتاب ہو گئے اور ہائے ہائے کہتے ہوئے اونہوں نے مولانا کے قدم پکڑ لئے اور بہت روئے۔

حاشیہ حکایت (۹) قولہ ان کی نورانی صورت اقول قال الرومی۔

نور حق ظاہر بود اندر ولی ٭ نیک بین باشی اگر اہل دلی قال الکاندہلوی کا ترجمہ ؎
مرد حقانی کی پیشانی کا نور ٭ کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور ٭ (ش ت)

(۱۰) خانصاحب نے فرمایا کہ مجھ سے قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اور مولانا

اعلم علی صاحب مراد آبادی نے بیان فرمایا کہ میاں صاحب (شاہ محمد اسحٰق صاحب کا لقب ہے) فرماتے تھے کہ ہم نے ان العبد لیعمل بعمل اهل النار ثم یسبق علیه القدر فیعمل بعمل اهل الجنة ویدخل الجنة کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا واقعہ اسکا یہ ہے کہ نانا صاحب (شاہ عبدالعزیز صاحبؒ) کے دربار میں ایک پنڈت حاضر ہوا کرتے تھے جو کہ لڑکپن کے زمانے سے اونکے دوست تھے۔ ہم ان کو نانا کہا کرتے تھے ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ صبح کو مدرسہ میں آتے اور کنوئیں پر نہاتے اور سورج پر جل چڑھاتے یہ بات ہم کو گراں تھی مگر ادب کی وجہ سے ہم کچھ نہ کہہ سکتے اب نانا صاحب کا انتقال ہو گیا اور مدرسہ کا اہتمام ہمارے ہاتھ میں آیا اور ان پنڈت کا وہی معمول رہا مگر ہم اب بھی کچھ نہ کہہ سکے ایک روز کا واقعہ ہے کہ وہ کنوئیں پر سورج کی طرف منہ کئے اور ہاتھ میں لٹیا لئے سورج پر جل چڑھانے کے لئے کھڑا تھا مگر چڑھایا نہ تھا اتفاق سے میں پہونچ گیا میں نے اسوقت کے قاعدے سے اسے سلام کیا اونے مجھے دعا دی اور کہا بیٹا یہاں آؤ میں گیا تو اوس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تمہارے نانا سے بچپن کی دوستی ہے اور وہ دوستی اونکے انتقال کے وقت تک برابر قائم رہی اور آنا جانا اٹھنا بیٹھنا میل ملاپ بہت کچھ رہا مگر نہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور نہ مجھے کبھی اسکا خیال ہوا لیکن آج آپ ہی آپ میرا دل بےچین ہے اور بیساختہ جی چاہتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ کیونکہ میں ہمیشہ سے سورج کی پرستش کرتا ہوں۔ لیکن آج مجھے خیال آیا کہ جب ہم چاہتے ہیں چلتے ہیں اور جب چاہتے ہیں آرام کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں نہیں جاتے مگر سورج ہے کہ ادھر ادھر مارا پھرتا ہے نہ وہ ایک دم کیلئے ٹھہر سکتا ہے اور نہ وہ اپنی معینہ چال کے خلاف چل سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ تو ہم سے بھی زیادہ مجبور اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور ہرگز قابل پرستش نہیں نیز معلوم ہوا کہ دین اسلام دین حق ہے پس بیٹا تم مجھے مسلمان کر لو گو میں اسلام کی باتیں جانتا ہوں مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاتھ پر اسلام لاؤں تاکہ تم میرے اسلام کے گواہ رہو۔ میں نے کہا آپ کو ختنہ کرانی پڑیگی اوس نے کہا جو کچھ تم کہو گے میں سب کچھ

کرونگا الحاصل میں نے اسے مسلمان کیا اور اوسکی ختنہ کرائیں۔ اوسنے یہ بھی کہا کہ میرے
بیٹا بیٹی نہیں ہاں پوتے نواسے ہیں مگر جب میں مسلمان ہوجاؤنگا تو وہ سب میرے
مخالف ہوجاوینگے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے یہاں رہنے کے لیے جگہ دیدو
کھانے پینے کیلئے میرے پاس بہت کچھ ہے میں نے کہا کہ اگر آپ کا جی چاہے تو مال
بھی اپنے پوتوں وغیرہ ہی کو دیدیجئے میں آپ کی اپنے نانا کی طرح خدمت کرونگا۔ الغرض
میں نے انکو رہنے کو جگہ دیدی۔ اور انکی خدمت کرتا رہا۔ وہ چالیس روز زندہ رہے اور
اسکے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

حاشیہ حکایت (۱۰) قولہ ادب کی وجہ سے **اقول** یعنی حضرت شاہ صاحب
کے ادب کی وجہ سے۔ **قولہ** مگر ہم اب بھی کچھ نہ کہہ سکے **اقول** یہ بھی اسی ادب حیات
کا غلبہ تھا جسکا اثر بعد وفات بھی رہا اور اسکا ادراک اہل وجدان کو ہوتا ہے اور چونکہ
اس فعل میں حضرت میاں صاحب کا کوئی دخل نہیں نہ نسبتاً نہ رضاءً اس سے
کوئی اعتراض بھی نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ نہی عن المنکر تو فرما سکتے تھے سو یہ نہی توقع قبول ۱۱
کے وقت واجب ہوتی ہے ورنہ نہیں رہا استحباب سو عجب نہیں حضرت بڑے شاہ صاحب
کے سکوت کا کسی حکمت پر اجمالاً محمول فرما لینا یہ مانع ہوا ہو اتیان مستحب سے اور
تعیین اس حکمت کی واقعہ کے اخیر جزو سے کہ اوس پنڈت کا مسلمان ہوجانا ہے ہوسکتی
ہے یعنی حضرت شاہ صاحب کو مکشوف ہوگیا ہو کہ اگر اسکے ساتھ سختی نہ کیجاوے تو ممکن
ہے کہ اس نرمی سے اوسکے قلب میں اسلام کی الفت پیدا ہوجاوے چنانچہ وہ اس
دولت سے آخر مشرف ہوا۔

قولہ اسے سلام کیا **اقول** کافر کو سلام ضرورت یا معتد بہا مصلحت سے
یا کسی حال محمود کے غلبہ سے جائز ہے اور احتمال ثالث یہ وہ غلبۂ حال ادب تھا حضرت
شاہ صاحب کا **قولہ** نہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ مسلمان ہوجاؤ **اقول** مکشوف ہوا ہوگا۔
کہ اسکے اسلام کا فلاں وقت معین ہے اسلئے اس سے پہلے توقع قبول نہ تھی اور عدم
توقع کے وقت امر بالمعروف کا ضروری ہونا ابھی مذکور ہوا ہے **قولہ** ختنہ کرانا پڑیگی۔

اقول یہ بطور شرط اسلام کے نہیں فرمایا بلکہ حکم اسلام کے طور پر فرمایا یعنی اگر کوئی اس عمل پر آمادہ نہ ہوا اسلام کی تو اوسکو بھی تلقین کردی جاویگی لیکن اسلام کا یہ حکم پھر بھی تبلایا جاویگا اور بالغ کے بدن کو ختنہ کی ضرورت سے دیکھنا اسمیں گو اختلاف ہے مگر بہت فقہاء نے اسکے جواز کو راجح بھی کہا ہے۔ (**تشت**)

(۱۱) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ جسکو میں بیان کرنا چاہتا ہوں میں نے مولوی عبدالقیوم صاحب سے بھی سُنا ہے اور مولانا گنگوہی سے بھی اور مولانا نانوتوی سے بھی اور اپنے استاد میانجی محمدی صاحب اورنگ آبادی سے بھی اور آخر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سنا ہے بڑے میاں (مولوی محمد اسحٰق) صاحب اور چھوٹے میاں (مولوی محمد یعقوب) صاحب دونوں بھائی جب مکہ میں حرم میں داخل ہوتے تو دروازہ پر جوتہ چھوڑ جاتے مگر باوجود اسکے کہ وہاں جوتہ کا محفوظ رہنا نہایت مشکل ہے اور سینہ کے سامنے سے اور سر کے سامنے سے خاص حرم کے اندر سے جوتہ اٹھ جاتا ہے۔ اونکا جوتہ کبھی چوری نہیں گیا۔ یہ واقعہ دیکھکر لوگ متعجب ہوتے اور ان حضرت سے پوچھتے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات کا جوتہ چوری نہیں جاتا وہ فرماتے کہ جب ہم جوتہ اتارتے ہیں تو چور کے لئے اسکو حلال کرجاتے ہیں اور چور کی قسمت میں حلال مال نہیں اسلئے وہ انہیں نہیں لے سکتا۔ یہ قصہ بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ قصہ مولوی محمود حسن صاحب سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اصل میں تعلیم تھی شاہ عبدالقادر صاحب کی جب شاہ صاحب کے زمانہ میں اکبری مسجد میں سے جوتے چوری جانے لگے تو شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے جوتے چوروں کے لئے حلال کردیا کرو پھر وہ انہیں نہ لیں گے اھ۔ ۱۲

حاشیہ حکایت (۱۱) قولہ جوتہ کا محفوظ رہنا نہایت مشکل ہے **اقول** غالباً اوسوقت بواب کا انتظام نہ ہوگا جیسا اب ہے جس سے بہت سہولت ہے اور اندر جو کبھی جوتہ اٹھ جاتا ہے یہ اٹھانے والے اکثر آفاقی ہوتے ہیں **قولہ** چور کیلئے اسکو حلال کرجاتے ہیں اور چور کی قسمت میں حلال مال نہیں۔ **اقول** حقیقت اس حکمت کی ایک نکتہ لطیفہ ہے

(باقی آئندہ)

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تہا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمیں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اونکو یکجا جمع کر دیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف سنہ ۳۲ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۳۳ھ میں اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمے بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہگئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اس طرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کر دی گئی ہے۔ یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کر دیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اوس سے فائدہ اٹھا کر بہکانے والوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ جلدیں بہت کم باقی ہیں جلد منگا لیجئے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ (عہ)

رعایت

آخر شوال سنہ ۱۳۳۴ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے (عہ) محصولڈاک ۵ر

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تہانہ بہون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

دوسرا مژدہ

حق تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۳۲ھ سے دلمین تھی اور اسکی تکمیل سے دل سے بے اختیار تھا ۱۳۴۱ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمی بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہو کر اہل علم کی خدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالے جسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول مین مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات سے جو فوائد ہین مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ اون سے علاوہ ہے۔ عام شائقین کے نفع کے لئے ان اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوسکیں۔

مشورۂ مفید

اس خزینہ علیہ کو اگر حضرات اہل علم خصوصاً مہتممین اپنے مدارس مین داخل درس فرماوین تو اسکا نفع تام ہوجاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت مین رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ نفع عام ہوجاوے۔ اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے اور مدرسین وطلبہ کے لئے حسب مشورۂ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر شوال ۱۳۴۳ھ تک ۲ عہ/ علاوہ محصولڈاک ہے (محصولڈاک ۷ر)

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

قال اللہ تعالیٰ وانّ اللہ لہادی الذین آمنوا الی صراط مستقیم

چوں ہدایت موصول است بافضیلت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المذکور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ مندرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۱	بابت ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ	نمبر ۷

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ٭ حاوی و مذکر ست در ہر مجلس نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آن مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ بادارۂ محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

[illegible]

[illegible] ماخوذ من الحدیث [illegible] ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ

ببرکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	اتحاف المہذب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	درخواست دعا وسعی		مدیر	۱۶
۴	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۱۷
۵	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۶	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۷	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ڈھائی جز سے کم نہو گا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیلئے زیادہ اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۱۲؍ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۱۲؍ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر اگر فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور ۱۲؍ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ بیہقی نے بروایۃ روح بن جناح بیان کیا ہے اور روح بن جناح اس حدیث پر مجاہد سے متفرد ہوئے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں تشریف لے گئے تو وہاں پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بازار والو تم کیسے عاجز ہوگئے انہوں نے کہا کہ اور یہ کہا اے (حضرت) ابو ہریرہ فرمایا وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم کیجارہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو کیا تم نہیں جاتے کہ اسمیں سے اپنا حصہ لیلو انہوں نے عرض کیا کہ وہ کہاں ہے فرمایا مسجد میں پس وہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور حضرت ابو ہریرہؓ انکے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے یہانتک کہ وہ لوگ واپس آئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا انہوں نے عرض کیا کہ اے ابو ہریرہ ہم مسجد گئے اسکے اندر داخل ہوئے وہاں تو کچھ بھی بٹتے نہیں دیکھا حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا اور تم نے وہاں کسی آدمی کو بھی نہیں دیکھا بیشک ہم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک قوم کو قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور ایک قوم حلال وحرام کا تذکرہ کر رہی تھی پس حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تمہیں خرابی ہو اور بھی تو ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بسند حسن بیان کیا ہے۔

فصل

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم (راسخ) دلمیں ہے وہ تو علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے پس یہ اللہ کی حجت ہے اولاد آدم پر۔ اس حدیث کو حافظ ابو بکر خطیب نے اپنی تاریخ میں بسند حسن بیان کیا ہے۔

طلب علم میں سفر کرنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ اور جو شخص کسی راستہ میں چلا تاکہ اسمیں علم کو تلاش کرے اسکے عوض اس شخص کے واسطے اللہ تعالے جنت کیطرف راستہ سہل فرمادینگے اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور زر بن حبیشؓ سے مروی ہے کہ میں صفوان بن عسال مرادیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا کیوں آئے ہو میں نے عرض کیا کہ علم طلب کرنے فرمایا میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ایسا کوئی طالب علم میں اپنے گھر سے نکلنے والا نہیں ہے کہ اسکے واسطے فرشتے پر نہ بچھا دیتے ہوں اسکی سعی سے مسرور ہوکر اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے اور تصحیح کی ہے اور ابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے
۵۰ صحیح الاسناد روایت کیا ہے۔

اور قبیصہ بن المخارقؓ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا فرمانے لگے اے قبیصہ تم کو کیا ضرورت لے آئی میں نے عرض کیا کہ میری عمر طویل ہوگئی اور میری ہڈیاں ضعیف ہوگئیں اب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ آپ مجھکو ایسی باتیں تعلیم فرمائیں کہ جو آخرۃ میں مجھکو نافع ہوں فرمایا اے قبیصہ تم کسی ایسے پتھر اور درخت اور ڈھیلے پر نہیں گذرے کہ جس نے تمہارے واسطے دعائے مغفرۃ نہ کی ہو اے قبیصہ جب تم صبح کی نماز پڑھا کرو تو تین مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہا کرو تو نابینائی اور جذام اور فالج سے محفوظ رہوگے۔ اے قبیصہ یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک مما عندک وافض علی من فضلک وانشر علی من رحمتک وانزل علی من برکاتک ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے ان چیزوں میں سے مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہیں اور میرے اوپر فیضان فرما اپنے فضل سے اور مجھ پر اپنی رحمت کی بکھیر ارزانی فرما اور مجھ پر اپنی برکات نازل فرما اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اسکی سند میں ایک راوی ہے جسکو نہیں بیان کیا

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص صبح کو مسجد میں صرف اس ارادہ سے گیا کہ علم خیر سیکھے یا سکھلاوے اسکو اجر کامل حج کرنیوالے کا ہوگا اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے کہ جسمیں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی علم کی طلب میں نکلا وہ اللہ کے راستہ میں ہے جبتک کہ لوٹے اس حدیث کو ترمذی نے حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو شخص صبح کو نکلا بارادہ علم کہ اسکو اللہ کے واسطے حاصل کرے اللہ تعالےٰ اسکے واسطے جنت کیطرف ایک دروازہ کھولدیتا ہے اور فرشتے اسکے واسطے اپنے بازوؤں کو بچھاتے ہیں اور تمام آسمانوں کے فرشتے اور دریا کی مچھلیاں اسکے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کیلئے عابد پر ایسا فضل حاصل ہے جیسے چودھویں شب کے چاند کو آسمان کے بہت 51
چھوٹے ستارہ پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء علیہم السلام نے درہم و دنانیر کو ورثہ میں نہیں چھوڑا لیکن انھوں نے علم کو ورثہ میں چھوڑا ہے بس جس شخص نے علم کو لیا اس نے اپنے حصہ کو لے لیا اور عالم کی وفات ایسی مصیبت ہے کہ جسکا جبر نقصان نہیں ہو سکتا اور ایسا رخنہ ہے کہ بند نہیں کیا جا سکتا اور وہ ایک ستارہ ہے کہ مٹا یا گیا ایک قبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سے سہل تر ہے اسکو ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر انکی روایت میں موت عالم الخ کا ذکر نہیں اسکو بلفظہ بیہقی نے بطریق ولید بن مسلم روایت کیا ہے۔

حدیث کے سننے اور اسکی تبلیغ اور کتابت کی ترغیب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے ترہیب کا بیان

اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

فرماتے تھے کہ اللہ تعالے تروتازہ کرے اس شخص کو کہ جسنے ہم سے کسی شئے کو سنا اور پھر اوسکو پہونچادیا (نقل کردیا) جیسے کہ سنا اور بہت وہ لوگ کہ جنکو حدیث پہونچائی جاتی ہے۔ زیادہ حفاظت کرنیوالے ہوتے ہیں سننے والوں سے (بحیثیت حفظ یا تفہم کے) اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے بجائے نضر اللہ امرأ کے رحم اللہ امرأ فرمایا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح فرمایا ہے۔

اور حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
۵ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالے تروتازہ کرے اس شخص کو جسنے ہم سے حدیث کو سنا اور اسکو دوسروں کو پہونچایا اسواسطے کہ بہت سے لوگ دانائی کی بات کو ایسے شخصوں کے پاس پہونچاتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں اور بہت سے دانائی کی بات کو نقل کرنے والے خود سمجھدار نہیں ہوتے۔ تین چیزیں ہیں ایسی کہ قلب مسلم خیانت نہیں کرتا عمل کا خدا کے واسطے خالص کرنا اور حکام کو نصیحت کرنا اور جماعت مسلمین
کو چلتے رہنا (یعنے انکا اتباع کرنا) کیونکہ انکی دعا (یعنے اسکا نفع) سب کو پہنچتی ہے (اگر تم ۵۲
انکے ساتھ ہوگے تو تم بھی اسکی برکت سے محفوظ رہوگے) اور شخص کا مطمح نظر (ہر کام میں) دنیا ہے اللہ تعالے اسکے کاموں کو منتشر کردیتا ہے (یعنے سمیٹے نہیں سمٹتا) اور فقر کو اس کے پیش نظر کردیتا ہے اور (پھر بھی) دنیا میں سے اسکو اتنا ہی ملتا ہے جتنا اسکی قسمت میں لکھا ہے اور جس شخص کا مطمح نظر آخرۃ ہے خداوند تعالے اسکے کاموں کو مجتمع کردیتا ہے اور اپنی تمنا اسکے قلب میں جانشین کردیتا ہے اور اسکے پاس دنیا ذلیل ہوکر آتی ہے (اس حدیث میں ترغیب دلائی ہے اس امر کی کہ ہر کام میں مقصود اصل اور مطمح نظر آخرۃ کو بنانا چاہیئے جو لوگ دنیا کو اپنا مطمح نظر بنا لیتے ہیں وہ اسمیں منہمک ہوجاتے ہیں اور اپنے مقاصد کے پورا کرنے میں طرح طرح کی پریشانیاں اُٹھاتے ہیں بعض مرتبہ معاصی کا بھی ارتکاب کرتے ہیں۔ دین دنیا برباد کرتے ہیں اور پھر ملتا وہی ہے جو انکی قسمت میں ہے اور جو لوگ کہ اپنا مقصد اصلی آخرۃ کو سمجھتے ہیں انکے تمام کام نہایت دلجمعی سے انجام پاتے ہیں اور خداوند تعالے ان کے واسطے کامیابی کے طریقے واضح کردیتا ہے اور انکا نفس دنیوی لالچ

غنی ہوجاتا ہے کیونکہ خداوند تعالےٰ اپنا غنا انکے قلب میں مرکوز فرمادیتا ہے اور دنیا انکے پاس ذلیل ہوکر آتی ہے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے کچھ تقدیم وتاخیر سے روایتہ کیا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے نلیس بفقیہ تک اور ترمذی نے تحسین کی ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے ان دونوں سے کچھ زیادہ بیان کیا ہے۔

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیف منیٰ میں فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالےٰ اس بندہ کو تروتازہ فرماوے جسنے میرے قول کو سُنا اور پھر اسکی حفاظت اور نگہداشت کی اور ان لوگونکو پہونچایا جنہوں نے نہیں سنا تہا اسواسطے کہ بعضے حاملین علم خود سمجھدار نہیں ہوتے اور بعضے اہل علم اپنے سے زیادہ اہل فہم کو علم پہونچاتے ہیں (یہ فائدہ ارشاد فرمایا تبلیغ علم کا کہ بسا اوقات بہت سی باریکیوں پر اُستاد کی رسائی نہیں ہوتی اور انکو شاگرد با سانی سمجھ لیتا ہے۔ لہذا بعینہ الفاظ نبی علیہ السلام کو نقل کرنے کی حضرت نے تعلیم فرمائی ہے) تین ایسے امر ہیں قلب مومن انپر بخل نہیں کرتا۔ عمل کو خاص خدا کے واسطے کرنا۔ مسلمانوں کے ۵۲ حکام کو نصیحت کرنا اور انکی جماعت کو چپٹے رہنا اسواسطے کہ انکی دعائیں انکے ماورا لوگونکو شامل ہوتی ہیں اسکو احمد و ابن ماجہ نے اور طبرانی نے کبیر میں مختصراً اور مطولاً روایتہ کیا ہے مگر طبرانی نے بجائے تحفظ کے تحیط نقل کیا ہے اور سب نے بواسطہ محمد بن اسحاق کے عبد السلام سے اور انھوں نے زہری سے اور انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایتہ کیا ہے۔ اور امام احمد کے نزدیک اس حدیث کا ایک طریق عن صالح بن کیسان عن الزہری بھی اور اسکی اسناد حسن ہے۔

اور حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی قوم مجتمع ہوکر کتاب اللہ کو پڑھتی پڑھاتی ہو اور پھر خدا کا مہمان نہو اور فرشتے انکو نہ گھیرے رہیں جب تک کہ وہ کہڑے نہوں یا دوسرے مشغلہ میں مشغول نہوں اور یہ بھی ضرور ہے کہ جو کوئی عالم مرنے کے خوف سے طلب علم میں نکلے یا بھولنے کے خوف سے اسکے لکھنے کیلئے نکلے تو وہ مثل اس مجاہد کے ہوگا جو خدا کے

راستہ میں شام کو نکلا اور جس شخص کے عمل نے دیر کی اسکے ساتھ اسکا نسب جلدی نہیں کریگا (فائدہ۔ یعنے جس شخص کے اعمال صالح نہوں اگرچہ کسی بزرگ کی اولاد ہو مگر صرف صاحبزادگی اسکو کافی نہوگی اولاد بزرگان کے واسطے قابل عبرت اور لائق اعتنا ہے)
اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایتہ اسماعیل بن عیاش نقل کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو اسکے تمام اعمال ختم ہوجاتے ہیں بجز تین عملوں کے صدقہ جاریہ یا علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے یا نیک اولاد جو اسکے واسطے دعا کرتی رہے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ اور اس قسم کی احادیث پہلے بھی باب نشر العلم میں گذرچکی ہیں۔ حافظ منذری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نافع کے لکھنے والے کو اسکا اجر ملتا ہے اور ان لوگوں کا اجر بھی ملتا ہے جنہوں نے اسکے بعد پڑھا لکھا اور اسپر عمل کیا جب تک کہ وہ مکتوب اور اسپر عمل باقی رہیگا۔ اور علم
۵۴ غیر نافع اور موجب اثم کے کاتب پر اسکا بار ہے اور ان لوگوں کا کہ جنہوں نے اسکے بعد میں اسکو لکھا پڑھا یا اسپر عمل کیا ہے جب تک کہ وہ مکتوب اور اسپر عمل باقی رہے۔ یہ ان احادیث سے مفہوم ہوا ہے کہ جو نیک بد طریق کے رائج کرنے والوں کے بارے میں وارد ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھپر قصداً جھوٹ بولا اسکو نار جہنم میں اپنا مسکن بنالینا چاہیئے اسکو بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسکو بےشمار صحابہ سے تمام صحاح و سنن و اسانید میں نقل کیا گیا ہے حتی کہ حد تواتر تک پہونچ چکی ہے واللہ اعلم۔

اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے میری طرف ایسی حدیث کو منسوب کیا جسکو وہ جھوٹ سمجھتا تھا وہ بھی ایک دو جھوٹوں میں سے ہے یعنے اصل حدیث کا گھڑنے والا اول کاذب ہے اور یہ ناقل باوجود ظن کذب جو نقل کرتا ہے تو یہ بھی اسی کاذب کے قبیل سے ہوا

اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ یقیناً مجھپر جھوٹ بولنا مثل دوسرے لوگوں کے جھوٹ بولنے کے نہیں ہے بس جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بولے اسکو نار (جہنم) میں اپنا ٹھکانا بنالینا چاہیئے۔ اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

علما کی ہمنشینی کی ترغیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم جنت کی کیاریوں میں گذرا کرو تو چرلیا کرو (صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا مجالس علمی اسکو طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے اور اسمیں ایک راوی مجہول الاسم ہے۔

۵۵ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لقمان نے اپنے فرزند سے کہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے مجالس علما کو اختیار کر اور کلام عقلا کو سُن اسواسطے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نور حکمت کے ساتھ قلب میت کو زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو بارش کی رو سے اسکو طبرانی نے کبیر میں بطریق عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم روایت کیا اور ترمذی نے اس سند کی تحسین کی ہے دوسرے متن اور شاید کہ یہ موقوف ہو واللہ اعلم۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسولؐ اللہ ہمارے ہمنشینوں میں سے کون بہتر ہیں فرمایا کہ جسکے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آوے اور اسکی گفتگو تمہارے علم کو زاید کرے اور اسکا عمل تم کو آخرۃ یاد دلاوے اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور تمام راوی ثقات ہیں بجز مبارک بن حسان کے۔

علماء کے اکرام اور توقیر کی ترغیب اور انکولا پروائی سے ضائع (اور بے قدر) کرنے کی ترہیب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شہداء احد کو میں سے دو دو کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پھر فرماتے کہ ان دونوں میں سے کون زاید قرآن جاننے والا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو لحد میں آگے رکھتے۔ اسکو بخاری نے روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت ابو موسےٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تعظیم پروردگار میں بوڑہے مسلمان اور ایسے قرآن شریف کے جاننے والے کہ جو اکرام اسمیں غلو اور غفلت نکرتا ہو اور حاکم عادل کا احترام بھی داخل ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایتہ کیا ہے۔ ۵۶

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے روایتہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ شرط مسلم پر صحیح ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں ہے کہ جو بڑے کی توقیر اور چھوٹے پر ترحم نکرے اور نیک کام کا حکم اور بُرے سے منع نکرے اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نکرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے اسکو حاکم نے نقل کیا ہے اور علی شرط مسلم تصحیح کی ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

روپیہ پیسہ خرچ کیا جاوے اور خدا تعالے کو دیکھئے کہ بہت آسانی سے رضامند ہوجاتے ہیں اور ہم پھر بھی ان کو راضی کرنے کی فکر نہیں کرتے لیکن حقیقت میں یہ بڑا کمینہ پن ہے کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ جسکا احسان اپنے اوپر بہت زیادہ ہو اوسکے سامنے تو نہایت عاجزی سے رہے اور اوسکا کہا مانے یہ نہیں کہ اور اولٹی اوسکے ساتھ شرارت کرے۔ اور اوسکے کہنے کے خلاف چلے پس اپنی تھوڑی بہت تکلیف کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو اگر کسی کے پاس موروثی زمین ہے تو اوسکو چاہیئے کہ فوراً چھوڑدے بلکہ مین کہتا ہوں کہ جو شخص موروثی زمین چھوڑدیگا وہ زیادہ آرام میں رہیگا کیونکہ وہ اس سے بڑا ایماندار مشہور ہوجاویگا لوگ کہیں گے کہ دیکھو میاں کسقدر ایماندار ہے کہ اپنی موروثی زمین چھوڑدی پھر تو ہر ایک زمیندار یہی کوشش کریگا کہ ہماری زمین بھی یہی جوتے اگر اب بھی لوگونکی سمجھ میں نہ آوے اور نہ مانیں تو وہ جانیں دو شخص ضلع سہارنپور کے میرے پاس آئے تھے اتفاق سے موضع بہیسانی گیا ہوا تھا وہ میرے پاس وہیں پہنچے کہ ہم کو مرید کرلو میں نے پوچھا کہ
17 تمہارے پاس موروثی زمین تو نہیں اون سے معلوم ہوا کہ ہے میں نے کہا کہ اوسکو چھوڑدو کہنے لگے پہلے مرید کرلو پھر چھوڑدینگے مین نے کہا کہ پہلے چھوڑ آؤ جب مرید کرونگا یہ سنکر کہا کہ اچھا ہم چھوڑ آتے ہیں مگر آجتک لوٹکر نہیں آئے۔ ایک گاؤں کے لوگ مدت سے مجھے بلا رہے ہیں لیکن ابتک اسوجہ سے نہیں گیا کہ وہاں سب کے پاس موروثی زمینیں ہیں میں نے اونسے کہا کہ یہ بتلاؤ مجھے روٹی کہاں سے کہلاؤگے بس اوسکا جواب نہ دے سکے حدیث میں ہے کہ اگر ایک روپیہ حرام کا ہے اور نو روپے حلال کے تو بس اس ایک حرام کے روپیہ ملجانے سے ساری عبادت غارت ہوگئی اور غضب یہ ہے کہ لوگ حرام کمائی بیوی بچوں کے لئے کماتے ہیں یہ بھی نہیں کہ صرف اپنے ہی لئے ایسا کریں مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھ سکا کہ پھر روزہ نماز کرکے کیا کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تو حلال کمائی نہیں ہے اور جب حلال کمائی نہیں تو روزہ نماز کچھ بھی قبول نہ ہوگا تو نماز روزہ سے فائدہ کیا اور کچھ اب تو فقط ایک گناہ ہے کہ حرام مال سے پیٹ بھرا اور اگر نماز روزہ اور دوسرے نیک کام چھوڑدئے تو اور بہت سے گناہ ہوجاوینگے۔

(۱۳) یہ مضمون رمضان کے بیان میں تھا اب عید کی نسبت کچھ بیان کرتا ہوں اوسکا بھی اسی حدیث سے تعلق ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری حصہ کو حضورؐ نے فرمایا ہو کہ وہ دوزخ سے نجات ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دوزخ سے نجات جب ہی ہوتی ہے جبکہ اس سے پہلے رحمت اور گناہوں کی بخشش بھی ہو تو معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری حصہ میں رحمت بھی ہوتی ہے اور گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے نجات بھی اور قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور انکی رحمت کے ساتھ خوش ہوا ان سے معلوم ہوا کہ ان موقع پر خوشی ہونی چاہیئے اور حدیث میں بھی ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشی ہیں ایک تو روزہ کہولنے کے وقت دوسرے جب اپنے رب سے ملاقات کریگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنے کا وقت خوشی کا وقت ہے اور روزہ کھولنا دو طرح پر ہے ایک تو چھوٹا جو کہ روز مرہ کے افطار کے وقت ہوتا ہے، دوسرا بڑا یہ وہ جو رمضان ختم ہونے پر روزہ کھلتے میں جس سے سب روزے پورے ہو جاتے ہیں پس اسپر جو خوشی ہوتی ہے اوسکا ہی نام عید ہے ۱۸

(۱۴) ہمارے جاہل بھائیوں نے ایک نیا مسئلہ نکالا کہ عید کی رات میں کچھ نہیں کھاتے جب صبح ہو چکتی ہے تو کچھ کھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزہ کھول لو اس رسم کو میں اپنے بچپن کے زمانہ سے دیکھتا چلا آتا ہوں۔ تحقیق جو کیا تو اوسکی صرف اتنی اصل نکلی۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ عید کے روز صبح کو کچھ کھا لیا کرتے تھے اوسکے بعد نماز کو جاتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ آج روزہ نہیں ہے اس خوف سے کہ کبھی کوئی روزہ رکھ لے اور یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حد مقرر کر دی ہے کہ شروع مہینہ سے اوسکے اخیر تک روزہ رکھو اب اس حد سے بڑھنا درست نہیں، اسی وجہ سے رمضان سے ایک دن پہلے سے روزہ شروع کر دینا مکروہ ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۵) غرض یہ ہے کہ عید ایک ایسا زمانہ ہے جسمیں ہم کو خوشی کرنیکا حکم ہے مگر چونکہ یہ خوشی دین کی ہے اسلئے اسکو اوسی طریقہ سے کرنا چاہیئے جو دین نے سکھلایا ہے بات یہ کہ خوشی دو قسم کی ہوتی ہے ایک دنیا کی خوشی ہے دوسرے دین کی خوشی پس اگر ہم کوئی

دین کی خوشی کسی خاص طریقہ سے کرنا چاہیں تو ہم کو اپنی رائے سے طریقہ نہیں بنانا چاہیئے۔
بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ شریعت نے بھی ہم کو اس طریقہ سے خوشی کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں
ہاں اگر دنیا کی خوشی ہو تو البتہ اپنی رائے سے کر لینے میں کچھ حرج نہیں مگر جبتک کہ اوسمیں
کوئی گناہ نہ ہو ورنہ وہ بھی درست نہیں۔ آجکل ہمارے بھائیوں نے ایک نئی فساد کی بات
ہندوستان میں نکالی وہ یہ کہ انھوں نے کوشش کی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدایش
کے دن بھی عید کرنی چاہیئے اور یہ خیال انکو اسوجہ سے ہوا کہ اونھوں نے دوسری قوموں کو
دیکھا کہ وہ اپنے دین کے بزرگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ مگر سمجھ لینا چاہیئے کہ
حضرت کی پیدایش کے دن کی خوشی کو دنیا کی خوشی نہیں۔ ہے جو اپنی رائے سے کر لو۔
بلکہ یہ تو دین کی خوشی ہے پس اس خوشی کے لئے وہی طریقہ مقرر کر سکتے ہیں جسکی دین سے
بھی اجازت ہو اپنی رائے سے کوئی طریقہ نہیں نکال سکتے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم سالگرہ
کے طور پر یا سدن خوشی کرتے ہیں جیسے اور دنیا کی خوشیاں کرتے ہیں تو میں کہونگا کہ ایسا کرنا
19 تو حضور کے ساتھ بڑی سخت بے ادبی ہے صاحبو کیا حضور کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھ
لیا ہے کہ اس خوشی کے لئے اس کیسی دنیا کا سامان کرتے ہو جیسے دنیا کے بادشاہوں کیلئے
کیا کرتے ہیں۔ مجھے اس موقع پر ایک بزرگ کا قصہ یاد آیا کہ وہ جنگل میں رہتے تھے ایک
کتیا پال رکھی تھی اتفاق سے ایک مرتبہ کتیا نے بچے دیئے تو آپ نے تمام شہر کے عزت دار
لوگوں اور دنیا داروں کی دعوت کی لیکن ایک بزرگ شہر میں رہتے تھے اونکو نہیں بلایا۔ اون
بزرگ نے بے تکلفی سے دوستانہ شکایت کی کہ میاں دعوت مین ہمیں نہیں بلایا۔ تو اون
بزرگ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ حضرت میرے یہاں کتیا نے بچے دیئے تھے اوسکی خوشی
میں دنیا کے کتوں کی دعوت کی تھی اور یہ بڑی بے ادبی تھی کہ دنیا کے کتوں کے ساتھ آپکو
بھی دعوت کرتا۔ جس روز میرے اولاد ہوگی اور مجھکو خوشی ہوگی اوس دن آپکی دعوت کرونگا۔
اور ان کتوں میں سے ایک کو بھی نہ بلاؤنگا۔ غرض ہم جو برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرتے
ہیں وہ برتاؤ بزرگوں کے ساتھ کرنا بے ادبی ہے تو پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر
وہ برتاؤ کیا جاویگا تو یہ کیسے بے ادبی میں داخل نہ ہوگا اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی پیدائش کا دن دنیا کی خوشی کیسے ہوگیا۔ سنئے اگر یہ دنیا کی خوشی ہوتی تو اسکی خوشی زمین ہی زمین پر ہوتی مگر نہیں حضور کی پیدائش کی خوشی تو زمین کیا معنی آسمان پر بھی ہوئی۔ جس روز حضور کی پیدائش ہوئی تو عرش وکرسی اور فرشتے سب کے سب خوش تھے پس یہ دنیا کی خوشی تو نہوئی یہ تو دینی خوشی ہوئی تو اسکو ہمیں ہر طرح سے شرع سے معلوم کرنا ضرور ہوا۔ اب ہم اون لوگوں سے دریافت کرتے ہیں جو اسدن کو عید بنانا چاہتے ہیں کہ کونسی آیت اور کونسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدن بھی عید کرنی چاہیئے اگر یہ شرع کی بات ہوتی تو صحابہ کو ضرور معلوم ہوتی کیونکہ وہ تو حضور کی صحبت میں رہے ہوئے تھے اون سے زیادہ اور کون مسئلے جان سکتا ہے اور حضور کی محبت اونکے برابر اور کسکے دلمیں ہوگی پھر کیا وجہ کہ یہ کسیکو نہیں سوجھا کسی کو خیال نہیں ہوا کہ اس دن عید کرنی چاہیئے۔ ہاں جن باتوں کی حضور سے اجازت ہے اونکو ضرور کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنی پیدائش کے دن روزہ رکھا اور فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ میں اسمیں پیدا ہوا ہوں اسلئے ہم کو بھی اسدن روزہ رکھنا مناسب ہوا اور جسطرح کہ پیدائش کے دن اپنی طرف سے گھڑ کر خوشی کے طریقے نہ برتنے چاہئیں۔ ۴۰

اسیطرح وفات کے دن بھی اپنی طرف سے کوئی بات نہ نکالنی چاہیئے اگرچہ وہ دن بھی بزرگوں کی خوشی کا دن ہے اس سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ جو لوگوں نے بزرگوں کے عرس کا طریقہ نکال لیا ہے یہ نہایت ہی نامناسب ہے بلکہ یہ تو شرع کی حد سے گذر جاتا ہے۔ اسکی اصلیت فقط اتنی ہے کہ عرس کے معنی ہیں خوشی کے اور بزرگوں کی وفات اونکے لئے بڑی خوشی کی چیز ہے کیونکہ وہ تو اس زندگی کی قید سے چھوٹ کر اپنے محبوب سے جا ملتے ہیں پھر انکو اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہوگی اسیوجہ سے انکی وفات کے دن کو عرس کہتے ہیں۔ اور گو دنیا میں بھی انکو محبوب کا وصال ہوتا ہے لیکن اوس وصال کو کہاں پہونچ سکتا ہے جو مرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے ان دونوں میں بڑا فرق ہے یہاں تو حجاب کے ساتھ ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بے حجاب کے ہوگا اسلئے وہ اوسکی تمنائیں کرتے ہیں اور مرتے وقت بھی بہت اطمینان سے رہتے ہیں ایک نقشبندی خاندان کے بزرگ کا قصہ ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب میرا جنازہ لے چلو تو ایک شخص شعر پڑھتا ہوا ساتھ

چلے کیوں صاحب بے اطمینانی میں کسیکو ایسی فرمائشوں کی سوجھ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ باتیں تو خوشی ہی میں سوجھتی ہیں۔ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا اور جنازہ لیچلے تو ایک مرید نے رنج کے غلبہ میں کچھ شعر پڑھے بس حضرت سلطان جی صاحب کا ہاتھ کفن سے اندر او نچا ہو گیا یہ خوشی کی حالت نہیں تو اور کیا ہے واقعی بزرگوں کو اسدن بڑی خوشی ہوتی ہے اور یہ کچھ اسوجہ سے نہیں کہ اونہیں حوروں اور جنت ہی کی ہوس ہوتی ہے بلکہ وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ اب محبوب کا دیدار نصیب ہوگا۔ حضرت ابن الفارضؒ کا قصہ لکہا ہے کہ جب ونکا انتقال ہونے لگا تو انہیں جنت نظر آئی آپ نے اسطرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ محبت میں اگر میرا مرتبہ آپ کے نزدیک اتنا ہی ہے جو مجھکو نظر آیا تو میرے دن بیکار گئے یعنی جان تو آپکے لئے دے رہا ہوں جنت کو کیا کروں آخر جنت چھپ گئی اور خدا تعالےٰ کا نور نظر آیا۔ بس اسیوقت وفات ہو گئی۔ اکثر لوگ ان حالات کو سنکر تعجب کرینگے لیکن یہ تعجب اسوجہ سے ہے کہ خود اس سے محروم ہیں اسوجہ سے ان کو چاہیئے کہ ان باتوں کا انکار بھی کریں ۲۱

غرضکہ بزرگوں کی وفات کا دن اونکے لئے خوشی کا دن تھا اب لوگوں نے اسمیں ایسی خرابیاں پیدا کریں جنکی کچھ انتہا نہیں تمام بیاہ شادی کے سامان جمع کر دیئے اکثر جگہ رسم ہے کہ بزرگوں کی قبر پر مہندی چڑہاتے ہیں نوبت نقارہ رکھتے ہیں اسیطرح ستار باجے سب بیہودہ چیزیں جمع کر رکھی ہیں غریب مردہ پر تو بس چلتا نہیں قبر کی گت بنائی جاتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور عید میں تین چیزیں ضروری ہوتی ہیں ایک لوگوں کا جمع ہونا دوسرے خاص دن مقرر ہونا تیسرے خوشی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میری قبر پر کسی خاص دن خوشی کے سامان کے ساتھ جمع نہ ہونا ہاں اگر اتفاق سے کبھی جمع ہو جاویں اور یہ نیت نہ ہو تو حرج نہیں دوسرے یہ بات بھی ہے کہ حضرت کی وفات گو حضرت کے لئے خوشی کی بات ہے لیکن ہم کو تو اوس سے ایک طرح کا رنج ہی ہے تو پھر اسدن خوشی کیسی اور جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اسطرح جمع ہونا درست نہیں تو دوسروں کی قبر پر یہ جمع ہونا اور طرح طرح کی خوشیاں منانا کیسے درست

ہوگا اور عجیب برکت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آجتک کوئی خاص دن جمع ہونے کیلئے مقرر نہیں ہوا خلاصہ یہ ہی کہ ہم کو حکم ہے کہ جب بڑا افطار کریں یعنی جب آخری روزہ کھولیں تو اسدن عید کریں اور اسمیں یہ باتیں ہونی چاہئیں۔ ملاقات کریں۔ خوش ہوں۔ بہت سی خیرات کریں۔ سب اکٹھے ہوکر عید کا دوگانہ پڑہیں صاحبو غور توکیجئے کہ خدا تعالے نے ہمارے خوش کرنے کا کیا اچھا طریقہ مقرر کیا کہ اوسمیں نماز کا حکم کیا۔ دل کھولکر خیرات کرنے کی فرمائش کی اور نماز بھی روزمرہ جیسی نہیں بلکہ اوسمیں تکبیریں اور زیادہ کردیں تاکہ عید کی نماز میں اور روزمرہ کی نماز میں ایک طرح کی پہچان ہوجاوے اور شریعت کی خوبی دیکھئے کہ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں ایک دین اور ایک طبیعت اور جیسے کہ طبیعت میں جوش پیدا ہوتا ہے اسیطرح دین میں بھی جوش پیدا ہوتا ہے پس اللہ تعالے نے دین کے جوش کا تو یہ انتظام کیا کہ نماز مقرر کردی اور طبیعت کے جوش کا یہ انتظام کیا کہ اسدن اچھے سے اچھا کپڑا پہننے کی اجازت دی دیکھئے شریعت کا کیسا پاکیزہ انتظام ہے افسوس اس
۲۲ شریعت کو لوگوں نے بھیانک صورت میں ظاہر کیا اور لوگوں کو اس سے ڈرا دیا کہ وہ
اس سے دور دور رہنے لگے ورنہ وہ تو عجیب دل کے لبھانے والی چیز ہے یہ حکم تھے عید کے جو بیان ہوئے باقی اور حکم عید کے سو وہ بہت مرتبہ بیان ہوچکے ہیں جیسے چاند دیکھنے میں کوشش کرنا اور چاند کی خبروں کے ماننے میں احتیاط کرنا ہر جھوٹی سچی خبر پر دہیان کرنا لیکن صدقۂ فطر کا اسوقت اتنا بیان کرتا ہوں کہ جسکے پاس پچاس روپے کا مال اپنی ضروری حاجت سے زیادہ ہو اوسپر صدقہ فطر واجب ہے اپنی طرف سے بھی دے اور اپنے چھوٹے بال بچوں کی طرف سے بھی دے ہر ایک کی طرف سے پکی تول کے پونے دو سیر گیہوں محتاجوں اور فقیروں کو دیدے مگر ہاں جو کچھ دو وہ کسی کی تنخواہ کے حساب میں مت دیجیو اور اگر کسی کی تنخواہ تمہارے ذمہ چاہیئے تھی اور اوسمیں تم نے صدقہ فطر دیدیا تو تمہارے ذمہ سے ادا نہوگا بلکہ صدقۂ فطر تم کو دوبارہ دینا پڑیگا۔ ہاں عید کے دن کی ایک خوبی اور یاد آئی حدیث میں آیا ہے کہ جب لوگ عیدگاہ میں جمع ہوچکتے ہیں تو اللہ تعالے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ جس مزدور نے اپنا کام اچھی طرح پورا کردیا ہو اوسکو کیا بدلا دینا چاہیئے۔

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اوسکے بدلہ میں اوس مزدور کو پوری مزدوری دیدینی چاہیئے اللہ تعالےٰ اوسپر فرماتے ہیں اپنے جلال اور عزت کی قسم آج میں اونکو بخشے دیتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کی بات چیت بیان کرنیکے بعد فرمایا کہ بس لوگ بخشے بخشائے ہوئے لوٹکر آتے ہیں۔ تو اس حدیث کے سننے کے بعد اب لوگونکو سوچنا چاہیئے کہ عیدگاہ میں کیسی صورت بناکر جانا چاہیئے۔ ایسی صورت سے جانا چاہیئے کہ اس مہربانی کے لائق تو ہوں۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ صورت بھی گناہگارونکی بناکر جاتے ہیں جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں یا کترواتے ہیں اونہیں ضرور چاہیئے کہ آج ہی سے اس سے توبہ کریں ہمیشہ کے لیے نہو سکے تو عید بقرعید کے گذرنے تک تو اس سے بچے رہیں کہ ان وقتوں میں بڑی حاضری ہوتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر ڈاڑھی نہ منڈوائی جائے تو کوئی نقصان بھی تو نہیں اور منڈوانے سے کوئی نفع بھی تو نہیں ہوتا پھر اس بے لذت گناہ سے کیا فائدہ فضول خدا کے سامنے ذلیل بھی ہوئے دنیا میں کچھ عزت تک
بھی نہ آیا۔ اسیطرح بعض لوگ ریشمی لباس پہنکر عیدگاہ میں جاتے ہیں اون لوگوں کو ۲۳
سمجھنا چاہیئے کہ اونکی نماز قبول نہیں ہوتی ریشمی لباس نہ خود پہنو اور نہ اپنے لڑکوں کو پہناؤ صاحبو کیا کسی بادشاہ کے دربار میں جاتے ہوئے کوئی شخص اپنے کو باغیوں کے کپڑوں سے سجاکر جائیگا اور کیا باغیوں کی شکل بناکر جائیگا ہرگز نہیں پھر کیا خدا کی بڑائی دنیا کے بادشاہوں کے برابر نہیں اسکو سوچو اور خدا تعالےٰ کے عذاب کو نظروں کے سامنے رکھو اور ان سب خرافات کو چھوڑ دو۔ اب خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ عمل کی توفیق دے۔
آمین ثم آمین۔

تمّت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا نواں وعظ مسمےٰ بہ صوم اور عید کی تکمیل ختم ہوا۔

اب انشاء اللہ تعالےٰ دسواں وعظ ذی الحجہ کے پرچہ سے شروع ہوگا۔

(مدیر)

درخواست دُعا
و
سعی

ناظرین اہادی سے درخواست ہے کہ اسکی اشاعت کیواسطے سعی فرمائیں یعنی
ایک تو دعا فرمائیں کہ حق تعالے اسکی اشاعت بڑہا دیں۔
اور جن حضرات سے ہوسکے اور مناسب سمجہیں تو دوسرے حضرات کو ترغیب دیکر
خریدار بنادیں کیونکہ اسوقت تک صرف ۲۵۲ تعداد ہے کم ازکم ۵۰۰ تو ہوجاوے۔
یہ درخواست اونہیں حضرات سے ہے جو بخوشی کرسکیں۔ ورنہ دعا کی درخواست تمام
حضرات سے ہے ٭

(مدیر)

بیان الامرا۔ ترجمہ تاریخ الخلفا۔

اس میں خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۰ تک
کے خلفار کے حالات درج ہیں اسکے مطالعہ سے تاریخ الاسلام پر کافی واقفیت ہوجاتی ہے
قیمت صرف دو روپے

المشتـــــــہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

جب آپ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے پہلے عثمانؓ کو اور پھر حضرت ابوبکرؓ کو آپ سے نکاح کرنیکے لئے کہا مگر ان دونوں نے انکار کیا اسکے بعد آپ کا نکاح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا حضرت عمرؓ کا خود حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو کہنا بتاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کسقدر مشکلات تہیں۔

اسکے بعد ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا ہیں وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس پہلے گروہ میں شامل تھیں جو سب سے اول کفار کے ظلم سے تنگ آکر حبش کو ہجرت کر گیا ام سلمہ کے خاوند کی موت کا موجب ایک زخم ہوا جو انکو ایک لڑائی میں لگا تہا۔

ام سلمہ کے بعد ام حبیبہ سے آپ کا نکاح کیا یہ قریش کے مشہور سردار ابوسفیان کی لڑکی تہیں آپ مع اپنے خاوند کے اس دوسرے گروہ میں شامل تھیں جو ہجرت کرکے حبش کو چلا گیا تہا وہاں انکا خاوند عیسائی ہو گیا اور تھوڑے روز بعد مر گیا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

۵۳ اسکے بعد آپ کا نکاح ام المومنین زینب بنت جحش سے ہوا ان کو زید بن حارثہ نے بوجہ نا اتفاقی طلاق دیدی تھی اسکے بعد آنحضرت صلعم کے نکاح میں آئیں۔

اسکے بعد ام المومنین زینب بنت خزیمہ سے نکاح ہوا جو ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں آپ کا خاوند اُحد کی جنگ میں شہید ہو گیا تہا آپ خود بھی نکاح سے دو تین ماہ بعد ہی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو فوت ہو گئیں۔

ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا بھی مہاجرات میں سے تھیں اور بیوہ ہو چکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

اب اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جسقدر عورتیں آپکی ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں وہ سب کی سب ایسی تہیں جو ابتدا ہی میں مسلمان ہوئی تہیں اور آخر کفار کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹہا کر جلاوطنی اختیار کرکے دوسرے ملکوں میں انہوں نے پناہ لی اور وہ سب کی سب قریش کے شریف خاندانوں سے تہیں ایک طرف تو وہ اپنے گھر بار کو چھوڑ چکی تھیں اور اپنی جائداد اور آسائش کو قربان کرکے صرف

دین کی خاطر جلا وطنی قبول کی تھی اب دوسری مصیبت یہ آپڑی کہ اُنکے خاوند جو محنت مشقت کرکے انکو کھلاتے تھے وہ بھی مر گئے یا جنگوں میں شہید ہو گئے اس بیکسی کی حالت میں انکی تکالیف کا اندازہ کون کر سکتا ہے کیا جائز تھا کہ ان عورتوں کو کفار کیطرف واپس بھیجدیا جاتا تاکہ وہ طرح طرح کے دکھ دیکر انکو مار ڈالتے یا کیا درست تھا کہ ان کو بغیر خبر گیری کے چھوڑ دیا جاتا تاکہ وہ خستہ حال ہوکر تباہ ہو جائیں نہیں نہیں اسلام یہ نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے مذہب اور دین کی خاطر طرح طرح کے دکھ اٹھائے تھے یوں ذلت اور کس میرسی کی حالت میں تباہ ہونے کیلئے چھوڑ دیا جاتا یا خود اپنے ہاتھوں سے دشمنوں کے حوالہ کر دیا جاتا تاکہ جو ظلم چاہیں انپر کریں اس بیکسی کی حالت پر رحم کھا کر ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکو اپنی ازواج مطہرات ہونے کا شرف بخشا تاکہ جس عزت کو انہوں نے گھر بار چھوڑ کر دین کی خاطر چھوڑا تھا اس سے بھی دہ چند عزت انکو اس دنیا میں دیجاوے۔

ام المومنین جویریہ اور ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما ان عورتوں میں سے ۵۴
تھیں جو قوم کے سرداروں کی لڑکیاں تھیں اور جنگوں میں گرفتار ہوکر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں ان میں سے سابق الذکر ایک کافر کی بیوی تھیں جو لڑائی میں مارا گیا۔

مال غنیمت میں وہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں ثابت نے بہت سا روپیہ رہا کرنیکے معاوضہ میں ان سے مانگا جسے وہ دے نہ سکتی تھیں چنانچہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور سارا قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں اپنے قوم کے سردار کی لڑکی ہوں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ اپنی قوم میں واپس جاسکے تاکوئی اور فساد نہ ہو اور خود روپیہ دیکر آپ نے اسے نکاح کر لیا کیونکہ عربوں کی غیرت یہ برداشت نہ کر سکتی تھی کہ ایک رئیس کی لڑکی ہوکر کسی کم درجہ کے آدمی کے نکاح میں جاوے۔

ام المومنین صفیہ خیبر کی لڑائی میں ہاتھ آئی تھیں پہلے دحیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ قیدی عورتوں میں سے ایک مجھے دیجاوے جسپر آپ نے

اسکو کہا کہ جسے چاہے لیلو انھوں نے صفیہ کو چنا مگر لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ ایک سردار کی لڑکی ہے اور مناسب نہیں کہ آپ کے سوا وہ کسی دوسرے کے قبضہ میں آئے یا نکاح کرے اسپر آپ نے ان سے نکاح کیا۔

ان آخری دونوں نکاحوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض یہ تھی کہ ایک تعلق سے وہ کل کی کل قوم فساد سے رک جاوے اور اسیطرح یہ دو قومیں جنکی عمریں جنگوں میں گذرتی ہیں ایک ہو جائیں۔ یہ امر کہ اس ذریعہ سے آپ نے پوری پوری کامیابی حاصل کی ایسا بدیہی اور صاف ہے کہ جسکے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔

نکاح میں تعیین مہر کا راز

(۱) نکاح میں یہ بات متعین ہوئی کہ مہر مقرر کیا جاوے تاکہ شوہر کو اس تعلق کے توڑنے میں مال کے نقصان کا خطرہ ونگار رہے اور بلا ایسی عذر کے جسکے بغیر اسکو ۵۵
چارہ نہ ہو اسپر جرأت نہ کر سکیں مہر کے مقرر کرنے میں ایک قسم کی پائداری ہے۔

(۲) نکاح کی عظمت بغیر مال کے جو کہ شرمگاہ کا بدلہ ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کو جسقدر مال کی حرص ہے اور کسی چیز کی نہیں ہے لہذا اسی کے صرف کرنے سے ایک چیز کا بہت بالشان ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور اسکے بہت بالشان ہونے سے اولیاء کی آنکھیں اس شخص کو اپنے لخت جگر کے مالک ہوتے ہوئے دیکھنے سے ٹھنڈی ہو سکتی ہیں۔

(۳) مہر کے سبب سے نکاح و زنا میں امتیاز ہو جاتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ یہ کہ تم بذریعہ اپنے مالوں کے ان کو تلاش کرو ایسی حالت میں کہ عفت کی حفاظت کرنیوالے ہو اور صرف مستی نکالنے والے نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسوم سابقہ میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفعیہ مہر کو بہ ضرور باقی رکھا۔

تعیین ولیمہ کی وجہ

ولیمہ یعنی نکاح کے بعد جو عام لوگوں کو روٹی کھلائی جاتی ہے اسکے تقرر میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔

(۱) اس سے نکاح کی اور اس بات کی اشاعت اور شہرت ہوتی ہے کہ بیوی سے دخول کرنا چاہتا ہے یہ اشاعت ضروری ہے تاکہ نسب میں کسی کو وہم کرنیکی بھی گنجائش نہو اور نکاح و زنا میں تمیز بادی الرائے میں معلوم ہو جاوے اور لوگوں کے سامنے اس عورت کے ساتھ جائز تعلق متحقق ہو جاوے۔

(۲) اس سے بیوی اور اسکے کنبے کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک پایا جاتا ہے کیونکہ اس کے لئے مال کا خرچ کرنا اور لوگوں کا اسکے لئے جمع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خاوند کے نزدیک بیوی کی وقعت اور عزت ہے اور میاں بیوی کے مابین اس قسم کے امور الفت قائم کرتے ہیں خاصکر اسکے اول اجتماع میں ضروری ہوتے ہیں۔ ۵۶

(۳) ایک جدید نعمت کا حاصل ہونا اظہار شکر و سرور و خوشی کا سبب ہے اور مال کے خرچ کرنے پر آدمی کو آمادہ کرتا ہے اور اس خواہش کی پیروی کرنے سے سخاوت کی عادت و خصلت پیدا ہوتی اور بخل کی عادت جاتی رہتی ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے فوائد ہیں سو چونکہ سیاست مدینہ و منزلیہ و تہذیب نسل و احسان کے متعلق کافی فوائد اور مصالح ولیمہ میں موجود ہیں اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف رغبت اور حرص دلائی اور خود بھی اسکو عمل میں لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کی بھی کوئی حد مقرر نہیں کی مگر اوسط درجہ کی حد بکری ہے اور آپ نے حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں لوگونکو مالیدہ کھلایا تھا اور آپ نے بعض اپنی بیویوں کا ولیمہ دو مُد جو سے بھی کیا ہے اور فرمایا اذا دعی احدکم الی الولیمۃ فلیاتھا ترجمہ یعنی جب تم میں سے کسیکو ولیمہ کی مسنون دعوت میں بلایا جاوے تو چلا آوے۔

نکاح میں تقرر گواہ واعلان کیوجہ

سب انبیاء وائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ نکاح کو شہرت دیجائے تاکہ حاضرین کے سامنے اسمیں اور زنا میں تمیز ہو جاوے لہذا گواہ بھی مقرر ہوئے اور مزید شہرت کیلئے مناسب ہے کہ ولیمہ کیا جاوے اور لوگونکو اسمیں دعوت دیجاوے اسکا اظہار کیا جاوے کہ دوسرے لوگون کو بھی خبر ہو جاوے اور بعد میں کوئی خرابی پیدا نہو۔

تعیین عقیقہ اور بچہ کا سر منڈانیکی وجہ

اہل عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں تھیں جنکا رجوع مصلحت ملیہ اور مدنیہ اور نفسیہ کیطرف تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو برقرار رکھا خود بھی اسپر عمل کیا اور اوروں کو بھی اسکی ترغیب دی۔

۵۷ (۱) منجملہ اُن مصلحتوں کے ایک یہ ہے کہ عقیقہ میں اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔

(۲) ازانجملہ سخاوت کے معنی اسمیں پائے جاتے ہیں۔

(۳) ازانجملہ ایک یہ ہے کہ نصاریٰ میں جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا تھا تو زرد پانی سے رنگا کرتے تھے اور اسکو عمودیہ کہتے تھے یعنی تبسیمہ اور انکا قول تھا کہ اسکے سبب سے وہ بچہ نصرانی ہو جاتا ہے اسی کی شاکلت کے طور پر اللہ پاک نے فرمایا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ پس مناسب معلوم ہوا کہ ملت حنیفہ یعنی دین محمدی میں بھی انکے اس فعل کے مقابلہ میں کوئی ایسا فعل پایا جاوے جس فعل سے اس فرزند کا حنیفی اور ملت ابراہیمی و اسمٰعیلی کا تابع ہونا معلوم ہو سو جسقدر افعال حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مختص تھے اور انکی اولاد میں چلے آتے تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذبح کرنے پر آمادہ ہونا اور پھر خدا تعالےٰ نے کا اسکے

فدیہ میں ذبح عظیم کے ساتھ اتفاق کرتا ہے اور ان دونوں کے شرائع میں سے زیادہ
مشہور ہے جسکے اندر سر منڈانا اور ذبح کرنا ہوتا ہے پس ان باتوں میں انکے ساتھ
مشابہت پیدا کرنا ملت حنیفی پر آگاہ کرنا اور اس بات سے اطلاع دینا ہوتا ہے
کہ اس فرزند کیساتھ اس ملت کا برتاؤ کیا گیا۔

ساتویں روز تعین عقیقہ اور نام رکھنے کا سبب

عقیقہ میں ساتویں روز کی تخصیص اسلئے ہے کہ ولادت و عقیقہ میں کچھ فاصلہ
ہونا ضروری ہے کیونکہ سب کنبہ اس زچہ و بچہ کی خبر گیری میں اول مصروف رہتے ہیں
پس ایسے وقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ انکو عقیقہ کا حکم دیکر انکا شغل اور زیادہ
کیا جائے اور نیز بہت سے لوگوں کو اسیوقت بکرے دستیاب نہیں ہو سکتے بلکہ
تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے اگر پہلے ہی روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو
دقت ہو لہذا سات روز کا فاصلہ ایک کافی ور متعد بہ مدت ہے اور ساتویں روز نام ۵۸
رکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اس سے پہلے لڑکے کا نام رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ بلکہ نام
رکھنے میں اتنی مہلت چاہیئے تاکہ خوب غور و تدبر کر کے اچھا نام رکھا جائے ایسا نہو
کہ عجلت کے سبب کوئی خراب نام مقرر کر دیا۔

بچہ کے سر کے بالوں کے برابر چاندی تصدق کرنے کا راز

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت حسنؓ کے متعلق فرمایا
کہ اے فاطمہؓ! اسکے سر کے بال منڈوا دو اور بوزن اسکے بالوں کے چاندی خیرات
کرو۔ چاندی سے خیرات کرنے کا یہ سبب ہے کہ بچہ کا حالت جنینیت سے منتقل ہو کر
طفولیت کی طرف آنا خدا تعالے کی نعمت ہے تو اسپر شکر واجب ہے اور بہترین شکر
یہ ہے کہ اسکے بدلہ میں کچھ دیا جاوے اور جنین کے بال جنینیت کے نشان تھے
ان کا دور ہونا طفولیت کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے اسلئے واجب ہوا کہ

اسکے بدلہ میں چاندی دیجاوے اور چاندی کی خصوصیت یہ ہے کہ سونا گراں ہے بجز امراء کے اور کسی کو دستیاب نہیں ہوتا اور چیزیں کم قیمت ہیں یا چاندی اوسط ہے۔

لڑکے کا عقیقہ دو بکرے سے اور لڑکی کا عقیقہ ایک سے ہونیکی وجہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ ترجمہ یعنی لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں دینی چاہیئے اسکا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک بہ نسبت لڑکیوں کے لڑکیوں کا نفع زیادہ تر ہے لہذا دو کا ذبح کرنا زیادتی اور اسکی عظمت کے مناسب ہے حضرت ابن قیم اسکے بارہ میں لکھتے ہیں امر التفضیل فیھا تابع لشرف الذکر وما میزہ اللہ تعالیٰ بہ علے الانثی ولما کانت النعمۃ بہ علے الوالد اتم والسرور والفرحۃ بہ اکمل کان الشکر علیہ اکثر فانہ کلما کثرت النعمۃ کان شکرھا اکثر ترجمہ یعنی لڑکے کیلئے دو سے اور لڑکی کیلئے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کو لڑکی پر فضیلت ہے اور چونکہ لڑکے کے وجود سے والد پر تمام و کمال نعمت ہے اور سرور و خوشی زیادہ مہیا ہے تو اسپر مزید شکر واجب ہے کیونکہ جب زیادہ نعمت ہو تو زیادہ شکر کرنا لازم آتا ہے۔

عورت کے نکاح میں اجازت ولی کی حکمت

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں لا نکاح الا بولی ترجمہ یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نکاح میں عورتوں کو حکم کرنا روا نہیں ہے کیونکہ وہ ناقصات العقل ہوتی ہیں اور انکے فکر ناقص ہوتے ہیں اس لئے بسا اوقات مصلحت کیطرف انکو راہبری نہ ہوسکے گی۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ غالبا وہ حسب کی حفاظت نہ کرینگی اور بسا اوقات انکو غیر کفو کیطرف رغبت پیدا ہوسکتی ہے اور اسمیں توقوم کی عار ہے پس ضروری ہوا کہ ولی کو اسباب میں کچھ دخل دیا جاوے تاکہ یہ مفسدہ بند ہو۔

(۳) لوگوں کا عام طریق یہ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہوتے ہیں اور تمام بندوبست انہی کے متعلق ہوتا ہے اور سارے خرچ مردوں ہی کے متعلق ہوا کرتے ہیں اور عورتیں انکی مقید ہوتی ہیں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض۔ ترجمہ یعنی مرد عورتوں پر قوام ہیں اسلئے کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے

(۴) نکاح کے اندر ولی کی شرط مقرر ہونے میں اولیاء کی عزت وحرمت ہے اور عورتوں کو اپنا نکاح خودبخود کرنے میں بے عزتی ہے جسکا مدار بیحیائی پر ہے۔ اور اسمیں اولیاء کی مخالفت اور انکی بے قدری ہے۔

(۵) یہ بات واجبات سے ہے کہ نکاح کو زنا کے ساتھ شہرت سے امتیاز ہو اور شہرت کی بہتر صورت یہ ہے کہ عورت کے اولیاء نکاح میں موجود ہوں البتہ کسی صورت میں ولی کا ہونا مستحب اور کسی صورت میں شرط ہے تفصیل کے لئے فقہ کافی ہے۔

۶۰ مرد پر بعض اہل قرابت عورتوں کے حرام ہونیکی وجہ

(۱) سلامت مزاج کا یہ اقتضاء ہے کہ آدمی کو اس عورت کی جانب رغبت نہ ہو جس سے وہ خود پیدا ہوا ہے یا اس سے وہ عورت پیدا ہوئی ہے یا وہ دونوں ایسے ہیں جیسے ایک باغ کی دو شاخیں یعنی بھائی بہن۔

(۲) جب اقارب خود ایسی قرابت والی عورات سے نکاح کر لیا کرتے تو کوئی شخص عورتوں کی طرف سے ان اقارب سے حقوق زوجیت کا مطالبہ کرنیوالا نہ ہوتا باوجودیکہ عورتوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف سے حقوق زوجیت کا مطالبہ کرنیوالا ہو اور ایسا ارتباط جسمیں یہ دونوں وصف پائے جاویں یعنی رغبت نہ ہونا اور کسیکا اس سے مطالبہ نہ کرسکنا طبعی طور پر مرد اور اسکے ماں بہن بیٹی پھوپھی خالہ بھتیجی بھانجی میں واقع ہوا ہے۔ پس یہ سب حرام ہوئیں۔

(باقی آئندہ)

یعنی ہمارے خاص بندے ہماری مدد توفیق سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور اکڑ کر نہیں
چلتے پس جب رفتار میں بھی تکبر کو حق سبحانہ پسند نہیں کرتے تو طاعات میں کیونکر پسند
کرینگے غور تو کرو کہ جو شخص محتاط ہو اور پاؤں میں جوتے نہوں بلکہ ننگے پاؤں ہوں اور جنگل
کانٹوں سے پر ہو پس کیا ایسا شخص اس حالت میں بلا سوچے ایک قدم بھی رکھ سکتا ہے
ہرگز نہیں پس تم کیسی بےفکری کے ساتھ صحرائے امتحان میں چلے جا رہے ہو خیر۔
تو قضا اسنے وہ کہہ رہی تھی جو ہم اوپر بتلا چکے ہیں لیکن انکے کانوں پر اونکی مستی نے
پردہ ڈال رکھا تھا کہ وہ مستی کے سبب اوسکو نہ سنتے تھے واقعی بات یہ ہے کہ جبتک
آدمی فنا نہیں ہو جاتا اسوقت تک علی تفاوت الاحوال کان بھی بند ہوتے ہیں۔ اور
آنکھیں بھی نہ وہ بہتری کو سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے ہاں جب فنا تام
حاصل ہو جاتی ہے اوسوقت کان بھی پورے طور پر کھل جاتے ہیں اور آنکھیں بھی
اور آنکھوں کا کھول دینا حقیقۃً حق سبحانہ ہی کے قبضہ میں ہے جب وہ چاہتے ہیں
اسیوقت آنکھیں کھلتی ہیں لیکن اوس نے اپنی مشیت کیلئے بعض اسباب عادیہ مقرر ۴۹
فرما دئے ہیں کہ جب اونکا وجود ہوتا ہے تو آنکھ کھولنے کے ساتھ مشیت بھی
متعلق ہو جاتی ہے اور وہ سبب عشق و محبت حق سبحانہ ہے پھر عشق و محبت آتش خشم
کو فرو کر کے رحمت کو متوجہ کرتے ہیں اور وہ رحمت آنکھیں کھولدیتی ہے اور عشق و محبت
بھی توفیق حق سبحانہ ہی حاصل ہوتے ہیں اگر توفیق حق سبحانہ نہو تو محض کوشش تو
دردسری ہی ہے اگر سینکڑوں کھلیان کے برابر بھی ہو تب بھی باجرہ کے ایک دانہ کے
برابر ہے خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق کے نہو اور حق سبحانہ سب کو توفیق عطا
فرما دیں اور خدا ہی خوب صواب کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہی صواب ہے
جسکو توفیق دیتا ہے وہ بھی حکمت ہے اور جسکو نہیں دیتا اوسمیں بھی حکمت ہے۔
(تنبیہ) یاد رکھو کہ مولانا نے عجب کو نہایت مضر بتلایا ہے اور عجب کبھی تو اپنی طاعات
پر ہوتا ہے اور کبھی طاعات پر تو نہیں ہوتا مگر اس عجب نہ ہونے پر عجب ہوتا ہے یعنی
یہ عجب ہوتا ہے کہ ہم میں عجب نہیں، وھلم جرا۔ اور ہر اوپر درجہ کا عجب نیچے والے

عجب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اوپر والے عجب کا احساس مشکل سے ہوتا ہے لہذا وہ زیادہ خطرناک ہے۔

شرح شبیری

ہاروت و ماروت کا بشریت کی تمنا کرنا اور حق تعالے کی غیرت

پس ز مستیہا بگفتندے دریغ　　بر زمین باران بدادیمے چو میغ ۵۰

یعنی وہ مستیوں کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ کاش ہم زمین پر بارش (انصاف) بادل کیطرح برساتے مطلب یہ کہ وہ اسکی خواہش کیا کرتے تھے کہ ہم دنیا میں اگر ہوتے تو خوب انصاف کرتے اور بنی آدم کیطرح جور و ظلم نہ کرتے اس تمنا کے ضمن میں وہ بنی آدم کو ذلیل بھی سمجھتے تھے انکو ظالم اپنے کو منصف قرار دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ

گستریدیمے دریں بیداد جا　　عدل و انصاف و عبادات و وفا

یعنی اس بیداد کی جگہ میں ہم عدل اور انصاف اور عبادتوں اور وفا کو بچھاتے یعنی اگر ہم دنیا میں ہوتے تو یہ کام کرتے اور حق تعالے کی خوب عبادت کرتے غرضکہ وہ اسی گھمنڈ میں تھے اور بنی آدم کو ذلیل اور ظالم کہا کرتے تھے۔

این بگفتند و قضا می‌گفت بیست　　پیش پاتان دام ناپیدا بسست

یعنی وہ تو یہ کہا کرتے تھے اور قضا کہتی تھی کہ ذرا ٹھہرو تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے پوشیدہ جال ہیں یعنی اس راہ میں بہت سے امتحانات ہیں جنسے کہ ابھی بے خبر ہو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ہین مرو گستاخ در دشت بلا　　　ہین مرو کورانہ اندر کربلا

یعنی ارے دشت بلا میں گستاخانہ مت چل اور کربلا میں اندہوں کیطرح مت چل۔ دشت بلا اور کربلا سے مراد امتحانات اور راہ سلوک ہے مطلب یہ کہ بے خوف اور گستاخ ہو کر اس راہ کو قطع مت کر۔

کز موئے و استخوان ہالکان　　　می نیابد راہ پائے سالکان

یعنی ہالکین کے بالوں اور ہڈیوں کی وجہ سے چلنے والوں کا پاؤں راہ نہیں پاتا استخوان وموئے ہالک سے مراد امتحانات وعبرتیں ہیں یعنی اس راہ میں اسقدر امتحان اور عبرت ۵۱
ہیں کہ کہیں چلنے کو راستہ نہیں ملتا قدم قدم پر امتحانات موجود ہیں۔

جملۂ رہ استخوان وموئے و پئے　　　بسکہ تیغ قہر لاشئے کرد شئے

یعنی تمام راہ میں ہڈیاں اور بال اور پاؤں ہی ہیں اور تیغ قہر نے بہت سی شئے کو لاشئے کردیا یعنی بہت سے موجودات کو معدوم کر دیا ہے اور وہ سکے نشانات آج عبرت اور امتحانات کیلئے موجود ہیں لہذا ذرا سنبھلکر چلنا چاہیئے آگے اسکی تائید فرماتے ہیں کہ۔

گفت حق کہ بندگان جفت عون　　　بر زمین آہستہ می رانند ہون

یعنی حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندے کہ منصور من الحق ہیں وہ زمین پر آہستہ اور ہونا چلتے ہیں تو جب وہ اسقدر آہستہ اور سنبھلکر چلتے ہیں جسکی بابت کہ قرآن شریف میں ہے وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا تو پھر جو لوگ کہ ابھی اس راہ

ہیں شروع ہی میں قدم رکھہ رہے ہیں اونکو تو کسقدر احتیاط کی ضرورت ہوگی۔

پابرہنہ چون رود در خارزار جز بہ میل و فکرت پرہیزگار

یعنی پرہیزگار پابرہنہ خارزار میں بغیر آہستگی اور فکر کے کب چلیگا مطلب یہ کہ جب بندگان خدا ہر وقت سنبھلکر چلتے ہیں تو اگر وہ خارزار میں ہوں اور برہنہ پا ہوں تو پھر تو کیوں سنبھل کر نہ چلیں گے پس چاہیئے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو اور اپنے تقوی وطہارت کو کچھ نہ سمجھے بلکہ ہر وقت حق تعالے سے ڈرتا رہے اب یہاں ایک اور باریک بات ہے کہ بعض لوگ جو کہ استغفار کرتے رہتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ہم تو ڈرتے رہتے ہیں تو یہ بھی عزہ ہے اس سے ڈرتے ہی رہیں پھر جو لوگ کہ اس سے ڈریں گے وہ بھی ایسا ہی ہوں وھلم جرا بس خلاصہ یہ ہے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو بلکہ ہر وقت حق تعالے سے استغفار کرتا رہے اور خود اس استغفار پر استغفار کرے جہانتک ہوسکے ہر وقت
۵۲ خوف میں رہے کسی وقت بھی مغرور نہ ہو کہ یہ بہت بڑا حجاب ہے ان ہاروت و ماروت کو یہی تو پیش آیا کہ انہوں نے کہا کہ یا الٰہی جس طرح انسان آپکی نافرمانی کرتا ہے ہم کبھی نہ کریں تو ارشاد ہوا کہ تمہارے نفس نہیں ہے اسلئے نہ کروگے تو بولے کہ اگر آپ ہمارے نفس بھی رکھہ دیں تب بھی ہم نہ کرینگے اسلئے کہ انکو عزہ تھا بس پھر امتحان ہوا اور نفس رکھا گیا۔ آخر ناکامیاب ہوئے نعوذ باللہ۔

این قضا میگفت لیکن گوششان بستہ بود اندر حجاب جوششان

یعنی قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اونکے کان اونکے حجاب کے جوش میں بند ہو رہے تھے وہ جو انکو جوش تقوی تھا اوسمیں اندھے ہو رہے تھے کہیں کی خبر نہ تھی مولانا فرماتے ہیں کہ۔

چشمہا و گوشہا را بستہ اند جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند

یعنی آنکھوں کو اور کانوں کو انہوں نے بند کر رکھا ہے سوائے اونکے جو اپنے سے

چھوٹے ہوتے ہیں مطلب یہ کہ جو لوگ کہ درجہ فنا حاصل کر چکے ہیں وہ تو مستثنٰے ہیں ورنہ اور تو سب اپنے گوشش وچشم کو بند کئے ہوئے ہیں۔

جز عنایت کہ کشاید چشم را جز محبت کہ نشاید خشم را

یعنی عنایت کے سوا اور کون آنکھ کو کھول سکتا ہے اور سوائے محبت کے غصہ کو کون بجھا سکتا ہے لہذا ہر وقت عنایت اور جب حق کے طالب ہو کہ اسی سے کام بنے گا۔

جہد بے توفیق جان کندن بود زار زنے کم گرچہ صد خرمن بود

یعنی بے توفیق (حق) کے کوشش جان کندن ہوتا ہے اور ارزنی سے بھی کم ہوتی ہے اگرچہ سو خرمن ہو۔ مطلب یہ کہ جب توفیق حق نہ ہو تو کتنی ہی کوشش کرو سب بیکار ہوتی ہے لہذا حق تعالٰے سے توفیق کی درخواست کرو آگے مولانا دعا فرماتے ہیں کہ۔

۵۳ جہد بے توفیق خود کس را مباد در جہان واللہ اعلم بالسداد

یعنی خدا کرے جہد بے توفیق تو عالم میں کسیکو نہ ہو واللہ اعلم بالصواب اور یہ تجربہ ہے کہ اگر انسان کام شروع کرے اور نیت خالص حق تعالٰے کیلئے ہو تو پھر توفیق ہو ہی جاتی ہے انشاء اللہ۔ آگے فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو روکنے کیلئے تدبیر کرنیکا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو چونکہ وہ ایک بے دینی کا کام کر رہا تھا اسلئے اوسکو توفیق نہ تھی لہذا کامیاب نہ ہوسکا اسیطرح اگر سالک کو اوسکے کام میں توفیق حق نہ ہو تو اوسکے ناکام رہنے کا بھی خوف ہے۔

شرح حبیبی

جہد فرعونے چو بے توفیق بود ہرچہ او میدوخت آن تفتیق بود

از منجم بود در حکمش ہزار — وز معبر بود و ساحر بیشمار
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و ملکش را خراب
با معبر گفت و با اہل نجوم — چون بود دفع خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہ زادن را چو رہزن بر زنیم
تا رسید آن شب کہ مولد بود آن — راے آن دیدند آن فرعونیان
٥٤ کہ برون آرند آن روز از پگاہ — سوئے میدان بزم و تخت بادشاہ
پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادیہا کنند از ہر کنار
الصلا اے جملہ اسرائیلیان — شاہ میخواند شمارا زان مکان
تا شمارا رو نماید بے نقاب — بر شما احسان کند بہر ثواب
کان اسیران را بجز دوری نبود — دیدن فرعون دستورے نبود
گر فتادندے برہ در پیش او — بہر آن یاسہ بخفتندے برو

یاسہ آن بُد کہ نہ بیند ہیچ اسیر | در گہ و بیگہ لقائے آن امیر

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود | تا نہ بیند رو بدیوارے کند

ور ببیند روئے آن مجرم شود | آنچہ بدتر بر سر او آن رود

بود شان حرص لقائے ممتنع | کہ حریص است آدمے فیما منع

شد منادی در محلہا روان | بانگ میزد کہ یکو شادی کنان

کاے اسیران سوئے میدان کہ وید | کز شہنشاہ دیدن و جودست امید

چون شنید آن مژدہ اسرائیلیان | تشنگان بودند و بس مشتاق آن

زین خبر گشتند جملہ شادمان | راہ میدان بر گرفتند آن زمان

حیلہ را خوردند آن سو تا فتند | خویشتن را بہر جلوہ ساختند

تا رود آنجا ببیند یار او | تا چہ خاصیت دہد دیدار او

از غرض غافل بدند و بیخبر | وز طمع رفتند بیرون سر بسر

ہمچنان کان جا مغول حیلہ دان	گفت میجویم کسے از مصریان
مصریان را جمع آرید این طرف	تا در آرم آنکہ می جویم بکف
ہر کجا بد مصرئے جمع آمدند	گردن ایشان بدان حیلہ زدند
شومئ آنکہ سوئے بانگ نماز	داعی اللہ را نزدندے نیاز
دعوت مکار شان اندر کشید	الحذر از مکر شیطان اے رشید
۵۶ بانگ درویشان و محتاجان بنوش	تا نگیرد بانگ محتالیت گوش
گر گدایان طامع اند و زشت خو	در شکم خواران تو صاحبدل بجو
در تگ دریا گہر با سنگہاست	فخرہا اندر میان ننگ ہاست
پس بجوشیدند اسرائیلیان	از نگہ تا جانب میدان دوان
چون بحیلت شان بمیدان برد او	روئے خود بنمود شان بس تازہ رو
کرد دلداری و بخششہا بداد	ہم عطا ہم وعدہا کرد آن قباد

(باقی آئندہ)

بسند ضعیف والمعروف
انه من قول سعید بن
المسیب رواه ابن ابی شیبة
فی المصنف وفیه رجل لم
یسم **ف** فیه کذب
دعوی الباطن اذا خالفه
الظاهر۔

الحدیث حدیث النهی
عن صلوة الحاقن الی قوله
و من حدیث عائشةؓ لا
صلوة بحضرة طعام ولا هو
یدافعه الاخبثان **ف**
فیه اصل ما علیه اهل
الطریق من قطع
الاسباب
المشوشة

الحدیث حدیث ان ابا
طلحة صلی فی حائط له فیه شجر
فاعجبه دبسی طائر فی الشجر الحدیث
فی سهوه فی الصلوة وتصدقه
بالحائط مالک

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن المسیب
کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص
ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا **ف** اس میں
اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعوی کرنا کذب ہے
جبکہ ظاہری حالت اُس کے خلاف ہو بلکہ
باطن جب درست ہوگا ظاہر ضرور ہی درست ہوگا

حدیث جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے
ایسے شخص کے جس پر پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو
اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہؓ سے
روایت کیا ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز
نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پاخانہ
اس سے کشاکشی کرتے ہوں **ف** اس
حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول
کی کہ وہ اسباب مشوشہ قلب کو قطع کرتے
رہتے ہیں۔

حدیث یہ روایت کہ ابو طلحہ نے اپنے ایک
باغ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس
درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنما معلوم ہوا
پوری حدیث ان کے سہو فی الصلوۃ اس باغ کو
تصدق کر دینے کے باب میں ہے امام مالک نے

عن عبد الله بن
ابی بکر ان اباطلحۃ
الانصاری فذکر
بنحوہ **ف** فیہ
اصل الغیرۃ یعنی
ازالۃ ما یمنعہ عن
المحبوب و
المطلوب

الحدیث ارحنا یا بلال
قط فی العلل من حدیث بلال
ولابی داؤد نحوہ من حدیث ۴۶
رجل من الصحابۃ لم یسم
باسناد صحیح **ف** للحدیث
محملان الاراحۃ بالاشتغال
بالصلوۃ ومقدماتہا والا
راحۃ بالفراغ عنہا والاولی
راحۃ اللقاء والثانیۃ راحۃ
الرضاء واما الراحۃ بحط الاثقال
فحظ المحجوبین وعلامتہا
عدم ارتیاحہم
بالاشتغال

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ
انصاری نے الخ پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا
اوپر گذرا) **ف** اس حدیث میں حال غیرت
کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو پانے سے جدا کر
دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو (جیسا
ان صحابی کو باغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز
میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے
خارج کر دیا)۔

حدیث اے بلال ہم کو راحت دے۔
دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت
کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب باسناد صحیح
ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا
جن کا نام نہیں لیا گیا **ف** اس حدیث کے
دو محمل ہیں ایک راحت دینا نماز میں اور اس کے
مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا
راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ
پہلی راحت راحت لقاء کی ہے اور دوسری راحت
راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں)
باقی یہ راحت کہ بوجھ اتر گیا یہ حظ ہے محجوبین
کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ
لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

كفرحهم بالافطار دون الصوم بخلاف حال الواصلين فان لهم بالصوم فرحة وبالافطار فرحة

الحديث قال ابو هريرة كيف الحياء من الله قال تستحيي منه كما تستحيي من الرجل الصالح من قومك الخرائطي في مكارم الاخلاق هق في الشعب من حديث سعيد بن زيد مرسلا بنحوه وارسله هق بزيادة ابن عمر في السند وفي العلل قط عن ابن عمر له وقال انه اشبه شئ بالصواب لورودہ من حديث سعيد بن زيد احد العشرة **ف** فيه تسهيل للاستحياء المانع عن المعصية باستحضار ان لو ان فلان الصالح من قومي ما اقدمت عليها

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت لقاء) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے (فرحت رضاء)۔

حدیث ابو ہریرہ رضہ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ سے حیا کرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے ایسی حیا کرو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح سے کرتے ہو خرائطی نے مکارم اخلاق میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث
سعید بن زید سے مرسلاً روایت کیا اسی کے ۲۷
قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمر کی زیادتی کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دارقطنی نے ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اسکے کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں **ف** اس میں آسان طریقے کی تعلیم ہے حیا کی جو کہ مانع ہے معصیت سے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر رکھا جاوے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

قط فاللہ احق ان یستحیی منہ۔

الحدیث حدیث الوتر سبع عشرۃ ابن المبارک من حدیث طاؤس مرسلا کان یصلی سبع عشرۃ رکعۃ من اللیل **ف** فیہ عدم تحدید صلوٰۃ اللیل بعشرۃ او اثنتی عشرۃ فلا ینکر علی ما کان بعض المشائخ یصلون مأتہ رکعۃ او اکثر باللیل۔ ۲۸

الحدیث حدیث لولا صبیان رضع ومشائخ رکع الحدیث ھق وضعفہ من حدیث ابی ھریرۃ وتمامھا وبھائم رتع لصب علیکم العذاب صبا **ف** فیہ قطع نحرق العجب بمراقبۃ الاستفادۃ

تو حق تعالےٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جاوے۔

حدیث وتر (یعنی صلوٰۃ اللیل جس میں تہجد اور وتر دونوں آگئے) سترہ رکعت ہیں ابن مبارک نے طاؤس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے تھے (تہجد و وتر کی) **ف** اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ صلوٰۃ اللیل دس یا بارہ رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت پر انکار نہ کیا جاوے گا کہ بعض مشائخ شب میں سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔

حدیث۔ اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب بارش کی طرح برستا **ف** اس میں خود بینی کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جاوے

(باقی آئندہ)

کیونکہ کبھی چور حلال مال بھی استعمال کرتا ہے اور اس عمل کا یہ اثر بھی اکثری ہے تخلف بھی ہو سکتا ہے اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب مالک نے حلال کر دیا تو اگر چور اٹھا وےگا تو وہ سکے لئے تو حلال ہو گیا تھا تو اس نکتہ کی بنا تو منتفی ہو گئی جواب یہ ہے کہ جب چور کو اسکی اطلاع نہیں تو اس کہنے سے بھی حلال نہیں ہو سکتا اور اگر کسیطرح اطلاع بھی ہو جاوے تب بھی چونکہ قصد قایل کا واقع میں حلال کر دینا نہیں اسلئے تب بھی حلال نہ ہوگا اور احقر کہتا ہے کہ ایسا ہی قصہ میں نے حضرت شیخ مشائخنا سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا سنا ہے کہ آپ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ کو یہ عمل تعلیم فرمایا تھا جبکہ ایکبار آپ نے مجلس سے اوٹھنے کے وقت امیر خسرو کو برہنہ پا دیکھا اور پوچھنے پر اونکے جوتہ کا چوری ہونا تحقیق ہوا تو آپ نے اوسوقت اپنا جوتہ منگا کر عنایت فرمایا جسکو اونہوں نے سر پر رکھ لیا اور یہ عمل تبلایا قاری عنایت اللہ مرحوم گنگوہی نے یہ قصہ بیان کیا اتنا فرق ہے کہ اونھون نے حلال کی جگہ لفظ مباح کہا اور اپنا تجربہ بھی بیان کیا (ش)

۱۳ (۱۲) خانصاحب نے فرمایا کہ تحصیل سکندر آباد میں ایک گاؤن ہے حسن پور جسکو میں نے بھی دیکھا ہے بہت بڑا گاؤن ہے یہ ایک وقت میں مولوی محمد اسحٰق صاحب اور اور مولوی محمد یعقوب صاحب کا تھا۔ مولوی مظفر حسین صاحب فرماتے تھے کہ مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب نہایت سخی تھے اور اکثر تنگی کیوجہ سے کچھ ملول سے رہتے تھے لیکن ایک روز میں نے دیکھا کہ دونوں بھائی نہایت ہشاش بشاش ہیں اور خوشی میں اودہر سے اودہر آتے جاتے اور کتابیں یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں رکھتے اور خوشی کے لہجہ میں آپسیں باتیں کر رہے ہیں میں یہ دیکھکر سمجھا کہ شاید آج کوئی بڑی رقم ہندوستان سے آئی ہے جس سے یہ اسقدر خوش ہیں یہ سمجھکر میں نے چاہا کہ واقعہ دریافت کروں مگر بڑے میاں صاحب سے تو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چھوٹے میاں سے پوچھا کہ حضرت آپ آج بہت خوش نظر آتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ اونہوں نے متعجبانہ لہجہ میں فرمایا کہ تم نے نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ ہمارا گاؤن حسن پور ضبط ہو گیا ہے یہ خوشی اسکی ہے کیونکہ جبتک وہ تھا ہم کو خدا پر پورا توکل نہ تھا

اور اب صرف خدا پر بھروسہ رہگیا ہے اھ جب خانصاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا تو حقر کو مومن خان کی خوشی یاد آگئی اور میں نے یہ شعر پڑھا ؎ کیا یار کے آنے کی سُنی یا کہ اجل کی ٭ کاہے کی خوشی ہجر میں ہے جان حزین یہ۔

حاشیہ حکایت (۱۲) **قولہ** اب صرف خدا پر بھروسہ رہگیا ہے **اقول** اس سے جو کچھ کمال توکل و توحید و معرفت ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے **قولہ** مومن خان کی خوشی یاد آگئی **اقول** اور مجکو حضرت غوث پاک رح کی خوشی یاد آگئی جسوقت خادم نے ایک قیمتی آئینہ چینی کے ٹوٹ جانے کی ڈرتے ڈرتے اس مصرعہ سے اطلاع کی کہ ع از قضا آئینۂ چینی شکست ٭ آپ نے فی البدیہ فرمایا ع خوب شد اسباب خود بینی شکست (**رشت**)

(۱۳) خانصاحب نے فرمایا کہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کے بڑے بھائی مائل بہ غیر مقلدی تھے۔ مگر مولانا نانوتوی کی خدمت میں بہت حاضر باش تھے۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب بھی کسیقدر غیر مقلدی کی طرف مائل اور مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حافظ عبدالرحمٰن مولوی فیض الحسن صاحب اور مولوی حسین خان ۱۴
صاحب خورجوی کے شاگرد اور بہت سمجھدار اور اردو فارسی شاعری کے بڑے استاد تھے مگر خدا کی شان کہ نہ انکا فارسی کا دیوان مرتب ہوا اور نہ اُردو کا۔ دو شعر انکے مجھے یاد ہیں صرف انکی قابلیت دکھلانے کیلئے اونکے شعر لکھوا تا ہوں غالب اور شہیدی کے جانی دشمن تھے۔ اسلئے انکے کلاموں کو پلٹ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ غالب کہتا ہے ؎ ہے خبر گرم اونکے آنے کی ٭ آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا۔ اوسکو حافظ صاحب نے یوں پلٹا ہے شعر بچھ گیا میں جو گھر میں وہ (راقم) آئے ٭ زہے قسمت کہ بوریا نہ ہوا۔ شہیدی کے قصیدے کا شعر ہے۔ ہوا نجھ سا نہ ہو سکتا ہے میرا یہی ایمان ٭ نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا۔ حافظ صاحب نے اسے یوں پلٹا ہے ؎ ترا ثانی بامکان وقوعی ہو نہیں سکتا ٭ نفی امکان مطلق کی مگر ہے قول مرتد کا۔ غرض اسی طرح اوسکے پورے قصیدے کو رد کیا ہے یہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے تھے کہ نواب میر خاں سے جب انگریزوں سے صلح ہوگئی تو اس صلح کے اندر یہ امر طے ہوا تھا کہ وزیر الدولہ کو

ہم اپنے زیر نگرانی رکھیں گے۔ مگر یہ انہیں اختیار ہوگا کہ وہ جہاں چاہیں وہاں رہیں۔
انھوں نے دہلی کو پسند کیا اور وہ دہلی رہنے لگے بچپن سے صالح تھے مولوی غلام جیلانی
رامپوری انکے استاد تھے مولوی صاحب موصوف مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے
ماموں تھے چونکہ نواب وزیر الدولہ بچپن سے نیک تھے اسلئے اونکے پاس دہلی کے لڑکے
جو انکے ہم عمر تھے بے تکلف آنے جانے لگے ان میں ایک لڑکا وہ تھا جو حضرت شاہ
محمد اسحٰق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حق گو بھی تھا چونکہ عام طور پر اپنے
استاد کی طرف خاص میلان ہوتا ہے۔ اسلئے وزیر الدولہ اپنے اُستاد کی اکثر تعریف کیا کرتے
اور کبھی دہلی والوں کی تنقیص بھی کر دیا کرتے تھے۔ مگر وہ لڑکا برابر انکی تردید کرتا رہتا
تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ آپ کے استاد ایسا عمامہ باندھتے ہیں ایسا انگرکھا پہنتے ہیں ایسا
پاجامہ پہنتے ہیں ایسا جوتہ پہنتے ہیں مسند تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں دہلی والے بیچارے بوریوں
پر بیٹھتے ہیں دہوتر کا کرتہ پہنتے ہیں گاڑھے کا پاجامہ پہنتے ہیں اودہوڑی کا جوتہ پہنتے ہیں
۱۵ مگر باوجود اسکے آپکے استاد کے علم کو انکے علم سے کیا نسبت انکے علوم بہت گہرے
ہیں خدا کی شان کہ ایک روز کسی نے مولوی غلام جیلانی صاحب سے یہ سوال کیا کہ حضرت
تعزیہ کا بنانا کیسا ہے مولوی غلام جیلانی نے جواب دیا کہ برا ہے ہرگز نہیں بنانا چاہیئے
اوسنے کہا کہ بنے ہوئے تعزیہ کی توہین کرنا مثلاً اسکو توڑنا پھوڑنا اسپر پاخانہ پیشاب پھرنا
کیسا ہے انھوں نے فرمایا کہ ہرگز نہیں چاہیئے ہاں لے دفن کر دے اسلئے کہ اسپر امام حسینؓ کا نام آگیا ہے لہذا
اسکا احترام کرنا چاہیئے۔ یہ سنکر وہ لڑکا کھڑا ہوا اور اسنے بہت ادب سے یہ کہا کہ مولانا گوسالہ پر کس کا نام آگیا تھا
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا اسپر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کوئی جواب
بن نہ آیا۔ اس لڑکے نے اسی جلسہ میں نواب وزیر الدولہ کو سلام کیا اور کہا کہ حضور میں نہ
کہتا تھا کہ دہلی والوں کے علوم بڑے گہرے ہیں میں صرف کبھی کبھی صرف میاں صاحب
(شاہ محمد اسحٰق صاحب) کے وعظ میں جا بیٹھا کرتا ہوں۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ وزیر الدولہ
اس خاندان کے گرویدہ ہو گئے اور سید صاحب سے بیعت بھی ہو گئے۔

حاشیہ حکایت (۱۳) قولہ بامکان وقوعی اقول یعنی ایسا امکان جسکے

موصوف کے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے نہ بالذات نہ بالغیر **قولہ** تفی **اقول** فارکی حرکت بضرورت شعر ہے **قولہ** ایسا عامہ الخ **اقول** یعنی عمدہ اور قیمتی (رشت)

(۱۴) خانصاحب نے فرمایا کہ ایک شخص نے شاہ ولی اللہ صاحب، مولانا فخر الدین صاحب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کی دعوت کی تینوں کو ایک جگہ بٹھاکر چلا گیا۔ دوپہر ڈھلے آیا اور ایک ایک ٹکہ تینوں کے ہاتھوں پر رکھدیا اور یہ کہا کہ حضرت میں ایک کام کو چلا گیا اور دعوت کا بالکل خیال نہ رہا۔ اسوقت ناوقت ہوگیا ہے۔ کھانے کا انتظام نہیں ہو سکتا اسلئے کھانے کے دام دیئے گئے۔ مولانا فخر الدین نے تو اوسکا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ بھائی یہ بھی تمہارا احسان ہے کیونکہ اگر ہم صبح سے اسوقت تک مزدوری کرتے تب ایک ٹکہ کے مستحق ہوتے اور تم نے ہم کو آرام سے بٹھاکر ایک ٹکہ دیدیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے خاموشی کے ساتھ لے لیا اور کچھ نہ کہا۔ مگر مرزا صاحب ناخوش ہوئے اور یہ کہا کہ تو نے ان حضرات کا وقت ضائع کیا۔ کیونکہ شاہ صاحب اسوقت تک حدیث پڑھاتے اور مولانا فخر الدین صاحب اپنے مریدوں کو فائدہ پہونچاتے میں اپنی 14
نسبت کچھ نہیں کہتا کہ میں کیا کرتا مگر تو نے ان حضرات کو ان دینی خدمتوں سے روکدیا۔ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اسکے بعد تینوں حضرات اٹھکر چلے آئے۔ یہ قصہ بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا۔ کہ یہ قصہ مجھ سے حضرت حاجی صاحب نے بھی بیان فرمایا اور مولانا نانوتوی نے بھی اور مولانا گنگوہی نے بھی حضرت حاجی صاحب نے تو اس قصہ کو بیان فرماکر یہ فرمایا کہ مولانا فخر الدین صاحب کی بات بہت انکساری کی ہے اس سے چشتیت ٹپکتی ہے اور مولانا نانوتوی نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی بات بڑی ہوئی ہے کہ انکے نفس نے اصلا حرکت نہ کی اور حضرت گنگوہی فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کی بات بہت بڑی ہوئی ہے۔ عدل کا اقتضا یہی ہے جو کچھ مرزا صاحب نے فرمایا (ف) اس سے اپنے حضرات کا اختلاف مذاق اور اس سے اختلاف آراء صاف ظاہر ہے۔

حاشیہ حکایت (۱۴) **قولہ** حضرت گنگوہی الخ **اقول** احقر کا میلان حضرت گنگوہی کی رائے کی طرف ہے (اشرف)

(باقی آئندہ)

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں۔ حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں انکے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن وتشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمیں مسائل فرعیہ کے دلائل یعنی احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں انکو یکجا جمع کر دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف ۱۳۲۶ھ میں شروع ہوئی اور ۱۳۲۸ھ میں اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمّٰی بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہگئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اسطرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کر کے اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کر دی گئی ہے۔ یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کر دیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اوس سے فائدہ اٹھا کر بہکانے والوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ جلدیں بہت کم باقی ہیں جلد منگا لیجئے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ (۲؍۴)

رعایت

آخر محرم ۱۳۴۳ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے (۱؍۱۲) محصولڈاک ۵؍

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

دو سرا مژدہ

حق تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۳۲ھ سے دل میں تھی اور اسکی تکمیل کیلئے دل بے اختیار تھا ۱۳۴۲ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمیٰ بہ کلام الملوک جو کہ حضرت صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہو کر اہل علم کی خدمت میں پیش ہو گئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالےٰ جسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول میں مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ اوکے علاوہ ہے عام شائقین کے نفع کیلئے انکے اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اُردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہو سکیں۔

مشورۂ مفید

اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتمین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اسکا نفع تام ہو جاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ نفع عام ہو جاوے اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے اور مدرسین و طلبہ کیلئے حسب مشورہ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر محرم ۱۳۴۳ھ تک (عہ) علاوہ محصولڈاک ہے (محصولڈاک ۷ر)

المشتہر

(صوفی) عبد القادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

بیت دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّا وَجَدْنَا لِلْعِلْمِ عَلٰی اٰثٰرِ قَرْیَۃٍ ... وَاِنَّا لَہٗ بَشِیْرًا

چوں آیت موصوف دال ست بر فضیلت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ہو پس اتباعاً للنص المذکور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۸	بابت ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۳ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی و مذکرست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ باوارۃ محمد عثمان عامی ٭ در سرماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

ارکت خانہ اشرفیہ ... کلاں دہلی از زندگی و زر صدقہ میگردد

... الامام ... من الحدیث ... کتاب ... ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب اللہ صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور عہ میں وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے، دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتداء یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کہ وہ شخص میری اُمت میں سے نہیں ہے کہ جو ہمارے بڑوں کا اکرام اور ہمارے چھوٹوں پر رحم اور ہمارے علی کی قدر نکرتا ہو اسکو امام احمد نے باسناد حسن اور طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے مگر حاکم نے بجائے لیس من امتی کے لیس منا نقل کیا ہے۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بزرگون کا احترام نہ کرتا ہو اسکو طبرانی نے بواسطہ ابن شہاب واثلہ سے نقل کیا ہے اور ابن شہاب کا سماع واثلہ سے محقق نہیں۔

اور حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے نہیں وہ شخص کہ جو ہمارے چھوٹو نپر رحم نکرتا ہو اور بڑونکی قدر نہ پہچانتا ہو اسکو روایت کیا ترمذی ابوداؤد نے۔ مگر ابوداؤد نے بجائے یعرف شرف کبیرنا کے یعرف حق کبیرنا روایت کیا ہے۔

۵۷ اور سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یا تو فرمایا کہ اے اللہ مجھکو وہ زمانہ نہ پاوے یا فرمایا تم وہ زمانہ نہ پاؤ (شک راوی ہی) کہ جسمیں عالم کا اتباع نہ کیا جاوے اور بردبار شخص سے حیا نہ کیجاوے انکے قلب عجمیوں کی طرح ہونگے اور انکی زبانیں عربیوں جیسی (فائدہ اس زمانہ میں صرف اہل عرب مسلمان تھے اور تمام عجم کافر تھا اللہ اعلم قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکے زبانی دعوے مسلمانوں کے سے ہونگے اور انکے قلوب کی غلظت کفار کی سی ہوگی) اسکو احمد نے روایت کیا ہے۔ اور اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ انکی بے توقیری بجز منافق کے اور کوئی نہیں کرتا۔ ایک وہ شخص کہ جسنے اسلام میں بال سفید کئے ہوں دوسرا صاحب علم۔ تیسرا حاکم منصف۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں بطریق عبید اللہ زحر عن علی بن یزید عن القاسم روایت کی ہے اور سند کی ترمذی نے بمتن دیگر تحسین کی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک زمانہ سے ایک حدیث کو سنا ہے (وہ یہ ہے کہ) جب تو پچاس یا کم و بیش آدمیوں کی جماعت میں ہو اور انکے چہروں کا تفحص کرے پھر انمیں کسی ایسے آدمی کو نہ دیکھے کہ جسکا خدا کے بارے میں رعب مانا جاتا ہو تو جان لے کہ امر دین خفیف ہو گیا اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے۔

علم دین کو علاوہ مرضی پروردگار دیگر مقاصد دنیوی کی وجہ سے حاصل کرنے کی ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایسے علم کو کہ جس سے رضامندی پروردگار طلب کیجاتی تھی صرف اس غرض سے حاصل کیا کہ دنیا کے سامانوں میں سے کسی ایسے کام کو حاصل کرے وہ بروز قیامت جنت کی خوشبو نہ پائے گا اسکو ابوداؤد ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور علی شرط الشیخین تصحیح کی ہے۔ ۵۸

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم علم کو اس غرض سے نہ حاصل کرو کہ اس سے علماء پر فخر کرو اور سفہاء سے مجادلہ کرو۔ اور مجالس کو حیرت میں ڈالو جس شخص نے ایسا کیا پس (اسکے لئے) نار (جہنم) ہے نار ہے اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بطریق یحیی بن ایوب غافقی عن ابن جریج عن ابی الزبیر عنہ روایت کیا ہے اور یہ یحیی ثقہ ہیں شیخین وغیرہ نے انسے احتجاج کیا ہے اور اس شخص کی طرف التفات نہ کیا جاوے جو اس جماعت سے علیحدہ ہو گیا اور اسکے مثل ابن ماجہ نے بھی حذیفہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے علم کو بجز (رضائے) خدا اور کسی غرض سے سیکھا یا اس علم سے غیر اللہ

کا ارادہ کیا اسکو اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے بطریق خالد بن دریدعن ابن عمر روایت کیا ہے اور سماع خالد کا ابن عمر سے ثابت نہیں اور رواۃ دونوں سندوں کے ثقہ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے بعض آدمی علم دین میں کمال حاصل کرینگے اور قرآن شریف پڑھتے ہونگے کہینگے کہ ہم امرا کے پاس جاتے ہیں ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرینگے اور اپنے دین کو انسے بچا لینگے۔ اور یہ نہ ہو سکے گا جیسا کہ درخت قتاد سے بجز کانٹوں کے اور کچھ نہیں چنا جاتا۔ اسیطرح انکے قریب سے بھی بجز (ابن صباح نے کہا ہے کہ گویا جناب کی مراد خطایا ہیں **ف** حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ابن صباح کو بعد الا کے لفظ یاد نہیں رہا لہذا یہ بیان کر دیا کہ جو شخص حضور نے ارشاد فرمایا تھا اس سے مراد خطایا ہیں اب آخری فقرہ اسطرح مربوط ہو گیا) خطاؤں کے اور کچھ نہیں چنا جاتا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور اسکے رواۃ ثقہ ہیں۔

۵۹ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لسانی سیکھی تا کہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرے اللہ تعالے اس سے قیامت کے دن نفلی فرضی عبادت کچھ قبول نہیں فرمائیگا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے حافظ منذری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں انقطاع کا شبہ ہے اسوجہ سے کہ ضحاک بن شرجیل کو امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ اور انکی روایت صحابہ سے نہیں بیان کی اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ تمہارا اسوقت کیا حال ہو گا جبکہ ایسا فتنہ تمہارے اندر مختلط ہو گا کہ اسمیں بچے پرورش ہونگے اور اس میں بڑے بوڑھے ہونگے اور اس فتنہ کو دستور العمل بنا لینگے اگر اسمیں کچھ تغیر کسی دن کیا جائیگا تو کہا جائیگا کہ یہ بڑی بات ہے فرمایا کہ (اور بھلا) یہ کب ہوگا (خود ہی فرمایا) کہ جب تمہارے امین لوگ کم ہو جائینگے اور امرا بڑھ جائینگے اور علما کم ہو جائینگے اور قرا بڑھ جائینگے اور بغیر دین (یعنے طلب دُنیا) کے واسطے علم سیکھا جائیگا اور آخرۃ کے اعمال سے دُنیا طلب کیجائے گی

اسکو مصنف عبدالرزاق نے موقوفاً نقل کیا ہے **ف** اسوقت اس پیشینگوئی کا کماحقہ انکشاف ہوگیا ہے رسومات اور بدعات عوام الناس میں اسقدر رائج ہوگئیں کہ اب اگر ان کو اس سے روکا جاتا ہے اور بدعت ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ نئے نئے مولوی کیسی نئی نئی باتیں بناتے ہیں اور جو اس فتنہ کے آثار بیان فرمائے گئے ہیں وہ بھی بالکل عیاں ہیں امین کا بالکل قحط ہوگیا، طلب علم اکثری طور پر دنیا کیواسطے ہوگئی۔ نہایت جائے غیرت ہے نیز اہل حق کو موجب اطمینان ہے کہ حق کے بیان کرنے میں جو بدعنوانیاں عوام الناس کی برداشت کرنی پڑتی ہیں وہ وہی ہیں کہ جنکی پہلے خبر دی جاچکی ہے اللہ علم۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک ایسے فتنہ کا ذکر کیا جو آخری زمانہ میں ہوگا (تنبیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمانے کی نسبت یہ زمانہ آخری زمانہ میں داخل ہے) انسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علیؓ یہ کب ہوگا فرمایا کہ
۶۰ جب غیر دین کیواسطے علم سیکھا جائیگا اور بغیر نیتہ عمل کے علم سیکھا جائیگا اور آخرۃ کے عمل میں دُنیا طلب کیجائے گی اسکو بھی عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوف نقل کیا ہے اور پہلے حدیث ابن عباس سے مرفوع بھی گذرچکی اور اسمیں یہ مضمون بھی ہے اور وہ آدمی کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے علم عطا فرمایا اس نے اسمیں بندگان خدا سے بخل کیا اور اسپر کچھ لالچ اختیار کیا اور اسکے بدلے میں قیمت لی۔ پس ایسے شخص کے منہ میں قیامت کے دن آگ کا لگام ڈالا جائیگا اور ایک منادی کرنے والا اعلان کریگا کہ یہ وہ شخص ہے کہ اللہ نے اسکو علم عطا فرمایا تھا اسنے خدا کے بندوں سے بخل کیا اور اسپر لالچ اختیار کیا اور اسکی قیمت لی اور اس طریقہ پر یہ اعلان ہوتا رہیگا حتی کہ حساب کتاب محشر ختم ہو۔

اشاعتہ علم اور دلالتہ علی الخیر کی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ان اعمال اور حسنات میں سے جو کہ مؤمن کو بعد ممات پہونچتے رہینگے

ایک علم ہے کہ اسکو تعلیم کیا اور اشاعت کی۔ اور ایک اولاد صالح ہے کہ جسکو (اپنے بعد) چھوڑا۔ یا قرآن شریف ہے کہ اسکا وارث بنایا ہے یا مسجد ہے کہ جسکو تعمیر کیا یا گھر ہے کہ مسافروں کی غرض سے بنایا یا نہر ہے کہ اسکو جاری کیا یہ وہ صدقہ ہے جسکو اپنے مال میں سے اپنی صحت سلامتی کے زمانہ مین نکالا اسکو بعد مردن پہونچتا رہیگا (ف انسان کو مناسب ہے کہ حتی الوسع ان میں سے ہر شعبہ میں کوشش کرے اللہ اعلم تردید آیا کے ساتھ اس غرض سے فرمائی ہے کہ یہ سب اُمور اگرچہ صدقات جاریہ ہیں مگر ہر ایک عمل مین انفرادی طور پر بدرجہ قبولیت پہونچنے میں تامل ہے کیونکہ سب سے بڑی چیز اخلاص ہے اور وہ دشوار ہے لہذا ہر ایک عمل کو اختیار کرنا چاہیئے اور جامعیۃ اعمال مذکورہ کی حرص کرنی چاہیئے۔ یا اس تردید سے اسطرف اشارہ ہے کہ ان جملہ اعمال میں سے ہر عمل بذات خود کافی اور وافی ہے اگر ان مین سے ایک بھی مرتبہ قبولیت کو پہونچ گیا تو مقصود حاصل ہے) اسکو ابن ماجہ نے باسناد حسن اور بیہقی نے روایتہ کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین

۶۱ بھی اسیطرح بیان کیا ہے۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو چیزین انسان اپنے (مرنے کے) پیچھے چھوڑتا ہے ان سب میں بہترین چیزین ہیں ایک اولاد صالح کہ اسکے واسطے دعاگو رہیں اور ایک صدقہ جاریہ کہ اس کا ثواب پہونچتا رہے ایک علم کہ اسپر بعد مردن عمل جاری رہے اسکو ابن ماجہ نے بسند صحیح بیان کیا ہے اور حدیث ابوہریرہ پہلے گذر چکی ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکے عمل ختم ہوجاتے ہیں مگر تین صدقہ جاریہ یا علم کہ اس سے نفع اٹھایا جاوے یا اولاد صالح جو اسکے واسطے دعا کرے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی آدمی کی زبان سے کوئی حق کلمہ نکلا کہ جسپر اسکے (مرنے کے) بعد عمل کیا جاتا رہے لامحالہ اسی کیواسطے اسکا اجر قیامت تک جاری رکھا جائیگا پھر اللہ تعالی اسکا ثواب اسکو قیامت کے روز پورا پورا عطا فرمائیگا اسکو امام احمد نے بسند قابل تامل

بیان کیا ہے لیکن قواعد دین اسکی تائید کرتے ہیں۔

فصل

اور حضرت ابو مسعود بدری سے مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سواری طلب کرتا تھا عرض کیا کہ میری سواری ہلاک ہوگئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ وہ اس شخص کے پاس گیا اس نے سواری دیدی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کار خیر پر دلالت کرے اسکے واسطے اس کام کے کرنے والے کی برابر اجر ہے۔ اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی نے روایتہ کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ آپ سے سوال کیا فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تجھکو دیدوں مگر تو فلاں شخص کے پاس جا وہ اس شخص کے پاس پہونچا (اور سوال کیا) اس شخص نے اسکو (جو مانگا تھا وہ) دیدیا۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی نیک کام پر کسی کی رہنمائی کرے اسکے لئے اس عامل کے برابر اجر ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایتہ کیا ہے اور بزار نے مختصراً الدال علی الخیر کفاعلہ روایتہ کیا ہے اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں بطریق سہل بن سعد روایتہ کیا ہے۔ ۶۲

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کار خیر میں رہنمائی کرنے والا مثل اس کام کے کرنے والے کے ہے۔ اور اللہ تعالے عاجز کی فریاد رسی کو محبوب رکھتا ہے اسکو بزار نے بطریق زیاد بن عبداللہ نمیری روایتہ کیا اور انکی توثیق کی گئی ہے اور اس حدیث کے واسطے شواہد بھی ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ہدایتہ کی طرف بلایا اسکو متبعین کے اجر کی برابر اجر ملیگا اور انکے اجروں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا اس کا گناہ

متبعین کے گناہ کی برابر ہوگا اور یہ انکے گناہوں میں سے کچھ کم نکریگا اسکو مسلم وغیرہ نے روایۃ کیا ہے اور اس قسم کی احادیث اخیر کی ہدایۃ کے باب میں گذر چکی ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دربارہ فرمان الہی قوا انفسکم واھلیکم نارا مروی ہے کہ اپنی اہل کو امور خیر کی تعلیم دو۔ اسکو حاکم نے موقوفا روایۃ کیا ہے اور علی شرط الشیخین تصحیح کی ہے۔

اخفاء علم سے ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے کسی علم دین کا سوال کیا گیا اور اس نے اسکو مخفی رکھا۔ بروز قیامت اسکو آگ کا لگام پہنایا جائیگا۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایۃ کیا ہے اور تحسین کی ہے اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایۃ کیا ہے اور حاکم نے اسکے مثل حدیث روایۃ کی ہے اور علی شرط الشیخین نے اسکی تصحیح کی ہے مگر شیخین نے اسکو روایۃ نہیں کیا۔

۶۳ اور ابن ماجہ کی ایک روایۃ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی آدمی علم کو حاصل کرکے چھپائے لامحالہ بروز قیامت آگ کا لگام ڈالے ہوئے لایا جائیگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو چھپایا خداوند تعالے بروز قیامت اسکو آگ کا لگام پہنائیگا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایۃ کیا ہے اور بلاغبار تصحیح کی ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسکو چھپایا وہ بروز قیامت آگ کا لگام پہنے ہوئے آئیگا اور جس شخص نے قرآن شریف کے بارے میں جانکر اپنے علم کے خلاف بیان کیا (یعنے قصداً غلط مطلب بیان کیا) وہ بھی قیامت کے روز آگ کا لگام پہنے ہوئے آئیگا اسکو ابویعلی نے روایۃ کیا ہے اور انکے راوی ثقات ہیں ان سے

حدیث صحیح میں احتجاج کیا جاتا ہے اور اسکے نصف اول کو طبرانی نے بسند جید کبیر اور اوسط میں نقل کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو علم کو حاصل کرکر اسکو بیان نہیں کرتے انکی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو خزانہ جمع کرے اور پھر اسمیں سے کچھ خرچ نہ کرے۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں بطریق ابن لہیعہ نقل کیا ہے

اور حضرت علقمہ بن سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے بواسطہ انکے باپ دادا کے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھا (اور اسمیں) مسلمانوں کے بعض گروہوں کی اچھی تعریف کی پھر فرمایا کہ (ان) اقوام کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو فقیہ نہیں بناتے اور نہ انکو تعلیم دیتے ہیں اور نہ نصیحت کرتے ہیں اور نہ امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہ نہی عن المنکر۔ اور (ان دوسری) قوموں کو کیا ہوگیا کہ یہ اپنے پڑوسیوں سے (دین کی باتیں) نہیں سیکھتے اور نہ دین کی سمجھ اور دانائی حاصل کرتے ہیں اور نہ ان سے نصیحت حاصل کرتے ہیں خدا کی قسم (ان) قوموں پر لازم ہے کہ یا تو اپنے ہمسایوں کو تعلیم دیں اور فقیہ بنائیں اور نصیحت کریں اور امر و نہی کریں اور (ان دوسری) قوموں پر لازم ہے۔ ۱۴
کہ یہ تعلیم حاصل کریں اور (دین میں) سمجھ حاصل کریں اور نصیحت اختیار کریں نہیں تو میں انکو جلد سزا دونگا پھر آپ (ممبر سے) اُتر آئے۔ تب ایک قوم نے کہا بھلا تمہارے خیال میں جناب نے اس قوم سے کس قوم کو مراد لیا ہے تو آپ ہی نے فرمایا کہ اشعیرین کو وہ ایک فقیہ قوم ہے اور انکے جوار میں ایک قوم سخت جاہل ہیں پانیوں پر رہنے والے اور گنوار۔ یہ خبر اشعیرین کو پہنچی وہ لوگ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جناب نے ایک قوم کا ذکر تو خیر کے ساتھ بیان فرمایا اور ہمارا ذکر برائی کے ساتھ پھر ہمارا کیا حال ہے فرمایا قوم کو لازم ہے کہ ضرور اپنی جوار کو تعلیم کریں اور ضرور نصیحت کرنی اور نیک کام کا حکم اور کار بد سے روکنا چاہیے اور ضرور دوسری قوم کو اپنے ہمسایہ لوگوں سے علم دین سیکھنا اور نصیحت ماننا اور تفقہ حاصل کرنا چاہیئے ورنہ ضرور اللہ پاک انکو جلد دنیا ہی میں عذاب دیگا ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارے ذمہ پھر یہ بھی ہے) کہ ہم دوسروں کو بھی سمجھایا کریں۔

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دسواں وعظ

مسمّٰی بہ

نگاہ کی حفاظت

منتخب از غض البصر وعظ ہشتم دعوات عبدیت

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمداً عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ اٰلہ و بارک و سلم

امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یعلم خائنۃ الاعین و ما تخفی الصدور (ترجمہ) اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں۔ اور جس شئے کو سینے میں چھپاتے ہیں اس کو جانتے ہیں ۔

اس کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) یہ ایک آیت ہے جس کے لفظ تو بہت ہیں مگر اس کے معنی بہت کچھ ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہماری ایک برائی بتلائی ہے اور ساتھ ہی اس پر ملامت بھی ہے۔ اور اس آیت میں جس برائی کا بیان ہے۔ اس میں لوگ عام طور پر مبتلا ہیں

ہیں۔ اس وجہ سے میں اس آیت کو بیان کروں گا۔ کیونکہ مرضوں میں سے اُسی مرض سے خبردار کرتے ہیں جس میں لوگ پھنسے ہوئے ہوں مرض سے میری مراد گناہ ہے لوگوں کو تعجب ہوگا کہ گناہ کو مرض کیوں کہا بات یہ ہے کہ مرض سے جیسے تکلیف پہنچتی ہے ایسے ہی گناہ سے بھی تکلیف پہونچتی ہے بلکہ گناہ سے جو تکلیف پہونچتی ہے وہ مرض کی تکلیف سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کیونکہ مرض سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ مرجاوے گا۔ اور مرنے سے تو بعض وقت اور نفع ہوتا ہے۔ کہ بہت سے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا ہے کیونکہ جس قدر بھی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ وہ اسی روح اور جسم کے آپس کے تعلق کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ دیکھیے کہ جو بدن سُن ہو جاتا ہے اُس کو اگر کاٹ بھی ڈالیں تو کچھ تکلیف نہیں ہوتی اور جس شخص پر فالج گرا ہو تو اس کے جتنے بدن پر فالج کا اثر ہو اُس میں آپ چاہے سوئیاں چبھوئیں کچھ بھی تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ جو تعلق روح کو بدن سے پہلے تھا اب ویسا تعلق نہیں رہا۔ گو تھوڑا بہت تعلق ہو جس کی وجہ سے وہ حصہ بدن کا گلتا سڑتا نہیں جیسے مردہ کا بدن گل جاتا ہے پس جب روح کا تعلق بدن سے کم ہو جانے پر بھی بالکل تکلیف نہیں ہوتی تو جبکہ یہ روح کا تعلق بدن سے بالکل ہی نہ رہے گا تو پھر تکلیف کیونکر ہو سکتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب روح جُدا ہو جاتی ہے تو کوئی تکلیف نہیں رہتی اس وقت ایک لطیفہ یاد آیا ایک طبیب کی کسی نے تعریف کی کہ یہ بڑے اچھے حکیم ہیں ان کے علاج سے بیماری ہی نہیں رہی یعنی بیمار ہی نہیں رہتا جو بیماری رہے کیونکہ بیماری نہ رہنے کی دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ بیمار کی بیماری جاتی رہے اور بیمار باقی رہے مرے نہیں بلکہ تندرست ہو جاوے اور ایک طریقہ بیماری نہ رہنے کا یہ ہے کہ بیمار ہی چل دے جیسے کسی افیونی کے ناک پر مکھی آکر بیٹھی اُس نے اُڑا دیا وہ پھر آ بیٹھی جب کئی بار اُڑانے سے نہ گئی تو اس نے چھری لیکر ناک اڑا ڈالی اور کہا کہ وہ اڈا ہی نہیں رہا جس پر اب بیٹھے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو نہ زکام رہتا ہے نہ کھانسی نہ بخار نہ فکر نہ رنج سب بلائیں اور تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ بالکل آرام چین ہو جاتا ہے آرام کے لفظ پر ایک قصہ یاد آیا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انکی بیوی ام سلیم ان دونوں میاں

بی بی کی حدیث شریف میں بہت تعریف آئی ہے۔ایک مرتبہ اون کا ایک بچہ بیمار ہوگیا
حضرت ابو طلحہؓ ہمیشہ آکر بی بی سے اس کا حال پوچھتے ایک روز وہ بچہ انتقال کرگیا حضرت
ابو طلحہؓ اسوقت باہر تھے۔ بی بی نے یہ خیال کیا کہ اگر میں اب اسکی خبر کروں تو رات کا
وقت ہے نہ کھانا کھاینگے اور نہ نیند آئے گی خوامخواہ بیچین ہونگے اس لئے مناسب
یہ ہے کہ اس وقت اُنہیں خبر ہی نہ کی جاوے حضرت ابو طلحہؓ جب باہر سے تشریف لائے
تو موافق عادت کے دریافت کیا کہ بچہ کیسا ہے اب یہ وقت بڑے امتحان کا تھا اگر
سچ بولیں تو جو مصلحت سوچی تھی اس کے خلاف ہوتا ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو وہ بڑا
بھاری گناہ حقیقت میں انہیں جواب دینے میں بڑی دقت ہوئی لیکن دینداری ایسی چیز
ہے کہ عقل اور سمجھ کو بھی زیادہ کردیتی ہے پس اللہ تعالےٰ نے اُنکو جواب سُجھا دیا کہنے
لگیں کہ اب تو اُس کو آرام ہے اس لئے کہ موت سے بڑھکر کوئی اور آرام نہیں ہے
ایک لطیفہ یاد آیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ یعنی
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو جیسی کہ ایک گاؤں کے آدمی نے مجھے ۳
تسلی دی ایسی کسی نے نہیں دی سچ یہ ہے کہ دیندار خواہ گاؤں کا ہو یا شہر کا اس کی
سمجھ درست ہوجاتی ہے۔اس وجہ سے وہ جو بات کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے اُس گاؤں
والے نے تسلی یہ دی کہ آپ صبر کیجئے ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ ہم
چھوٹے ہیں اور آپ ہمارے بڑے ہیں اور چھوٹوں کا صبر بڑوں کے صبر کے بعد ہوتا
ہے (جب بڑے صبر کرتے ہیں تو چھوٹے بھی صبر کرتے ہیں) اور آپ کے والد کے انتقال
کرنے سے نہ تو آپ کا نقصان ہوا بلکہ اور نفع ہی ہے اور وہ نفع یہ ہے کہ تم کو ثواب ملا
اور وہ ثواب تمہارے لئے حضرت عباسؓ سے بہتر ہے اور تمہارے والد حضرت عباسؓ کا
بھی کچھ نقصان نہیں ہوا اس لئے کہ وہ خدا تعالےٰ سے مل گئے اور اللہ تعالےٰ عباسؓ کے
لئے تم سے بہتر ہے یعنی تمہارے پاس رہنے سے اللہ کے پاس رہنا بہتر ہے یہ اُس گاؤں
والے نے عجیب بات کہی حقیقت میں موت ایسی ہی آرام کی چیز ہے حدیث میں آیا ہے
کہ موت مومن کا تحفہ ہے اور انسان کی حالت یہ ہے کہ اُس سے بھاگتا ہے وجہ اس کی یہ ہے

کہ اُس نے اُس جہان کو دیکھا نہیں موت ایک ریل گاڑی کی طرح ہے جیسے گاڑی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتی ہے اسی طرح اس جہان سے آخرت کے جہان میں پہونچا دیتی ہے جب گاڑی میں آدمی بیٹھا ہوتا ہے تو اُس کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ میرے لئے وہاں کیا کیا تیار ہو رہا ہے جب ریل سے اسٹیشن پر اتر کے دیکھا تو وہاں طرح طرح کے سامان ہیں ایک مخلوق استقبال کے لئے کھڑی ہے طرح طرح کی نعمتیں کھانے پینے کی موجود ہیں تو اس وقت جانتا ہے کہ اللہ اکبر یہاں تو ہمارے لئے بڑا سامان ہے اور جہاں سے آیا تھا وہ سب اس کی نظر میں حقیر معلوم ہونے لگتا ہے۔ بلکہ اس کا خیال تک بھی نہیں آتا اسی طرح اس دنیا کا حال ہے۔ کہ اس وقت یہاں کچھ خبر نہیں لیکن جب یہاں سے کوچ ہوگا تو خدا نے چاہا تو وہاں دیکھ لیں گے کہ کیسی کیسی نعمتیں ہمارے لئے موجود ہیں۔ اُن کے سامنے دُنیا کی نعمتوں کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اور بزرگوں نے تو ظاہری آنکھوں سے یا دل کی آنکھوں سے وہاں کی نعمتوں کو دیکھا ہے اس لئے ان کی نظروں میں دنیا
۴ کی کچھ قدر نہیں دُنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی چھوٹی ہے جیسے ماں کا پیٹ دنیا کے سامنے چھوٹا ہے کہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اور جس طرح بچہ اپنی خوشی سے دُنیا میں نہیں آتا اسی طرح آدمی آخرت کے جہان میں جانا نہیں چاہتا اور جیسے بچہ ماں کے پیٹ کو سمجھتا ہے کہ تمام جہان یہی ہے اور آگے اُس کی نظر ہی نہیں جاتی۔ مگر جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کے سامنے ماں کا پیٹ کچھ بھی نہیں اسیطرح ہم لوگ جب یہاں سے جاوینگے اور اس جہان کو دیکھیں گے۔ تو اس دنیا کی حقیقت معلوم ہوگی۔ غرض کہ موت ہر طرح آرام چین کی چیز ہے اسیواسطے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب بچہ کو آرام ہے اس کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور پھر اُن کو بی بی کے پاس جانے کی رغبت ہوئی اور بی بی کا حال یہ کہ ظاہر میں تو جو کچھ میاں کہتے تھے انکی خوشی کے واسطے سب کچھ کر رہی تھیں۔ مگر اندر جو کچھ دل کی حالت تھی وہ خدا ہی کو معلوم تھی غرض میاں تو فارغ ہو کر سو رہے اور بی بی کو کیا نیند آئی ہوگی۔ صبح کے وقت جب حضرت ابو طلحہ نماز پڑھکر تشریف لائے تو بی بی نے پوچھا کہ بھلا ایک بات تو بتلاؤ اگر کوئی شخص کسی کے

پاس کوئی امانت رکھدے تو جب وہ اپنی امانت مانگے تو ہنسی خوشی دینا چاہئے یا ناک منہ چڑھانا چاہئے انھوں نے فرمایا کہ نہیں ہنسی خوشی دینا چاہئے کہا تو اللہ تعالےٰ نے اپنی امانت لے لی اب تم صبر کرو میاں ناراض بھی ہوئے کہ رات تم نے خبر نہ کی انھوں نے جواب دیا کہ رات کہدینے سے کیا نفع ہوتا فضول تم پریشان ہوتے۔ مجھے اس پر یہ قصہ یاد آیا کہ انھوں نے موت کا نام آرام رکھا۔ خلاصہ یہ کہ بدن کی بیماریوں سے نقصان زیادہ سے زیادہ موت ہے اور موت سے چونکہ تمام تکلیفیں ختم ہوجاتی ہیں اس لئے وہ کچھ بُری نہیں مگر پھر بھی بدن کی بیماریوں کا اس قدر خیال ہوتا ہے جس کی کچھ حد نہیں مگر روح کی بیماری یعنی گناہ کرنا یہ تو اس طرح ہلاک کردیتی ہے کہ نہ زندہ ہی رہتا ہے نہ مرتا ہی ہے یعنی دوزخ میں پہونچادیتی ہے وہاں اگر موت ہی آجاتی تو سب قصے ختم ہوجاتے مگر وہاں بھی نہیں پھر اس بیماری کا تو بہت خیال رکھنا چاہئے مگر حالت یہ ہے کہ صرف زکام ہوجاتا ہے تو حکیم جی کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں اور روح کی سینکڑوں بیماریاں بھی ہوتی ہیں تو کچھ پرواہ نہیں ہوتی اور یوں تو ہر گناہ سے بچنے کا خیال رکھنا چاہئے مگر جس گناہ کو ہلکا سمجھا جاوے اُس کا بہت ہی خیال رکھنا چاہئے 5

کسی نے بقراط سے پوچھا کہ بیماریوں میں سے کونسی بیماری زیادہ سخت ہے کہا جس بیماری کو ہلکا سمجھا جاوے وہ بہت سخت ہے اس لئے کہ جب کسی گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھا تو پھر اُس کا کچھ علاج نہیں سو اس آیت میں ایک ایسے ہی گناہ کا بیان ہے جسکو لوگوں نے ہلکا سا سمجھ رکھا ہے۔ اور اسی وجہ سے میں نے اس آیت کا بیان اختیار کیا ہے اس آیت میں دو گناہوں کا ذکر فرمایا ہے آنکھوں کے گناہ کا اور دل کے گناہ کا اور یوں تو آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن ایک خاص گناہ کا ذکر ہے وہ کیا ہے بدنگاہی اسیطرح دل کے بہت سے گناہ ہیں۔ لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر ہے یعنی نیت بری ہونا ان دونوں گناہوں کو لوگ گناہ تو سمجھتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جس قدر یہ نقصان پہونچاتے ہیں اس قدر اس کو سمجھتے نہیں دیکھئے ادنیٰ اثر یہ ہونا چاہئے کہ گناہ کرنے کم سے کم دل تو میلا ہوجاوے مگر اس گناہ کے بعد دل بھی میلا نہیں ہوتا ان دونوں گناہوں کو لوگ بہت معمولی سمجھتے ہیں کسی عورت کو دیکھ لیا کسی لڑکے کو گھور لیا اس کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے کسی اچھے

مکان کو دیکھ لیا اور یہ گناہ وہ ہے کہ اس سے بوڑھے بھی بچے ہوئے نہیں بدکاری سے تو بہت لوگ بچے ہوئے ہیں کیونکہ اس کے لئے بہت کچھ تدبیریں کرنی پڑتی ہیں۔ اول تو جس سے ایسا فعل کرے وہ راضی ہو اور روپیہ بھی پاس ہو اور اس شخص کو حیا اور شرم بھی نہ ہو جب کہیں ایسا کر سکتا ہے ورنہ اس کی نوبت آ نہیں سکتی کیونکہ کوئی تو اس وجہ سے بچتا ہے کہ اگر کسی کو خبر ہو گئی تو کیا ہوگا۔ کسی کو خیال ہوتا ہے کہ کوئی بیماری نہ لگ جاوے۔ کسی کے پاس روپیہ نہیں ہوتا کسی کو اپنی آبرو کا خیال ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی بہت وجہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے آبرودار آدمی بدکاری سے بچتے ہیں خاص کر جو دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ اس میں بہت کم پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ بخلاف آنکھوں کے گناہ کے کہ اس میں کچھ سامان کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ اس میں نہ تو روپیہ کی کچھ ضرورت اور نہ اس میں کچھ بدنامی ہے کیونکہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ کیسی نیت ہے۔ کسی کو گھور لیا مولوی صاحب مولوی صاحب رہے۔ اور قاری صاحب قاری صاحب رہے۔ نہ اس گھورنے سے مولوی صاحب کے مولوی صاحب ہونے میں فرق آیا اور نہ قاری صاحب کے قاری ہونے میں کوئی دھبہ لگتا ہے اور گناہوں کی خبر تو اوروں کو بھی ہو جاتی ہے مگر اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ گناہ کرتے ہیں اور نیکنام رہتے ہیں۔ لڑکوں کو گھورتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو بچوں سے بڑی محبت ہے۔ جب آنکھوں کے گناہ کی دوسروں کو خبر نہیں ہوتی تو دل کے گناہ پر تو کیسے خبر ہو سکتی ہے۔ اور جن بزرگوں کو خبر بھی ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص نے بدنگاہی کا گناہ کیا یا بری نیت کی تو وہ ایسے ظرف والے ہوتے ہیں کہ ان کا عیب کسی سے کہتے نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور وہ کسی کو بری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا نام لیکر تو نہ کہا لیکن یہ فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کہ انکی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ تو آپ نے اس طرح فرما دیا کہ کسی کی رسوائی بھی نہ ہوئی۔ اور جو کرنیوالا تھا وہ سمجھ گیا کہ مجھے فرمایا ہے جن بزرگوں کو چھپی ہوئی باتیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں اور انکو کشف ہوتا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ بدنگاہی سے آنکھوں میں ایسی بے رونقی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسکو تھوڑی سی بھی سمجھ ہوگی

بزرگوں کی پردہ پوشی

بدنگاہی سے آنکھوں میں بے رونقی ہو جاتی ہے

وہ پہچان لے گا کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں ہے۔ اگر دو شخص ایسے ہوں کہ عمر میں بھی برابر ہوں اور خوبصورتی میں برابر ہوں اور فرق ان دونوں میں صرف اتنا ہو کہ ایک تو گنہگار ہو اور دوسرا دیندار ہو جب چاہے دیکھ لو دیندار کی آنکھ میں رونق اور خوبصورتی ہوگی اور گنہگار کی آنکھ میں ایک قسم کی بے رونقی ہوگی۔ لیکن جن بزرگوں کو معلوم ہو جاتا ہے وہ کسی کا نام لیکر اس کو رسوا نہیں کرتے بلکہ عیب چھپاتے ہیں۔ اس پر مجھے شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت یاد آئی شاہ صاحب مسجد میں بیٹھکر حدیث پڑھایا کرتے تھے ایک مرتبہ موافق عادت کے مسجد میں حدیث پڑھا رہے تھے۔ ایک طالب علم وقت سے دیر کرکے سبق کے لئے آئے حضرت شاہ صاحب کو کشف کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ اس کو نہانے کی حاجت ہے۔ اور ابھی تک نہایا نہیں شاہ صاحب نے مسجد سے باہر ہی روک دیا اور فرمایا آج تو طبیعت سست ہے جمنا پر چلکر نہائیں گے۔ سب لنگیاں لیکر جاؤ سب لنگیاں لیکر چلے اور سب نہائے دھوئے اور وہاں سے آکر شاہ صاحب نے فرمایا کہ ناغہ مت کرو کچھ پڑھ لو وہ طالب علم شرمندگی سے پانی پانی ہو گیا۔ اللہ والوں کی یہ شان ہوتی ہے۔ کیسے عمدہ طور سے اسے غسل کرنے کا حکم کیا۔ اور جب بزرگوں کی شان معلوم ہو گئی۔ کہ وہ کسی کو رسوا نہیں کرتے تو جو لوگ انکی خدمت میں آتے جاتے ہیں۔ انہیں بھی چاہئے کہ ایسے بزرگوں سے اپنے عیب کو چھپایا نہ کریں۔ اس لئے کہ عیب ظاہر نہ کرنا دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو اس خوف سے ہوتا ہے کہ یہ ہمارے عیب سنکر ہمیں حقیر سمجھیں گے۔ سو ان حضرات میں یہ بات کہاں وہ تو اپنے نفس کے سوا اور کسی کو حقیر نہیں سمجھتے۔ اور یا عیب ظاہر کرنے میں یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں کسی کو خبر نہ کردیں سو ان حضرات میں یہ بات بھی نہیں ہوتی۔ اُن سے صاف صاف اپنے عیب بیان کردینے چاہئیں مگر یہ علاج کرانے کی غرض سے ظاہر کرے نہ کہ بے ضرورت کیونکہ بلا ضرورت گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ غرض یہ کہ جن کو اس قسم کے گناہوں کی خبر ہو جاتی ہے وہ کسی کو رسوا نہیں کرتے۔ اور جو لوگ رسوا کرنے والے ہیں اُن کو خبر

نہیں ہوتی اس سے بدنگاہی کا گناہ اکثر چھپا ہی رہتا ہے اسلئے لوگ بے دھڑک اس کو کرتے ہیں۔ پھر زنا اور دوسرے گناہوں میں جیسے چوری وغیرہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ طاقت اور قوت بھی ہو اور بدنگاہی میں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لئے بوڑھے بھی اسمیں مبتلا ہیں۔ دیکھئے بوڑھا اگر عاشق ہو جاوے اور قابو بھی چل جاوے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ قوت ہی نہیں ہے مگر آنکھوں سے سینکتے ہیں تو اس کی بھی ضرورت نہیں خواہ قبر ہی میں پیر لٹکائے بیٹھا ہو۔ مجھے ایک بوڑھے آدمی ملے اور وہ بہت دیندار تھے انھوں نے اپنی حالت بیان کی کہ میں لڑکوں کو بُری نظر سے دیکھا کرتا ہوں یہ بیماری میرے اندر ہے ایک اور بوڑھے تھے وہ عورتوں کو گھورا کرتے تھے۔ اور یہ مرض اول جوانی میں پیدا ہوتا ہے بلکہ سب گناہوں کی یہی حالت ہے کہ اول جوانی کے جوش میں کر بیٹھتے ہیں۔ پھر وہ مرض اور روگ لگجاتا ہے اور قبر میں جانے تک اُس میں پھنسے رہتے ہیں۔ جیسے حقہ کہ اول کسی مرض کی وجہ سے پینا شروع کیا تھا مگر پھر یہ روگ لگجاتا ہے کہ چھوٹتا ہی نہیں۔ لیکن جوان اور بوڑھے میں یہ فرق ہے کہ جوان آدمی تو علاج کرلینے کے لئے اپنے عیب کسی سے کہہ بھی دیتا ہے اور بوڑھا آدمی کہتا ہوا شرماتا ہے اسی وجہ سے کسی سے کہتا نہیں۔ پس چونکہ بدنگاہی اور بُری نیت کرنا کسی پر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ چھپا رہتا ہے اس وجہ سے بہت سے آدمی اس گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کو بڑا گناہ سمجھتے بھی نہیں اس وجہ سے اور بھی نہیں بچتے۔ اسیواسطے اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ کہ اللہ جانتے ہیں آنکھوں کے گناہ کو اور جسکو سینے میں چھپائے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے اس گناہ کی کسی کو خبر نہیں یہ تمہاری بے سمجھی ہے تمہارے اس گناہ کی تو ایسے کو خبر ہے جس کے خبردار ہونے سے تم پر غضب ٹوٹ پڑے گا۔ کیونکہ اس کی اللہ تعالٰے کو خبر ہے اور وہ انہیں تمہارے اوپر ہر طرح کی قدرت ہے تو پھر تم کو خوف کرنا چاہئے دیکھو آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کی آنکھ میں حیا شرم ہوتی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جن میں حیا شرم نام کو نہیں ہوتی سو جن میں حیا شرم ہوتی ہے وہ تو اس سے گھبراتے ہیں کہ ہماری اس بیہودہ حرکت کی کسیکو خبر ہوجاوے گی اور نہیں تو گناہ سے بچانے کیلئے

(باقی آئندہ)

(۳) اسیطرح رضاعت بھی موجب حرمت ہے کیونکہ دودھ پلانیوالی عورت مثل ماں کے ہو جاتی ہے اسلئے کہ وہ اخلاط بدن کے اجتماع اور اسکی صورت قائم ہونے کا سبب ہوتی ہے پس وہ بھی فی الحقیقت ماں کے بعد ماں ہے اور دودھ پلانیوالی کی اولاد بہن بھائیوں کے بعد اسکے بہن بھائی ہیں پس اسکا مالک ہوجانا اور اسکو اپنی جورو بنا لینا اور اسکے ساتھ جماع کرنا ایسی بات ہے جس سے فطرت سلیمہ نفرت کرتی ہے۔

(۴) اسیطرح دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے کیونکہ ان میں سوکن ہونے کا حسد منجر بالعداوت ہوگا جس سے قطع رحم ہوگا اور یہ امر خدا تعالےٰ کو منظور نہیں ہے کہ اہل قرابت میں قطع رحم ہو اور علیٰ ہذا القیاس اس قسم کی قرابت دار قریبی عورات کا آپس میں ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام ہوا چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں لا یجمع بین المرأۃ وعمتھا ولا بین المرأۃ وخالتھا ترجمہ یعنی نہ ایک عورت اور اسکی پھوپی کو جمع کرو اور نہ ایک عورت اور اسکی خالہ کو جمع کرو۔

(۵) اسیطرح مصاہرت باعث حرمت ہے اسلئے کہ اگر لوگوں میں اس قسم کا ۶۱
دستور جاری ہو کہ ماں کو اپنی بیٹی کے خاوند کی طرف اور مردوں کو اپنے بیٹوں کی بیویوں کی اور اپنی بیویوں کو بیٹوں کی طرف رغبت ہو جو کہ حلت نکاح کی صورت میں محتمل ہے۔ تو اس تعلق کے توڑنے یا اس شخص کے قتل کرنے میں **حکمت جواز نکاح مرد مسلم با یہودیہ و نصرانیہ نہ بالعکس** جسکی طرف خواہش پائے کوشش کیا کریں۔

مسلمان مرد کا نکاح کسی یہودن و عیسائن سے اسلئے جائز ہے کہ خدا تعالےٰ نے مرد کو غالب اور عورت کو مغلوب قرار دیا ہے تو ایسے نکاح اور ازواج سے یہ صورت ہوگی کہ توحید کے نقشہ کو بالا اور غالب اور شرک و کفر کو پست و مغلوب کرکے دکھایا گیا جسمیں یہ ایماء ہے کہ توحید شرک پر غالب ہے اور واقع میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ چونکہ مرد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اسلئے عورتیں خواہ یہودی ہوں یا عیسائن وہ اکثر مسلمان ہو جاتی ہیں مگر اسکے برعکس ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسلمہ عورت کا نکاح یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ کسی مجبوری کے سبب جائز ہوسکے کیونکہ یہ امر حکمت الٰہی کے برخلاف ہے وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نکاح

جائز ہوتا تو یہ نقشہ یوں دکھائی دیتا کہ شرک بالا اور توحید پست ہوتی اور اس امر سے خدا
کی غیرت اور اسکا قانون قدرت وحکمت اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی عظمت و فضلیت مانع ہیں کیونکہ ایسے ازواج سے افضل الرسل وخاتم الانبیاء وسید
ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو پست ومغلوب دکھانا پڑتا
سو یہ امر خدا کو منظور نہیں ہے ۔

یار احمد شو کہ تا غالب شوی ❊ یار مغلوبان مشو تو اے غوی

باب الطلاق

حکمت جواز طلاق زن

واضح ہو کہ طلاق عربی لفظ ہے جسکے معنی اردو زبان میں کھولنے اور چھوڑ دینے کے
ہیں اور اصطلاح شریعت اسلام میں مرد کا اپنی عورت کو اپنے نکاح سے خارج کر دینا ہے ۹۲
جسکا مطلب تفصیل ذیل سے بخوبی معلوم ہوگا ۔
واضح ہو کہ مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جسمیں مرد کی طرف سے اسلام اور
مہر اور تعہد نان ونفقہ وحسن معاشرت شرط ہے اور عورت کیطرف سے عفت اور پاکدامنی
اور نیک خلقی اور فرمانبرداری کے عمدہ شرائط ضروریہ ہیں اور جیسا کہ دوسرے تمام معاہدہ
شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے
کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ اگر مرد کیطرف سے شرائط ٹوٹ جائیں تو
عورت خود بخود نکاح توڑنے کی مجاز نہیں جیسا کہ وہ خود بخود نکاح کرنے کی مجاز نہیں ۔ بلکہ
حاکم وقت کے ذریعہ سے نکاح کو توڑ سکتی ہے جیسا کہ ولی کے ذریعہ سے نکاح کرا سکتی ہے
اور یہ کمی اختیار اسکی فطرتی شتابکاری اور نقصان عقل کی وجہ سے ہے لیکن مرد جیسا کہ اپنے
اختیار سے معاہدہ نکاح کا باندھ سکتا ہے ایسا ہی عورت کیطرف سے شرائط ٹوٹنے کے
وقت طلاق دینے میں بھی خود مختار ہے سو یہ قانون فطرتی قانون سے جو عنقریب مذکور

ہوتا ہے مناسبت اور مطابقت رکھتا ہے گویا کہ اس فطری قانون کی عکسی تصویر ہے کیونکہ
فطرتی قانون نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر ایک معاہدہ شرائط قرار دادہ کے فوت
ہونے سے قابل فسخ ہو جاتا ہے اور اگر فریق ثانی فسخ سے مانع ہو تو وہ اس فریق پر ظلم
۶۲ کر رہا ہے جو فقدان شرائط کی وجہ سے فسخ عہد کا حق رکھتا ہے سو جب ہم سوچیں کہ نکاح
کیا چیز ہے تو بجز اسکے اور کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ ایک پاک معاہدہ کی شرائط
کے نیچے دو انسانوں کا زندگی بسر کرنا ہے اور جو شخص شرائط شکنی کا مرتکب ہو وہ عدالت
کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے اور اسی محرومی کا نام دوسرے
لفظوں میں طلاق ہے پس جس مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر پہنچا
یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسیکی منکوحہ ہو کر نکاح کے معاہدہ
کو کسی اپنی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ اس عضو کی طرح ہے جو گندہ ہو گیا اور سڑ گیا یا اس دانت
کی طرح ہے جسکو کیڑے نے کھا لیا اور وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت تمام بدن کو ستاتا
۶۳ اور دکھ دیتا ہے تو اب حقیقت میں وہ دانت دانت نہیں ہے اور نہ وہ سڑا ہوا عضو حقیقت
میں عضو ہے اور سلامتی اسی میں ہے کہ اسکو اکھاڑ دیا جاوے اور کاٹ دیا جاوے۔ اور
پھینک دیا جاوے یہ سب کارروائی قانون قدرت کے موافق ہے۔ عورت کا مرد سے
ایسا تعلق نہیں ہے جیسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کا لیکن تاہم اگر کسی کا ہاتھ یا پاؤں کسی
آفت میں مبتلا ہو جاوے کہ اطباء اور ڈاکٹروں کی رائے اسپر اتفاق کرلے کہ زندگی اسکے
کاٹ دینے میں ہے تو بھلا تم میں سے کوئی ہے کہ ایک جان کے بچانے کے لئے اسکے
کاٹ دینے پر راضی نہ ہو پس ایسا ہی اگر کسیکی منکوحہ اپنی بدچلنی اور کسی شرارت سے اسپر
وبال لاوے تو وہ ایسا عضو ہے کہ بگڑ گیا ہے اور سڑ گیا ہے اور اب وہ اسکا عضو نہیں
ہے اسکو کاٹ دے اور گھر سے باہر پھینکدے ایسا نہ ہو کہ اسکا زہر اسکے سارے
بدن میں پہنچ جاوے اور تجھے ہلاک کرے پھر اگر اس کاٹے ہوئے اور زہریلے جسم کو
کوئی پرند یا درند کھا لے تو اسکو اس سے کیا کام کیونکہ وہ جسم تو اسوقت سے تیرا جسم نہیں
رہا جبکہ اسنے اسکو کاٹ کر پھینکدیا۔

وہ ہدایتیں جنکی پابندی کے بعد ہر ایک شخص طلاق دینے کا مجاز ہو سکتا ہے

قال اللہ تعالےٰ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً ان اللہ کان علیا کبیراہ فان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا

ترجمہ۔ یعنی جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہوجائیں پس تم ان کو نصیحت کرو اور خوابگاہوں میں ان سے جدا ہو اور ان کو مارو یعنی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہوجائیں تو تم بھی انکے طلاق یا سزا دینے کی راہ مت نکالو۔ بیشک خدا تعالےٰ صاحب علو صاحب کبریا ہے۔ اور پھر اگر میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف خاوند کیطرف سے مقرر کرو اور ایک منصف بیوی کی طرف سے مقرر کرو۔ اگر منصف صلح کرانے کے لئے کوشش کرینگے تو خدا تعالےٰ انہیں باہمی موافقت دیدیگا بیشک اللہ تعالےٰ علم والا خبر والا ہے۔ ۴۲

عورت کے لئے تقرر عدّت کی وجہ

عدت کی بڑی وجہ رحم کے احوال کا معلوم کرنا ہے چنانچہ جس عورت کو قبل از جماع حقیقی یا حکمی طلاق ملے اس کے لئے کوئی عدت مقرر نہیں ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے

یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلاً۔ ترجمہ۔ یعنی اے ایماندارو جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو مس کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہارے لئے ایسی عورتوں پر کوئی عدت نہیں ہے جسکی گنتی پوری کرواؤ پس ان کو کچھ مال دیکر اچھی طرح سے رخصت کرو۔

عورت کو خاوند کا سوگ چار ماہ دس دن رکھنے کی وجہ

اس حکمت کی شرح تفصیل کے ساتھ فرق عدت موت وعدت طلاق کے بیان میں عنقریب آئیگی اور بقدر ضرورت یہاں بھی کسیقدر لکھی جاتی ہے اعلموا ان الاحداد علی الزوج تابع للعدۃ وھو من مقتضیاتھا ومکملاتھا فان المرأۃ انما تحتاج الی التزین والتجمل والتعطر لتحبب الی زوجھا ویحسن ما بینھما من العشرۃ فاذا فات الزوج وعتدت منہ وھی لم تقبل الی زوج اٰخر فاقتضی تمام حق الاول وتاکید المنع من الثانی قبل بلوغ الکتاب اجلہ ان تمنع مما تصنعہ النساء لازواجھن مع ما فی ذلک من سد الذریعۃ الی طمعھا فی الرجال وطمعھم فیھا بالزینۃ والخضاب والتطیب فاذا بلغ الکتاب اجلہ صارت محتاجۃ الی ما یرغب فی نکاحھا فابیح لھا من ذلک ما یباح لذات الزوج فلا شئ ابلغ فی الحسن من ھذا المنع والاباحۃ ولو اقترحت عقول
٦٥ العالمین لم تقترح شیئًا احسن منہ ۔ ترجمہ ۔ واضح ہو کہ خاوند کا سوگ تابع عدت کے ہے اور یہ سوگ عدت کے مقتضاؤں اور اسکے تکملات میں سے ہے کیونکہ عورت کو اپنے خاوند کی زندگی میں اپنی زینت وتجمل وتعطر کی ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے خاوند کی محبوب ومرغوب رہے اور ان دونوں میں حسن معاشرت ہو پس جب خاوند مرجاوے تو وہ اس کی عدت میں رہے اور دوسرے شوہر کے پاس نہیں پہنچے ۔ پس پہلے خاوند کا اتمام حقوق اور دوسرے شوہر کا میعاد عدت کامل ہونے سے پہلے پہلے نکاح سے روکنا یہ اسکو مقتضی ہے کہ عورت کو ان امور سے منع کیا جاوے جو عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے کیا کرتی ہیں نیز اس میں اس بات کا مسدود کرنا ہے کہ عورت کو مردوں کی طمع ہو اور اسکی زینت و خضاب وعطر کے ملاحظہ سے اسکی طرف مردوں کی چشم طمع دراز ہو پس جب عدت ختم ہوجاوے تو وہ ان امور کی محتاج ہوئی جو محرک ومرغب فی النکاح ہیں پس اس عورت کو وہ امور مباح ہوگئے جو خاوند والی عورت کے لئے مباح ہوا کرتے ہیں پس یہ ممانعت اور اباحت نہایت حسن ومناسبت پر واقع ہوئی ہے تمام عالم کی عقلیں بھی اس سے بہتر

تجویز نہیں کرسکتیں۔

عدت طلاق ایک حیض سے زیادہ ہونیکی وجہ

سوال جبکہ رحم کے خالی یا حامل ہونیکا علم ایک ہی حیض سے معلوم ہوسکتا تھا۔ تو پھر طویل عدت کے مقرر ہونے کی کیا وجہ۔

جواب اسکی وجہ ان مصالح الٰہی سے معلوم ہوسکتی ہے جنکے لئے یہ مشروع کیگئی ہے عدت کے مشروع ہونے میں چند مصلحتیں ہیں جسکی تفصیل ذیل میں ہے۔

(۱) رحم کے خالی ہونے کا علم حاصل کرنا تاکہ دو شخصوں کا نطفہ ملجانے سے اختلاط نسبت ہوکر باعث فساد نہو۔ عدم تقرر عدت کی وجہ سے ایسے فساد اور بگاڑ ہوتے جنکو شریعت و حکمت الٰہی مانع ہے۔

(۲) تقرر عدت کی وجہ عقد نکاح کی بزرگی و رفع قدر و اظہار شرافت ہے۔

(۳) طلاق دینے والے کے لئے لمبا زمانہ مقرر کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مرد طلاق دینے سے نادم ہوکر عورت کی طرف رجوع کرسکے۔

(۴) تقرر عدت کی وجہ خاوند کے حق ادا کرنا اور خاوند کے فوت ہوجانے سے تاثر کا اظہار ہے اور یہ امر زینت اور آرائش کے ترک کرنے سے ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ عدت محض برأت رحم کا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ یہ امر بھی عدت کے بعض مصالح و حکمتوں میں سے ہے باقی اور مصالح بھی ہیں جو ایک حیض کی مدت میں حاصل نہیں ہوسکتیں۔

اقسام عدت

(۱) حاملہ کی وضع حمل تک (۲) عدت بیوہ بمرگ شوہر چار ماہ دس دن (۳) عدت مطلقہ تین طہر (۴) عدت آیسہ یا صغیرہ یعنی جسکو زیادہ عمر کے سبب یا کم عمری کے سبب حیض نہ آتا ہو تین ماہ ہے۔

عدت بیوہ کی دوسری عدتوں سے مختلف ہونے کی وجہ

عدت بیوہ کی چار ماہ اور دس دن مقرر ہے خواہ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ عدت کا حکم محض اطاعت کے لئے ہے اسمیں عقل کو دخل نہیں ہے مگر یہ بات اس وجہ سے باطل ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ عبادت محضہ ہوتی حالانکہ عدت محض عبادت نہیں ہے کیونکہ عدت چھوٹی اور بڑی اور عاقلہ اور دیوانہ اور مسلمہ و ذمیہ سب کے حق میں لازمی ہے اور یہ سب مکلف نہیں ہیں نیز اسمیں نیت کی ضرورت نہیں اور عبادت میں نیت ضروری ہے پس لامحالہ اسمیں مصالح ضرور ہیں اور اسکے ساتھ ہی جب اسمیں اطاعت الٰہیہ کا قصد ہو بشرطہ ایمان ہو تو عبادت سے بھی خالی نہیں سو بعض مصالح تو نفس عدت میں ہیں جنکا حاصل رعایت حقوق زوج اول و اولاد و رعایت حق شوہر ثانی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ پس پہلے خاوند کی رعایت تو اسمیں ایک یہ ہے دونوں میں
۴۷ جو تعلق نکاح کا تھا اوسکا احترام اور وقعت باقی رہے اور دوسری رعایت یہ ہے کہ اسمیں دوامی حقوق اور معاہدہ مصاحبت کی کسیقدر وفاداری کا اظہار رہے اور تیسری یہ ہے کہ اس سے ظاہر ہو سکے اور نسب میں بھی اشتباہ نہیں ہوتا اور حق خاوند کی حرمت و عزت کا اسکی وفات کے بعد قابل لحاظ ہونا اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و حرمت کے حقوق کی وجہ سے آپ کی وفات کے بعد آپکی عورتوں سے اور لوگوں پر مدام کے لئے نکاح کرنا حرام ہو گیا علاوہ آپکی حرمت کے اسمیں یہ بھی حکمت ہے کہ آپکی دنیا والی عورتیں آخرت میں بھی آپ کی ازواج مطہرات ہونگی اسلئے بھی آپکے بعد کسیکو انسے نکاح کرنا حلال نہیں ٹھہرا۔

مگر یہ امر دوسروں کے لئے نہیں ہے کیونکہ نہ اسقدر کسی شوہر کا احترام ہے اور نہ یہ حق انکے حق میں معلوم ہے پس اگر اس حالت میں خاوند کے مرنے سے عورت کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہوتا تو اسکو سخت حرج لاحق ہوتا بہرحال نکاح ثانی تو حلال ہوا مگر کچھ احکام محافظ احترام شوہر مشروع ہونا چاہئیے اور زمانہ جاہلیت میں اس احترام

حق شوہر اور عزت عقد نکاح میں بہت مبالغہ کرتے تھے سال بھر تک عورت دوسرا نکاح نہ کرتی اور نہ گھر سے باہر نکلنے کی مجاز ہوتی تھی اور اس میں بڑی حرج تھا اسلئے خدا تعالی نے اس مبالغہ کو اپنی شریعت حقہ کے ذریعہ سے جو کہ محض نعمت و رحمت و مصلحت و حکمت پر مبنی ہے تخفیف کر دیا اور بجائے اسکے چار مہینے اور دس دن کی عدت مقرر کی۔ جو سراسر حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس مدت میں رحم میں بچہ کا ہونا یا نہ ہونا معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ چالیس دن تک رحم میں نطفہ ہوتا ہے پھر چالیس دن تک لہو (خون) کی پھٹکی ہوتی ہے پھر اسکے بعد چالیس دن میں بچہ تیار ہوتا ہے اور یہ پورے چار مہینے ہوتے ہیں پھر اس مدت کے بعد جو تھے طور میں روح پھونکی جاتی ہے جسکا اندازہ دس دن ہے تاکہ اگر حمل ہو تو حرکت سے ظاہر ہو سکے۔ اور یہ مصلحت عدت کی اس مدت خاص کی ہے۔

الغرض شارع نے بیوہ کی عدت چار مہینے اور دس دن اسلئے مقرر کی ہے کہ چار مہینے
۶۸ کے تین چلّے ہوتے ہیں اور اس مدت کے اندر جنین میں جان پڑتی ہے اور حرکت کرنے لگتا ہے اور دس روز اسپر اور زیادہ کئے گئے تاکہ وہ حرکت پورے طور پر ظاہر ہو جاوے اور نیز یہ مدت حمل معتاد کی نصف ہے جسمیں حمل پورے طور پر ایسا ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ ہر شخص دیکھکر جان سکتا ہے اور مطلقہ کی عدت میں بچہ کے محسوس ہونے کا لحاظ نہیں کیا گیا بلکہ اسکی عدت حیض سے مقرر کی گئی اور اس بیوہ کی چار مہینے دس دن سے مقرر کیگئی وجہ فرق یہ ہے کہ مطلقہ میں تو حقدار یعنی خاوند زندہ ہوتا ہے جو نسب کی مصلحت اور قرائن کو جانتا ہے پس ممکن ہے کہ عورت کو اس چیز کے ساتھ عدت شمار کرنے کا حکم دیا جاوے جسکا علم اسکے ساتھ خاص ہے اور خاوند اسکو امین سمجھے اور بیوہ کے واقعہ میں خاوند موجود نہیں ہوتا اور دوسرا شخص اسکا باطنی حال اور قریب ایسا معلوم نہیں کر سکتا جسطرح خاوند پہچان سکتا تھا پس ضروری ہوا کہ اسکی عدت ایسی مقرر کیجاوے جسکے معلوم کرنے میں قریب و بعید سب برابر ہوں اور وہ بچہ کے محسوس ہونے کی مدت ہے اور اس فرق سے عدت مطلقہ میں یہ شبہ نکیا جاوے کہ جب وہاں حمل کا ظاہر و بین طور پر معلوم کرنا نہیں ہے

(باقی آئندہ)

بعد ازان گفت از برائے جان تان	جملہ در میدان بخسپید اشبان
پاسخش دادند کہ خدمت کنیم	گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

اَب مولانا اپنے بیان بالا کی واقعہ سے تائید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو فرعون کی کوشش کے ساتھ توفیق الٰہی شامل حال نہ تھی لہذا اوسکا سینا حقیقت میں پھاڑنا تھا یعنی اوسکی سعی مثل عدم سعی کے تھی تفصیل اسکی یہ ہے کہ اوسکی گورنمنٹ میں بہت سے منجم اور ہزارون تعبیر دینے والے اور بکثرت ساحر تھے جبکہ موسےٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو حق سُبحانہ نے خواب میں فرعون کو اس صورت سے دکہلایا کہ وہ فرعون اور اوسکے ملک کو تباہ و برباد کرتے ہیں تو اوسنے تعبیر دینے والوں اور منجموں سے مشورہ کیا کہ اس منحوس خواب وخیال کا توڑ کیونکر ہوسکتا ہے اور ایسی کونسی تدبیر ہوسکتی ہے ۵۷
جسکے سبب ہم اوسکے ضرر سے بچ جائیں اون سب نے کہا کہ حضور مطمئن رہیں ہم تدبیر کرلینگے اور ہم ڈاکوؤں کی طرح اوسکے پیدا ہونے ہی میں مزاحم ہوجائینگے۔ اوسوقت تو وقت رفت وگذشت ہوا لیکن جسوقت وہ رات آنے کو ہوئی جسمیں حضرت موسےٰ علیہ السلام شکم مادر میں تشریف لانے والے تھے اوسوقت اونکی یہ رائے ہوئی کہ آج صبح ہی کو بزم شاہی اور تخت فرعونی میدان میں منتقل ہوجاوے اوسکے بعد یہ حکم دیا کہ چاروں طرف شہر میں صاف طور پر یہ منادی کرادیجاوے کہ اے بنی اسرائیل تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بادشاہ سلامت تم کو یہاں سے اپنے پاس بلاتے ہیں اور غرض یہ ہے کہ تم کو بلا نقاب اپنا چہرہ دکھائیں اور تم پر احسان کریں۔ اس حکم اور اعلان کو بہ نسبت اور صورتوں کے زیادہ مؤثر خیال کیا گیا کیونکہ اون قیدیون (یعنی اسرائیلی) کو قرب شاہی حاصل تھا ہی نہیں حتیٰ کہ اونکو فرعون کے دیکھنے تک کی اجازت نہ تھی اونکی یہ حالت تھی کہ اگر راستہ میں کہیں اسکے سامنے پڑجاتے تھے تو بنا بر قانون سلطنت کبھی کبھی

مُنہ کے بل گر پڑتے تھے اسلئے کہ قانون یہ تھا کہ کوئی اسرائیل کسی وقت اور کسی حالت میں
بادشاہ کی صورت نہ دیکھے اور جب نقیبوں کی آواز اوسکے کانوں میں آئے تو دیوار کی
طرف مُنہ کرلے یا زمین پر اوندھے مُنہ گر جائے تاکہ بادشاہ کا چہرہ نہ دیکھ سکے اگر کوئی
بادشاہ کا چہرہ دیکھے گا تو مجرم قرار پائیگا اور سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہوگا اسلئے
اونکو دیدار کی بے انتہا خواہش تھی جس سے کہ قانوناً اونکو روکا گیا تھا اسلئے کہ قاعدہ ہے
کہ جس سے آدمی کو روکا جاتا ہے اوسکی اوسکو زیادہ رغبت ہوتی ہے غرض جب یہ امر طے
پا گیا اور حکم بھی نافذ ہو گیا تو منادی کرنے والا محلوں میں گھومنے لگا اور خوشی خوشی گلی کوچوں
میں یہ اعلان کرنے لگا کہ اے بنی اسرائیل میدان میں چلو کہ آج امید ہے کہ بادشاہ کا
دیدار بھی تم کو نصیب ہوگا اور اوسکی طرف سے تم کو بہت کچھ انعام و اکرام بھی ملیگا جب
بنی اسرائیل نے یہ خوشخبری سنی تو شربت دیدار کے پیاسے اور مشتاق تو تھے ہی یہ خبر سنکر
بہت خوش ہوئے اور فوراً میدان کا راستہ لیا یہ لوگ اوسکی چال میں آگئے۔ اور
حسب حیثیت اپنے اپنے کو دیدار کیلئے موزون بنا کر چل کھڑے ہوئے تاکہ وہاں جاکر ۵۸
اپنے مطلوب کو دیکھیں۔ دیکھیں تو سہی اوسکے دیدار میں کیا خاص بات ہے جسکے سبب
ابتک ہم کو اوس سے روکا گیا تھا وہ یہ خیال کر رہے تھے مگر اصل مقصد کی اونکو بالکل
خبر نہ تھی اور طمع دیدار میں سب کے سب باہر چلے جارہے تھے یہ واقعہ بالکل ایسا ہی ہے
جیسا کہ حیالباز مغل نے کہا کہ مجھے ایک مصری شخص کی ضرورت ہے تم سب مصریوں کو جمع
کرو تاکہ جسکی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے اعلان کیا گیا کہ سب مصری
جمع ہو جائیں فلاں ضرورت ہے امیر جہاں کوئی مصری تھا کھنچا چلا آیا اور سب ایک جگہ
جمع ہو گئے اسکے بعد اونکو ایک ایک کرکے امیر کے سامنے پیش کیا جب کوئی شخص پیش
ہوتا تو کہدیتا یہ نہیں ہے یہ کہکر اوس سے کہتا کہ آپ فلاں گوشہ میں ایک طرف کو بیٹھ جائیں
اسی طرح سے سب ایک مکان میں جمع ہو گئے اور جب دیکھا کہ کوئی باقی نہیں رہا تو حکم دیدیا
کہ سب کو قتل کر دو اس تدبیر سے سب کی گردن ماردیگئی اور اونکو احساس بھی نہ ہوا تھا
کہ ہم کو بلایا ہے۔ اصل غرض کیا ہے اب سنو کہ یہ تباہی ان پر کیوں آئی بات یہ ہے

کہ یہ نحوست تھی اسکی کہ وہ اذان سُنکر اوسکی طرف نہ چلتے تھے اور حق سبحانہ کی منادی کی بات نہ مانتے تھے پس حق سبحانہ نے اُنکو یہ سزا دی کہ ایک مکار کی منادی پر وہ کھنچے چلے آئے اور ہلاک ہوگئے پس اس واقعہ سے تم کو سبق لینا چاہیئے اور شیطان کے مکر سے بہت بچنا چاہیئے کیونکہ اوسکا انجام ہلاکت ہے اور فقیروں اور محتاجوں کی ندا کو سُننا چاہیئے مبادا کسی حیلہ گر کی آواز تمہارا کان پکڑے اور تم اوسکی اطاعت پر مجبور ہوکر ہلاک ہوجاؤ یہ مانا کہ بھکاری لوگ بہت طامع ہوتے ہیں اور اونکی خصلت بہت بُری ہوتی ہے لیکن اُنہیں بہت کہانے والے حریف نہیں تم کو کسی صاحبدل کا جویاں رہنا چاہیئے اسلئے کہ دیکھو کہ دریا کی تہ میں موتی اور ٹھیکرے ہوتے ہیں اور بری باتوں میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں پس تم کو سبکو ایک لکڑی نہ ہانکنا چاہیئے بلکہ سب کو سے لینا چاہیئے اور پھر اچھوں کو الگ اور بروں کو الگ کردینا چاہیئے بھیک مانگنے والوں میں اہل اللہ کا ہونا کوئی
تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ضرورت سلوک اور کبھی ضرورت طبعی باجازت شرعی اونکو اسکے
۵۹ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے لیکن ہر بھیک مانگنے والے کا معتقد بھی نہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ مولانا نے خود فرمادیا ہے کہ سب اچھے نہیں ہوتے بلکہ اکثر بُرے ہوتے ہیں اور بہت کم اچھے ہوتے ہیں مگر ہوتے ضرور ہیں) غرضکہ بنی اسرائیل ہر طرف سے اہل پڑے اور صبح ہی سے میدان کی طرف روانہ ہوگئے جب فرعون نے ان کو اس تدبیر سے میدان میں کھینچ لیا تو بہت خوش ہوکر اپنا مُنہ دکھلایا اور بہت خاطر کی اور بہت کچھ داد و دہش کی اور بہت کچھ وعدے بھی کئے کہ ہم تم کو یہ رشاتیں دینگے اور بڑے بڑے عہدے دینگے وغیرہ وغیرہ اوسکے بعد کہا کہ اسوقت آپ صاحبان کی مصلحت اسی میں ہے کہ آپ لوگ آج رات کو یہیں آرام کریں اور صبح کو اپنے اپنے مکان تشریف لیجاویں اونہوں نے جواب دیا کہ ہم نہایت خوشی سے تعمیل حکم کیلئے حاضر ہیں یہ تو ایک ہی رات ہے اگر حضور کی خوشی ہو تو ہم ایک مہینہ تک یہیں رہ سکتے ہیں۔

شرح شبیری

فرعون کا موسیٰ علیہ السّلام کی آمد کا خواب دیکھنا اور اوسکا تدارک کرنا

جہد فرعونی چو بے توفیق بود		ہرچہ او میدوخت آن تفتیق بود

یعنی فرعون کی کوشش چونکہ بے توفیق حق کے تھی سو جو وہ سی رہا تھا وہ پہاڑ تھا یعنی جو تدبیر کرتا تھا اوسکا اثر اولٹا ہی ہوتا تھا۔

۴۰ از منجم بود در حکمش ہزار		وز معبر نیز و ساحر بے شمار

یعنی اوسکے حکم میں نجومیوں میں سے بھی ہزاروں تھے اور معبرین اور ساحرین بھی بہت سے بے شمار تھے۔

مقدم موسے نمودندش بخواب		کہ کند فرعون و ملکش را خراب

یعنی قضا و قدر نے موسے علیہ السلام کی آمد اوسکو خواب میں دکھائی (اور یہ دکھایا) کہ وہ فرعون اور اوسکے ملک کو خراب کرینگے۔

با معبر گفت و با اہل نجوم		چون بود دفع خیال و خواب شوم

یعنی اوسنے اس خواب کو معبرین اور نجومیوں سے کہا (اور یہ بھی کہا) کہ اس منحوس خواب وخیال کا دفعیہ کسطرح ہوگا۔

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہ زادن را چو رہزن می زنیم

یعنی اون سب نے کہا کہ ہم ایک تدبیر کرتے ہیں اور پیدا ہونے کی راہ کو رہزنوں کی طرح مارتے ہیں یعنی ہم پیدائش ہی کو بند کردینگے اور ایسی تدبیر کرینگے کہ اول سے نطفہ ہی نہ پڑے

تا رسیدن آن شب کہ مولد بُوَد آن — رائے این دیدند آن فرعونیان

یعنی یہانتک کہ وہ رات آگئی جو کہ وقت علوق تھا تو اون فرعونیوں کی یہ رائے ہوئی کہ۔

کہ برون آرند آن روز از پگاہ — سوئے میدان بزم و تخت پادشاہ

یعنی آج صبح ہی سے بزم اور تخت شاہی کو باہر میدان میں لاویں مطلب یہ کہ آج جلوس باہر جنگل میں ہو۔

پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادی ہا کنند از شہریار ۶۱

یعنی پھر اون لوگوں نے شہر میں صاف طرح کہدیا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ منادی کردو کہ۔

الصلا اے جملہ اسرائیلیان — شاہ میخواند شمارا زان مکان

یعنی اے جماعت اسرائیلیو بخشش ہے اور تم کو بادشاہ اوس مکان سے (جسمیں تم رہتے ہو) بلاتا ہے یعنی منادی کرادی کہ اے قوم اسرائیل آج تم کو بادشاہ بلاتا ہے اور انعام بھی دیگا اور یہ ارادہ ہے کہ۔

تا شمارا رو نماید بے نقاب — بر شما احسان کند بہر ثواب

یعنی تاکہ تم کو بے حجاب ہوکر منہ دکھاوے اور تم پر ثواب کیلئے احسان کرے اور یہ منادی اسلئے تھی کہ۔

کان اسیر از عجز دورے نبود   دیدن فرعون دستورے نبود

یعنی اون رعیت والونکو عجز و دوری کے کچھ نہ تہا اور فرعون کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی بلکہ یہ حالت تھی کہ۔

گر فتادندے بره در پیش او   بہر آن با سر بخفتندے برہ

یعنی اگر کہیں راہ میں اوسکے سامنے پڑجاتے تو اوس قاعدہ کیوجہ سے اوندہے منہ لیٹ جاتے۔

یاسہ آن بُد کہ نہ بیند ہیچ اسیر   در گہ و بیگہ لقاے آن امیر

یعنی قاعدہ یہ تھا کہ کوئی رعیت والا وقت بیوقت میں اوس بادشاہ کی لقا کو نہ دیکھے۔
مطلب یہ کہ تکبر اور غرور کی یہ حد تھی کہ کسیکو چہرے کے دیکھنے کی اجازت نہ تھی نعوذباللہ
۶۲ منہ سچ یہ ہے کہ وہ خبیث چہرہ اس قابل بھی نہ تھا کہ کوئی اسے دیکھے اور یہ حکم تھا کہ۔

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود   تا نہ بیند رو بدیوارے کند

یعنی کہ جب نقیبوں کی آواز کوئی راہ میں سنے تو ہرگز منہ نہ دیکھے بلکہ اپنا منہ دیوار کیطرف کرے

ور ببیند روے او مجرم شود   آنچہ بدتر بر سر او آن رود

یعنی اور اگر کوئی دیکھ لے تو وہ مجرم ہوتا تھا اور جو بدتر سزا ہوتی تھی اوس پر جاری ہوتی تھی۔

بودشان حرص لقاے ممتنع   کہ حریص است آدمی فیما منع

یعنی اونکو اس منع کی ہوئی ملاقات کی حرص تھی اسلئے کہ انسان جس چیز سے منع کیا جاتا ہے اوسکا حریص ہوتا ہے تو چونکہ اون لوگوں کو منہ دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ لہذا آج اوسکے دیکھنے کے سب مشتاق ہوگئے۔

فرعون کا بنی اسرائیل کو ولادت موسوی کے روکنے کے لئے میدان میں حیلہ سے بُلانا

شد منادی در محلتہا روان   بانگ میزد کو بکوشادی کنان

یعنی منادی تمام محلوں میں خوشی کرتا ہوا اور آواز لگاتا ہوا گھر گیا اور وہ یہ کہتا تھا کہ۔

کاے اسیران سوئے میدان کہ وید   کز شہنشاہ دیدن و جود ست امید

یعنی اے رعیت والو میدان کیطرف جاؤ اسلئے کہ بادشاہ سے دیدار اور عطا دونوں کی امید ہے۔

۶۳ چون شنیدآن مژدہ اسرائیلیان   تشنگان بودند وبس مشتاق آن

یعنی جب اسرائیلیوں نے یہ مژدہ سُنا تو وہ اوسکے بہت ہی پیاسے اور مشتاق تھے۔

زین خبر گشتند جملہ شادمان   راہ میدان برگرفتند آن زمان

یعنی اس خبر سے سب خوش ہوگئے اور اسیوقت میدان کی راہ سب نے اختیار کی۔

حیلہ را خوردند آن سوتافتند   خویشتن را بہر جلوہ ساختند

یعنی دھوکہ کھاگئے اور اوسطرف دوڑے اور اپنے کو جلوہ کیواسطے انھوں نے تیار کیا۔

تارود آنجا بہ بیند یار او   تاچہ خاصیت دہد دیدار او

یعنی تاکہ جاکر وہ اپنے یار کو دیکھیں کہ اوسکا دیدار کیا خاصیت دیتا ہے اس شوق میں سب چل دئے۔

از غرض غافل بُدند و بیخبر — وز طمع رفتند بیرون سربسر

یعنی وہ غرض سے تو غافل اور بیخبر تھے اور طمع کی وجہ سے وہ باہر کیطرف سربسر چلے گئے
آگے ایک حکایت اس دہوکہ دہی سے بلاکر جمع کر لینے کی بیان کرتے ہیں۔

ایک حکایت تمثیل میں

ہمچنان کانجا مغول حیلہ دان — گفت میجویم کسے از مصریان

یعنی اسیطرح یہان (یعنی ہمارے ملک میں) ایک مغل حیلہ داں نے کہا کہ مجھے مصریوں میں سے ایک شخص کی ضرورت ہے۔

مصریان را جمع آرید این طرف — تا در آید آنکہ میجویم بہ کف ۶۴

یعنی (ملازمون سے کہا کہ) مصریون کو اس طرف جمع کرو تا کہ جسکی مجھے تلاش ہے وہ ہاتھ لگ جاوے۔

ہر کجا بُد مصرے جمع آمدند — در بر آن میر یک یک می شدند

یعنی جہان کہیں کوئی مصری تھا وہ سب جمع ہو گئے اور اس امیر کے پاس آ گئے۔

ہر کہ می آمد بگفتا نیست این — ہین در خواجہ دران گوشہ نشین

یعنی جو کوئی آتا وہ مغل کہتا یہ نہیں ہے ہان ذرا تم اوس گوشہ میں بیٹھ جاؤ۔ ایک خاص جگہ سب کو بتادی تاکہ سبکو قبضہ میں کرلے۔

(باقی آئندہ)

ممن يستغفرون

الحديث احب الاعمال الى الله ادومها وان قل اخرجاه من حديث عائشة رض **ف** وهذا مما لا يختلف فيه اثنان من اهل الطريق ۔

الحديث حديث عائشة من عبد الله عبادة ثم تركها ملالة مقته الله ورواه ابن السني في رياضة المتعبدين موقوفا على عائشة رض **ف** المقت له درجات ادناه الحرمان من المحبة الخاصة وان اريد به المتبادر يحمل على الافضاء اليه في الاكثر وصرح به اهل البصيرة والتجربة من اهل الطريق ان الاعراض له بداية وهو الترك ونهاية وهو مقت العبد لله تعالى الموجب لمقت الله تعالى له نعوذ بالله من الحور

جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالے کو وہ عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے **ف** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل طریق میں سے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں

حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ جو شخص کوئی عبادت شروع کرے پھر اسکو اکتا کر چھوڑ دے اللہ تعالی اس کو مبغوض رکھتا ہے اور ابن السنی نے اس کو ریاض المتعبدین میں حضرت عائشہؓ پر موقوفاً روایت کیا ہے **ف** مبغوضیت کے درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر معنے متبادر ہی مراد لئے جاویں (یعنی نفرت وعداوت) تو اسپر محمول کیا جاویگا کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر مفضی ہو جاتا ہے اور اہل طریق میں اہل بصیرت واہل تجربہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک ابتدا ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہا ہے اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالی کے ساتھ جو موجب ہو جاتا ہے اللہ تعالی کے بغض کو بندہ کے ساتھ خدا تعالے اپنی پناہ میں رکھے تنزل سے

بعد الکور فلا یرد
لزوم وجوب المستحب
والملالۃ
احتراز
عن العذر

بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض
واقع نہیں ہوتا کہ اس سے مستحب کا واجب ہونا
لازم آتا ہے اور ملالت کی جو قید لگائی یہ احتراز
ہے عذر سے (کیونکہ عذر سے ترک کرنا اسکے لئے
بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں)۔

كتاب الزكوة

الحديث طلب الحلال فريضة
بعد الفريضة الطبراني والبيهقي
في شعب الايمان من حديث
ابن مسعود بسند ضعيف **ف**
فيه ان الاشتغال بالمعاد
لا يمنع الاشتغال
بالمعاش الضروري كما
يزعمه الغلاة

کتاب الزکوٰۃ

حدیث حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے
بعد (دینی) فرائض کے اس کو طبرانی نے اور
شعب الایمان میں بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث
سے بسند ضعیف روایت کیا ہے **ف** اس میں
دلالت ہے اس پر کہ معاد میں مشغول ہونا مانع نہیں
ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا
اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ معاد میں اعانت و تقویت
کا سبب ہوتا ہے)۔

الحديث من لم يشكر الناس
لم يشكر الله ت وحسنه
من حديث ابي سعيد وله و
لابي داؤد وابن حبان نحوه
من حديث ابي هريرة وقال
حسن صحيح **ف** فيه ان

حدیث۔ جو شخص آدمیوں کا شکر گذار نہ ہو
وہ اللہ تعالےٰ کا بھی شکر گذار نہیں اسکو ترمذی
نے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا اور تحسین
کی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اسکے قریب
قریب ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا اور
اسکو حسن صحیح کہا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت

اداء حقوق الحق تعالیٰ لا یوهن حقوق الخلق بل یؤکدها لاسیما اعیاد یعینون علی الوصول الی الحق کالمشائخ وعلی تاکد حقوقهم من اطاعتهم وتبجیلهم دلائل مستقلة غیر هذا۔

کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائق کو ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکد کرتا ہے خصوص ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول الی الحق میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (رہادین) اور ان حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت وتعظیم کے مؤکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور مستقل دلائل بھی ہیں۔

الحدیث من اسدی الیکم معروفا فکافئوه الحدیث دن من حدیث ابن عمر باسناد صحیح بلفظ من صنع وتمامه فان لم تستطیعوا فادعوا له حتی تعلموا انکم قد کافأتموه **ف** فیه ما فی ما قبله۔

حدیث جو شخص تمہارے ساتھ کچھ احسان کرے تم اس کی مکافات کرو اس کو ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع

۳۱ سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے کہ اگر تم کو اس مکافات کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے لگے کہ تم نے اس کی مکافات کردی **ف** اس میں بھی وہی مضمون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھا (یعنی شکریہ محسن)۔

الحدیث حدیث ادخر لعیاله قوت سنة اخرجاه من حدیث عمر کان یعزل نفقة اهل سنة **ف** فیه

حدیث آپ نے اپنے عیال کے لئے ایک سال کا غلہ جمع فرمایا اس کو بخاری ومسلم نے حضرت عمر کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سال بھر کا خرچ جدا رکھ لیتے تھے **ف** اس سے

ان الادخار لمصلحة لا ينافي
التوكل ولا كماله لعدم الكلام
في كمال توكله صلى الله عليه
وسلم ثم هي عامة لمصلحة
العيال او لمصلحة النفس من
تحصيل الاطمينان وازالة
التشويش لان الطبائع مختلفة
فطرة لا يتيسر لبعضها الاجتماع
بدون اسبابه فكان ادخاره
صلى الله عليه وسلم ترحما على هؤلاء
مع عدم افتقاره صلى الله عليه وسلم ۳۲
في الاجتماع الى الاسباب هذا۔

الحديث اذا جاءكم كريم
قوم فاكرموه ه من حديث
ابن عمر ورواه د في المراسيل
من حديث الشعبي مرسلا
بسند صحيح وقال روي متصلا
وهو ضعيف ولك نحوه من حديث
معبد بن خالد الانصاري
عن ابيه وصحح اسناده
ف فيه

ثابت ہوا کہ کسی مصلحت سے (بقدر ضرورت)
ذخیرہ رکھ لینا نہ توکل کے منافی ہے اور نہ کمال
توکل کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل
ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں پھر وہ مصلحت
عام ہے خواہ عیال کی مصلحت ہو خواہ نفس کی
مصلحت ہو یعنی تحصیل اطمینان وازالہ تشویش
کیونکہ طبائع فطرۃً مختلف ہوتی ہیں بعضوں کو
یکسوئی بدون اسباب یکسوئی کے میسر نہیں
ہوتی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ فرمالینا
ایسے لوگوں پر رحمت اور شفقت تھی باوجودیکہ
آپ کو یکسوئی میں اسباب کی حاجت نہ تھی
خوب سمجھ لو۔

حدیث جب تمہارے پاس کسی قوم کا شریف
آوے تم اس کا اکرام کرو روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابوداود نے مراسیل
میں شعبی کی حدیث سے بسند صحیح روایت کیا
اور کہا کہ یہ متصلاً بھی روایت کیا گیا ہے مگر
ضعیف ہے اور حاکم نے اس کے قریب قریب
معبد بن خالد انصاری کی حدیث سے نقل کیا
جس کو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا اور
اس کے اسناد کی تصحیح کی **ف** اس میں اس

(باقی آئندہ)

(۱۵) خانصاحب نے فرمایا حکیم ضیاء الدین رامپوری کے چچا مولوی محمد حسن صاحب کو میں بچپن سے جانتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے استاد میاں جی محمدی صاحب سے ان کے بہت سے حالات سنے ہیں مولوی صاحب موصوف مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اور مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہلوی کے شاگرد تھے۔ ان کا قصہ حضرت گنگوہی سے سُنا ہے کہ جب سید صاحب کا قافلہ جہاد کو جاتے ہوئے سہارنپور پہونچا تو مولوی محمد حسن صاحب ان سے سہارنپور آکر ملے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ اسکا خیال رکھا جاوے کہ مولوی محمد حسن کسی صاحب کے مکان پر یا کسی دوکان پر کھانا نہ کھائیں میں انکو اپنے ساتھ کھلاؤں گا مولوی محمد حسن نہایت نازک مزاج اور نازک طبع تھے جب کھانے کا وقت آیا اور مولوی صاحب مولانا شہید کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ تو ایک ہی نوالہ لینے پائے تھے کہ مولانا شہید نے زور سے ناک سنکی۔ مولوی صاحب کھانے سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے مولانا شہید نے انکے اُٹھ جانے کی مطلق پروانہ کی اور اپنے خدام سے فرمایا کہ اب اسکا زیادہ خیال رکھا جاوے کہ یہ کہیں کھانا نہ کھاسکیں۔ خدام نے 17
ایسا ہی کیا جب دوسرا وقت ہوا اور کھانا کھانے بیٹھے تو مولانا نے پھر زور سے سنکا مگر مولوی محمد حسن اس وقت نہ اٹھے جب اٹھے تو مولانا نے رینٹ کو انکے سامنے انگلیوں سے ملا اس پر ان سے نہ رہا گیا۔ اور یہ کہکر کہ مولانا کیا کرتے ہو۔ فوراً اٹھ کے چلے گئے۔ مولانا نے اپنے خدام کو پھر ہدایت کہ دیکھو ان کو ہرگز کہیں کھانا نہ کھانے دینا۔ جب تیسرا وقت ہوا تو پھر کھانا کھانے بیٹھے۔ مولانا شہید نے پھر زور سے سنکا۔ اور ہاتھ سے رینٹ کو ملتے ہوئے انکے کھانے کی طرف کرنے لگے۔ انھوں نے اپنا پیالہ مولانا کے سامنے کر دیا اور کہا کہ اب تو اگر آپ اسمیں ملا بھی دینگے تب بھی کھاؤنگا مولانا نے فرمایا۔ کہ بس اب علاج ہوگیا خدام سے کہا پانی لاؤ اور پانی منگا کر ہاتھ دھو ڈالے۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے یہ اسلئے کیا تھا۔ کہ تم جہاد کو جا رہے ہو۔ اور جہاد میں نازک مزاجی نہیں نبھ سکتی۔

حاشیہ حکایت (۱۵) قولہ نازک مزاجی نہیں نبھ سکتی۔ اقول ھو کما قال العارف الشیرازی ؎ نازپرورد تنعم نہ برد راہ بدوست ٭ عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

حکماء امت اخلاق و ملکات کی اصلاح اسطرح کرتے ہیں (شنت)

(۱۶) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک روز مولانا اسمٰعیل صاحب شہید دہلی میں جامع مسجد کے حوض پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اتنے میں تبرکات نکلے۔ اور لوگ انکے ساتھ بہت زور و شور سے نعت پڑھتے ہوئے آئے۔ مگر مولانا نے التفات نہیں کیا اور برابر وعظ کہتے رہے یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے یہ کہا کہ مولانا آپ کیا کر رہے ہیں۔ اُٹھئے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم دیجئے۔ مولانا اسپر بھی نہ اُٹھے۔ اسپر لوگوں کو اور اشتعال ہوا۔ اور انھوں نے اور سختی سے کہا۔ اسپر مولانا نے فرمایا۔ کہ اول تو یہ تبرکات مصنوعی ہیں پھر میں اسوقت بحیثیت نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض تبلیغ انجام دے رہا ہوں لہذا میں نہیں اٹھ سکتا۔ اس جواب کو سنکر اور شغب ہوا۔ اور فساد تک نوبت پہنچی۔ مگر چونکہ مولانا کے ساتھ بھی فدائی بہت تھے اسلئے فساد نے کوئی خطرناک صورت اختیار نہ کی اور صرف
۱۸ زبانی ہی توتو میں میں تک قصہ رہگیا۔ یہ زمانہ اکبر شاہ ثانی کا تھا۔ اور اکبر شاہ اس خاندان کا بہت معتقد تھا۔ لوگوں نے جاکر بادشاہ سے حضرت مولانا کی بہت شکایتیں کیں۔ اس قصہ کو یہاں چھوڑ کر ایک دوسری بات عرض کرتا ہوں۔ شاہ عالم کے وقت میں جو معاہدہ انگریزوں سے ہوا تھا۔ اسمیں بادشاہ کے اختیارات قلعہ اور شہر اور اُسکے اطراف اور قطب صاحب اور اسکے اطراف تک محدود تھے۔ لیکن اکبر شاہ کے وقت میں یہ اختیارات صرف قلعہ اور شہر تک رہگئے تھے۔ اس جملہ معترضہ کے بعد اب پھر قصہ بیان کرتا ہوں جب مولانا کی بادشاہ تک شکایتیں پہنچیں۔ تو بادشاہ نے مولانا کو بلوایا۔ اور ان سے حوض کے واقعہ کی تفصیل دریافت کی۔ مولانا نے پورا واقعہ بیان فرمادیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تبرکات مصنوعی ہیں۔ اور ان کی تعظیم ہمارے ذمہ نہیں ہے اکبر بادشاہ نے کسیقدر تیز لہجہ میں کہا کہ عجیب بات ہے کہ آپ انکو مصنوعی کہتے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے اور نہایت نرم لہجہ میں فرمایا کہ میں تو کہتا ہی ہوں۔ مگر آپ اس کو مصنوعی سمجھتے بھی ہیں۔ اور معاملہ بھی انکے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں

اکبرشاہ نے تعجب سے کہا۔ کہ یہ کیسے مولانا نے فرمایا۔ کہ اسکا ثبوت یہ ہے کہ سال بھر میں دو دفعہ وہ تبرکات آپکی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ ایک دفعہ بھی انکی زیارت کیلئے نہیں تشریف لے گئے۔ یہ سُنکر اکبرشاہ چُپ رہگیا۔ اوسکے بعد مولانا نے کسی سے فرمایا۔ کہ ذرا قرآن شریف اور بخاری شریف لاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں لائے گئے۔ اور آپ نے انکو ہاتھ میں لیکر واپس کرایا اور اسکے بعد یہ تقریر فرمائی۔ کہ ان تبرکات میں اول تو یہی کلام ہے کہ وہ مصنوعی ہیں یا اصلی لیکن اگر انکو واقعی مان بھی لیا جاوے۔ تب بھی اکثر تبرکات جیسے چادر اور قدم وغیرہ ایسے ہیں جن میں کوئی شرف ذاتی نہیں بلکہ ان میں محض تلبس سے شرف آیا ہے۔ لیکن قرآن شریف کے کلام اللہ ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ علی ہذا بخاری شریف بھی قریب قریب بالاتفاق اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس لئے اسکا کلام رسول ہونا بھی ناقابل انکار ہے اور کلام اللہ و کلام رسول کے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اوڑہی ہوئی چادر وغیرہ سے اشرف ہونے میں بھی کسی کو کلام نہیں ہوسکتا
19 مگر باوجود ان تمام ناقابل انکار باتوں کے کلام خدا و کلام رسول تمہارے سامنے آیا۔ مگر تم لوگوں نے ان کی کوئی تعظیم نہ دی۔ بلکہ برابر اسی طرح بیٹھے رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ حضرات تبرکات کی تعظیم انکے شرف کی وجہ سے نہیں کرتے۔ بلکہ محض ایک رسم پرستی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اس مضمون کو مولانا شہید نے نہایت بسط اور واضح تقریر میں ادا فرمایا جب مولانا تقریر فرما رہے تھے۔ تو بادشاہ گردن جھکائے ہوئے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی سلسلہ میں یہ بھی ہوا کہ بادشاہ ہاتھوں میں اور پاؤں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھا اور اُسکے پاس ایک شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا جسکے ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی مجھے اس شاہزادے کا نام بھی یاد تھا۔ مگر اب یاد نہیں رہا حضرت مولانا نے فرمایا کہ شاہزادہ تو جتنا بڑا ہے کہ پچاس برس شاہ عبدالعزیز کا وعظ سُنا مگر اب تک ڈاڑہی نہیں رکھوائی اور بادشاہ کی نسبت بھی کچھ۔ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا اسکا اثر یہ ہوا کہ شاہزادہ نے ڈاڑہی رکھوالی اور بادشاہ نے کڑے اتار دیئے۔

حاشیہ حکایت (۱۷) قولہ اسکا اثر یہ ہوا الخ اقول یہ بھی بڑی اہلیت کی

ان سلاطین کی نیز اثر ہے حضرت مولانا کے خلوص وللہیت کا بھی (رشت)

(۱۷) خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے حکیم خادم علی صاحب اور نگ آبادی سے سُنا ہے۔ کہ ایک مرتبہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اور آپ کے کچھ ساتھی جن میں میں بھی تھا شکار کے لئے چلے قطب صاحب سے پرلی طرف میل بھر کے فاصلہ پر ایک گشائیں رہتا تھا۔ جو کہ مرتاض تھا اور اسکے چیلے اوسکے پاس رہتے تھے اسکے کُٹی کے اطراف میں مور بہت زیادہ تھے ہندوؤں کے نزدیک مور بہت عظمت کی چیز ہے۔ مولانا نے بندوق سے ایک مور کا شکار کر لیا اسپر اس گشائیں کے چیلوں میں ایک شور مچ گیا اور گشائیں سمیت سب کے سب مولانا اور اسکے ہمراہیوں سے لڑنے کے لئے آگئے۔ مولانا کے ہمراہی بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر اُدھر کو چلے مولانا نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ خبردار جبتک میں اجازت نہ دوں تم کچھ نہ بولنا اور فرمایا۔ تم ذرا نرمی کرو انشاء اللہ ہم مور اسکو کھلا کر چلیں گے اور یہ کہکر مولانا مسکراتے ہوئے گشائیں کی طرف بڑھے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ گشائیں صاحب ذرا میری بات سُن لیجئے۔ اوسکے بعد جو آپ کے جی میں ۲۰
آئے کیجئے ہم آپ کے پاس موجود ہیں کہیں جاتے نہیں ہیں غرض اس قسم کی نرم گفتگو سے اسکو نرم کیا اوسکے بعد آپ نے مناسب طور سے اوسے اسلام کی دعوت دی اور دونوں جانب سے دیر تک اس معاملہ میں گفتگو رہی۔ اسکے بعد وہ گشائیں اور اسکے اکثر ہمراہی مشرف باسلام ہوئے اور کچھ لوگ گشائیں کو بھی اور مولانا کو بھی بُرا بھلا کہتے ہوئے رخصت ہو گئے مولانا نے رات کو گشائیں کے پاس آرام فرمایا اور مور پکوا کر اسکو کھلایا خادم علی صاحب فرماتے تھے کہ یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے اور میں بھی اسوقت مولانا کے ساتھ تھا۔

حاشیہ حکایت (۱۷) قولہ وہ گشائیں اور اوسکے اکثر ہمراہی مشرف باسلام ہوئے اقول اسپر شعر یاد آگیا ؎ آہن کہ بپارس آشنا شد ۞ فی الحال بصورت طلا شد ۞ (رشت)

(۱۸) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم خادم علی صاحب نے فرمایا کہ ایک مجذوب

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تہا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ جو محض بلطف و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمیں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اونکو یکجا جمع کردیا جاوے خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف [illegible] میں شروع ہوئی اور [illegible] میں اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ لی یہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہگئے ہیں۔ اصل کتاب عربی ہے اس طرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کردی گئی ہے۔ یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اُردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کردیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اُس سے فائدہ اُٹھاکر بہکانے والوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ جلدیں بہت کم باقی ہیں جلد منگا لیجئے۔ قیمت دو روپیہ چار آنے۔ (عہ)

رعایت

آخر محرم سنہ ۱۳۴۲ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے (عہ) محصولڈاک عہ

ملنے کا پتہ

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

دوسرا مژدہ

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۴۲ھ سے دل میں تھی اور اسکی تکمیل سے دل بے اختیار تھا ۱۳۴۴ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے بالکل نیا ہے طبع ہو کر اہل علم کی خدمت میں پیش ہو گئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالےٰ اجسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول میں مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ ان کے علاوہ ہے۔ عام شائقین کے نفع کے لئے ان اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوں۔

مشورہ مفید

اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرماویں تو اسکا نفع تام ہو جاویگا اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ نفع عام ہو جاوے۔ اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپیہ آٹھ آنے ہے اور مدرسین وطلباء کے لئے حسب مشورہ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر محرم ۱۳۴۴ھ تک ایک علاوہ محصولڈاک ہے (محصولڈاک ۱؍)

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه علی الناس علیٰ مکث ونزلناه تنزیلا

چوں آیت موصوف دال ست بر افضیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشید یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی[1] دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۹	بابت محرّم الحرام سنہ ۱۳۴۴ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالبے جاوی و مذکرست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالۂ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ [illegible] طلب کنید

[1] لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ فقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت محرم الحرام ۱۳۴۴ھ جو
بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف ...	حدیث	ایضاً	۳۲
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	جنتری ۱۳۴۴ھ	•	احقر مدیر	•

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جزو سے کم نہو گا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیوجہ سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۱ہ ہے

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۱۲ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور ۱۲ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت بھیجیں گی یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے اُنکی خدمتمیں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم
محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

آپ نے پھر اوسی مضمون کا اعادہ فرمایا انھوں نے پھر یہ ہی عرض کیا کیا ہم دوسروںکو بھی سمجھائیں آپ نے فرمایا کہ یہ بھی (ضرور) ہے تب عرض کیا کہ ہم کو ایک سال کی مہلت دیجئے پس آپ نے اون لوگون کو ایک سال کی مہلت دی کہ وہ لوگ اپنے ہمسایوںکو فقیہہ بنالیں اور تعلیم اور نصیحت کریں پھر جناب نے یہ آیت شریف تلاوت فرمائی۔

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علے لسان داؤد وعیسے بن مریم الخ۔ ترجمہ یہ ہے۔ لعنت کئے گئے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوتے بنی اسرائیل میں سے زبان داؤد اور عیسےٰ ابن مریم کے یہ اس سبب سے ہے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد طاعت سے بڑھ جاتے تھے باز نہیں رہا کرتے تھے بڑی باتوں سے جنکو کیا تھا بیشک بہت ہی بُرا ہے جو وہ کرتے تھے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم میں ایک دوسرے کی خیرخواہی کرو اسواسطے کہ تم میں سے کسی کے علم مین خیانت اسکے مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے (یعنی علم کو چھپانا بہت سخت گناہ ہے) اور اللہ تعالے تم سے اسکی بابت دریافت فرمانے والے ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں مگر ابوسعید بقال جسکا نام سعید بن مرزبان ہے اوس میں خلاف ہے جسکا ذکر آئندہ آئیگا۔ ۴۵

ترہیب اس سے کہ علم پڑھے اور عمل نہ کرے اور نیک کام کہے اور خود عمل نہ کرے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہون اوس علم سے کہ نفع نہ اٹھایا جاسکے اور اس دل سے کہ عاجزی نہ اختیار کرے اور اوس نفس سے کہ سیر نہ ہو اور اوس دعا سے کہ قبول نہ ہو۔ اسکو مسلم ترمذی اور نسائی نے روایت

کیا ہے اور یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔

اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک آدمی بروز قیامت حاضر کیا جائیگا اور دوزخ میں ڈالا جائیگا تو اسکی انتڑیاں نکل پڑینگی وہ اون انتڑیوں کے گرد ایسا گھومیگا جیسا گدہا اپنی چکی کے گرد گھوما کرتا ہے بس اہل نار اوسکے پاس جمع ہو جائینگے اور کہیں گے اے فلانے تیرا کیا حال ہے کیا تو نیک کاموں کی ہدایت نہیں کیا کرتا تھا اور بد کاموں کو منع نہیں کیا کرتا تھا کہیگا (ہاں) میں تم لوگوں کو نیک کاموں کا حکم کرتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا اور تم کو بُرے کاموں سے باز رکھتا تھا اور خود کرتا تھا۔

اور حضرت اسامہ نے فرمایا کہ میں نے جناب سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ میں شب معراج میں ایک قوم پر گزرا کہ اوسکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ آپکی اُمت کے وہ واعظین ہیں۔ جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اوسپر عمل نہیں کرتے تھے۔ اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے لفظ مسلم کے اوسمیں۔ اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اپنی ایک روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ کو پڑہیں گے اور اوسپر عمل نہ کرینگے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی احادیث باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بھی آئینگی۔ ۶۶

اور حضرت ابو برزہ اسلمی سے مروی ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندہ کے دونوں قدم جنبش نہیں کرسکتے (بروز محشر) یہانتک کے دریافت کرلیا جائے اسکی عمر سے کہ کس کام میں فنا کی اور اسکے علم سے کہ اسمیں کیا کیا یعنی کس کام میں لایا) اور اسکے مال سے کہ کہاں سے اسکو کمایا اور کس کام میں خرچ کیا۔ اور اسکے جسم سے کہ کس کام میں اسکو پُرانا کیا اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی وغیرہ نے اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ترتیب میں کچھ فرق ہے اور اوس میں

بجائے اس جملہ کے اور اسکے جسم سے کہ کس کام میں پُرانا کیا۔ یوں فرمایا ہے اور اسکی جوانی سے کہ کس کام میں پُرانا یعنی بوڑھا کیا اور اسی مضمون کی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ترمذی نے روایت کی ہے مگر غریب کہا ہے کہتے ہیں کہ یہ حدیث روایت ابن مسعود سے صرف حسین بن قیس کی سند سے مروی ہے حافظ منذری فرماتے ہیں یہ حسین خنس کے نام سے مشہور ہے حصین بن تمیر نے اسکی توثیق کی ہے اگرچہ دوسروں نے ضعیف کہا ہے اور یہ حدیث متابعات میں اچھی ہے جب اس سے پہلے حدیث کے ساتھ ملالی جائے واللہ اعلم بالصواب۔

اور مالک بن دینار سے بواسطہ حضرت حسن مروی ہے حضرت حسنؒ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ وعظ خطبہ بیان کرے اور اللہ تعالےٰ اوس سے سوال نہ فرمائیں (مالک بن دینار کہتے ہیں) میں حسن کو گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے (بعد سوال نہ فرمائیں کے) یہ کہا تھا کہ اوس وعظ بیان کرنے سے تیرا کیا مقصد تھا جعفر کہتے ہیں مالک بن دینار جب اس حدیث کو بیان فرماتے تو رونے لگتے تھے یہانتک کہ کلام سے رُک جاتے پھر فرماتے کہ تم لوگ گمان کرتے ہوگے کہ میری تمہارے سامنے بیان کرنے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہونگی اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ بروز قیامت مجھسے دریافت فرمانے والے ہیں کہ اس بیان کرنے سے تیرا کیا مقصد تھا اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے مرسل جید اسناد سے روایت کیا ہے۔ 97

اور حضرت لقمان بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بروز قیامت اپنے رب سے صرف اس سے ڈرتا ہوں کہ تمام خلائق کی موجودگی میں مجھکو طلب فرماکر فرمانے لگیں اے عویمر میں عرض کروں لبیک اے پروردگار پھر فرمادیں تونے اپنے علم میں کیا عمل کیا۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے (یعنی ہم نے جو تجھکو علم دیا تھا اوس میں تونے کیا کام کیا)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں۔ میں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طواف کرتے ہوئے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ کون شخص زیادہ بڑا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اللہ مین مغفرت طلب کرتا ہون نیک کو دریافت کر بدکو مت دریافت کر آدمیون میں سے شریر لوگون مین بڑے علماء ہیں اسکو بزار نے روایت کیا ہے اسمین جلیل ابن مرہ ہے۔ اور یہ حدیث غریب ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے حاملین علم بے علم ہوتے ہیں اور جس شخص کو اوسکے علم نے نفع نہیں دیا اسکو اسکا جہل نقصان پہنچائیگا۔ قرآن شریف کو پڑھ جبتک کہ وہ تجھکو منع کرتا رہے اور جبتک اوس نے تجھکو (بڑے کامون سے) منع نہ کیا تب (تو سمجھ) کہ تو نہیں پڑھتا (یعنی تلاوۃ ایسی ہونی چاہیئے کہ دل پر اثر کرے اور عمل کی طرف توجہ ہو اور اگر یہ نہیں تو قرآن شریف کے نازل فرمانے سے جو غرض تھی وہ حاصل نہیں ہوئی ایسا پڑھنا بے سود ہے یہ عبرت کے واسطے فرمایا ہے) اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس میں شہر بن حوشب ہیں۔ ۴۸

اور حضرت جندب بن عبداللہ ازدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا ہے اس عالم کی مثال جو دوسرونکو نیکی تعلیم کرتا ہے اور اپنے نفس کو بھولا ہوا ہے مثل چراغ کے ہے کہ لوگوں کیواسطے روشنی کرتا ہے اور خود کو جلاتا ہے۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور انشاء اللہ اسکی سند حسن ہے۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر تعمیر اسکے مالک پر وبال ہے مگر ایسا اور دست مبارک سے اشارہ کیا (یعنی بقدر ضرورت) اور ہر علم اوسکے صاحب پر وبال ہے مگر جو عالم اسپر عمل کرے اسکو بھی طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس میں ہانی بن متوکل ہیں ابن حبان نے اسمین کلام کیا ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بیشک میں اپنی اُمت پر نہ مومن سے ڈرتا ہوں نہ مشرک سے۔ مومن کو تو اسکا ایمان (اُمت کو نقصان پہنچانے سے) روک لیگا اور مشرک کو اسکا کفر ذلیل کردیگا مگر میں تم لوگوں پر منافق زبانی عالم سے ڈرتا ہوں باتیں ایسی کریگا جنکو تم اچھا جانتے ہو اور عمل ایسے کریگا جنکو تم بُرا جانتے ہو اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں حارث اعور کی سند سے روایت کیا ہے ابن حبان وغیرہ نے اوسکی توثیق کی ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن امورات سے کہ میں اپنے بعد میں تم سے ڈرتا ہوں زیادہ خوفناک ہر منافق ہے کہ عالم زبانی ہو اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی ایسے ہیں کہ صحیح سندوں مین اون سے حجت پکڑی جاتی ہے اور اسی حدیث کو امام احمد بن حنبل نے حضرت عمر بن الخطاب کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔ ۶۹

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اوسکا دل زبان کے موافق اور زبان دل کے برابر نہ ہوجائے اور اسکا قول عمل کے مخالف نہ رہے اور اسکا ہمسایہ اسکی ایذارسانی سے مطمئن نہ ہو اسکو اصبہانی نے ایسی سند سے ذکر کیا ہے جس میں نظر ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں البتہ میں ضرور گمان کرتا ہوں کہ آدمی علم کو جیسا سیکھا ہے بھول جاتا ہے بباعث خطا کے کہ عمل میں لاتا ہے اسکو طبرانی نے موقوف قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ عن جدہ کی روایت سے بیان کیا ہے مگر قاسم کا اپنے دادا سے سماع ثابت نہیں۔ اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور منصور بن زاذان سے مروی ہے کہتے ہیں کہ مجھکو خبر دی گئی ہے کہ بعضے وہ لوگ جو آگ میں ڈالے جائینگے ایسے ہونگے کہ دوزخی لوگ اُنکی بو سے تکلیف پائینگے اون سے کہا جائیگا تمہارا برا ہو تم کیا عمل کیا کرتے تھے کیا ہم کو وہ شر کافی نہیں تھے جس میں ہم مبتلا تھے یہانتک کہ ہم تیرے ساتھ اور تیری بدبو کے ساتھ مبتلا کئے گئے۔ وہ شخص کہیگا کہ میں عالم تھا کہ میں نے اپنے علم کے ساتھ کچھہ نفع نہیں اُٹھایا۔ اسکو احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

علم اور قرآن شریف میں دعویٰ کرنیسے ترہیب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرماتے تھے کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل میں خطبہ سُنانے کہڑے ہوئے آپ سے دریافت کیا گیا کون شخص بڑا عالم ہے فرمایا میں زیادہ جاننے والا ہوں پس اللہ تعالےٰ نے انپر عتاب فرمایا اسواسطے کہ انھوں نے ۷۰ علم کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اون پر وحی نازل فرمائی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین پر ہے وہ تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے تب تو حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے عرض کیا اے پروردگار میں اوسکے ساتھ کیونکر مل سکوں آپ سے فرمایا گیا ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لو جہاں اوس مچھلی کو گم کروگے وہ وہیں ہونگے۔ پس آپ نے حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات کی حدیث بیان کی یہانتک کہ بیان فرمایا کہ یہ دونوں دریا کے کنارے چلے انکے پاس کشتی نہ تھی۔ پس انکے نزدیک ایک کشتی گذری کشتی والوں سے بات چیت کی کہ اونکو سوار کرالیں پس حضرت خضر علیہ السّلام پہچانے گئے تب لوگوں نے انکو بلا اجرت سوار کرلیا اوسوقت ایک چڑیا آئی اور کنارہ کشتی پر بیٹھی اور ایک یا دو چونچیں دریا سے بھریں۔ تب حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا اے موسےٰ علیہ السلام میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے بس ایسا ہی کم کیا ہے جیسا اس چڑیا کی چونچ نے اس دریا میں سے۔ پھر باقی حدیث کو

بطولہ ذکر کیا ہے اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کی ایک معزز جماعت میں چلے جاتے تھے اچانک آپکے پاس ایک آدمی آیا اور آپ سے عرض کیا کیا آپ کسیکو اپنے سے زیادہ عالم بھی جانتے ہیں حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا نہیں تب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو وحی کی نہیں بلکہ ہمارا بندہ خضر ہے پس حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے اُن سے ملاقات کا طریق دریافت کیا باقی حدیث مثل سابق ہے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہانتک ترقی پکڑیگا کہ تاجر لوگ دریا کی آمدورفت کریں گے (یعنی سلسلہ تجارت دُور دُور تک پہنچ جائیگا اور یہانتک کہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہوجائینگے یعنی بکثرت جہاد ہوکر ترقی اسلام کی ہوگی) پھر ایک قوم ظاہر ہوگی۔ کہ قرآن شریف پڑھینگے (یعنی تحصیل علم دین کرینگے) کہیں گے کون ہم سے زیادہ پڑھنے والا ہے کون ہم سے زیادہ جاننے والا ہے کون ہم سے زیادہ فقیہ اور دانا ہے۔ پھر ۷۱
صحابہ سے ارشاد فرمایا کیا ان لوگوں میں کچھ خیر ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور ہمارا رسول خوب جانتا ہے ارشاد فرمایا وہ لوگ تم ہی میں سے اسی اُمت سے ہیں حالانکہ وہ نار دوزخ کے ایندھن ہیں۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے ایسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اسی حدیث کو ابو یعلےٰ اور بزار اور طبرانی نے بھی حضرت عباس بن عبد المطلب کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جناب ایک شب کو مکہ معظمہ میں کچھ رات سے اُٹھے اور فرمایا اے بارخدایا کیا میں نے تبلیغ کردی تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا تب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور یہ آہ بہت کیا کرتے تھے (یعنی نرم دل تھے) عرض کیا اے اللہ ہاں (یعنی بیشک) اور آپ نے بہت ترغیب دی اور کوشش کی اور نصیحت کی تب آپ نے فرمایا بیشک ایمان غالب ہوگا یہانتک کہ کفر کو اسکی اصلی جگہ پر واپس دیگا

(یعنی اشاعت اور غلبہ کفر کا نہ رہے گا جو ازلی کافر ہیں وہ ہی رہجائینگے) اور تم اسلام کیلئے دریاؤن میں گھس پڑوگے اور بیشک لوگون پر ایک زمانہ آئیگا کہ اوس میں قرآن شریف سیکھیں گے اور خوب سیکھیں گے اور پڑھینگے پھر کہیں گے ہم نے پڑھلیا اور علم حاصل کرلیا اب ہم سے کون بہتر ہے کیا اون لوگون مین کچھ خیریت ہے (یعنی اون میں کچھ خیریت نہیں) صحابہ نے عرض کیا حضور وہ کون لوگ ہونگے فرمایا وہ تم ہی میں سے ہونگے اور وہ دوزخ کے ایندھن ہونگے اسکو طبرانی نے کبیر میں انشاء اللہ سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت مجاہد سے مروی ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مجاہد کہتے ہیں جہانتک مجھکو یاد ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا جس نے کہا میں عالم ہون وہ جاہل ہے اسکو طبرانی نے لیث سے روایت کیا ہے یہ لیث بن ابی سلیم رضی اللہ عنہ ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صرف اسی سند سے روایت کی گئی ہے حافظ منذری ۷۲
فرماتے ہیں اس باب کے بعد باب میں بھی ایسی حدیثیں آئینگی جو اس باب میں شمار ہوسکتی ہیں۔

ترہیب علم میں جنگ و جدال کرنے اور دوسرونکو زیر کرنے اور غلبہ کی خواہش کرنیسے اور باوجود حق پر ہونے کے جھگڑے کو چھوڑ دینے کی ترغیب

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے جھگڑے کو چھوڑ دیا اور وہ ناحق پر تھا اسکے واسطے اطراف جنت میں ایک مکان بنایا جائیگا اور جس شخص نے جھگڑا چھوڑ دیا حالانکہ وہ حق پر تھا

اتنی ہی بات بہت ہے کہ اونہیں یہ معلوم ہو جاوے کہ جو گناہ ہم کرینگے اوسکی اللہ تعالیٰ کو خبر ہو جاویگی جسکو حیا شرم ہوتی ہے اوسے اسکا بڑا خیال ہوتا ہے کہ ہماری کسی بُری بات کی دوسرے کو خبر نہ ہو جاوے اور اگر اسکو پتہ چلجاتا ہے کہ ہمارے اس کام کی دوسرونکو خبر ہو جاویگی تو وہ اس کام کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے ڈرانے کو کہا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ کو بدنگاہی اور بُری نیت کی بھی خبر ہو جاتی ہے ذرا اون سے شرم رکھنا اونکے سامنے بیحیا مت ہو جانا تو حیا شرم والے تو اس کہنے سے رُک جاوینگے اور جو لوگ بیحیا بے شرم ہوتے ہیں وہ اس سے نہیں ڈرتے کہ کسیکو خبر ہو جاویگی بلکہ وہ تو جوتوں سے ڈرتے ہیں اونکے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ذرا سنبھلے رہو تمہارے اس گناہ کی بھی اللہ کو خبر ہے یعنی دیکھو پھر کیسے تمہارے اوپر جوتے پڑتے ہیں جو تم یاد ہی کرو پس اللہ تعالےٰ نے دونوں قسم کے لوگوں کو ڈرایا حیا داروں کو تو اس سے کہ تمہارے گناہ کی ہم کو خبر ہے ذرا شرم رکھنا وہ تو اس شرم سے رُکے رہینگے کہ اگر ہم ایسا کرینگے تو اونہیں خبر ہو جاویگی اور بیحیا اس خیال سے رُکے رہینگے کہ اگر ہم ایسا کرینگے تو اونہیں خبر ہو جاویگی پھر جوتے پڑینگے غرض اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ اس گناہ سے بچنے کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ اَب ہم کو اپنی حالت دیکھنا چاہیئے کہ ہم اس سے بچنے کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں شاید ہزار میں ایک ہی اس سے بچا ہوا ہو ورنہ عام طور پر لوگ اسمیں پھنسے ہوتے ہیں اور اس کو بہت ہلکا سا گناہ سمجھتے ہیں جو لوگ جوان ہیں اونہیں تو معلوم بھی ہوتا ہے کہ ہم میں بدنگاہی کا مرض ہے اور جنکی عمر جوانی سے ڈھل گئی ہے اور شہوت کم ہو گئی ہے اونہیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ہم میں یہ مرض ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو تو شہوت ہی نہیں ہے اسلئے ہم اگر کسیکو دیکھ لیں نظر کریں تو کیا حرج ہے سو ان کو اپنے مرض کی بھی خبر نہیں ہوتی اور بعضوں کو اور دہوکا ہوتا ہے وہ یہ کہ شیطان بہکاتا ہے کہ اچھی صورت دیکھ لینے میں کیا حرج ہے یہ تو ایسا ہے جیسے کسی پھول کو یا اچھے کپڑے اچھے مکان وغیرہ کو دیکھ لیا یاد رکھو یہ بالکل دہوکا ہے بات یہ ہے کہ خوبصورت انسان کو دیکھنا اور طرح کی

خواہش سے ہوتا ہے اور پھول اور خوبصورت مکان دیکھنے کی خواہش اور طرح کی ہوتی ہے دونوں کے دیکھنے کی خواہش ایک طرح کی ہرگز نہیں۔ دیکھو اچھے کپڑے کو دیکھکر کبھی یہ دل نہیں چاہتا کہ اسے گلے لگالوں سینے سے چمٹا لوں اور خوبصورت انسان کو دیکھکر یہی دل چاہتا ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں کے دیکھنے کی خواہش ایک نہیں ہے بلکہ جدا جدا ہے۔ ایک دہوکہ اور ہوتا ہے وہ یہ کہ بعضے کہتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹے کو دیکھکر جی چاہتا ہے کہ گلے لگالوں اسیطرح دوسرے کے بچہ کو دیکھکر بھی ہمارا یہی جی چاہتا ہے صاحبو کبھی موٹی بات ہے اپنے سیانے بچے اور دوسرے کے سیانے لڑکے میں بڑا فرق ہے اپنے لڑکے کو گلے لگانا چمٹانا اور طرح کا ہے اوسمیں شہوت بالکل نہیں ہوتی اور دوسرے کے لڑکے کو جو گلے لگانے اور چمٹانے کی خواہش ہوتی ہے اوسمیں شہوت بھی ہوتی ہے کیونکہ گلے لگانے سے بھی آگے بڑہنے کو بعض کا جی چاہتا ہے معشوق کی جُدائی مین اور قسم کا رنج ہوتا ہے اور اپنے لڑکے کی جُدائی میں اور قسم کا۔ اور ویسے تو ہر بدنگاہی بُری ہے لیکن لڑکوں پر بدنگاہی کرنا تو بالکل ہی زہر ہے اسکے کہلم کہلا شرع نے منع کیا ہے ہمارے بزرگون نے بھی اسکی جو بُرائیاں لکھی ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی بھاری بلا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ بدنگاہی شیطان کا ایک تیر ہے یعنی اس بدنگاہی کی بدولت آدمی شیطان کا شکار ہوجاتے ہیں۔ حضرت ابوالقاسم قشیری ایک بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دیندار ہونا چاہیے اوسکے لئے عورتون اور لڑکون کے ساتھ ملا جلا رہنا نہایت نقصان کی چیز ہے اور اُسکے حق میں یہ ڈاکو ہے کہ اوسکو اسکے مطلب تک ہرگز پہونچنے نہ دیگا۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جسکو اپنے دربار سے نکالنا چاہتے ہیں اوسکو لڑکون کی طرف خواہش اور اونکی محبت دیدیتے ہیں۔ غرض یہ بڑے نقصان کی چیز ہے اور بدنگاہی میں ایک اور بھی بڑی بھاری خرابی ہے جو اور کسی گناہ میں نہیں وہ یہ ہے کہ اور گناہ تو ایسے ہیں کہ جب اونکو خوب دل بھر کے کر چکے تو پھر اونسے دل ہٹ جاتا ہے مگر بدنگاہی ایسی بُری چیز ہے کہ جتنی بدنگاہی کرتا ہے اوتنی ہی اور زیادہ خواہش بڑہتی جاتی ہے

دیکھو آدمی کھانا کھاتا ہے پیٹ بھر جاتا ہے پانی پیتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے مگر یہ بڑا ہی
ایسی بُری بلا ہے کہ اس سے دل ہی نہیں بھرتا۔ اس بُرائی میں تو سب گناہوں سے
بڑھکر بُرائی ہے بعضے لوگ اسکو سمجھتے ہیں کہ اس سے خدا تعالےٰ کی نزدیکی بڑھتی ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ ہم تو خوبصورتوں کو اسوجہ سے دیکھتے ہیں کہ اونمیں خدا کی قدرت نظر آتی ہے
مگر یہ نرا شیطانی دہوکہ ہے۔ شیخ سعدی صاحب نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شخص بڑے
پرہیزگار کہلاتے تھے ایک مرتبہ اُنھوں نے ایک خوبصورت کو دیکھا دیکھکر آپکو حال
آگیا اور لوٹنے لگے آخر بیہوش ہوگئے اتنے میں بقراط کا اودہر سے گذر ہوا اونھوں نے
دریافت کیا کہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا کہ ایک خوبصورت پر ان بزرگ صاحب کی نظر
پڑگئی تھی اوسمیں انھیں ایسی خدا کی قدرت نظر آئی کہ بس بیہوش ہوگئے۔ بقراط نے کہا
کہ ایک روز کے بچہ میں بھی تو خدا کی قدرت نظر آتی ہے اوسکو دیکھکر انکو کیوں نہیں حال
آتا جنکو خدا کی قدرت نظر آتی ہے تو خوبصورت لڑکوں میں اور اونٹ میں دونوں ہی
میں برابر نظر آتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ مجھکو خوبصورت آدمی اور اونٹ دونوں برابر
معلوم ہوتے ہیں جیسے خوبصورت آدمی کے دیکھنے سے ہماری حالت ہوتی ہے اسی طرح
اونٹ کے دیکھنے سے۔ تو اس شخص کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے آدمی اپنی طبیعت کا
خود اندازہ کرسکتا ہے دونوں میں فرق دیکھ لے اس خواہش کو عشق کہتے ہیں یہ عشق
نہیں ہے یہ شہوت ہے یہ سارا فساد روٹیوں کا ہے ایسے لوگوں کو چار روز تک روٹی
نہ ملے اسکے بعد پوچھا جاوے کہ روٹی لاؤں یا لڑکا لاؤں۔ یہ کہے گا کہ لڑکا اپنی ایسی
تیسی میں جاوے روٹی لاؤ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملا جامی نے تو عشق کرنیکا حکم کیا ہے
جاہے خدائے تعالےٰ کا عشق ہوجا ہے اور کسی کا اور قصہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے
پاس کوئی مرید ہونے کو گیا تھا اون بزرگ نے فرمایا کہ اول عاشق ہو آؤ جب تمہیں مرید
کرونگا اس سے بعضے بیوقوفوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک کسی رنڈی یا لونڈے پر عاشق
نہو اوسوقت تک خدا تعالےٰ کا بھی عشق میسر نہیں ہوتا یہ بڑی غلطی اور بے سمجھی ہے اسکا
مطلب میں عرض کرتا ہوں بات حقیقت میں یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ سے ملنا چاہتا

ہے اوسکے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اوسکو جس جس کے ساتھ تعلق ہے سب کو مٹا وے کسی سے بھی کچھ تعلق نہ رہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہو جاوے اَب رہی اسکی تدبیر کہ دوسروں سے اپنے تعلق کیسے مٹاویں تو اسکے بہت سے طریقے ہیں اونمیں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جس جس چیز سے تعلق ہو اوسکو دل سے ایک ایک کرکے مٹا دے چنانچہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا۔ لیکن اس طریقہ میں بہت دشواری ہے اسلئے کہ اگر کسی شخص کو دسؔ چیزوں سے تعلق ہے۔ مکان سے باغ سے اولاد وغیرہ سے اور دسؔ ہی اوسکے اندر عیب ہیں۔ حسد ہے غرور ہے عداوت ہے وغیرہ وغیرہ تو اس طریقہ سے اگر علاج کرینگے تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ علاج کیا جاویگا اور اسکے لئے بڑی عمر چاہیئے اور پھر بھی کچھ نہ کچھ عیب رہ ہی جائینگے۔ اس دشواری کو دیکھکر پچھلے بزرگوں نے ایک نیا طریقہ نکالا جیسے کہ مہربان طبیب کی شان ہوتی ہے کہ بیمار اگر کڑوی دوا سے ناک منہ چڑھائے تو وہ اسکو کسی اچھی تدبیر سے کہلا دیتا ہے۔
۱۲ یا وہ دوا بدل دیتا ہے ایسے ہی پچھلے بزرگوں نے دیکھا کہ اگر ایک شخص کو ہزار چیز سے تعلق ہے تو اگر ایک ایک چیز سے تعلق چھڑایا جاوے تو بہت مدت لگے گی کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیئے کہ ایکدم سے سارے تعلقوں کا خاتمہ ہو جاوے جیسے کسی مکان میں کوڑا بہت ہو تو اوسکی صفائی کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایک ایک تنکا لیا اور پھینکدیا۔ اسیطرح سب تنکے اور کوڑا مکان سے باہر پھینکدیا جاوے مگر اوسمیں بڑا وقت صرف ہوگا اور ایک طریقہ صفائی کا یہ ہے کہ جھاڑو لیکر تمام تنکوں کو ایک جگہ جمع کرکے پھینکدیا تو ایسے ہی یہاں بھی کوئی جھاڑو ہونی چاہیئے جو سارے تعلقات کو ایک جگہ سمیٹ کر پھر سبکو اکٹھا دل سے دُور کردے بس اونکی سمجھ میں آیا کہ عشق ایک ایسی چیز ہے کہ اپنے سوا سب چیزوں کو پھونک کر خود ہی رہجاتا ہے اور کسی چیز کا نشان تک بھی نہیں چھوڑتا دیکھیئے اگر کوئی کسی پر عاشق ہوجاتا ہے تو مال بیوی بچے باغ مکان یہانتک کہ اپنی جان تک اوسکے واسطے برباد کر دیتا ہے۔ ایک رئیس کو بیلوں کا عشق تھا ہزاروں روپیہ اوسمیں کھو دیا ہمارے اوستاد حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو

[illegible]

کتابوں کا شوق تھا خود نہ دیکھتے تھے مگر سیکڑوں کتابیں خرید کر رکھ چھوڑیں غرض عشق وہ چیز ہے کہ سوائے معشوق کے سب کو مٹا دیتا ہے اسلئے اون بزرگوں نے یہ طریقہ نکالا کہ اول عشق پیدا کرنا چاہیئے خواہ کسی چیز کا ہو۔ اسواسطے وہ اول دریافت کرتے تھے کہ کسی پر عاشق بھی ہویں معلوم ہوا کہ اسکے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہی کا عشق ہو۔ بھینس کا عشق بھی اسکیلئے فائدہ مند ہے اسلئے کہ مقصود تو ہے کہ سارے تعلق سمٹکر بس ایک ہی کے ساتھ ہو جاویں پھر اوس تعلق اور محبت کو معشوق سے چھڑا کر خدا تعالے کی طرف پھیر دیں۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک شخص اونکے پاس مرید ہونے کو آیا۔ اونھوں نے پوچھا کہ کسی چیز سے تم کو محبت بھی ہے اوسنے کہا کہ بھینس سے محبت ہی۔ فرمایا کہ جاؤ چالیس روز تک بھینس کا خیال جمائے رکھو۔ لیکن خدا کے لئے اور لوگ اسکا وظیفہ نہ کریں اسلئے کہ ہر شخص کی حالت جدا ہے کسی کیلئے ایک چیز فائدہ مند ہے اور کسی کیلئے نہیں۔ کبھی وہ قصہ ہو جاوے کہ ایک طبیب تھے اور ایک اونکے بیوقوف

۱۳ شاگرد۔ ایک مرتبہ اوستاد اور اونکے بیوقوف شاگرد ایک بیمار کو دیکھنے گئے بیمار کی حالت پہلے روز سے زیادہ خراب تھی طبیب صاحبنے فرمایا کہ تم نے نارنگی کھائی ہے اسوجہ سے تم کو یہ تکلیف بڑھگئی اوسنے کہا بیشک حضور نارنگی کھائی ہے جب بیمار کو دیکھکر گھر کو لوٹے تو راستہ میں شاگرد نے پوچھا کہ حضرت آپکو کیسے معلوم ہو گیا کہ اس نے نارنگی کھائی ہے طبیب صاحب نے فرمایا کہ بھائی بات یہ ہے کہ اوسکے مزاج کی حالت دیکھکر مجھکو معلوم ہوا کہ اس نے کوئی ٹھنڈی چیز کھائی ہے اور اسکی چارپائی کے نیچے میں نے نارنگی کے چھلکے پڑے ہوئے دیکھے تو میں سمجھ گیا کہ اسنے نارنگی ہی کھائی ہے شاگرد بیوقوف تو تھے ہی جب وہ پڑھ پڑھا کر نمٹے تو کسی امیر کے دیکھنے کیلئے بلائے گئے اونکی چارپائی کے نیچے نمدہ پڑا ہوا تھا فرماتے ہیں کہ بس معلوم ہو گیا کہ آپ نے نمدہ کھایا ہی جس سے یہ مرض آپکو ہو گیا جتنے لوگ وہاں موجود تھے سبکو ہنسی آگئی اور سب سمجھ گئے کہ طبیب صاحب بالکل بیوقوف ہیں تو خدا کیواسطے تم ایسی دیکھا دیکھی نہ کیجیو کہ آج سے نماز روزہ اور خدا کی یاد کو چھوڑ کر بھینس کا خیال باندھکر بیٹھ جاؤ خلاصہ یہ کہ اون بزرگنے

فرمایا کہ جاؤ بھینس کے خیال باندھنے کا ایک چلہ کرو اور چالیس دن کے بعد ہمیں خبر دینا
بس وہ پانچوں وقت نماز تو پڑھ لیتے اور کونہ میں جا کر بھینس کا خیال جما کر بیٹھ جاتے
جب چالیس روز پورے ہوگئے تو پیر صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا باہر آؤ
جواب دیتے ہیں کہ حضور باہر کیسے آؤں بھینس کے سینگ اڑتے ہیں پیر صاحب نے
شاباشی دی کہ مقصود پورا ہوگیا سب روگ جاتے رہے اب فقط بھینس رہگئی اسکا
نکل جانا آسان ہے پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اسکے لئے عورت یا لڑکے پر عاشق
ہونا ضروری نہیں بلکہ ان پر عاشق ہوجانے میں بڑا اندیشہ ہے کہ کہیں اوس لونڈے
یا عورت ہی میں نہ رہجاوے اور جو مقصود ہے یعنی اللہ تعالےٰ سے ملنا اور ان سے
محبت ہونا اوس سے ہمیشہ کو محروم ہوجاوے اسلئے خود اپنے اختیار سے کسی عورت
یا لڑکے پر عاشق ہونا جائز نہیں ہاں اگر بلا اختیار کسیکو لڑکے یا عورت سے عشق
ہوجائے تو اوسکے ذریعہ سے خدا تعالےٰ سے ملسکتا ہے مگر اس شرط سے کہ نہ تو معشوق
۱۴ کے پاس رہے نہ اوسکو دیکھے نہ اوس سے بات کرے نہ آواز سنے اور جہانتک ہوسکے
دلمیں اوسکا خیال نہ لاوے غرض جہانتک ہوسکے اوس سے بچے اگرچہ اسطرح کرنا
نفس کو بہت دشوار ہوگا لیکن ہمت تو نہ توڑے اور دل کو مضبوط کرکے اوسپر عمل کری
تھوڑے روز ایسا کرنے سے اوسکے دل میں ایک قسم کی جلن پیدا ہوگی جس سے
عزت مال اولاد سب کی محبت دل سے جاتی رہیگی اب چونکہ اوسکے دل میں محبت تو
بھری ہوئی ہے ہی پیر اوس محبت کو معشوق سے ہٹا کر خدا تعالےٰ کی طرف لگا دیگا اگر
ایسا کریگا تو اس عشق سے بھی خدا تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے اور اگر معشوق سے جدا نہ رہا
بلکہ اوس سے ملا جلا رہا آپسمیں بات چیت اوٹھنا بیٹھنا سب کچھ رکھا تو پھر ہمیشہ اسی بلا
میں پھنسا رہیگا۔ اور کسی دن بھی اوسکو اس سے چھٹکارا نصیب نہو گا دیکھئے ملا جامی رحمۃ اللہ
علیہ خود ہی فرماتے ہیں کہ دیکھو معشوق کی صورت مین مست رہجانیو یہ تو راستہ کا پل ہے
جلدی سے اس سے پار ہوجانا چاہیئے غرضکہ بزرگون نے جو عاشق ہونے کو کہا ہے۔
اوسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوب نظر بازی کریں مزہ اوڑائیں اور سمجھیں کہ ہم صوفی

ہیں ہیں سب کچھ حلال ہے اور اس سے خدا تعالےٰ کی نزدیکی میسر ہوگی اس سے خدا تعالےٰ
کی نزدیکی تو کیا ہوگی یہ تو اون سے بہت دور کردیگی بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
گناہ سے اللہ تعالےٰ بہت ہی ناخوش ہوتے ہیں دیکھیے حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اندر بہت غیرت ہے اور اللہ تعالےٰ کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت
ہے اور غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے سب بُرے کاموں کو حرام کردیا ہے اور آنکھ
سے دیکھنا ہاتھ سے چھونا اور پاؤں سے چلنا یہ سب کے سب بُرے ہی کام ہیں کیونکہ حضور
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نسبت کہا ہے کہ یہ زنا ہیں یعنی بدکاری کرنا چنانچہ
فرماتے ہیں کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور اونکا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور اونکا
زنا سُننا ہے اور زبان بھی زنا کرتی ہے اور اوسکا زنا بولنا ہے (یعنی کسی عورت یا کسی
لڑکے سے شہوت کے ساتھ باتیں کرنا) اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور اونکا زنا (کسی لڑکے
کو یا غیر عورت کو) چھونا ہے۔ دیکھیے اگر یہ سب بُرے کام نہوتے تو حضور انہیں زنا کیوں
کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب بُرے کام ہیں اور بُرے کاموں پر اللہ تعالےٰ کو
غیرت آتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام ایسے بُرے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سے بہت ہی
ناخوش ہوتے ہیں اور بڑا افسوس تو یہ ہے کہ بعضے پیر بھی اسمیں پھنسے ہوئے ہیں۔
کہ عورتیں ان سے پردہ نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ پیر تو باپ کی جگہ ہے بلکہ باپ سے بھی
بڑھکر ہے پھر اوس سے کیا پردہ کریں اور بہت بے شرمی سے بلا روک ٹوک سامنے آتی ہیں
اور جو مرد ایسے پیروں کے سامنے اپنی بہو بیٹیوں کو آنے دیتے ہیں وہ بالکل بیحیا بے شرم
دیوث ہیں بعض جگہ تو ایسا سُنا گیا ہے کہ عورتیں تنہا مکان میں جاتی ہیں اور جہاں مرید
ہوتے ہیں خدا کی پناہ بھلا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون بزرگ ہوگا دیکھو حضور
سے عورتیں پردہ کرتی تھیں امت کی ساری عورتیں آپکی دینی بیٹیاں ہیں اور حضور خود
بالکل بے گناہ ہیں آپکی نسبت کسی قسم کے گناہ کا شبہ تک بھی نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی
عورتوں کو حکم تھا کہ آپ سے پردہ کریں اور حضور کی بیبیاں تمام امت کے مردوں کی مائیں
تھیں چنانچہ قرآن شریف میں اسکو اللہ تعالےٰ نے بیان کردیا ہے اور کسی شخص کو بھی

حضور کی بیبیون کی نسبت تو یہ تو بہ کسی بُرائی کا خیال بھی نہیں آسکتا تھا لیکن ان سب باتوں کے ہوتے ہوتے پھر بھی اللہ تعالےٰ نے اُنکو حکم دیا کہ اپنے گھر وںمین جمی رہو باہر نہ نکلو اور اونکو یہ بھی حکم دیا کہ نرم بات مت کرو کیونکہ جسکے دلمین روگ ہے وہ طمع کریگا اسیوجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ مردونکو تو نرم برتاؤ کرنا اچھا ہے اور عورتونکو خشک برتاؤ کرنا اچھا ہے یعنی عورتیں غیر مردون سے نرم اور میٹھی میٹھی باتین باتیں نہ کریں اور نہ ایسی سختی ہی سے کریں بلکہ نہ نرمی ہی ہو اور نہ سختی ہو بس اسطرح کرین کہ جو بات کہیں اوسکو دوسرا سُن تو لے مگر کسی قسم کی طمع اوسکے دل مین نہ آوے۔ نہایت خشکی سے بے لگاؤ بات کریں۔ ہان اپنے خاوند سے اور دوسری عورتوں سے بہت نرمی سے برتاؤ کرین تو دیکھ لیجئے کہ حضور کی بیبیونکو یہ حکم کئے گئے تھے آج کون شخص ہے جو آپ کو اون سے بڑھکر کہہ سکے بلکہ آجکل تو فتنہ فساد کا زمانہ ہے اسلئے اس زمانہ مین تو پردہ کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ کبھی بھولکر بھی کسی غیر کے سامنے نہ آنا چاہیئے۔ ایک بزرگ تھے وہ پردہ کرانے میں زیادہ احتیاط نہ کرتے تھے بلکہ عورتوں کو اپنے سامنے آنے دیتے تھے اونکو منع نہ کرتے تھے یہ سمجھتے تھے کہ مین اب تو بہت بوڑھا ہوگیا ہوں اب میرے سامنے آنے میں کیا خرابی ہے ایک اور بزرگ تھے اونہوں نے اونکو نصیحت کی کہ میاں غیر عورتوں کو اپنے سامنے مت آنے دیا کرو۔ اُنہوں نے انکی نصیحت کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور عورتونکو سامنے آنے سے منع نہ کیا آخر ایک مرتبہ خود اونھوں نے خواب مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور سے اسی مسئلہ کو دریافت کیا کہ مین بوڑھا ہو گیا ہوں اب عورتوں کے میرے سامنے آنے میں کسی بُری بات کا تو خوف ہے نہیں تو کیا اب بھی پردہ کرانا ضروری ہے یا اس حالت مین اونکو سامنے آنے دینا بھی جائز ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مرد اتنا بزرگ ہوجاوے کہ حضرت جنید کے مرتبہ کو پہونچ جائے اور عورت اتنی بزرگ ہوجاوے کہ حضرت رابعہ بصری کے مرتبہ کو پہونچ جاوے مگر پھر بھی اگر یہ دونوں ایک جگہ تنہا مکان میں جمع ہونگے تو شیطان بھی اُنکے پاس موجود ہوگا اور اُنسے کچھ نہ کچھ کرا ہی دیگا

(۱) ان بزرگ کی حکایت جو پردہ میں بے احتیاطی کرتے تھے

(باقی آئندہ)

بلکہ محض رحم کا خالی ہونا ہے تو وہ ایک حیض سے بھی معلوم ہو سکتا ہے جواب یہ ہے کہ صرف یہی برأت رحم مقصود نہیں ہے اگرچہ برأت رحم بھی عدت کے بعض ضروری مقاصد میں سے ہے بلکہ عدت میں متعدد حکمتیں ہیں اور وہ جب معلوم ہو سکتی ہیں کہ جبکہ وہ حقوق معلوم ہوں جو اسمیں ملحوظ ہیں چنانچہ عدت میں ایک تو خدا تعالے کا حق ہے اور وہ اسکے حکم کی طاعت اور اسکی طلب رضا ہے اور دوسرا طلاق دینے والے خاوند کا حق ہے۔ اور یہ حق اسکے رجوع کرنے کے لئے لمبا زمانہ ٹھہرا یا خواہ رجعت سے یا نکاح جدید سے تیسرا حق زوجہ کا ہے اور یہ حق اسکا استحقاق نفقہ وسکونت خاوند پر ہے جبتک عورت عدت میں ہو۔

اور چوتھا حق بچہ کا ہے یہ حق بچہ کے ثبوت نسب کی احتیاط کے لئے ہے۔ تاکہ اسکا نسب دوسرے کے ساتھ نہ ملجاتے۔

پانچواں حق دوسرے خاوند کا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کی

69 کھیتی کو دیکر ضائع نہ کرے اور شارع علیہ السلام نے ہر ایک کے مناسب خاص خاص احکام بھی مرتب فرماتے ہیں چنانچہ رعایت حق خاوند میں یہ امر قرار پایا ہے کہ زوجہ گھر سے باہر نہ جاوے اور نہ خاوند اسکو باہر نکالے اور نیز یہ حق ٹھہرایا ہے کہ عدت کے اندر اگر زوجہ سے طلاق دینے والا رجعی طلاق میں رجوع کرے تو زوجہ مانع نہو اور زوجہ کا حق خاوند پر نفقہ وسکونت کا مہیا کرنا ہے اور حق بچہ کا یہ ہے کہ اوسکے نسب کا ثبوت ہو جاوے اور وہ اپنے باپ سے ملحق ہو اور دوسرے سے ملحق نہ ہو۔ اور دوسرے خاوند کا حق یہ ہے کہ وہ بصیرت و برأت رحم کا علم ہو نیکے بعد عورت سے دخول کرے مبادا رحم میں پہلے شخص کا بچہ ہو اور اسطرح سے اختلاط نسب ہو جائے پس مطلقہ کیلئے تین حیض کا مقرر کرنا ان حقوق کے مجموعہ کی رعایت وتکمیل کے لئے ہے کہ ان میں بعض حقوق ایک حیض میں حاصل نہیں ہو سکتے اور عدت طلاق میں جو حقوق بیان کئے ہیں ان میں بعضے طلاق و وفات میں مشترک بھی ہیں چنانچہ تامل سے معلوم ہو سکتے ہیں پس اس تقریر سے اس وعدہ کو بھی ایفاء ہو گیا جو شروع سرخی کے قریب

کہا گیا تھا کہ تفصیل عنقریب آتی ہے۔

حُرمت نکاح متعہ کی وجہ

(۱) متعہ کی رسم جاری ہونے سے نسب کا خلط ملط ہونا اور اسکی تباہی و بربادی لازم آتی ہے کیونکہ اس مدت متعہ کے گذرتے ہی وہ عورت خاوند کے قبضہ سے خارج ہو جاتی ہے اور عورت کو اپنا اختیار رہتا ہے اب معلوم نہیں کہ وہ جب حاملہ ہوگی تو کیا کریگی اور عدت کا انضباط نکاح صحیح میں بھی جسکی بنا ہمیشگی پر ہوتی ہے۔ نہایت دشواری سے ہوتا ہے تو پھر متعہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

(۲) اس رسم میں یہ قبح بھی ہے کہ اس رسم کے جاری ہونے سے نکاح صحیح جو شریعت میں معتبر ہے اسمیں اہمال لازم آتا ہے کیونکہ اکثر نکاح کرنے والوں کی خواہش غالباً شہوت شرمگاہ کا پورا کرنا ہوتا ہے۔

(۳) صرف جماع کی اُجرت دینا طبیعت انسانی سے بالکل انسان باہر ہو جاتا ہے اور بیحیائی ہے اسکو قلب سلیم بالکل پسند نہیں کرتا باقی باوجود ان قبائح کے ابتدا میں چندے اسکی اجازت ہونا جوش سے بیحد اضطرار اور نکاح پر قادر نہو سکنے سے تھا جیسا میتہ کی مخمصہ میں اجازت ہو جاتی ہے پھر ان قبائح کے سبب ہمیشہ کیلئے منسوخ ہو گیا۔ ۷

احادیث سے متعۃ النساء کی حرمت

حدثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدثنا ابی حدثنا عبد العزیز بن عمر حدثنا الربیع بن سبرۃ الجہنی ان اباہ حدثہ انہ کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فقال یا ایہا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء ان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ فمن کان عندہ منہن شیٔ فلیخل سبیلہ ولا تاخذوا مما اٰتیتموہن شیئا صحیح مسلم مع نووی صفحہ ۴۵۰۔ ترجمہ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ اے لوگوں میں نے تم کو متعۃ النساء کی پہلے اجازت دی تھی اب خدا تعالیٰ نے متعۃ النساء کو قیامت تک حرام کر دیا ہے پس جسکے پاس ان عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اوسکو چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے انکو دیا اسمیں سے کچھ مت لو صحیح مسلم ص۴۵۱

حدثنا مالک بن اسمعیل قال حدثنا ابن انہ سمع الزہری یقول اخبرنی الحسن بن محمد بن علی واخوہ عبد اللہ من ابیہ ان علیا قال لابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیہ زمن خیبر بخاری وعن سفیان نہی عن النکاح المتعۃ فتح الباری۔ ترجمہ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو فرمایا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے متعۃ النساء اور خر اہلی کے گوشت سے خیبر کے ایام میں منع فرمایا اور سفیان سے روایت ہے کہ نکاح متعہ ممنوع ہو چکا ہے۔

متعۃ النساء کی تردید پر وجدانی دلیل

۱۷ ہر شریف الطبع بھلا مانس شریف قوم کا امیر آدمی اپنی جگہ سوچے کہ اگر شرعاً متعۃ النساء جائز بلکہ کار ثواب ہے تو پھر نکاح میں اور اسمیں یہ فرق کیوں ہے۔ کہ نکاح کی نسبت کرنے میں اپنی بیٹی بہن کی طرف تو عار نہیں آتی مگر کیا بڑے شریف مجالس میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری اماں اور بیٹیوں اور بہنوں نے اتنے متعے کئے ہیں وجدانی رنگ میں یہ لاجواب دلیل ہے اور یقین تو یہ ہے کہ جیسے ازدواج و تزویج میں صریح مبارکباد قبول کرتے ہیں اسطرح اپنی اقارب عورتوں کے متعہ کے متعلق اس مبارکباد کو برداشت نہ کر سکیں یہ تو عقلی دلیل تھی اور نقلی اوپر بیان ہو چکیں اور اور بھی لکھی جاتی ہے عن علی بن ابی طالب ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن متعۃ النساء ترجمہ یعنی علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا عورتوں سے متعہ کرنا۔ ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ اور حرمت متعہ پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق تھا البتہ حضرت ابن عباس قدیم کی روایات اور عادت کے باعث چند روز مجوز رہے مگر انکو شرعی حکم کی اطلاع پہنچی تو تجویز متعہ سے

رجوع کیا اور متعہ کی حرمت تمام حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور اہلحدیث اور صوفیہ کرام میں متفق علیہ ہے۔

مستورات اور مردون کے لئے اسلامی پردہ کے وجوہ

پردہ کے متعلق اسلام نے مرد عورت کے لئے ایسے ایسے اصول بتائے ہیں۔ جنکی پابندی سے انکی عفت و عزت پر حرف نہ آئے اور وہ بدی کے ارتکاب سے محفوظ اور مصئون رہیں چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علے جیوبھن الی قولہ تعالے ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون۔ ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔

۷۲ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا۔ ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم الی قولہ تعالے فما رعوھا حق رعایتھا۔ ترجمہ یعنی ایماندار مردوں کو کہدے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں یعنی ایسی عورتوں کو کھلے طور پر نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں اور اپنی ستر کی جگہ کو جسطرح ممکن ہو بچاویں (ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں انکے حسن کے قصے نہ سنیں جیسا دوسری نصوص میں ہے) یہ طریق نظر اور دل کے پاک رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہدے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور نیز انکی پرشہوات آوازین نہ سنیں جیسا دوسری نصوص میں ہے) اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنے زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اسطرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہوکر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیان سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر نا چنے

والیوں کی طرح) نہ ماریں (یہ وہ تدبیر ہے کہ جسکی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے) اور
(دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ) خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرو (اور اس سے
دُعا کرو تا کہ ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے) زنا کے قریب مت
جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جنسے یہ خیال بھی دل مین پیدا ہو سکتا ہے اور ان
راہوں کو اختیار نہ کرو جنسے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو زنا کرنا نہایت درجہ کی
بیحیائی ہے زنا کی راہ بہت بُری راہ ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری
اخروی منزل کے لئے سخت خطرناک ہو اور جسکو نکاح میسر نہ آوے چاہیئے کہ وہ اپنے
تئیں دوسرے طریقوں سے بچاوے مثلاً روزہ رکھے یا کم کھاوے یا اپنی طاقتوں سے
تن آزاد کام لے اور ان لوگوں نے یہ طریق بھی نکالے تھے کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح وغیرہ
سے دست بردار رہے یا خوجے (مخنث) بنگئے یا اور کسی طریق سے انھوں نے رہبانیت
اختیار کی مگر ہم نے انپر یہ حکم فرض نہیں کیا اور پھر وہ ان بدعتوں کو بھی پورے طور پر
نباہ نہ سکے خدا تعالےٰ کے قول کے عموم میں یہ مضمون کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ ۲۳
خوجے بنیں یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ یہ اگر خدا کا حکم ہوتا اور سب لوگ
اسپر عمل کرتے ہوتے تو اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہو کر کبھی کا دنیا کا خاتمہ
ہو چکتا اور نیز اگر اسطرح پر عفت حاصل کرنا ہو کہ عضو مردمی کو کاٹ دیا جاوے۔
یہ درپردہ اس صانع پر اعتراض ہے جسنے وہ عضو بنایا اور نیز ثواب کا تمام مدار تو
اس بات پر ہے کہ ایک قوت موجود ہو اور پھر انسان خدا تعالےٰ کا خوف کرکے
مانعت کی جگہ اس قوت کے جذبات کا مقابلہ کرے اور اجازت کی جگہ اسکے منافع
سے فائدہ اُٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے اور جسمیں بچہ کیطرح وہ قوت ہی نہیں
رہی اسکو ثواب کیا ملیگا کیا بچہ کو عفت کا ثواب مل سکتا ہے ان آیات میں مع دیگر
نصوص کے خدا تعالےٰ نے خلق احصان یعنی عفت حاصل کرنیکے لئے صرف اعلیٰ تعلیم
ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے کافی علاج بھی بتلا دیئے۔
یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے

سے بچانا نامحرموں کے قصّے نہ سُننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں کہ اس فعل بد کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا اور اگر نکاح نہ ہو سکے تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

یہ اعلےٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوت کا منبع ہے (جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا) ایسی ہے کہ اسکے جذبات محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا اگر باز بھی رہ سکے تاہم سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں اسلئے خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھہ تو لیا کریں اور انکی تمام زینتوں پر نظر بھی ڈال لیں اور اسکے تمام ناز انداز ناچنا وغیرہ بھی مشاہدہ کریں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سُن لیں اور انکے حُسن کے قصّے بھی سُنا کریں لیکن پاک خیال سے نہیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور انکی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور انکی خوش الحانی کی آوازیں اور انکے حُسن کے قصّے نہ سُنیں نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہئیے کہ انکے سننے اور دیکھنے ہی سے ایسی نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تاکہ ٹھوکر نہ کھاویں کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آئیں سو چونکہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اسلئے اسنے یہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم فرمائی اور اسمیں کیا شک ہے کہ بے قیدی ضرور گناہ کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھدیں اور پھر اُمید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں سو خدا نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی تقریب پیش نہ آوے جس سے یہ خطرات جنبش کر سکیں۔ ۴۷

اور سر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اسکو نہیں چاہئیے

کہ حیوانوں کیطرح جسطرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اسکے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے۔ جس سے اسکی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائیگی اور اسکی تمدنی ضرورت میں فرق نہیں پڑیگا یہی وہ خلق ہے جسکو احصان اور عفت کہتے ہیں۔

حیض میں عورت سے حرمت جماع کی وجہ

خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن۔ ترجمہ یعنی پوچھتے ہیں تجھسے حکم حیض کا تو کہو وہ ناپاکی ہے سو تم حیض میں عورتوں سے کنارہ کرو اور صحبت نہ کرو ان سے جبتک وہ پاک نہ ہولیں۔

جبکہ خدا تعالےٰ حیض کو ناپاکی واذی فرماتا ہے تو ایسی حالت میں صحبت کرنے سے شدید ضرر پہنچنے کا قوی مظنہ ہے لہذا خدا تعالےٰ نے حیض میں جماع سے منع فرمایا۔ ۷۵
طب کی رو سے جو شخص حالت حیض میں عورت سے جماع کرے اسکو مندرجہ ذیل امراض لاحق ہونیکا احتمال ہے۔ جرب یعنی خارش۔ نامردی۔ سوزش یعنی جلن جریان جذام اولاً یعنی جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسکو جذام ہوجاتا ہے اور عورت کو مندرجہ ذیل بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔ اسکو اکثر ہمیشہ کے لئے خون جاری ہوجاتا ہے اور بچہ دان یعنی رحم باہر کو لٹک آتا ہے۔ بعض عورات کے لئے اکثر اوقات کچا حمل گر جانے کا باعث منجملہ دیگر امور کے بڑا سبب یہی ہوتا ہے چونکہ حالت حیض میں جماع کرنیسے مذکورہ بالا امراض اور بھی دیگر عوارض پیدا ہوجاتے ہیں اسلئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرکے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمادیا۔

وجہ حرمت جماع حائض وحکمت اباحت وطی مستحاضہ

حائضہ سے جماع حرام ہونا اور مستحاضہ سے جائز ہونا باوجودیکہ دونوں نجاست

کی قسم سے ہیں اسمیں وجہ یہ ہے کہ یہ امر شارع کی کمال حکمت میں سے ہے کہ اسنے دونوں خونوں میں فرق ظاہر کر دیا کیونکہ حیض کی نجاست بہ نسبت استحاضہ کے زیادہ قوی ہے استحاضہ کا خون شرمگاہ کی ایک رگ سے جاری ہوتا ہے پس شرمگاہ سے جریان خون استحاضہ کا ایسا ہے جیسا کہ ناک سے نکسیر جاری ہوتی ہے۔ اس خون کا نکلنا مضر ہے اور اسکا بند ہونا دلیل صحت ہے بخلاف حیض کے اگر حیض کا خون بند ہو جاوے تو وہ موجب بیماری ہے اور اسکا جاری ہونا موجب صحت ہے پس خون حیض و استحاضہ دونوں از روئے حقیقت و حکم و سبب برابر نہیں ہیں پس یہ امر شریعت اسلامیہ کی خوبیوں و محاسن میں سے ہے کہ دونوں خونوں میں فرق ظاہر کر دیا جیسا کہ وہ حقیقت میں بھی الگ الگ ہی ہیں مستحاضہ کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ھل تدع الصلوٰۃ زمن استحاضتھا فقال لا انما ذلک عرق ولیس بالحیضۃ فامرھا ان تصلی مع ھذا الدم وعلل بانہ دم عرق ولیس بدم حیض۔

طلاق کا تین تک محدود ہونے کی وجہ ۷۶

طلاق کو صرف تین میں محدود کرنے میں یہ راز ہے کہ وہ کثرت کی شروع حد ہے۔ اور نیز طلاق میں فکر کرنا اور سوچنا اور سمجھنا ضروری ہے سو تین تک محدود ہونے میں اسکا موقع ملتا ہے کیونکہ بہت لوگوں کو طلاق کا مصلحت ہونا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا جبتک کہ وہ عورت کے ملک سے نکلنے کا مزہ نہیں چکھہ لیتے اور اصل تجربہ ایک سے ہو جاتا ہے اور دو سے اس تجربہ کی تکمیل ہوتی ہے اور تیسری طلاق کے بعد نکاح کا شرط کرنا تجدید اور انتہاء کے ملنے کے محقق کرنے کے لئے ہے اسلئے کہ اگر بغیر دوسرے نکاح کے اس سے رجوع درست ہوتا تو یہ بمنزلہ رجعت کے ہوتا کیونکہ مطلقہ سے نکاح کرنا یہ بھی ایک قسم کی رجعت ہی ہے اور عورت جبتک خاوند کے گھر میں اور اسکے قبضہ میں اور اسکے اقارب کے پاس ہے اسوقت تک احتمال ہے کہ خاوند اسکی رائے پر غالب رہے اور وہ عورت بالاضطرار اس رائے کو پسند کرے جسکی خوبی اس عورت کے سامنے

تا بدین شیوہ ہمہ جمع آمدند گردن ایشان بدان حیلہ زدند

یعنی یہانتک کہ اس حیلہ سے سب جمع ہوگئے تو اون سب کی گردن اوس نے اس حیلہ سے ماری مولانا فرماتے ہیں۔

شومی آنکہ سوئے بانگ نماز داعی اللہ را نبردند ے نیاز

یعنی یہ اسکی نحوست تھی کہ اذان نماز کیطرف اللہ کے پکارنے والے کی نیاز نہ لیجاتے تھے۔

دعوت مکارشان اندر کشید الحذر از مکر شیطان اے رشید

یعنی ایک مکار کی دعوت نے اونکو کھینچ لیا تو اے رشید مکر شیطان سے ذرا بچتے رہنا۔

۶۵ بانگ درویشان و محتاجان بنوش تا نگیرد بانگ محتالیست گوش

یعنی درویشوں اور محتاجوں کی آواز سن تاکہ تمہارا کان کسی محتال کی آواز کو نہ قبول کرے

گر گدایان طامع اندو زشت خو در شکم خواران تو صاحبدل بجو

یعنی اگر فقیر طامع اور زشت خو ہیں تو توان شکم خوارونمیں ہی صاحبدل کو تلاش کر۔ اسلئے کہ بعض مرتبہ بعض بزرگون نے خود اپنے کبر کے علاج کے لئے سوال اختیار کیا ہے یا یہ ہو کہ اوسکو اجازت شرعی ہو اسلئے مانگتا ہو لہذا سب کی خدمت کرو کہ اون ہی میں ایک صاحبدل بھی ملجادیگا اسکی ایسی مثال ہے کہ۔

در تک دریا گہر با سنگہاست فخرہا اندر میان ننگ ہاست

یعنی قعر دریا مین موتی پتھروں کے ساتھ ہیں اور بہت سے فخر درمیان شرمندگیوں کے ہین تو جب موتی کی تلاش ہو تو دریا سے موتی اور پتھر سب بٹول لو ادسی میں موتی

ہیں اسیطرح سب کی خدمت کروان ہی میں صاحبدل ملجاو شیگے آگے پھر اسرائیلیونکا قصہ ہے کہ۔

یس بجوشیدند اسرائیلیان از پگہ تا جانب میدان دوان

یعنی بس بنی اسرائیل اوبل پڑے اور صبح سے میدان کی جانب روانہ ہوگئے۔

چون بحیلت شان بمیدان برد او روئے خود بنمود شان بس تازہ رو

یعنی جبکہ سبکو حیلہ سے وہ (فرعون) میدان میں لیگیا تو اونکو خوش ہوکر چہرہ (منحوس) دکھادیا

کرد دلداری و بخششہا بداد ہم عطا ہم وعدہا کرد آن قباد

یعنی دلداری کی اور انعامات دئے اور عطا بھی کی اور اوس بادشاہ نے وعدہ کو بھی پورا کیا۔

بعد ازان گفت از برائے جان تان جملہ در میدان بخسپید امشبان ۶۶

یعنی اوسکے بعد کہا کہ اپنی جانون کے واسطے سب آج کی رات اس میدان ہی میں سورہو برائے جان تان ایسا ہے جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ تمہیں اپنی جان کی قسم جب دینے یہ کہا تو۔

پاسخش دادند کہ خدمت کنیم گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

یعنی اون سب نے اوسکو جواب دیا کہ ہم تو خدمتگار رہیں اگر آپ چاہیں تو ہم ایک مہینہ اس جگہ رہیں پس سبکو اوس جگہ چھوڑ کر تاکہ کوئی اپنے گھر بیوی کے پاس نہ جاسکے خود شہر میں آگیا۔

شرح حبیبی

شہ شبانگہ باز آمد شادمان	کہ امشبان حملست دور اند از زنان

خازنش عمران ہم اندر خدمتش — ہم بشہر آمد قرین صحبتش
گفت اے عمران برین در خسپ تو — ہین مرو سوے زن صحبت مجو
گفت خسپم ہم درین درگاہ تو — ہیچ نندیشم بجز دلخواہ تو
بود عمران ہم ز اسرائیلیان — لیک مر فرعون را دل بود و جان
نے گمان بردے کہ او عصیان کند — آنکہ خوف جان فرعون آن کند
ایمن از عمران بد و افعال او — لیک آن خود دید جزاے حال او ۶۷
خود کجا در خاطر فرعون بود — اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود
شہ برفت و او بر آن درگہ بخفت — نیم شب آمد بہ پیشش خفیہ جفت
زن برو افتاد و بوسید آن لبش — برجہانیدش ز خواب اندر شبش
گشت بیدار او و زن را دید خوش — بوسہ باران کرد از لب بر لبش
گفت عمران این زمان چون آمدی — گفت از شوق و قضاے ایزدی

درکشیدش در کنار از مہر مرد | بر نیامد با خود آن دم در نبرد
جفت شد با او امانت را سپرد | پس بگفت اے زن این کاریست خرد
آہنے بر سنگ زد زاد آتشے | آتشے از شاہ و ملکش کین کشے
من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات | حق شہ شطرنج و ما ماتیم مات
مات و برد از شاہ میدان اے عروس | این مدان از ما مکن بر ما فسوس
انچہ این فرعون می ترسید ازو | ہست شد اینیدم کہ گشتم جفت تو ۶۸
باز گرد و ہیچ از ینہا دم مزن | تا نیاید بر من و تو صد حزن
عاقبت پیدا شود آثار این | چون علامتہا رسد اے نازنین
در زمان از سوے میدان نعرہا | می رسید از خلق می شد پر ہوا
شاہ ازان ہیبت برون جست آن زمان | پا برہنہ کاین چہ غلغلہاست ہان
از سوے میدان چہ بانگ است و غریو | کز نہیبش می رمد جنے و دیو

گفت عمران شاہ مارا عمر باد | قوم اسرائیلیانند از تو شاد
از عطائے شاہ شادی میکنند | رقص می آرند و کف ہا می زنند
گفت باشد کاین بود اما ولیک | وہم و اندیشہ مرا پر کرد نیک
این صدا جان مرا تغیر کرد | از غم و اندوہ تلخم پیر کرد
پیش می آمد پس میرفت شہ | جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ
ہر زمان میگفت اے عمران مرا | سخت از جا بردہ است این نعرہا ۶۹
زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا | باز گوید اختلاط جفت را
چون زن عمران بعمران در خزید | تا کہ شد استارۂ موسے پدید
ہر پیمبر کہ در آید در رحم | نجم او بر چرخ گردد منتجم

فرعون بنی اسرائیل کو میدان میں چھوڑ کر رات کے وقت خود گھر میں واپس آ گیا۔ اور خوش تھا کہ یہ رات حمل کی ہے اور بنی اسرائیل اپنی عورتوں سے الگ ہیں پس حمل نہیں قرار پا سکتا عمران جو اسکے خزانچی تھے وہ بھی اسکے ساتھ شہر میں آ گئے تھے فرعون نے ان سے کہا کہ تم ہماری ڈیوڑھی ہی پر سونا اور نہ بیوی کے پاس جانا نہ اوس سے

صحبت کرنا اونھوں نے کہا بہت بہتر ہے میں حضور ہی کے دولت خانہ پر سوؤنگا اور آپکے خلاف مرضی کام کا تصور تک نہ آنے دونگا حالانکہ عمران بھی اسرائیل تھے لیکن فرعون انکو دل وجان کیطرح عزیز رکھتا تھا یہ محض خدا کی قدرت تھی کہ بنی اسرائیل کا دشمن اور اونکی ذلت کا خواستگار ایک اسرائیلی کو اتنا چاہے کہ تقدیر الٰہی وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا اور ان پر اسکو اتنا اعتماد تھا کہ اوسکو اسکا خطرہ بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ میری نافرمانی کرینگے اور وہ کام کرینگے جسمیں میری جان کے لئے خطرہ ہو اوہ وہ اونکی اور انکے افعال کیطرف سے بالکل مطمئن تھا اسلئے انکی نگرانی کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا اور صرف یاددہانی پر اکتفا کیا لیکن یہ مقدمہ تھا اوسکی حالت کی سزا کا جو اوسکو اتنا اعتماد ہو گیا وہ تقدیر الٰہی جسکا ظہور عنقریب ہونیوالا ہے عاد اور ثمود کی طرح اوسکے خیال میں بھی نہ تھی اور اوسکو خطرہ نہ ہوتا تھا کہ عمران میری تباہی کا ذریعہ بنیں گے خیر وہ تو اونکو ہدایت کرکے محلسرا میں چلا گیا اور یہ ڈیوڑھی پر سو گئے جب آدھی رات ہوئی اور لوگ سو گئے تو چپکے چپکے انکی بیوی انکے پاس آپہونچی اور آکر اونکے اوپر لیٹ گئی اور منہ چومنا شروع کیا اور نیند جو انکے سر میں بھری ہوئی تھی اوس سے اونکو بیدار کیا جب وہ جاگے تو بیوی کو خوب دلربا صورت میں دیکھا یہ دیکھکر بیتاب ہو گئے اور چٹا چٹ بوسے لینے شروع کئے اور بوسونکا تار باندھ دیا اور کہا کہ اسوقت تم کیسے آگئیں اونھوں نے کہا کہ آپکی محبت اور تقدیر الٰہی کھینچ لائی انھوں نے اپنے کو بہت روکنا چاہا مگر رک نہ سکے بالآخر اونکو بقصد ہمبستری آغوش میں لیا اور ان سے ہم صحبت ہوئے۔ اور امانت کو اونکے سپرد کیا یعنی حمل قرار پا گیا جب فراغت ہوئی تو ہوش آیا اور کہا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی دیکھو یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ لوہے اور پتھر کے ٹکرانے سے آگ پیدا ہو گئی ہے اور آگ بھی معمولی نہیں بلکہ وہ آگ جو بادشاہ اور اوسکے ملک کو پھونک دیگی خیر میری مثال ایسی سمجھو جیسے ابر اور پانی ایسی جیسے زمین اور جو بچہ پیدا ہوگا وہ ایک پودے کی مثل ہے۔ ایضاً بادشاہ کا حق بمنزلہ شطرنج کے تھا۔ اور ہم بازی جیتنے اور بادشاہ کو محفوظ رہنے کی کوشش کر رہے تھے مگر نہ جیت سکے

بلکہ مات ہو گئے ہماری ہار جیت سب حق سبحانہ کے قبضہ میں ہے یہ محض تقدیر الٰہی تھی اور ہمارے اختیار کو ہمیں کچھ دخل نہ تھا لہذا پچتانے کی کوئی بات نہیں جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہوا اور جسکا بادشاہ کو خطرہ تھا وہ اب جبکہ میں تم سے ہم صحبت ہوا وجود میں آگیا یعنی تم کو حمل رہگیا جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ اب تم واپس ہو جاؤ اور دیکھو خبردار ان واقعات کی کسیکو اطلاع نہ ہو تاکہ میں اور تم دونوں مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ گو بالکل تو چھپ نہیں سکتا کیونکہ جب اسکی نشانیاں ظاہر ہونگی جو منجمین نے سمجھ رکھی ہیں تو اُن سے اسکا اجمالی علم ہو ہی جائیگا یہ روانہ ہوئیں اور ادھر میدان کی طرف سے آوازیں اُٹھیں اور ہوا میں گونجنے لگیں بادشاہ خوف زدہ ہو کر ننگے پاؤں باہر دوڑا اور کہا کہ دیکھو تو یہ کیا شور ہے اور میدان کی طرف سے یہ آوازیں کیسی آرہی ہیں جنکی ہیبت سے بھوت اور جن بھی بھاگتے ہیں عمران نے کہا کہ حضور کی عمر دراز ہو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسرائیلی لوگ چونکہ آپ سے خوش ہیں اسلئے وہ عطائے
شاہی سے خوش ہو کر ناچتے اور تالیاں بجاتے ہونگے اوسنے کہا ممکن ہے یہی ہو ۱۷
لیکن مجھے تو طرح طرح کے خیال آتے ہیں اور اس آواز نے میری حالت دگرگوں کردی ہے اور غم اور ناگوار رنج پہونچا کر مجھے بڈہا کر دیا ہے اوسکی عجیب حالت تھی کبھی باہر آتا تھا اور کبھی اندر جاتا تھا اور تمام رات یوں بیقرار تھا جیسے حاملہ دردزہ کے وقت ہوتی ہے اور ہر وقت یہی کہتا تھا کہ اے عمران ان آوازوں نے تو مجھے نہایت بےچین کر رکھا ہے عمران کی کیا طاقت تھی کہ وہ صاف صاف کہدے کہ جب میری بیوی میرے پاس گھس آئی تو میں اوس سے ہم صحبت ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حمل رہگیا اور موسٰے کا ستارہ طلوع ہو گیا یہ اوسکا شور ہے۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی پیغمبر شکم مادر میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اونکا ستارہ آسمان پر ظاہر ہوتا ہے جب موسٰے علیہ السلام شکم مادر میں آگئے تو فرعون اور اوسکی تدبیروں اور چالون کی آنکھون میں خاک ڈالکر ان کا ستارہ بھی طالع ہو گیا اور کسی کے روکے نہ رک سکا۔

شرح شبیری

فرعون کا میدان سے خوش خوش شہر مین آنا اور شب حمل میں بنی اسرائیل کی عورتونکو مردون سے جُدا کردینا

شہ شبانگہ باز آمد شادمان کامشبان حمل است دور اند از زنان

یعنی بادشاہ رات کو خوش خوش واپس آگیا (اور کہتا تھا) کہ آج حمل ہے اور مرد عورتون سے دُور ہیں تو پھر کیسے حمل قرار پائیگا۔

خازنش عمران ہم اندر خدمتش ہم بشہر آمد قرین صحبتش ۷۲

یعنی عمران (والد موسٰے علیہ السّلام) جو اوسکے معتمد تھے وہ اوسکی خدمت میں تھے تو وہ بھی شہر میں اوسکے ساتھ ساتھ چلے آئے مگر چونکہ یہ بھی بنی اسرائیل سے تھے اگرچہ معتمد تھے اسلئے اُسنے یہ بولا کہ۔

گفت اے عمران برین در خسپ تو ہین مرو سوئے زن اے مردنکو

یعنی کہ فرعون نے کہا کہ اے عمران یہیں سو رہو اور اے مرد نیک عورت کے پاس مت جانا

گفت خسپم ہم برین درگاہ تو ہیچ نندیشم بجز دلخواہ تو

یعنی اونہون نے کہا کہ میں آپکے ہی دروازہ پر سوتا ہون اور میں سوائے اُس شے کے جو تیرا دلخواہ ہے اور کچھ سوچتا بھی نہیں ہون مولانا فرماتے ہین کہ۔

متمسك لما عليه اهل الطريق من حسن المعاشرة مع كل احد بما يناسب مرتبته۔

كتاب الصوم

الحديث النظر سهم مسموم من سهام ابليس الحديث لا وصحح اسناده من حديث حذيفة ف فيه عدم استصغار الصغائر من الذنوب فانه قد يفوق مفسدته على الكبائر لاسيما النظر الذى ينشأ عن الشهوة او ينشأ عنه الشهوة حالا او مالا وهو كما قال بعض اهل التجربة بالفارسية

ع

درون سینہ من زخم بے نشاں زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدۂ

كتاب الحج

الحديث حديث من رزق فى شئ فليلزمه ومن جعلت معيشة فى شئ فلا ينتقل عنه حتى يتغير عليه

عادت کی دلیل ہے جو اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر شخص کے ساتھ (بلا تخصیص نیک وبد کے) ایسی حسن معاشرۃ کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہے۔

حدیث نظر (بد) ایک زہر آلود تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی ف اس میں دلالت ہے کہ صغیرہ گناہوں کو سرسری نہ سمجھے کبھی اس کا مفسدہ کبائر سے بھی بڑھ جاتا ہے (گو وہ ذات خاص ہی کی طرف راجع ہو اور کبیرہ جو مفسدہ میں قوی ہوتا ہے وہ مفسدہ عامہ ہے) بالخصوص نظر جو شہوت سے ناشی ہو یا اس سے شہوت ناشی ہو فی الحال یا فی المآل (بسبیل احتمال) اور اس کی وہی حالت ہے جس کو بعض اہل تجربہ نے فارسی (شعر) میں ظاہر کیا ہے ع درون سینہ من زخم بے نشاں زدۂ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدۂ +

حدیث جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو چاہئے کہ اس میں لگا رہے اور جس کی معاش کسی چیز میں ہو گی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک کہ اس میں خود تغیر ہو جاوے روایت کیا اس کو

عدم استصغار الصغائر
۳۴

ہ من حدیث انس بالجملة
الاولی بسند حسن ومن حدیث
عائشة بسند فیه جهالة
بلفظ اذا سبب الله لاحدکم
رزقا من وجه فلا یدعه حتی
یتغیر له او یتنکر له **ف**
قاسوا علیه کل معاملة
من الله مع العبد تعرف
بالبصیرة والفراسة وخصوصیات
الواقعات وهی کالبدیهیات
بل المحسوسات
عند القوم
یراعونه فی
احوالهم
الحدیث من زارنی بعد
وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی
الطبرانی والدارقطنی من
حدیث ابن عمر۔
الحدیث من جاءنی زائرا
لا تهمه الا زیارتی کان حقا
علی الله ان اکون له شفیعا

الحکم معاملات اللہ مع العبد ۳۴

ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ اولیٰ کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ سے مسبب فرمائے اُس کو چھوڑنا نہ چاہیے جب تک کہ اس میں تغیر یا ناموافقت نہ ہو جائے۔

ف (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بصیرت وفراست وخصوصیات واقعات سے ہو جاتی ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر وتبدل از خود نہیں کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل بدیہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جس کی وہ اپنے احوال میں رعایت رکھتے ہیں

حدیث جو شخص میری زیارت میری وفات کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری حیات میں کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابن عمر کی حدیث سے۔

حدیث جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آوے اور اس کا مقصود بجز میری زیارت کے اور کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہو گا کہ میں اس کا شفیع بنوں

الطبرانی من حدیث ابن عمر وصححہ ابن السکن **ف** مدلولہما ظاہر وھو من المستحبات الاکدھا لاسیما عند العشاق وحدیث لاتشد فیما لم ینقل الفضلیۃ لان اعتقادھا بالرای المحض ابتداع۔

الحدیث من تشبہ بقوم فھو منھم ابوداؤد من حدیث ابن عمر بسند صحیح **ف** ھو عام للمحمود والمذموم وھو اصل لاختیار زی الصالحین بنیۃ البرکۃ لابنیۃ التشبع بما لم یعط والشھرۃ۔

الحدیث ان اللہ وکل بقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ملکاً یبلغہ سلام من سلم علیہ من امتہ ن حب لہ من حدیث ابن مسعود بلفظ ان للہ ملائکۃ سیاحین

زیارۃ قبر النبوی

روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابن السکن نے اس کو تصحیح کی **ف** ان دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیارت قبر نبوی مستحبات میں اوروں سے مؤکد ہے خصوص عشاق کے نزدیک اور لاتشد الرحال والی حدیث ان اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے افضل ہونا منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی افضلیت کا محض رائے سے اعتقاد کرلینا بدعت ہے۔

۳۵ التزیی بزی الصالحین

حدیث جو شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند صحیح **ف** یہ عام ہے تشبہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ اصل ہے صلحاء کی وضع اختیار کرنے کی بہ نیت برکت کے نہ بہ نیت دعوی کمال غیر حاصل و شہرت کے۔

حدیث اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ آپ کو اس شخص کا سلام پہونچاتا ہے جو آپ پر آپ کی امت میں سے سلام بھیجے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔

فی الارض یبلغونی عن امتی السلام ف
ولما کان الحکم غیر مدرک بالقیاس
لا یتعدی الی غیر المنصوص فلا یوذن
فی خطاب الاولیاء والمقبولین احیاء کانوا
او مقبورین لعدم ورود مثل ہذا النص
فیہم والامکان المحض غیر کاف
فی امثالہ

میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہونچاتے ہیں
ف اور چونکہ یہ امر غیر مدرک بالقیاس ہے اسلئے
غیر منصوص کی طرف متعدی نہ ہوگا پس دوسرے
اولیاء و مقبولین کی خطاب کا اذن نہ دیا جاویگا
خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ ایسی نص
ان کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض
امکان کافی نہیں۔

کتاب آداب القرآن

۳۷ الحدیث یقول اللہ من شغلہ
قراءۃ القرآن عن دعائی ومسئلتی
اعطیتہ ثواب الشاکرین ت
من حدیث ابی سعید من شغلہ
القرآن عن ذکری او مسئلتی
اعطیتہ افضل ما اعطی
السائلین وقال حسن غریب
ورواہ ابن شاہین بلفظ
المصنف ف فیہ اصل لما
علیہ المشائخ من قصرہم
بعض المریدین علی بعض
الطاعات ونہیہم

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو
تلاوت قرآن مجھ سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے
کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب
دونگا اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے
روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا
دعا سے مشغول کردے میں جسقدر اور سائلوں کو
دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دونگا۔ اور
ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاہین
نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا ف
اس میں اصل ہے مشائخ کے اس معمول کی کہ وہ بعض
مریدوں کو بعض طاعات پر محدود کر دیتے ہیں اور
بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور مفصل تقریر

ترک بعض المطلوبات فی شغلہ الذکر
[illegible]

دلی کی جامع مسجد کے پیچھے کی دوکانوں میں سے ایک دوکان میں رہتا تھا اور اوس زمانہ کے لوگ اوسکے نہایت معتقد تھے اور وہ مجذوب کبھی کبھی جامع مسجد کی ان سیڑہیوں پر آبیٹھتا تھا جو دریبہ کی جانب ہیں اور اسکی شکل اسقدر ہیبت ناک تھی کہ اکثر لوگ اوسکے خوف سے اس طرف کا راستہ چلنا چھوڑ دیتے تھے اور وہ اپنی کوٹھری میں بھی اور سیڑہیون پر بھی شیر کیطرح غرایا کرتا تھا رات کے وقت تو اوسکی کوٹھری میں کوئی کبھی گیا ہی نہیں اگر کسیکو کچھہ عرض معروض کرنی ہوئی تو بہت ڈرتے ڈرتے سیڑہیوں ہی پر کچھہ کہہ لیتا تہا وہ مجذوب لوگونکو مارتا بھی تھا اور اینٹیں بھی پھینکتا تھا مولانا اسمٰعیل شہید نے ایک روز اسکی دوکان میں جانے کا ارادہ کیا احباب نے منع کیا مگر انہون نے کسی کی نہ سنی اور دوکان میں پہونچ گئے مجذوب مولانا کو دیکھکر اسقدر زور سے غرایا کہ کبھی اسقدر نہ غرایا تھا مخالفین تو بہت خوش ہوئے کہ آج انپر مجذوب کی مار پڑیگی اور یہ یا تو مرجاینگے یا دیوانہ ہوجاینگے یا اور کوئی بلا نازل ہوگی مگر کچھہ بھی نہ ہوا بلکہ وہ مجذوب
21 تھوڑی دیر تو غرایا لیکن اسکے بعد اسکا غرانا موقوف ہوگیا۔ اور دونون کی باتون کی آواز آنے لگی نتیجہ یہ ہوا کہ دو گہنٹہ کے بعد مولانا اسکو نکال لاتے اور باہر لاکر نماز پڑہوادی اوسکے بعد سے اوسکی یہ حالت ہوئی کہ برابر نماز پڑہنے لگا اور غرانا وغیرہ سب موقوف ہوگیا مگر کسیقدر دیوانگی باقی رہی۔

حاشیہ حکایت (۱۸) قولہ مار پڑیگی۔ **اقول** یعنی اوسکے تصرف باطنی سے کوئی سخت گزند پہونچے گا۔ **فائدہ** مگر ہر شخص کا یہ کام نہیں ناقص کو کبھی دنیوی ضرر کبھی دینی ضرر پہنچ جانا محتمل ہے (**شت**)

(۱۹) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم خادم علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک شخص بڑے لوگون میں سے جنکا نام تو یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ انکو منشی صاحب کہتے تھے انھون نے مولانا اسمٰعیل صاحب شہید سے اپنے یہاں مردانہ میں وعظ کہلایا۔ وعظ میں مولانا کی یہ حالت تھی کہ جو تڑاق پڑاق انکے وعظ مین ہوتی تھی اوس وعظ میں نہ تھی بلکہ لہجہ نہایت کمزور تھا۔ مولوی رستم علی خان بریلوی جو مولانا کی خازن

اور نہایت جان نثار تھے ان سے ان منشی صاحب نے دریافت کیا کہ آج مولانا کی آواز اُبھرتی کیون نہیں اسکا کیا سبب ہے چونکہ منشی صاحب مخلص تھے اور پوچھا بھی اصرار سے اسلئے انہون نے جواب میں فرمایا کہ اس ضعف لہجہ کا سبب یہ ہو کہ مولانا پر تین وقت سے فاقہ ہے اور انہون نے تین وقت سے کچھ نہیں کھایا ہے منشی صاحب یہ سُنکر اوٹھے اور مولانا سے کہا کہ مولانا اب وعظ کو موقوف فرما دیجئے مجھے اور بھی ضروری کام ہیں وعظ موقوف ہوگیا اور وہ مولانا کو الگ ایک مکان مین لیگئے وہان اونکے سامنے کھانا رکھا مولانا یہ دیکھکر مسکرائے اور فرمایا منشی جی تم سے کسی نے کہدیا ہے مگر میں کھانا نہ کھاؤنگا انھون نے پوچھا حضرت کیون آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھیون نے بھی کھانا نہیں کھایا ہے اور میں ان سے الگ کھانا نہیں کھاسکتا انہون نے ساتھیون کو بھی بلالیا اور سب کو کھانا کھلایا اور کئی وقت تک دعوت کی۔

حاشیہ حکایت (۱۹) قولہ میں ان سے الگ کھانا نہیں کھاسکتا۔

اقول یہ رواے حقوق مرافقت ان حضرات کے ادنیٰ کمالات سے ہے (تشت)

(۲۰) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے میانجی محمدی صاحب اور حکیم خادم علیصاحب اور مولوی سراج احمد صاحب خورجوی اور میانجی رحیم داد صاحب خورجوی اور مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی اور مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری سے سُنا ہے یہ حضرات فرماتے تھے کہ جب مولانا اسمٰعیل صاحب کے وعظوں کا زور شور ہوا تو اس زمانہ میں فدا حسین رسول شاہی کا بھی زور شور تھا (فدا حسین مذکور سرسید کی نانی کا بھائی تھا اور نہایت بددین صوفی تھا اور اسقدر با اثر تھا کہ شاہ عبد العزیز صاحب کے ایک لائق شاگرد مولوی عبد اللہ کو اور شاہ غلام علی صاحب کے ایک خاص مرید کو بھی تباہ کر چکا تھا) مولانا نے فدا حسین مذکور کے فتنہ کو دُور کرنے کی کوشش کی اور اُسکے مریدوں کے پاس پہونچکر اور اونکو پکڑ پکڑ کر اور فدا حسین کے جلسون میں جا جا کر امر بالمعروف کرنا شروع کیا۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ فدا حسین کے کئی مرید تائب ہوکر مولانا کے حلقہ بگوش ہوگئے۔ اسپر فدا حسین کے مریدون کو بہت صدمہ ہوا اور وہ سب اکٹھے

ہو کر فدا حسین کے پاس آئے اور فدا حسین سے یہ کہا کہ آپ مولانا پر تصرف کیوں نہیں کرتے
فدا حسین نے اپنے سارے مجمع کو بٹھا کر ان سے یہ بات کہی کہ خبردار مولانا سے کبھی نہ
اُلجھنا دیکھو اگر بادشاہ یہ حکم دے کہ میرے قلمرو میں رات کے دس بجے کوئی شخص تنہا
یا بلا روشنی کے نہ نکلے اور پولیس کو حکم کر دے کہ جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے
تو اوسے گرفتار کر لو۔ تو پولیس والے اس حکم کی تعمیل میں ہر ایسے شخص کو گرفتار کرکے
حوالات کر دینگے جو خلاف حکم شاہی رات کے وقت تنہا یا بلا روشنی کے جا رہا ہو خواہ وہ
بادشاہ کا دوست ہو یا کوئی اور۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ نمکحرام اور شاہی مجرم ہیں
اب اگر وہ شخص بادشاہ کا مقرب ہونے کے زعم میں ان پولیس والون کی مزاحمت
کرے تو اوسکی یہ مزاحمت حکم شاہی کی مزاحمت اور بادشاہ سے مقابلہ سمجھی جائیگی۔
پس ایسی حالت میں اسکا فرض ہے کہ وہ پولیس والونکی اطاعت کرے اور انسے
مزاحمت نہ کرے اگر وہ ایسا کریگا تو جب بادشاہ کے سامنے پیش ہوگا بادشاہ اسے
۲۳ خود رہا کردیگا جب یہ معلوم ہوگیا۔ تو اب سمجھو کہ مولانا حق تعالےٰ کے مامور ہیں ان سے
مزاحمت کرنا حق تعالےٰ سے مزاحمت کرنا ہے اسلئے تم انکی مزاحمت نہ کرو بلکہ حق تعالےٰ
سے آشنائی پیدا کر لو۔ جب تم اسکے سامنے پیش ہوگے وہ خود تم کو رہا کر دیگا۔ پس تم
خبردار مولانا سے کبھی نہ الجھنا۔

حاشیہ حکایت (۲۰) قولہ تم انکی مزاحمت نہ کرو بلکہ حق تعالےٰ سے
آشنائی پیدا کر لو۔ **اقول** اس شخص کی تقریر مرکب ہے ایک اقرار ایک دعوے سے
اقرار یہ کہ مولانا سے مزاحمت جائز نہیں یہ اقرار مقر پر حجت ہے اور دعویٰ یہ کہ ہم موجودہ
حالت میں خدا تعالےٰ کے دوست ہیں یا ہو سکتے ہیں یہ دعویٰ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل
غیر مسموع ہے (**ش ت**)

(۲۱) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ مجھ سے میرے استاد میانجی محمدی صاحب
نے اور حکیم خادم علی صاحب نے اور مولوی عبد القیوم صاحب نے اور ان کے علاوہ
اور بہت سے لوگوں نے بیان کیا کہ فدا حسین جب اکبری مسجد کے نیچے سے نکلتا

جس میں شاہ عبد القادر صاحب رہتے تھے تو بھاگ کر نکلتا تھا لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ جب مین اس مسجد کے نیچے آتا ہون تو جو کچھ میرے قلب مین ہے سب سلب ہوجاتا ہے اور جب مسجد کی حد سے خارج ہوجاتا ہون پھر آجاتا ہے۔

حاشیہ حکایت (۲۱) قولہ جو کچھ میرے قلب میں ہے سب سلب ہوجاتا ہے **اقول** جاء الحق وزھق الباطل کا یہ ایک ظہور ہے (**رشت**)

(۲۲) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ مجھ سے مولوی عبد القیوم صاحب داماد جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب نے بیان فرمایا کہ تحصیل سکندر آباد ضلع بلند شہر میں جو شاہ صاحب کے خاندان کے گاؤن تھے۔ انکی تحصیل کے لئے مولانا اسمٰعیل صاحب شہید جایا کرتے تھے ایکمرتبہ مولوی اسمٰعیل صاحب بیمار ہوگئے اسلئے اس مرتبہ مولوی شاہ رفیع الدین صاحب کے چھوٹے بیٹے کو بھیجا جایا۔ اور چونکہ مولوی اسمٰعیل صاحب کو دیہات کے حالات معلوم تھے کیونکہ وہ ہی تحصیل کے لئے جایا کرتے تھے اسلئے انسے
۲۲ دیہات کے حالات پوچھے تاکہ تحصیل مین آسانی ہو مولانے تمام واقعات و حالات بتلا دیئے اور یہ بھی بتلا دیا کہ میں آتے جاتے غازی آباد میں فلاں بھٹیاری کے یہاں ٹھہرا کرتا ہون (اور بھٹیاری کا پورا پتہ بتلا دیا) اور اسکو اسقدر دیا کرتا ہون تم بھی وہیں ٹھہرنا۔ اور اس سے یہ کہدینا کہ میں اسمٰعیل کا بھائی ہون مولوی موسٰے یہ ہدایات لیکر روانہ ہوگئے اور بھٹیاری کے یہاں پہونچے اوسنے انکی بھی اسیطرح خاطر کی جسطرح وہ مولانا کی کیا کرتی تھی۔ رات کے وقت اوسنے مولوی موسٰی کی چارپائی کے نیچے دو لوٹے پانی کے اور ایک چٹائی اور ایک جانماز رکھدی۔ مولوی موسٰے نے کہا۔ کہ تم یہ سامان کیون کرتی ہو نہ لوٹوں کی ضرورت ہے نہ چٹائی کی اور نہ جانماز کی۔ جب صبح ہوگی مسجد میں جاکر نماز پڑھ لینگے۔ بھٹیاری نے تعجب سے انکی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تو تمہاری صورت دیکھکر ہی سمجھہ گئی تھی کہ تم مولوی اسمٰعیل کے بھائی نہیں ہو (کیونکہ یہ شاہ صاحب کے خاندان میں سیاہ فام تھے) اور اب تو تمہارے اس کہنے سے یقین ہوگیا۔ مولوی اسمٰعیل بھی صبح کی نماز مسجد ہی مین پڑھتے تھے مگر وہ تھوڑی دیر

باقی آئندہ

والشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان

الحمد للہ والمنۃ کہ جنتری لاجواب الموسوم بہ

۱۳۴۲ھ

عثمانی جنتری

حسب فرمائش محمد عثمان مالک

کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض ہے کہ یہ جنتری نمازیوں کے واسطے بنائی گئی ہے تاکہ ابد وغیرہ میں کام آوے مگر یہ حساب ہے کوئی وحی نہیں ہے کہ سارے کام اسی پر چھوڑ دیے جائیں، ممکن ہے منٹ دو منٹ کا کہیں فرق نکل آئے یا گھڑی میں فرق ہو جہاں تک ممکن ہو احتیاط سے کام لیں اور یہ جنتری دہلی کے واسطے ہے مگر ہر مقام پر کام دے سکتی ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ جس مقام پر کام میں لانا ہو وہاں دو ایک روز زوال یا غروب دیکھیں کہ اس جنتری سے کے منٹ بعد یا قبل زوال یا غروب ہوا جتنے منٹ کا فرق نکلے ہمیشہ اتنے منٹ کا فرق نکالکر کام میں لا دیں۔ مثلاً میرٹھ میں دیکھا کہ دو منٹ قبل غروب یا زوال ہوا تو اب سمجھ لیں کہ صرف دو منٹ کا فرق ہے۔ دو منٹ پہلے وقت کا ہو جانا خیال کریں۔ یا مثلاً انبالہ میں اس جنتری سے دو منٹ بعد غروب ہوا تو سمجھ لیں کہ انبالہ میں دو منٹ بعد وقت ہوگا، اور اس جنتری میں عشاء کا وقت حنفی لکھا ہے یعنی بعد غروب آفتاب جو سرخی کے بعد سپیدی پھیلتی ہے اس کے غائب ہونیکے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے گو صاحبین کے نزدیک سرخی کے بعد وقت ہو جاتا ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ کسی قسم کا شک ہی نہ رہے ایسے ہی عصر کا وقت ہمارے امام صاحب کے نزدیک مثلین کے بعد ہوتا ہے، اگرچہ دوسرے حضرات کے نزدیک اس سے قبل بھی ہو جاتا ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ مثلین کے بعد نماز عصر پڑھے اور ظہر ایک مثل کے اندر پڑھ لے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے شہر دہلی میں اکثر جگہ عصر کی نماز مثلین سے قبل ہو جاتی ہے، حالانکہ حنفی کہلاتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے، احتیاط کا پہلو لینا چاہیے۔ آخر میں احقر کی درخواست ہے کہ اس جنتری میں جو کہیں غلطی دیکھیں اسکی اصلاح کر دیں اور احقر کو اطلاع دیں کہ آئندہ درست کر دیا جائے۔ فقط

خاکسار
محمد عثمان عفی عنہ

رفیق سفر

پنجشنبہ	۱	۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	۲	۲۴	۵	۳۹	؍	؍	۲۳	۵۶
شنبہ	۳	۲۵	؍	؍	؍	۲۳	؍	۵۶
یکشنبہ	۴	۲۶	۶	۴۰	؍	؍	۲۲	۵۵
دوشنبہ	۵	۲۷	۷	؍	؍	؍	؍	۵۴
سہ شنبہ	۶	۲۸	۸	۴۱	؍	۲۲	۲۱	۵۳
چہارشنبہ	۷	۲۹	۹	۴۲	؍	۲۱	۲۰	۵۲
پنجشنبہ	۸	۳۰	۱۰	؍	؍	؍	؍	۵۱
جمعہ	۹	۳۱	۱۱	۴۳	؍	۲۰	۱۹	۴۹
شنبہ	۱۰	یکم اگست	؍	۴۳	؍	؍	۱۸	۴۸
یکشنبہ	۱۱	۲	۱۲	۴۴	؍	۱۹	۱۷	۴۷
دوشنبہ	۱۲	۳	۱۳	۴۵	؍	؍	؍	۴۶
سہ شنبہ	۱۳	۴	۱۴	۴۶	؍	۱۸	۱۶	۴۵
چہارشنبہ	۱۴	۵	۱۵	؍	؍	؍	۱۵	۴۴
پنجشنبہ	۱۵	۶	۱۶	۴۷	۳۰	۱۷	؍	۴۳
جمعہ	۱۶	۷	؍	؍	؍	؍	۱۴	۴۱
شنبہ	۱۷	۸	۱۷	۴۸	؍	۱۶	۱۳	۴۰
یکشنبہ	۱۸	۹	۱۸	؍	؍	؍	۱۲	۳۹
دوشنبہ	۱۹	۱۰	۱۹	۴۹	؍	۱۵	۱۱	۳۸
سہ شنبہ	۲۰	۱۱	۲۰	؍	؍	؍	۱۰	۳۷
چہارشنبہ	۲۱	۱۲	۲۱	۵۰	؍	۱۴	۹	۳۶
پنجشنبہ	۲۲	۱۳	۲۲	۵۱	۲۹	؍	۸	۳۵
جمعہ	۲۳	۱۴	۲۳	۵۲	؍	۱۳	۷	۳۳
شنبہ	۲۴	۱۵	۲۴	؍	؍	؍	۶	۳۲
یکشنبہ	۲۵	۱۶	۲۵	۵۳	؍	؍	۵	۳۱
دوشنبہ	۲۶	۱۷	۲۶	۵۴	؍	۱۲	۴	۳۰
سہ شنبہ	۲۷	۱۸	۲۷	۵۵	۲۸	؍	۳	۲۹
چہارشنبہ	۲۸	۱۹	۲۸	؍	؍	؍	۲	۲۸
پنجشنبہ	۲۹	۲۰	۲۹	۵۶	؍	۱۱	۱	۲۷
جمعہ	۳۰	۲۱	؍	؍	؍	؍	ستمبر	۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اس زمانہ میں ریل کا سفر چونکہ ہر خاص و عام اور ادنیٰ و اعلیٰ کو پیش آتا ہے اور بہت سے نیک مسلمان بوجہ ناواقفیت اس سفر کے متعلق بعض امور ناجائز و مذموم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے احقر اصغر حسین دیوبندی نے چاہا کہ کسیقدر ضروری مسائل جمع ہو جائیں جو عمل کرنیوالوں کیلئے موجب ہدایت ہوں اور دوسرے دیندار حضرات کے لئے محرک۔

پس بعض مسائل لکھ کر مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے بڑے مفتی صاحب مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہم کو اضافہ و اصلاح کی تکلیف دی اور حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی نظر فیض اثر سے گذار کر ضروری مسائل و ہدایت کے تحریر فرمانے کی استدعا کی۔ چنانچہ دونوں حضرات نے تفقد فرمایا حضرت کا نوشتہ آپ بالاختصار فرمائینگے۔ احقر کے تحریر کردہ مسائل میں تو کسی علامت کی ضرورت نہ تھی البتہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے جو اصلاح و اضافہ کیا ہے اسکے

عہ دو سال تک رسالہ بسا فر آخرت جنتری میں شائع کیا تھا مگر اب بعض احباب کی رائے سے یہ رسالہ شائع کیا گیا اگر کسی صاحب کو مسافر آخرت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبہ	۱	۲۲	۴ بجکر ۳۰ منٹ	۵ بجکر ۴۸ منٹ	۱۲ بجکر ۲۷ منٹ	۵ بجکر ۱۰ منٹ	۶ بجکر ۵۹ منٹ	۸ بجکر ۲۴ منٹ
یکشنبہ	۲	۲۳	۳۱	〃	〃	〃	۵۸	۲۴
دوشنبہ	۳	۲۴	۳۲	۵۸	〃	۹	۵۷	۲۳
سہ شنبہ	۴	۲۵	〃	〃	〃	〃	۵۶	۲۲
چہارشنبہ	۵	۲۶	۳۳	۵۹	۲۶	۸	۵۵	۲۱
پنجشنبہ	۶	۲۷	〃	〃	〃	۷	۵۳	۱۹
جمعہ	۷	۲۸	۳۴	۶ بجے	〃	۶	۵۲	۱۸
شنبہ	۸	۲۹	〃	〃	〃	۵	۵۱	۱۷
یکشنبہ	۹	۳۰	۳۵	۶ بجکر ۱ منٹ	۲۵	۴	۵۰	۱۵
دوشنبہ	۱۰	۳۱	〃	〃	〃	۳	۴۹	۱۴
سہ شنبہ	۱۱	یکم ستمبر	۳۶	۱	〃	〃	۴۸	۱۳
چہارشنبہ	۱۲	۲	۳۷	۲	〃	۲	۴۷	۱۲
پنجشنبہ	۱۳	۳	۳۸	۳	〃	۱	۴۶	۱۰
جمعہ	۱۴	۴	〃	〃	۲۴	۵ بجے	۴۴	۹
شنبہ	۱۵	۵	۳۹	۴	〃	۴ بجکر ۵۹ منٹ	۴۳	۸
یکشنبہ	۱۶	۶	〃	〃	〃	۵۸	۴۲	۶
دوشنبہ	۱۷	۷	۴۰	۵	۲۳	۵۷	۴۱	۵
سہ شنبہ	۱۸	۸	〃	〃	〃	۵۶	۴۰	۴
چہارشنبہ	۱۹	۹	۴۱	۶	〃	۵۵	۳۹	۲
پنجشنبہ	۲۰	۱۰	۴۲	۷	۲۲	۵۴	۳۷	۱
جمعہ	۲۱	۱۱	〃	〃	〃	۵۳	۳۶	۸ بجے
شنبہ	۲۲	۱۲	۴۳	۸	〃	〃	۳۵	۷ بجکر ۵۸ منٹ
یکشنبہ	۲۳	۱۳	۴۴	〃	۲۱	۵۲	۳۳	۵۷
دوشنبہ	۲۴	۱۴	۴۵	۹	〃	۵۱	۳۲	۵۶
سہ شنبہ	۲۵	۱۵	〃	〃	〃	۵۰	۳۱	۵۴
چہارشنبہ	۲۶	۱۶	۴۶	۱۰	۲۰	۴۹	۳۰	۵۳
پنجشنبہ	۲۷	۱۷	〃	〃	〃	۴۸	۲۹	۵۱
جمعہ	۲۸	۱۸	۴۷	۱۱	〃	۴۷	۲۸	۵۰
شنبہ	۲۹	۱۹	〃	〃	۱۹	۴۶	۲۷	۴۸

شروع میں جلی قلم سے حرف م لکھدیا ہے اور حضرت مولنا دامت برکاتہم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکی ابتدا میں حرف ح کو علامت قرار دیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ اس مختصر تحریر کو باعث نفع خلائق فرمائے۔

پانی اور تیمم اور نماز کے متعلق مسائل

مسئلہ پانی نہ ملنے کیوجہ سے جس نے حسب قاعدہ تیمم کیا ہو اگر چلتی ہوئی ریل میں اسکو جا بجا پانی اور نیچے ملیں تو تیمم نہیں ٹوٹیگا مگر احوط یہ ہے کہ اگر موقع ہو تو پھر تیمم کرے مسئلہ اگر ریل ٹھیرے اور اسٹیشن پر پانی ملسکتا ہو تو تیمم ٹوٹ گیا پھر اگر وضو نہ کیا اور ریل چھوٹ گئی دوبارہ تیمم کرے مسئلہ پانی بھرا ہوا برتن نشست کے تختہ کے نیچے رکھا رہا اس کا کچھ خیال نہ رہا اور پانی سے ناامید ہوکر تیمم کرکے نماز پڑھلی پھر یاد آیا تو نماز کو دہرانا واجب نہیں خواہ نماز کے وقت یاد آیا ہو یا نماز کا وقت نکل جانے کے بعد۔ اور اگر سامنے تختے کے اوپر لوٹا رکھا تھا یا صراحی ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور پھر بھی بھول گیا اور تیمم سے نماز ادا کی تو جب یاد آئے دوبارہ پڑھنا واجب ہے مسئلہ اگر برتن میں پانی بقدر وضو موجود تھا لیکن یہ خیال رہا کہ پانی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	۱	۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	۲	۲۱	۴۹	〃	〃	۴۴	۲۵	۴۵
سہ شنبہ	۳	۲۲	۵۰	۱۳	۱۸	۴۳	۲۳	۴۴
چہارشنبہ	۴	۲۳	۵۱	〃	〃	۴۲	۲۲	۴۳
پنجشنبہ	۵	۲۴	۵۲	۱۴	۱۷	۴۱	۲۰	۴۲
جمعہ	۶	۲۵	۵۳	۱۵	〃	۴۰	۱۹	۴۱
شنبہ	۷	۲۶	۵۴	۱۶	〃	۳۹	۱۸	۴۰
یکشنبہ	۸	۲۷	〃	〃	۱۶	۳۸	۱۶	۳۹
دوشنبہ	۹	۲۸	〃	〃	〃	۳۷	۱۵	۳۸
سہ شنبہ	۱۰	۲۹	۵۵	۱۷	〃	۳۶	۱۴	۳۶
چہارشنبہ	۱۱	۳۰	〃	〃	۱۵	۳۵	۱۳	۳۵
پنجشنبہ	۱۲	یکم اکتوبر	۵۶	۱۸	〃	۳۴	۱۱	۳۴
جمعہ	۱۳	۲	۵۷	۱۹	〃	۳۳	۱۰	۳۳
شنبہ	۱۴	۳	〃	〃	〃	۳۲	۹	۳۲
یکشنبہ	۱۵	۴	۵۸	۲۰	۱۴	۳۱	۸	۳۰
دوشنبہ	۱۶	۵	۵۹	۲۱	〃	۳۰	۷	۲۹
سہ شنبہ	۱۷	۶	〃	〃	〃	۲۹	۶	۲۸
چہارشنبہ	۱۸	۷	۵ بجے	۲۲	۱۳	۲۸	۴	۲۷
پنجشنبہ	۱۹	۸	〃	۲۳	〃	۲۷	۳	۲۶
جمعہ	۲۰	۹	〃	〃	〃	۲۶	۲	۲۵
شنبہ	۲۱	۱۰	۵ بجکر ۱ منٹ	۲۴	〃	〃	۱	۲۴
یکشنبہ	۲۲	۱۱	۲	۲۵	۱۲	۲۵	۶ بجے	۲۲
دوشنبہ	۲۳	۱۲	〃	〃	〃	۲۴	۵ بجکر ۵۹ منٹ	۲۱
سہ شنبہ	۲۴	۱۳	۳	۲۶	〃	۲۳	۵۸	۲۰
چہارشنبہ	۲۵	۱۴	۴	۲۷	〃	۲۲	۵۷	۱۹
پنجشنبہ	۲۶	۱۵	〃	〃	۱۱	۲۱	۵۶	۱۷
جمعہ	۲۷	۱۶	۵	۲۸	〃	۲۰	۵۴	۱۶
شنبہ	۲۸	۱۷	۶	۲۹	〃	۱۹	۵۳	۱۵
یکشنبہ	۲۹	۱۸	〃	〃	〃	۱۸	۵۲	۱۴
دوشنبہ	۳۰	۱۹	۷	۳۰	۱۰	۱۷	۵۱	۱۳

باقی نہیں رہا اور تیمم سے نماز پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا نکل گیا ہو ❊ مسئلہ اگر ریل پر کوئی ہندو پانی دینے والا ہو اور تم کو اس کے پانی سے کراہت آتی ہو تو تیمم جائز نہیں وہی پانی لیکر وضو کرو تم البتہ اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم جائز ہے ❊ مسئلہ اگر ریل میں یہ گمان غالب تھا کہ اسٹیشن پر ضرور پانی ملجاویگا اور نماز کا وقت بھی رہیگا لیکن کسی نے راستہ ہی میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو جائز ہے اگرچہ خلاف استحباب ہے جبتک کہ ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر اسٹیشن رہے ❊ مسئلہ اسٹیشن پر پانی ملنے کی امید تھی لیکن کسی نے تیمم کر کے نماز شروع کر دی اور نماز پڑھتے ہوئے اسٹیشن قریب آگیا ایک میل سے کم فاصلہ رہگیا تو اگر وہاں ریل نہ ٹھیری یا پانی ہی نہ ملا تو وہی نماز کافی اور صحیح سمجھی جاویگی اور اگر پانی موجود ہے اور یہ اس کے لینے پر قادر بھی ہے تو وہ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوئی وضو کر کے دوبارہ ادا کرے ❊ مسئلہ جب اسٹیشن بہت ہی قریب آ جاوے ایک میل سے کم فاصلہ رہجاوے اور وہاں پانی ملنے کی امید قوی ہو تو تیمم سے نماز ادا نہ ہوگی ❊ مسئلہ اگر اسٹیشن ایک میل سے کم فاصلہ پر رہ گیا ہو اور

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	۱	۲۰	۶ بجکر ۸ منٹ	۵ بجکر ۳۱ منٹ	۳ بجکر ۸ منٹ	۱۲ بجکر ۱۶ منٹ	۶ بجکر ۵۰ منٹ	۷ بجکر ۱۲ منٹ
چہارشنبہ	۲	۲۱	〃	〃	〃	۱۵	۴۹	۱۱
پنجشنبہ	۳	۲۲	۹	۳۲	〃	۱۴	۴۸	۱۰
جمعہ	۴	۲۳	〃	۳۳	〃	۱۳	۴۷	۹
شنبہ	۵	۲۴	۱۰	〃	〃	۱۲	۴۶	۸
یکشنبہ	۶	۲۵	〃	۳۴	〃	〃	۴۵	〃
دوشنبہ	۷	۲۶	۱۱	۳۵	۹	۱۱	۴۴	۷
سہ شنبہ	۸	۲۷	〃	〃	〃	۱۰	۴۳	۶
چہارشنبہ	۹	۲۸	۱۲	۳۶	〃	۹	۴۲	۵
پنجشنبہ	۱۰	۲۹	۱۳	۳۷	〃	۸	۴۱	۴
جمعہ	۱۱	۳۰	〃	〃	〃	〃	〃	〃
شنبہ	۱۲	۳۱	۱۴	۳۸	〃	۷	۴۰	۳
یکشنبہ	۱۳	یکم نومبر	〃	۳۹	〃	۶	۳۹	۲
دوشنبہ	۱۴	۲	۱۵	۴۰	〃	۵	۳۸	〃
سہ شنبہ	۱۵	۳	۱۶	۴۱	〃	۴	۳۷	۱
چہارشنبہ	۱۶	۴	۱۷	۴۲	〃	۳	۳۶	۷ بجے
پنجشنبہ	۱۷	۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃
جمعہ	۱۸	۶	۱۸	۴۳	〃	۲	۳۵	۶ بجکر ۵۹ منٹ
شنبہ	۱۹	۷	〃	۴۴	〃	۱	۳۴	〃
یکشنبہ	۲۰	۸	۱۹	۴۵	〃	〃	〃	۵۸
دوشنبہ	۲۱	۹	〃	〃	〃	۱۲ بجے	۳۳	〃
سہ شنبہ	۲۲	۱۰	۲۰	۴۶	〃	〃	〃	۵۷
چہارشنبہ	۲۳	۱۱	۲۱	۴۷	〃	۱۱ بجکر ۵۹ منٹ	۳۲	〃
پنجشنبہ	۲۴	۱۲	۲۲	۴۸	۱۰	۵۸	۳۱	۵۶
جمعہ	۲۵	۱۳	۲۳	۴۹	〃	〃	〃	〃
شنبہ	۲۶	۱۴	۲۴	۵۰	〃	۵۷	۳۰	۵۵
یکشنبہ	۲۷	۱۵	۲۵	۵۱	〃	۵۶	۲۹	〃
دوشنبہ	۲۸	۱۶	۲۶	۵۲	〃	〃	〃	۵۴
سہ شنبہ	۲۹	۱۷	〃	〃	〃	۵۵	۲۸	〃

وہاں پانی کی بھی امید قوی ہو لیکن یہ اندیشہ ہے کہ وہاں پہونچنے تک نماز کا وقت نہیں رہیگا نماز قضا ہو جائیگی اس صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھنا درست نہیں اسٹیشن پر پہونچکر وضو کر کے قضا نماز پڑھے اور اگر وہاں بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے قضا پڑھے مسئلہ اگر کہیں مفت پانی نہیں ملسکتا اور کوئی شخص حد سے زیادہ گران قیمت پر پانی فروخت کر رہا ہے (مثلاً اس نواح میں جو پانی کی قیمت ہو اس سے دوچند قیمت لیتا ہے) تو خریدنا ضروری نہیں تیمم جائز ہے مسئلہ اگر پانی معمولی قیمت پر یا کسیقدر گراں ملتا ہو تو تیمم جائز نہیں خریدنا ضروری ہو لیکن اگر اسکے پاس بالکل خرچ نہیں یا اسقدر کم ہے کہ کرایہ اور کھانے وغیرہ کے ضروری خرچ سے کچھ بھی زیادہ نہیں تب بھی خریدنا لازم نہیں تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہو مسئلہ ریل کے پاخانے و غسلخانے میں جو نل لگا رہتا ہے اس کا پانی پاک ہو غسل اور وضو اس سے درست ہو اسکی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں ہو لیکن یہ پانی وہی شخص لے سکتا ہو جسکے درجہ میں وہ نل ہو اور اگر اس کے پاس اس سے کم درجہ کا ٹکٹ ہو تو نہیں لے سکتا۔ مثلاً سوم درجہ کا ٹکٹ ہے تو درمیانہ درجے کے غسلخانہ وغیرہ سے پانی لینا جائز نہیں۔ مسئلہ جب ریل اسٹیشن پر ٹھیر رہی ہے تو

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارشنبہ	۱	۱۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	۲	۱۹	۲۸	۵۴	″	۵۳	۲۶	″
جمعہ	۳	۲۰	″	″	″	″	″	۵۲
شنبہ	۴	۲۱	۲۹	۵۵	″	″	″	″
یکشنبہ	۵	۲۲	″	۵۶	۱۲	″	″	″
دوشنبہ	۶	۲۳	۳۰	۵۷	″	۵۲	۲۵	۵۱
سہ شنبہ	۷	۲۴	۳۱	۵۸	″	″	″	″
چہارشنبہ	۸	۲۵	۳۲	۵۹	″	″	″	″
پنجشنبہ	۹	۲۶	″	″	۱۳	″	″	″
جمعہ	۱۰	۲۷	۳۳	۱ بجے	″	″	″	″
شنبہ	۱۱	۲۸	۳۴	۱ بجکر ۱ منٹ	″	″	″	″
یکشنبہ	۱۲	۲۹	۳۵	۲	۱۴	″	″	″
دوشنبہ	۱۳	۳۰	۳۶	۳	″	″	″	۵۲
سہ شنبہ	۱۴	یکم دسمبر	″	″	″	″	″	″
چہارشنبہ	۱۵	۲	۳۷	۴	۱۵	″	″	″
پنجشنبہ	۱۶	۳	۳۸	۵	″	″	″	″
جمعہ	۱۷	۴	۳۹	۶	۱۶	″	″	۵۳
شنبہ	۱۸	۵	″	″	″	″	″	″
یکشنبہ	۱۹	۶	۴۰	۷	″	″	″	″
دوشنبہ	۲۰	۷	″	۸	۱۷	″	″	″
سہ شنبہ	۲۱	۸	۴۱	۹	″	″	″	۵۴
چہارشنبہ	۲۲	۹	۴۲	۱۰	۱۸	۵۳	۲۶	″
پنجشنبہ	۲۳	۱۰	۴۳	۱۱	″	″	″	″
جمعہ	۲۴	۱۱	۴۴	۱۲	۱۹	″	″	″
شنبہ	۲۵	۱۲	″	″	″	۵۴	″	″
یکشنبہ	۲۶	۱۳	۴۵	۱۳	۲۰	″	۲۷	۵۵
دوشنبہ	۲۷	۱۴	۴۶	۱۴	″	″	″	″
سہ شنبہ	۲۸	۱۵	″	″	۲۱	″	″	″
چہارشنبہ	۲۹	۱۶	۴۷	۱۵	″	″	″	″
پنجشنبہ	۳۰	۱۷	″	″	۲۲	۲۵	۲۸	۵۶

تو پانی تلاش کرنے سے پہلے تیمم کرنا جائز نہیں مسئلہ اگر ریل میں اسباب تلف ہو جانیکا اندیشہ ہے اور ساتھ لیکر پانی تلاش نہیں کر سکتا اور اجرت وغیرہ دیکر بھی کسی دوسرے سے پانی نہیں منگا سکتا تو تیمم جائز ہے مسئلہ اگر کسی وجہ سے بدون اسٹیشن کے جنگل میں ریل ٹھیر گئی اور ایک ایک میل تک چار طرف کہیں پانی کی امید نہیں تو قبل از تلاش بھی تیمم و نماز جائز ہے اگر اسی صورت میں ایک میل کے اندر ہی اندر پانی کی امید ہے لیکن ریل چھوٹ جانے یا اسباب تلف ہو جانیکا اندیشہ ہو تو تیمم جائز ہے مسئلہ ریل میں نشست کے تختوں اور گدیلوں پر جو گرد و غبار جم گیا ہو اسپر تیمم جائز ہے (یہ وہم نہیں کرنا چاہیے کہ شاید تختہ اور گدہ ناپاک ہو اور معلوم نہیں کہ غبار پاک ہے یا ناپاک ہے) اور نشستوں کے درمیان میں نیچے کے تختوں پر جو جوتیوں کی ناپاک مٹی اور غبار رہتا ہے اس سے تیمم درست نہیں مسئلہ چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے لیکن حتی الوسع بہتر ہے کہ اس بات کا خیال رکھئے کہ جس وقت ریل ٹھیرے اسٹیشن پر اتر کر یا اترنے میں اطمینان نہو تو گاڑی ہی پر نماز پڑھئے اگر موقع نہ ملا اور اب دوسرے اسٹیشن پر پہونچنے تک وقت کے فوت ہونے یا تنگ ہو جانیکا

ایام ہفتہ	تاریخ قمری	تاریخ انگریزی	سحری	طلوع آفتاب	زوال	عصر	غروب آفتاب	عشاء
جمعہ	۱	۱۸	۴ بجکر ۴۸ منٹ	۶ بجکر ۱۵ منٹ	۱۲ بجکر ۲۲ منٹ	۳ بجکر ۵۵ منٹ	۶ بجکر ۲۸ منٹ	۶ بجکر ۵۵ منٹ
شنبہ	۲	۱۹	〃	〃	۲۳	〃	〃	〃
یکشنبہ	۳	۲۰	۴۹	۱۶	〃	۵۶	۲۹	۵۷
دوشنبہ	۴	۲۱	〃	〃	۲۴	〃	〃	〃
سہ شنبہ	۵	۲۲	۵۰	۱۸	〃	〃	〃	〃
چہارشنبہ	۶	۲۳	〃	〃	۲۵	۵۷	۳۰	۵۸
پنجشنبہ	۷	۲۴	۵۱	۱۹	〃	〃	〃	〃
جمعہ	۸	۲۵	〃	〃	〃	۵۸	۳۱	۵۹
شنبہ	۹	۲۶	۵۲	۲۰	〃	〃	〃	〃
یکشنبہ	۱۰	۲۷	〃	〃	۲۶	۵۹	۳۲	۷ بجے
دوشنبہ	۱۱	۲۸	۵۳	۲۱	〃	۴ بجے	۳۳	۷ بجکر ۱ منٹ
سہ شنبہ	۱۲	۲۹	〃	〃	۲۷	۴ بجکر ۱ منٹ	〃	۲
چہارشنبہ	۱۳	۳۰	〃	〃	〃	۲	۳۴	۳
پنجشنبہ	۱۴	۳۱	〃	۲۲	۲۸	〃	〃	〃
جمعہ	۱۵	۱۹۴۲ء یکم جون	〃	〃	〃	۴	۳۷	۴
شنبہ	۱۶	۲	〃	〃	۲۹	〃	〃	〃
یکشنبہ	۱۷	۳	〃	〃	〃	۵	۳۸	۵
دوشنبہ	۱۸	۴	〃	〃	۳۰	۶	۳۹	۶
سہ شنبہ	۱۹	۵	〃	〃	〃	۷	۴۰	۷
چہارشنبہ	۲۰	۶	〃	〃	۳۱	۸	〃	〃
پنجشنبہ	۲۱	۷	۵۵	〃	〃	۹	۴۱	۸
جمعہ	۲۲	۸	〃	〃	۳۲	۱۰	۴۲	۹
شنبہ	۲۳	۹	〃	〃	〃	۱۱	۴۳	۱۰
یکشنبہ	۲۴	۱۰	〃	〃	〃	۱۲	۴۴	۱۱
دوشنبہ	۲۵	۱۱	〃	〃	۳۳	〃	〃	〃
سہ شنبہ	۲۶	۱۲	〃	〃	〃	۱۳	۴۵	۱۲
چہارشنبہ	۲۷	۱۳	〃	〃	〃	۱۴	۴۶	۱۳
پنجشنبہ	۲۸	۱۴	〃	〃	۳۴	〃	۴۷	۱۴
جمعہ	۲۹	۱۵	〃	〃	〃	۱۵	۴۸	۱۵

اندیشہ ہو تو چلتی ہوئی ریل میں نماز پڑھ لو اگر کھڑے ہو کر پڑھو بیٹھ کر پڑھنا بدون ایسے عذر کے کہ جس کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکو درست نہیں۔ مثلاً بیمار ہو کھڑے نہیں ہو سکتے یا ایسے ضعیف ہو کہ کھڑا ہونا چلتی ریل میں ناممکن ہے اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یہ نہیں کہ باوجود صحت و قوت و ثبات کو محض اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو گر جائیں بیٹھ کر پڑھنے لگو اس طرح بیٹھکر نماز پڑھنا درست نہیں مسئلہ ریل میں نماز پڑھنے کی حالت میں خواہ چلتی ہوئی ہو یا ٹھیری ہوئی قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے ٹھیک رخ کی تحقیق ہمیشہ رکھنی چاہیے رخ اگر وہ بھی نہ بتلا دیں یا انہیں اختلاف ہو جائے تو تحری[1] کر لو۔

ریل کے محصول اور ٹکٹ وغیرہ کے مسائل

مسئلہ ریل والوں کی طرف سے جسقدر اسباب بلا محصول لیجانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ لیجانا ناجائز نہیں مسئلہ رشوت دیکر اسباب یا سامان کا وزن کم لکھوانا جائز نہیں (مثلاً ایک من دو سیر تھا آپ نے وزن کرنیوالے کو یا کلرک کو کچھ دیکر پورا ایک من لکھوا دیا) اس صورت میں دو گناہ ہوئے ایک رشوت دینے کا دوسرا بلا محصول

[1] تحری کہتے ہیں اپنے غور و فکر سے ایک جانب متعین کر لینے کو ۱۲

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبه	۱	۱۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبه	۲	۱۷	″	″	″	″	″	″
دوشنبه	۳	۱۸	″	۲۱	″	۱۷	۵۰	۱۷
سہ شنبہ	۴	۱۹	″	″	۳۶	۱۸	۵۱	″
چہارشنبہ	۵	۲۰	″	″	″	۱۹	۵۲	۱۸
پنجشنبہ	۶	۲۱	″	″	″	۲۰	۵۳	۱۹
جمعہ	۷	۲۲	۵۴	۲۰	″	۲۱	۵۴	۲۰
شنبہ	۸	۲۳	″	″	۳۷	۲۲	۵۵	۲۱
یکشنبہ	۹	۲۴	″	″	″	″	″	″
دوشنبہ	۱۰	۲۵	۵۳	۱۹	″	۲۳	۵۶	۲۲
سہ شنبہ	۱۱	۲۶	″	″	″	″	۵۷	″
چہارشنبہ	۱۲	۲۷	۵۲	۱۸	۳۸	۲۴	۵۸	۲۳
پنجشنبہ	۱۳	۲۸	″	″	″	۲۵	۵۹	″
جمعہ	۱۴	۲۹	۵۱	۱۷	″	۲۶	۷ بجے	۲۴
شنبہ	۱۵	۳۰	″	″	″	۲۷	۷ بجکر ۱ منٹ	۲۵
یکشنبہ	۱۶	۳۱	″	۱۶	″	″	″	″
دوشنبہ	۱۷	یکم فروری	″	″	۳۹	۲۹	۳	۲۷
سہ شنبہ	۱۸	۲	۵۰	۱۵	″	″	″	″
چہارشنبہ	۱۹	۳	۴۹	۱۴	″	۳۰	۴	۲۸
پنجشنبہ	۲۰	۴	″	″	″	۳۱	۵	۲۹
جمعہ	۲۱	۵	۴۸	۱۳	″	۳۲	۶	۳۰
شنبہ	۲۲	۶	۴۷	۱۲	″	″	″	″
یکشنبہ	۲۳	۷	″	″	″	۳۳	۷	۳۱
دوشنبہ	۲۴	۸	۴۶	۱۱	″	۳۴	۸	″
سہ شنبہ	۲۵	۹	۴۵	۱۰	″	۳۵	۹	۳۲
چہارشنبہ	۲۶	۱۰	″	۹	″	۳۶	۱۰	۳۳
پنجشنبہ	۲۷	۱۱	″	″	″	۳۷	۱۱	۳۴
جمعہ	۲۸	۱۲	۴۴	۸	″	″	″	″
شنبہ	۲۹	۱۳	۴۳	۷	″	۳۸	۱۲	۳۵
یکشنبہ	۳۰	۱۴	۴۲	۶	۳۸	۳۹	۱۳	۳۶

اسباب لیجانیکا مسئلہ اگر کسی صورت میں آپ سے محصول وغیرہ بلا استحقاق غلط لیلیا گیا تو شرعاً آپکو اجازت ہے کہ مفت سوار ہوکر باقاعدہ اور اجازت سے زیادہ اسباب لیجاکر اسی قدر حق اپنا وصول کرلو۔ لیکن دو باتوں کا خیال نہایت ضروری ہے اوّل یہ کہ جس کمپنی کی ریل میں تم پر ظلم ہوا تہا اسی ریل سے وصول کرنا جائز ہے دوسری ریلوں سے نہیں (مثلاً ایک کمپنی ہے ایس۔ ای۔ آر اسکے ٹکٹوں کی پشت پر یہی حروف انگریزی میں لکھے رہتے ہیں دوسری ہے آئی ایس آر جس کی ریل سہارنپور سے تھانہ بھون و نانوتہ وغیرہ ہوکر شاہدرہ چلی گئی ہے اگر پہلی کمپنی کے ملازموں کیطرف سے تم پر ظلم ہوا ہے تو دوسری سے وصول کرنا جائز نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسری کمپنیوں میں ایک کے ظلم کا معاوضہ دوسری جگہ نہیں لے سکتے) دوسری بات یہ ہے کہ اپنا حق وصول کرنا صورت مذکورہ میں گو جائز ہے مگر ظاہری حکام اور ملازموں کی گرفت اور مواخذہ کا اندیشہ ہے اگر خدانخواستہ کہیں بے موقع پھنس گئے تو مال کا بہی نقصان ہوگا اور عزت میں خلل آویگا پریشانی ہوگی۔ تمہارے مسئلہ کو کوئی نہ پوچہیگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ صبر کرو خدا تعالےٰ کے خزانہ سے بہت اجر ملیگا مسئلہ اگر کبہی اتفاق سے بلا ٹکٹ سوار ہوگئے یا

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	۱	۱۵	۵ بجکر [illegible] منٹ	۶ بجکر [illegible] منٹ	۱۲ بجکر [illegible] منٹ	۷ بجکر [illegible] منٹ	۹ بجکر [illegible] منٹ	۷ بجکر [illegible] منٹ
سہ شنبہ	۲	۱۶	۴۰	۴	"	۴۱	۱۵	۳۷
چہارشنبہ	۳	۱۷	۳۹	۳	"	۴۲	۱۶	۳۸
پنجشنبہ	۴	۱۸	"	"	"	"	۱۷	۳۹
جمعہ	۵	۱۹	"	۲	"	۴۳	"	"
شنبہ	۶	۲۰	۳۸	۱	"	۴۴	۱۸	۴۰
یکشنبہ	۷	۲۱	۳۷	۱۲	"	۴۵	۱۹	۴۱
دوشنبہ	۸	۲۲	۳۶	بجکر ۵۹ منٹ	"	"	۲۰	۴۲
سہ شنبہ	۹	۲۳	۳۵	۵۸	"	"	۲۱	۴۳
چہارشنبہ	۱۰	۲۴	۳۴	۵۷	"	۴۶	۲۲	۴۴
پنجشنبہ	۱۱	۲۵	۳۳	۵۶	"	"	"	"
جمعہ	۱۲	۲۶	۳۲	۵۵	"	۴۷	۲۳	۴۵
شنبہ	۱۳	۲۷	۳۰	۵۳	"	"	۲۴	۴۶
یکشنبہ	۱۴	۲۸	۲۹	۵۲	"	۴۸	۲۵	۴۷
دوشنبہ	۱۵	یکم اپریل	۲۸	۵۱	۳۷	"	"	"
سہ شنبہ	۱۶	۲	۲۷	۵۰	"	"	"	"
چہارشنبہ	۱۷	۳	۲۶	۴۹	"	"	"	"
پنجشنبہ	۱۸	۴	۲۵	۴۸	"	۴۹	۲۶	۴۸
جمعہ	۱۹	۵	۲۴	۴۷	۳۶	۵۰	"	۴۹
شنبہ	۲۰	۶	۲۳	۴۶	"	"	۲۷	"
یکشنبہ	۲۱	۷	۲۲	۴۵	"	۵۱	۲۸	۵۰
دوشنبہ	۲۲	۸	۲۱	۴۴	"	۵۲	۲۹	۵۱
سہ شنبہ	۲۳	۹	۲۰	۴۳	"	"	"	"
چہارشنبہ	۲۴	۱۰	۱۹	۴۲	۳۵	"	۳۰	۵۲
پنجشنبہ	۲۵	۱۱	۱۸	۴۱	"	۵۳	۳۱	۵۳
جمعہ	۲۶	۱۲	۱۷	۴۰	"	"	"	"
شنبہ	۲۷	۱۳	۱۶	۳۹	۳۴	۵۴	۳۲	۵۴
یکشنبہ	۲۸	۱۴	۱۴	۳۷	"	۵۵	۳۳	۵۵
دوشنبہ	۲۹	۱۵	۱۳	۳۶	"	-	"	"

کسی ضرورت سے یا حصول فائدہ کو زیادہ
اسباب لے گئے اور اب شرمندگی ہوتی ہے اور
ریل والوں کا حق ادا کرنے کو دل چاہتا ہے تو
ادا کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ آپنے ریل
والوں کا جس قدر نقصان کیا ہے اتنی قیمت
کا ٹکٹ لیکر چاک کر ڈالو اس سے نفع نہ اٹھاؤ
دیکھئے ریل والوں کے پاس ان کا حق پہونچگیا
مثلاً دہلی سے لکھنؤ تک بلا ٹکٹ سفر کیا
اور پھر توفیق الٰہی ندامت ہوئی تو لکھنؤ
سے دہلی کا ٹکٹ لیکر ضائع کردو لیکن ایسے
خیال کے لوگ اس زمانہ میں بہت کم ہیں
بعض تیز مزاج کے حضرات ترکیب بتلانے
والے کو بیوقوف کہیں تو تعجب نہیں ح
اگر اس مسئلہ میں بھی وہی اوپر والی شرط ہے
کہ جس کمپنی کا حق رہگیا ہے اسکو پہونچا دو۔
مسئلہ اگر ریل کے ملازموں سے ملاقات ہے
ان لوگوں نے کہدیا کہ تم فلاں جگہ سے بلا
ٹکٹ سوار ہو کر یہاں آجانا تو ایسا کرنا شرعاً
جائز نہیں ح اسی طرح اگر ایک شخص کے
نام کا پاس ہے اور قانوناً اس کو یہ اجازت
نہیں کہ دوسرے شخص کو پاس دیدے تو
دوسرے شخص کو اس پاس سے سفر کرنا
درست نہیں ہے مسئلہ ح جس درجہ
کا ٹکٹ ہو اس سے زیادہ درجہ میں سفر کرنا
درست نہیں مثلاً سوم درجہ کا ٹکٹ لیکر
ڈیوڑھے میں بیٹھنا درست نہیں اور اسی طرح
یہ درست نہیں کہ وہاں قضائے حاجت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	۱	۱۶	۵ بجکر ۱۱ منٹ	۶ بجکر ۳۴ منٹ	۶ بجکر ۳۳ منٹ	۶ بجکر ۵۵ منٹ	۶ بجکر ۳۴ منٹ	۶ بجکر ۵۶ منٹ
چہارشنبہ	۲	۱۷	۱۰	۳۳	۳۲	۵۶	۳۵	۵۷
پنجشنبہ	۳	۱۸	۹	۳۲	〃	〃	۳۶	〃
جمعہ	۴	۱۹	۸	۳۱	〃	۵۷	〃	۵۸
شنبہ	۵	۲۰	۷	۳۰	۳۲	〃	۳۷	〃
یکشنبہ	۶	۲۱	۶	۲۸	〃	۵۸	〃	۵۹
دوشنبہ	۷	۲۲	۵	۲۷	〃	〃	۳۸	〃
سہ شنبہ	۸	۲۳	۴	۲۶	〃	〃	۳۹	۷ بجے
چہارشنبہ	۹	۲۴	۳	۲۵	۳۱	۵۹	〃	۷ بجکر ۱ منٹ
پنجشنبہ	۱۰	۲۵	۲	۲۴	〃	〃	۴۰	〃
جمعہ	۱۱	۲۶	۵ بجے	۲۲	〃	〃	〃	۲
شنبہ	۱۲	۲۷	۴ بجکر ۵۹ منٹ	۲۱	۳۰	۷ بجے	۴۱	〃
یکشنبہ	۱۳	۲۸	۵۸	۲۰	〃	〃	〃	۳
دوشنبہ	۱۴	۲۹	۵۶	۱۹	〃	〃	۴۲	〃
سہ شنبہ	۱۵	۳۰	۵۵	۱۸	۲۹	۷ بجکر ۱ منٹ	۴۳	۴
چہارشنبہ	۱۶	۳۱	۵۳	۱۶	〃	〃	〃	۵
پنجشنبہ	۱۷	یکم اپریل	۵۲	۱۵	〃	〃	〃	۶
جمعہ	۱۸	۲	۵۱	۱۴	۲۸	۲	۴۴	۷
شنبہ	۱۹	۳	۴۹	۱۳	〃	〃	〃	〃
یکشنبہ	۲۰	۴	۴۸	۱۲	〃	〃	۴۵	۸
دوشنبہ	۲۱	۵	۴۶	۱۰	〃	〃	۴۶	۹
سہ شنبہ	۲۲	۶	۴۵	۹	۲۷	۳	۴۷	〃
چہارشنبہ	۲۳	۷	۴۴	۸	〃	〃	〃	۱۰
پنجشنبہ	۲۴	۸	۴۳	۷	〃	〃	۴۸	۱۱
جمعہ	۲۵	۹	۴۱	۶	۲۶	۴	〃	〃
شنبہ	۲۶	۱۰	۳۹	۴	〃	〃	۴۹	۱۲
یکشنبہ	۲۷	۱۱	۳۸	۳	〃	〃	〃	۱۳
دوشنبہ	۲۸	۱۲	۳۷	۲	〃	〃	۵۰	۱۴
سہ شنبہ	۲۹	۱۳	۳۶	۱	۲۵	۵	۵۱	۱۵
چہارشنبہ	۳۰	۱۴	۳۵	۶ بجے	〃	〃	〃	۱۶

لیئے جا بیٹھے لیکن اگر کسی دوسرے شخص سے ٹکٹ بدل لیا تو جائز ہے مثلاً ڈیوڑھے والیکا ٹکٹ لیکر خود وہاں بیٹھ گئے اور اپنا سوم درجہ کا اسکو دیدیا وہ وہاں بیٹھ گیا اگر شخص استنجا وغیرہ کی ضرورت سے اترنا درست نہیں معلوم ہوتا اور اگر گئے تھے بلا اس قصد کے اور اتفاقاً وہاں یہ حاجت پیش آئی تو اور بات ہے مسئلہ یہ جائز ہے کہ اپنے ٹکٹ سے کم درجہ میں بیٹھ جاوے مثلاً ڈیوڑھے والیکو سوم درجہ میں سفر جائز ہے لیکن اس صورت میں یہ جائز نہیں کہ جس قدر دونوں محصولوں میں تفاوت ہے اس کو کسی ترکیب سے ریل والوں سے وصول کرنے لگو کیونکہ انہوں نے تم کو نہیں روکا۔ تم اپنی خوشی سے ادنیٰ درجہ میں بیٹھے ہو مسئلہ پلیٹ فارم پر جانے کے لئے قانوناً جو طریقہ رائج ہو اسکا خلاف کرنا جائز نہیں مثلاً کسی اسٹیشن پر یہ قانون مقرر ہے کہ اسٹیشن ماسٹر کی اجازت ضروری ہے تو بدوں اسکی اجازت کے جانا جائز نہ ہوگا اور اگر کسی اسٹیشن پر یہ قاعدہ ہے کہ بدوں پلیٹ فارم کے ٹکٹ کے جانیکی اجازت نہیں تو وہاں ٹکٹ لینا ضروری ہے۔

ریل سے متعلق متفرق مسائل

مسئلہ جبکہ گاڑی میں جگہ ہو خواہ مخواہ لوگوں کو دھکیلنا اور روکنا جائز نہیں جب تعدا

سلہ معلوم ہوا اگر اعلیٰ درجہ میں جگہ نہ تھی اور ریل والوں نے انتظام نہ کیا اور مجبوری کو ادنیٰ درجہ میں سفر کیا تو زیادہ محصول کا واپس وصول کرنا شرعاً جائز ہے +

نوٹ:- اس میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہے اس سے کچھ پہلے کھانا پینا ترک کر دیں ۱۲

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	۱	۱۵	۷ بجکر ۳۳ منٹ	۵ بجکر ۵۹ منٹ	۱۲ بجکر ۲۵ منٹ	۵ بجکر ۵ منٹ	۶ بجکر ۵۲ منٹ	۶ بجکر ۱۷ منٹ
جمعہ	۲	۱۶	۳۲	۵۸	″	۶	۵۳	۱۸
شنبہ	۳	۱۷	۳۱	۵۷	″	″	″	″
یکشنبہ	۴	۱۸	۳۰	۵۶	″	″	۵۴	۱۹
دوشنبہ	۵	۱۹	۲۸	۵۴	″	″	″	۲۰
سہ شنبہ	۶	۲۰	۲۷	۵۳	۲۴	۷	۵۵	۲۱
چہارشنبہ	۷	۲۱	۲۶	۵۲	″	۸	۵۶	۲۲
پنجشنبہ	۸	۲۲	۲۴	۵۱	″	″	″	″
جمعہ	۹	۲۳	۲۳	۵۰	″	″	۵۷	۲۳
شنبہ	۱۰	۲۴	۲۲	۴۹	۲۳	۹	″	۲۴
یکشنبہ	۱۱	۲۵	۲۱	۴۸	″	″	۵۸	″
دوشنبہ	۱۲	۲۶	۲۰	۴۷	″	″	۵۹	۲۵
سہ شنبہ	۱۳	۲۷	۱۸	۴۶	″	۱۰	۶ بجے	۲۶
چہارشنبہ	۱۴	۲۸	۱۷	۴۵	″	″	″	″
پنجشنبہ	۱۵	۲۹	۱۶	۴۴	″	″	۶ بجکر ۱ منٹ	۲۷
جمعہ	۱۶	۳۰	۱۵	۴۳	۲۲	۱۱	″	۲۸
شنبہ	۱۷	یکم [illegible]	″	″	″	″	۲	۲۹
یکشنبہ	۱۸	۲	۱۳	۴۲	″	″	″	″
دوشنبہ	۱۹	۳	۱۲	۴۱	″	″	۳	۳۰
سہ شنبہ	۲۰	۴	۱۱	۴۰	″	۱۲	۴	۳۱
چہارشنبہ	۲۱	۵	۱۰	۳۹	″	″	″	۳۲
پنجشنبہ	۲۲	۶	۹	۳۸	″	″	۵	۳۳
جمعہ	۲۳	۷	۸	۳۷	″	۱۳	۶	۳۴
شنبہ	۲۴	۸	۷	۳۶	″	″	″	۳۵
یکشنبہ	۲۵	۹	۶	″	″	″	۷	۳۶
دوشنبہ	۲۶	۱۰	۵	۳۵	″	″	۸	۳۷
سہ شنبہ	۲۷	۱۱	۴	۳۴	″	۱۴	″	۳۸
چہارشنبہ	۲۸	۱۲	۳	۳۳	″	″	۹	۳۹
پنجشنبہ	۲۹	۱۳	۲	″	″	″	۱۰	۴۰

پوری ہو گئی تو روکنا اور منع کرنا جائز ہے لیکن ضعیف و غریب و پریشان مسافر کیساتھ نرمی کرنا اور تنگی میں بھی جگہ دیدینا ثواب ہے مسئلہ جب دوسرے شریک کی رضا نہ ہو استحقاق سے زیادہ جگہ گھیرنا جائز نہیں مثلاً دس مسافروں کا درجہ ہے اور دس ہی سوار ہیں ہر شخص کا حق ایک تختہ کا پانچواں حصہ ہے دو حصّہ پر بلا رضامندی قبضہ درست نہیں اور اگر آٹھ مسافر ہیں تو ایک تختہ کا ایک ربع ہر ایک کا حق ہے مسئلہ جو مسافر کسی ضرورت سے باہر نکلا ہوا اس کا اسباب و بستر سمیٹ کر خود اسکی جگہ قبضہ نکرنا چاہئے البتہ استحقاق سے زیادہ جگہ اگر اس نے روک رکھی ہو تو اسکو کم کر دینا درست ہے مسئلہ ریل میں جو چیز کسی کی چھوٹ گئی ہو اس کو اٹھا کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے بلکہ جب مالک کے ملنے سے مایوسی ہو صدقہ کر دیوے ح لیکن اگر خود محتاج ہو تو خود استعمال کر سکتا ہے مسئلہ گر ریل میں کسی کا قرآن مجید چھوٹ گیا اور یہ اندیشہ ہو کہ ہم نہ اٹھا دیں تو دوسرے مسافر بے حرمتی کرینگے ایسی حالت میں اٹھا لے اور صدقہ کر دیوے۔ مسئلہ اسٹیشن پر اگر کوئی چیز خریدی اور گاڑی چھوٹ گئی قیمت ادا نہ ہو سکی تو اس چیز کو کھانا یا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن جس طرح ممکن ہو بہر اسکی قیمت پہونچا دو ہمیشہ کی آمد و رفت کا

لہ کیونکہ اکثر ایک درجہ میں دس آدمی بیٹھتے ہیں ۱۲

ٹہ لیکن ریلوے ملازموں کو اطلاع کر دو ۱۲

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	۱	۱۴	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	[illegible] بجکر [illegible] منٹ
شنبہ	۲	۱۵	[illegible] بجے	″	″	″	۱۱	۴۲
یکشنبہ	۳	۱۶	[illegible] بجکر [illegible] منٹ	۳۱	″	۱۵	″	۴۳
دوشنبہ	۴	۱۷	۵۸	″	″	″	۱۲	۴۴
سہ شنبہ	۵	۱۸	۵۷	۳۰	″	″	۱۳	۴۵
چہارشنبہ	۶	۱۹	″	″	″	″	″	۴۶
پنجشنبہ	۷	۲۰	۵۶	۲۹	″	″	۱۴	۴۷
جمعہ	۸	۲۱	۵۵	″	۲۲	۱۶	۱۵	۴۸
شنبہ	۹	۲۲	۵۴	۲۸	″	″	″	۴۹
یکشنبہ	۱۰	۲۳	″	″	″	″	۱۶	۵۰
دوشنبہ	۱۱	۲۴	۵۳	۲۷	″	″	″	″
سہ شنبہ	۱۲	۲۵	″	″	″	۱۷	۱۷	۵۱
چہارشنبہ	۱۳	۲۶	۵۲	۲۶	″	″	۱۸	۵۲
پنجشنبہ	۱۴	۲۷	″	″	″	″	″	″
جمعہ	۱۵	۲۸	۵۱	″	″	۱۸	۱۹	۵۳
شنبہ	۱۶	۲۹	۵۰	۲۵	″	″	″	″
یکشنبہ	۱۷	۳۰	″	″	″	″	۲۰	۵۴
دوشنبہ	۱۸	۳۱	″	″	″	″	″	″
سہ شنبہ	۱۹	یکم جون	۴۹	۲۴	۲۳	۱۹	۲۱	۵۵
چہارشنبہ	۲۰	۲	″	″	″	″	″	″
پنجشنبہ	۲۱	۳	۴۸	″	″	″	۲۲	۵۶
جمعہ	۲۲	۴	″	″	″	″	″	″
شنبہ	۲۳	۵	″	″	″	″	۲۳	۵۷
یکشنبہ	۲۴	۶	۴۷	۲۳	۲۴	″	″	″
دوشنبہ	۲۵	۷	″	″	″	۲۰	۲۴	۵۸
سہ شنبہ	۲۶	۸	۴۶	″	″	″	″	″
چہارشنبہ	۲۷	۹	″	″	″	″	۲۵	۵۹
پنجشنبہ	۲۸	۱۰	″	″	″	″	″	″
جمعہ	۲۹	۱۱	″	″	″	۲۱	۲۶	۹ بجے
شنبہ	۳۰	۱۲	″	″	۲۵	″	″	″

کوئی قریب اسٹیشن ہی تو پھر کسی معتبر شخص کی معرفت ادا کردو۔ ورنہ خط کے ذریعہ سے پتہ دریافت کرکے اسکی قیمت پہنچا دو اگر باوجود پوری کوشش کے نہ ملسکے تو وہ قیمت اسی شخص کیطرف سے صدقہ سمجھکر کسی مسکین غریب کو دیدو لیکن اگر اتفاق سے وہ پھر کہیں ملجائیگا اور مطالبہ کریگا تو دوبارہ دینا ہوگا اس صدقہ کا ثواب تمکو ہوگا مسئلہ اگر کوئی شخص پیسے کی دو دو یا سلائی یا ایک ایک آنہ کا سیب بیچتا تھا تم نے زبان سے کچھ نہیں کہا دیا سلائی یا سیب اٹھا لئے اور پیسے نکال کر دینے لگے ریل چل نکلی قیمت اسکو نہ پہونچ سکی تو تم اسکی قیمت پہونچانی چاہیے یا اس کی چیز واپس کردینی چاہیے۔ درصورت دشواری واپسی کے وہ چیز یا اس کی قیمت محتاجوں کو دیدینی چاہیے اگر خود محتاج ہو تو خود بھی اپنے صرف میں لا سکتا ہی پھر کبھی اگر مالک ملجائے قیمت اسکو دیدیجائے یا اس سے معاف کرالیا جائے مسئلہ اگر آپنے کسی چیز کی قیمت پہلے دیدی اور گاڑی چھوٹ گئی بائع نے اس کو تمہارے پاس پھینکنا چاہا لیکن وہ گاڑی میں نہ پہونچی کر پڑی تو ضائع ہوگئی تو آپ کی قیمت اس کے ذمہ باقی رہی۔ شرعا اس سے وصول کرنیکا استحقاق رکھتے ہو مگر بہتر یہ ہے کہ معاف کردو۔ وہ بہت ثواب حاصل ہوگا مسئلہ اسٹیشن پر سے چیز خرید کر یا اپنا ناشتہ وغیرہ نکالکر کسی غریب آدمی کے سامنے کھاؤ تو تھوڑا بہت بقدر مناسب

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	۱	۱۳	۲۳ بجکر ۴۶ منٹ	۵ بجکر ۲۳ منٹ	۱۲ بجکر ۲۵ منٹ	۵ بجکر ۱۲ منٹ	۷ بجکر ۹ منٹ	۹ بجکر ۱ منٹ
دوشنبہ	۲	۱۴	〃	〃	〃	۲۲	۲۷	۲
سہ شنبہ	۳	۱۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃
چہارشنبہ	۴	۱۶	۴۵	〃	〃	〃	〃	۳
پنجشنبہ	۵	۱۷	〃	۲۴	〃	۲۳	۲۸	۴
جمعہ	۶	۱۸	۴۶	〃	〃	〃	〃	〃
شنبہ	۷	۱۹	〃	〃	〃	〃	〃	۵
یکشنبہ	۸	۲۰	〃	〃	۲۶	〃	〃	〃
دوشنبہ	۹	۲۱	〃	〃	〃	۲۴	۲۹	۶
سہ شنبہ	۱۰	۲۲	〃	〃	〃	〃	〃	〃
چہارشنبہ	۱۱	۲۳	〃	〃	〃	〃	〃	۷
پنجشنبہ	۱۲	۲۴	〃	۲۵	۲۷	〃	〃	〃
جمعہ	۱۳	۲۵	〃	〃	〃	〃	〃	۶
شنبہ	۱۴	۲۶	۴۷	〃	〃	〃	〃	〃
یکشنبہ	۱۵	۲۷	۴۸	۲۶	〃	〃	〃	〃
دوشنبہ	۱۶	۲۸	〃	〃	〃	〃	۳۰	۵
سہ شنبہ	۱۷	۲۹	۴۹	〃	۲۸	〃	〃	〃
چہارشنبہ	۱۸	۳۰	۵۰	۲۷	〃	〃	〃	۴
پنجشنبہ	۱۹	یکم جمادی الثانی	〃	〃	〃	〃	〃	〃
جمعہ	۲۰	۲	〃	〃	〃	〃	〃	〃
شنبہ	۲۱	۳	۵۱	۲۸	〃	〃	〃	۳
یکشنبہ	۲۲	۴	۵۲	〃	۲۹	〃	〃	〃
دوشنبہ	۲۳	۵	۵۳	۲۹	〃	〃	۲۹	〃
سہ شنبہ	۲۴	۶	〃	〃	〃	〃	〃	۲
چہارشنبہ	۲۵	۷	〃	〃	〃	〃	〃	〃
پنجشنبہ	۲۶	۸	۵۴	۳۰	〃	〃	〃	〃
جمعہ	۲۷	۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃
شنبہ	۲۸	۱۰	۵۵	۳۱	۳۰	〃	〃	۱
یکشنبہ	۲۹	۱۱	۵۶	〃	〃	〃	〃	〃

اس کو بھی دیدو دکان پر کی پھلیوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ اس کا ثواب ہوگا اگر اتنی گنجائش نہو یا ہمت و توفیق نہ ہو تو ایک طرف کو علیحدہ ہوکر پوشیدہ کھا لو خصوصاً چھوٹے بچوں کے سامنے اس کا بہت خیال رکھو۔ اگر کسی غریب کا بچہ سامنے بیٹھا ہے تو جو کچھ اپنے بچوں کو خرید کر دیا ہے اس کو بھی کسی قدر ضرور دیدو ثواب عظیم ہوگا۔ ورنہ دور جا کر خریدو اور اسی طرح کھلادو کہ غریب بچہ کو حسرت نہو۔ اس میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر ثواب ہوگا مسئلہ اگر کسی قلی اور مزدور کے سر پر اسباب رکھدیا اس سے کچھ اُجرت طے نہیں کی تھی تو اس جگہ جو مزدوری اس کی معروف ہو وہ دینی ہوگی مگر چاہئے کہ اول مزدوری طے کر لو تاکہ پھر جھگڑا نہ ہو طے کرنے کے بعد کم ہرگز نہ دو طے کرلے جانے کے بعد زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ واللہ الموفق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین فقط۔

شرائط کتبخانہ اختریہ دہلی

(۱) اس سے پہلی فہرستیں سب منسوخ سمجھی جائینگی

(۲) بوجہ سیل ختم ہو جانے قیمتوں کی کمی بیشی کا ہر وقت کتب خانہ کو حق حاصل ہے۔

(۳) جبکہ پیکٹ یا پارسل مقررہ اشیا کیساتھ روانہ ہوجائیگا تو پھر کتبخانہ کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں۔

(۴) مصارف پارسل ڈاک کرایہ ریلوے وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

فہرست ۱۳۴۴ھ

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

کتب تجوید

آداب القرآن مجید — ۱؍
تجوید القرآن معہ رسالہ
تعلیم القرآن یادگار حق القرآن
ازحضرت مولانا تھانوی مدظلہم — ۱؍
تنشیط الطبع فی اجراء السبع
ازحضرت مولانا تھانوی۔
اس میں قاریوں اور اُن
کے راویوں کے نام اور
اختلاف اور ساتوں قرأتوں
کے سلام کی شکل ترکیب طریق وغیرہ — ۵؍
التیسیر — ۱۰؍
جمال القرآن — ۲؍
وقائق الحکمیہ۔ شرح
جزری از شیخ الاسلام زکریا
شافعی
رموز القرآن — ۳؍
شرح جزری اردو — ۱؍
ضیاء القرأت از قاری — ۵؍

ضیاء الدین صاحب — ۱؍
مقدمہ جزری معہ
تحفۃ الاطفال — ۳؍
مجموعہ مسائل قرأت — ۵؍
مجموعہ زینۃ القاری
معہ مخارج الحروف سراج
القاری والبیان الجزیل
الترتیل۔ — ۲؍
مفتاح القرآن — ۱؍
مفید القاری — ۲؍

کتب تفسیر عربی

تفسیر جلالین مجتبائی
تفسیر بیضاوی نادرس — ۱۲؍ ۱۸؍
سبق الغایات فی
نسق الآیات ازحضرت
مولانا تھانوی — ۹؍
تفسیر جمالی زادہ
یعنی سورہ یٰسین کی
تفسیر — ۱؍

کتب تفسیر اردو

تفسیر بیان القرآن
مؤلفہ حضرت مولانا شاہ
محمد اشرف علی صاحب
تھانوی مدظلہم اس تفسیر کی
خوبی پورے طور پر بیان کرنا
مشکل ہے حضرت مولانا
نے اس میں ان امور کا
التزام کیا ہے ترجمہ باتی
مگر تحت اللفظ کی رعایت
مدنظر ہے توضیح کے لئے
قسمے نشان سے تفسیر کی گئی
ہے۔ ضروری مضامین اور
روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع
سلف کا التزام ہے مسائل
فقہیہ و کلامیہ سے بھی
حسب ضرورت بحث کی گئی ہے
جن آیات کی تفسیر احادیث
مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے
اسکو مقدم رکھا ہے ربط آیات
خاص اہتمام سے بیان کیا
ہے ہر صفحہ کے حصہ زیریں
میں جدول و کیر میں اختلاف
وحل لغات ضروری ترکیب
وجوہ بلاغت توجیہ ترجمہ
مختصراً مذکور ہے۔
کامل ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ — ۲۰عہ
تفسیر عزیزی پارہ عم
ازحضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ — ۱۴؍
ایضاً۔ کانپوری — ۱۲؍
تفسیر مرادیہ — ۳؍
تفسیر سورہ یوسف منظوم — ۹؍
تفسیر موضح القرآن
ازحضرت مولانا مولوی
شاہ عبدالقادر صاحب
محدث دہلوی۔ تفسیر
تمام قرآن مجید کی بڑی سی

نام کتاب

مختصر اور جامع تفسیر میرے خیال سے دوسری نہیں ہے تفسیر نور مبین سورہ یٰسین کی تفسیر

جواہر التفاسیر

کتب حدیث عربی

سنن ابن ماجہ

ابوداؤد زیر طبع

احیاء السنن

اعلاء السنن جلد دوم

احیاء السنن

آثار السنن از علامہ نیموی

العرف الشذی علی جامع الترمذی - از مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس مدرسہ دیوبند

بخاری شریف مجتبائی

بلوغ المرام

بذل المجہود شرح ابوداؤد از حضرت مولانا سہارنپوری مدظلہ - جلد اول

"

"

جامع ترمذی

نام کتاب

حصن حصین محشی از مولانا عبدالحی صاحب

صحیح مسلم شریف کشوری

مشکوٰۃ شریف

نسائی شریف

نخبۃ الفکر

کتب حدیث اردو

فتاوی محمدی مترجم دیوبندی

کہف المتین خلاصہ حصن حصین

مجموعہ زواجر ہندی

مجموعہ چہل حدیث

منبہات ابن حجر

مشارق الانوار

کتب فقہ عربی

درمختار کامل

رسائل الارکان

شرح وقایہ کامل

" اول

" ثانی

" ثالث

" رابع

صغیری

نام کتاب

قدوری مجتبائی

کنز الدقائق

کبیری شرح منیۃ

منیۃ المصلی

نور الایضاح

نفع المفتی و رسائل

ہدایہ محشی بحواشی مولانا عبدالحی صاحب

ایضاً اولین

ایضاً آخرین

اصول فقہ عربی

مع اردو

اصول شاشی خورد

ایضاً کلاں

ازالۃ الغواشی ترجمہ اصول شاشی

حسامی

سوال و جواب نور الانوار

کشف المبہم

مسلم الثبوت

نور الانوار مع قمر الاقمار

ایضاً مجتبائی

کتب فقہ فارسی

بدائع منظوم

تحفۃ النصائح

نام کتاب

تذکرۃ الموتیٰ

چہار باب

خلاصہ کیدانی

فتاوی عزیزی کامل

فتاوی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

مالا بد منہ

ایضاً مجتبائی

مفتاح الصلوٰۃ

نام حق

کتب فقہ اردو

اشراق نوری ترجمہ قدوری

احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق

اغلاط العوام از مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی - عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں ان کی تردید ہے

اسلام کی پہلی

اسلام کی دوسری

آثار محشر

احکام العیدین

بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں ۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ترغیب الجماعت		وعبادات ومعاملات و		شافیہ ترتیب حروف		مفتاح الجنۃ مجتبائی	۸ر
از نواب قطب الدین صاحب		سیاسیات آداب معاشرت		یہ شریعت مندستی یہ رسالہ		مالا بد اردو	۲ر
مصنف مظاہر حق	۱ر	سلوک ومقامات بتفصیل		مختصر زبان اردو نہایت		مجموعہ فتاوے از	
تعلیم الاسلام اول	۱؍ر	مندرج ہیں	۸ر	جامع ہے دیکھنے سے تعلق		مولانا عبدالحی صاحب	للعہ
" دوم	۲ر	ترتیب الصلوٰۃ	۸ر	رکھتا ہے	۳ر	نصیحۃ المسلمین	۱۰ر
" سوم	۳ر	ترکیب الصلوٰۃ	۳ر	شرح محمدی منظوم	۵ر	ہدایۃ الآفاق	
" چہارم	۵ر	تجہیز وتکفین	۱؍ر	صبح کا ستارہ	۱۲ر	النکاح والطلاق	
تحفۃ الزوجین یہ رسالہ		سارق الاشرار	۱؍ر	صلوٰۃ الرحمٰن ترجمہ		انہیں نکاح وطلاق کے	
بھی نواب صاحب مرحوم		حقیقۃ الصلوٰۃ	۱ر	منیۃ المصلی	۸ر	مسائل ہیں	۱۲ر
کا ہے اس میں زوجین کے		حقوق الاسلام	۱ر	صفائی معاملات		ہدیۃ الاسلام	۵ر
حقوق ہیں۔ مثلاً باب اول		خلاصۃ النکاح	۳ر	از مولانا تھانوی	۱۲ر	کتب عقائد وکلام	
حقوق خاوند کے بیوی پر		خلاصۃ المسائل	۳ر	ضیاء الفردوس		عربی وفارسی	
باب دوم حقوق بیوی کے		خلاصۃ الفقہ	۲ر	از مفتی عنایت احمد صاحب	۲ر		
خاوند پر یہ نہایت کارآمد		راہ نجات	۱؍ر	فضائل صوم وصیام	۱۳ر	تکمیل الایمان	۳ر
رسالہ ہے۔	۳ر	رسالہ علم الغیب	۱ر	فتاوی عزیزی اردو	سہ	تفصیل الایمان	۰ر
تقویۃ الایمان مع تذکیر		رسالہ تحقیقہ	۱۵ر	فتاوی شرفیہ اول ہر دو	۶ر	خیالی	عہر
الاخوان وغیرہ	عہر	رانڈوں کی شادی	۱؍ر	ایضاً کلاں الموسوم بہ		شرح عقائد نسفی	عہر
ایضاً خورد اس میں اور		رسالہ مانع الزنا	ـہ	امداد الفتاوی اولین	عہ	مجموعہ میرزاہد شرح	
رسائل نہیں صرف تقویۃ		راہ جنت	۳ر	آخر حصہ	عار	مواقف	عہر
الایمان ہی ہے۔	۳ر	رفاہ المسلمین	۳ر	حوادث الفتاوی	سے	ملا جلال مجتبائی	عہ
تنبیہ النساء	۱ر	زلزلۃ الساعۃ ترجمہ		ایضاً تتمہ ثانیہ	عہر	کتب عقائد اردو	
تعلیم النساء	۵ر	قیامت نامہ شاہ رفیع الدین		ایضاً تتمہ رابعہ	۱۲ر		
تمیز الکلام الحلال عن الحرام	۱؍ر	صاحب	۳ر	فتاوی رشیدیہ اول	۱۲ر	تکمیل الایمان اردو	۵ر
تعلیم الدین مؤلفہ حضرت		سرمایہ آخرت	۱۰ر	فتاوی میلاد شریف	۱؍ر	تہذیب العقائد ترجمہ	
مولانا تھانوی اس میں		شرح وقایہ	للعہ	قیامت نامہ بہشت نامہ	۲ر	شرح عقائد نسفی	۱۲ر
عقائد وتصدیقات مثل		شریعت کا ڈنڈا کوٹرا	۱ر	مفتاح الجنۃ	۰ر	تصفیۃ العقائد	۳ر

نام کتاب	قیمت
عقائد الاسلام ترجمہ	
فقہ اکبر ملا علی قاری	۳ر
فروع الایمان از حضرت	
مولانا تھانوی	۲ر

کتب فرائض عربی و اردو

نام کتاب	قیمت
تسہیل الفرائض عربی	۲ر
ایضاً اردو	۵ر
سراجی	۸ر
ایضاً مجتبائی	۱۰ر
شریفیہ "	عہ۳ر
کنز الفرائض ترجمہ	
سراجی	عہ۸ر

کتب صرف عربی

نام کتاب	قیمت
ادیب الصرف ترجمہ	
پنج گنج	۵ر
ابواب الصرف	۵ر
ایضاً مجتبائی	۷ر
تبیان شرح میزان	۴ر
جامع تعلیلات	۸ر
جاربردی	عہ
خفیہ شرح مراح الارواح	۱۲ر
دستور المبتدی	۲ر
زنجانی	۲ر

نام کتاب	قیمت
زراوی	۳ر
شافیہ	۴ر
صرف میر	۲ر
عزیز المبتدی ترجمہ	
میزان الصرف	۳ر
علم الصیغہ	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
فصول اکبری	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
کتاب الصرف از حافظ	
عبدالرحمٰن صاحب	۱۲ر
میزان الصرف و منشعب	۲ر
مجموعہ پنج گنج	۴ر
مراح الارواح	۶ر
نوادر الوصول شرح	
فصول اکبری	عہ
نغزک شرح زراوی	۸ر
ہدایۃ الصرف	۴ر

کتب نحو عربی

نام کتاب	قیمت
الفیہ ابن مالک یوسفی	۱۲ر
الہامیہ	۸ر
تیسیر المبتدی	عہ
تحریر سنبٹ شرح کافیہ	عہ۳ر
تسہیل الکافیہ	۸ر
تعریب الاطفال	

نام کتاب	قیمت
بزبان اردو نہایت سہل	
اور کارآمد رسالہ ہے	۳ر
درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو	عہ
شرح مائۃ عامل مع حل	
ترکیب مجتبائی	۶ر
ایضاً کانپوری	۳ر
ایضاً کلاں مترجم معروف	۱۲ر
بہ جواہر العرب	۷ر
ضریبی	۲ر
عزیز النحاۃ	۳ر
کتاب النحو از حافظ	
عبدالرحمٰن صاحب امرتسری	۸ر
کافیہ	۸ر
مجموعہ نحو میر	۴ر
ہدایۃ النحو	۸ر

کتب منطق و فلسفہ

نام کتاب	قیمت
المنطق	۳ر
الفلسفہ	۲ر
ایساغوجی فاسی	۲ر
الکافی شرح ایساغوجی	۴ر
الکلام الفائق شرح	
میزان منطق	۶ر
بدیع المیزان	۵ر
تیسیر المنطق اردو زبان	
میں نہایت سہل اور مختصر	

نام کتاب	قیمت
رسالہ	۲ر
حاشیہ قاضی مبارک	
از مولانا عبدالحق صاحب	
خیرآبادی	۷ر
شرح مرقات عربی از	
مولانا عبدالحق صاحب	
خیرآبادی کہنے کو مرقات	
کی شرح ہے لیکن درحقیقت	
فن منطق میں جامع کتاب ہے	
ہر بحث میں متقدمین و	
متاخرین کی رائیں۔ پھر	
آخر میں تدقیق و تحقیق اور	
فیصلہ ہے۔ اس کتاب	
سے تحقیق کا مادہ پیدا ہوتا	
ہے۔ طرز بیان نہایت سلیس	عہ
شرح تہذیب	۱۰ر
ایضاً مع تحفہ شاہجہانی	۱۳ر
شرح سلم ملا مبین	عہ
شرح ہدایۃ الحکمۃ	
خیرآبادی	۱۴ر
صدرا مجتبائی	عہ۴ر
قطبی "	عہ
ایضاً کانپوری	۱۲ر
قاضی مبارک	عہ۸ر
قال اقول	۴ر
میر قطبی	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
میرزاہد ملا جلال	[illegible]
مجموعہ منطق	۸ر
مرقات	۳ر
ملا حسن	[illegible]
میبذی	[illegible]
ہدیہ سعیدیہ	[illegible]

کتب انشاء و ادب عربی

نام کتاب	قیمت
اخوان الصفا بقدر نصاب	۸ر
ایضاً کامل	[illegible]
ارشاد الی بانت سعاد یعنی شرح قصیدہ بانت سعاد از مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی	د
بدیع الانشاء	۵ر
تاریخ الخلفاء	۵ر
التعلیقات العلی	[illegible]
سبع معلقات	۱۲ر
دیوان حماسہ مطبوعہ دیوبند یہ نہایت صحیح بحواشی مفیدہ نہایت اہتمام کیساتھ دیوبند میں چھاپا گیا ہے۔	[illegible]
دیوان حماسہ ہندوستان و مصر میں بہت سے بہتر دیوان حماسہ طبع ہوا ہے مگر آج تک ایسا نادر مجموعہ طبع نہیں ہوا۔ علاوہ دیوان کے دو شرح کامل ایک علامہ تبریزی کی جو اسوقت نایاب ہو رہی ہے اور چالیس روپیہ میں آتی ہے چھپرائی گئی ہے، دوسری شرح فاضل سہارنپوری کی، فیضی ہے۔ یہ شرح گویا سہ دوم تھی جن صاحبوں کے پاس یہ شرح تھی وہ دکھانا بھی گوارا نہ کرتے تھے چہ جائیکہ چھپنے یا مطالعہ کے لئے دینا جن لوگوں نے اس شرح کا مطالعہ کیا ہے ان کو معلوم ہے کہ یہ کیسی شرح ہے دیوان حماسہ جیسی کتاب کی اس سے بہتر کوئی شرح نہیں دو شرحوں کے علاوہ سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے ظاہری خوبی یہ ہے کہ تمام درسی کتابوں کا غذ بہتر ہے جلد اول ۱۲۴ صفحات پر ختم ہے	[illegible]
ایضاً جلد دوم زیر طبع	
دیوان متنبی مطبوعہ دیوبند یہ بھی نہایت عمدگی کیساتھ چھاپا گیا ہے	[illegible]
ایضاً مجتبائی	[illegible]
دیوان حضرت علیؓ	۱۰ر
سبعہ معلقہ	۵ر
عربی بول چال اول	۱۲ر
ایضاً ثانی	۱۲ر
عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ	۸ر
قلیوبی معہ فرہنگ	[illegible]
الکلام الملوک	[illegible]
کفایۃ المتحفظ نہایت عمدہ کتاب ہے	۵ر
ایضاً محشی کلاں	[illegible]
مکاتیب رشیدی	۳ر
مرقات رحیمیہ	۴ر
مقامات حریری کامل	[illegible]
مرقات العربیہ	۴ر
ایضاً دوم	۸ر
ایضاً سوم	۱۰ر
مفید الطالبین	۳ر
ایضاً مترجم	۳ر
نفحۃ الیمن	[illegible]
ایضاً نادر	۸ر
مقامات بدیع الزمان ہمدانی بقدر نصاب	[illegible]

کتب معانی و بیان و عروض عربی فارسی و اردو

نام کتاب	قیمت
تلخیص المفتاح	۸ر
تذکرۃ البلاغت	[illegible]
رسالہ تذکیر و تانیث	۴ر
عروض المفتاح	۱۰ر
مختصر معانی	[illegible]

ہیئت عربی و ریاضی

نام کتاب	قیمت
اقلیدس	۹ر
ایضاً مجتبائی	۱۴ر
باب تشریح الافلاک	۸ر
تصریح فی التشریح	۱۴ر
خلاصۃ الحساب	۸ر
سبع شداد	۹ر
شرح چغمینی	[illegible]
قوشجیہ	۲ر

کتب حساب

نام کتاب	قیمت
پہاڑے اردو	[illegible]
ایضاً [illegible]	[illegible]
زبانی حساب	[illegible]
[illegible] دونوں ہاتھوں کی انگلی وغیرہ	۵ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب

تک شمار کرنا سنت کے موافق اگر یاد کرنا ہو تو اس رسالہ کو دیکھو پہلے جو چھپا تھا وہ بلا استاد سمجھ میں مشکل سے آتا تھا اگر اب اکھیوں کی نقشے بنا دیے ہیں جن کے دیکھنے سے بآسانی سمجھ میں آ جاتا ہے زبانی بغیر استاد یاد کرنا آسان ہو گیا ہے اور اسکے یاد کر لینے کے بعد تسبیح ہزار دانے کی بنانے کی ضرورت نہیں اسکے ذریعہ دس ہزار تک یکدم شمار کر سکتے ہیں۔

مکتب نامہ معروف بہ مسلم الحساب

مظہر الحساب

لغات عربی و فارسی و اردو

منتخب ... عربی

صراح معہ قراح

غیاث اللغات کامل

منتخب اللغات

... اللغات ... عربی ... جس میں ... سے عربی و حرفی زبان سیکھنے والوں کو ...

اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے اسمیں اردو لغات لکھکر اس کے عربی لغات لکھدیے ہیں تاکہ عربی لکھتے وقت کام دے اب تک جو لغات ملاحظہ سے گذرے ہوں گے ان میں عربی لغات کے معنی اردو میں بتائے ہوں گے مگر وہ عربی بنانے میں کچھ کام نہیں دیتے اس چھوٹی سی کتاب سے بہت بڑا کام نکلتا ہے اس کی خوبی اس کے ملاحظہ سے معلوم ہوتی ہے۔

لغات کشوری

لغات القرآن

منتخب النفائس

کتب اخبار و سیر و تاریخ عربی و اردو

المامون

الفاروق از مولانا شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مکمل سوانح عمری نہایت واضح

... از مولوی ...

عبداللہ صاحب انصاری

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

تاریخ الخلفاء عربی

تاریخ حبیب اللہ اردو

تاریخ مکہ معظمہ

تذکرۃ الاولیاء اردو یہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فارسی ہے اس میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اسکا ترجمہ زبان اردو کیا گیا ہے نہایت سلیس دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

تاریخ بیت المقدس

تاریخ بنی اسرائیل

رحمۃ الرحمن ترجمہ قصیدۃ النعمان

سیرۃ النعمان

سفرنامہ مولانا شبلی

فردوس آسیہ از مولنا عبدالرب صاحب دہلوی اس میں خلفاء راشدین و تابعین کے مفصل حالات ہیں دو جلدیں ہیں

قصص الانبیاء کامل

مرج البحرین فی ذکر ...

شہادۃ الحسنین ... اس کی مفصل کیفیت صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ ہو

محمود صدر واقدی اردو ...

فتح مکہ مسطور و فتوح الشام و فتوح المصر فتوح العجم

کتب تصوف

ارشاد الطالبین از قاضی صاحب

اخلاق محسنی

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت

امداد السلوک فارسی ترجمہ رسالہ کہ عربی کا ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے نہایت مستند

ارشاد مرشد

انفاس العارفین

بدالشروح شرح ...

تربیت السالک از حضرت مولانا تھانوی ... کو جو واردات پیش آتی ہیں ان کا جواب اس ... کا مطلب کہا گیا ہے۔

اول

ایضاً دوم

جملہ فہرست ... بنام ... مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

نام کتاب	قیمت
...الصوفیہ	۱۲ر
...ف عن حجابات	
...صوف	۱۱ع
...الغافلین	۱۲ر
...الدین از حضرت	
...ا تھانوی - اس میں	
...و تصدیقات اعمال	
...ادات و معاشرت و	
...سائل باطن وغیرہ وغیرہ	۸ر
...رہ غوثیہ	۸ر
...ۃ العاشقین	۱۲ر
...ۃ العشاق	۸ر
...ذکرۃ الاولیاء اردو	۱۲ع
...یات الصالحین	۸ر
...یوان حافظ	۱ر
...یضاً مترجم	ع
...یز نظامی اردو ملفوظات	
...حالات حضرت سلطان	
...مشائخ خواجہ نظام الدین	
...اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	
...روشنائے مثنوی دیباچہ	
...کلید مثنوی کا خیرہ مثنوی	
مولانا روم رح	
سراج السالکین	۱۰ر
شفاء العلیل ترجمہ	۱۲ر
قول الجمیل از شاہ ولی اللہ	
صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲ر

نام کتاب	قیمت
صراط المستقیم فارسی	۸ر
ضیاء القلوب فارسی	
از حاجی امداد اللہ صاحب رح	۳ر
ایضاً اردو	۵ر
قصد السبیل از حضرت	
مولانا تھانوی جس میں مختصر	
ہے مگر نہایت کارآمد ہے	
التصوف کا خطرناک کرشن	
فرمایا ہے	۳ر
کیمیائے سعادت	۱۲ر
کلید مثنوی شرح مثنوی	
مولانا روم جلد اول نصف	
دفتر اول	ع
جلد دوم نصف دفتر	
اول کا آخری حصہ	ع
ایضاً دفتر دوم	عہ
ایضاً دفتر ششم کامل	
اس کے علاوہ باقی دفتر	
طبع ہوئے ہیں	۱ر
کشکول شریف	۷ر
گلزار معرفت	۳ر
گلزار ابراہیم	۳ر
لب مثنوی	۵ر
مقاصد الصالحین	۳ر
مکتوبات حضرت محمد	
معصوم صاحب	ع
مبداء و معاد از حضرت	

نام کتاب	قیمت
مجدد الف ثانی رح	۸ر
مجموعہ پنج گنج ملفوظات	
خواجگان چشت	۱ر
مکتوبات کلیمی	۳ر
مرقع شریف کلیمی	۸ر
مثنوی بوعلی شاہ قلندر	۱ر
ایضاً مترجم	۲ر
مثنوی شمس تبریز	۱ر
نزہۃ الساطین	
ترجمہ روض الریاحین	
۱۱۷ حکایات کا مجموعہ	
یہ کتاب اس قابل ہے کہ	
ہر مسلمان کے مکان میں رہے اس کا	
مطالعہ عشق حقیقی پیدا کرتا	
ہے اور دنیا سے آزاد	
کرتا ہے ۱۷۰ صفحات	
پر ختم ہے قیمت صرف	للعہ

کتب اوراد و وظائف

نام کتاب	قیمت
اعمال قرآنی کامل	۵ر
اوراد رحمانی	۳ر
اوراد احسانی	۲ر
اوراد فتحیہ	۲ر
بیاض محمدی	۲ر
تعبیر نامہ خواب	۲ر
تعبیر صادق	۱ر
جواہر القرآن	۵ر

نام کتاب	قیمت
حزب الاعظم	۸ر
حزب البحر مترجم حضرت	
حاجی امداد اللہ صاحب	
قدس سرہ کے سلسلے کے	
مطابق	۱ر
حصن حصین	ع
خیر المومنین من کلام	
سید المرسلین انتخاب	
حصن حصین	۳ر
دلائل الخیرات	۸ر
ایضاً مجتبائی مجلد	عہ
کہف المتین خلاصہ	
حصن حصین مجلد	عہ
مناجات مقبول	۱ر
سوانح شیخ حزب البحر	۵ر

کتب وعظ

نام کتاب	قیمت
انیس الواعظین اردو	ع
انیس و جلیس	۱ر
التحمید	۱ر
تذکرۃ الواعظین	ع
تنبیہ الغافلین	۱۲ر
تحفۃ الاسلام	۸ر
درۃ الناصحین اردو	ع
احسن المواعظ	عہ
افضل المواعظ	عہ
اکرم المواعظ	عہ

نام کتاب	قیمت
فردوس آسیہ	۱۲ر
مواعظ اشرفیہ	۱ر
مجالس الابرار اردو	۵ر
بحر الجرین فی ذکر شہادۃ الحسنین	۸ر
ہدیہ شمیر فی غطا نظیر	۱۰ر

کتب رد شیعہ

نام کتاب	قیمت
احسن الحسنات	۵ر
انتباہ المومنین	۸ر
تحفہ اثنا عشریہ	۱۲ر
ہدایۃ الشیعہ	۳ر

کتب رد نصاریٰ

نام کتاب	قیمت
تقریر دلپذیر	۱۲ر
کشف الحقائق اردو موجودہ زمانہ میں نصاریٰ کے رد کی بہت اچھی کتاب ہے	۳ر
مباحثہ شاہجہانپور	۴ر

رد قادیان

نام کتاب	قیمت
الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح از حضرت مولانا تھانوی ظلہم العالی	۲ر
ختم النبوۃ حصہ اول یعنی ختم النبوۃ فی القرآن اس میں قرآن مجید کی سو آیات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا	۱۲ر
ہدیۃ المہدیین یعنی قرآن مجید کی تنتیس آیات اور انسو بانسٹھ احادیث، اقوال سلف اور کتب سابقہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا	۱۰ر

کتب خطب

نام کتاب	قیمت
خطبات القرآن والاحادیث	۱۰ر
خطب مولانا عبد الحی صاحب	۶ر
خطبہ منبریہ	۸ر
خطب دوازدہ ماہی	۸ر

کتب رد ہنود

نام کتاب	قیمت
انتصار الاسلام	۴ر
رقیمۃ الوداد	
قبائل وید کتاب	
تحفۃ الہند	۸ر
تحفہ یحییہ	۶ر
الصدقۃ السجاریہ فی رد الاریہ آریوں کی تردید میں محققانہ اور عالمانہ رسالہ اور مفید معلومات کا ذخیرہ	
قبلہ نما	
نگینہ کا مباحثہ	

نام کتاب	قیمت
خطب دوازدہ ماہی مترجم	۱۵ر
خطب ماثورہ	۲ر
خطب ملاں غزنوی	۱۲ر
خطب علی	۱۲ر

کتب درسیہ فارسی برائے مبتدیان

نام کتاب	قیمت
احسن القواعد	
آمدن بی لفظی	۱ر
بوستان	۴ر
ایضاً مترجم	۱۲ر
پندنامہ عطار	۲ر
ایضاً مترجم	۴ر
چہار گلزار	۴ر
چہل سبق	۴ر
حکایات لطیف	۲ر
حمد باری	۱ر
خالق باری	۱ر
دستور الصبیان	
ایضاً مترجم	۲ر
رسالہ عبد الواسع	۴ر
سکندر نامہ	
ایضاً مترجم	
صفوۃ المصادر مع ضمیمہ	
آمد نامہ	۱ر
قادر نامہ	۱ر
کریما	۱ر

نام کتاب	قیمت
کریما مترجم	۲ر
گفتگو نامہ فارسی	۱ر
گلزار دبستان	۲ر
گلستان	۱ر
ایضاً مترجم	۱۲ر
مفید نامہ	۲ر
محمود نامہ	۱ر
باقیماں	۲ر
مصدر فیوض	۳ر
نام حق	۱ر
ایضاً مترجم	۴ر

کتب انشائے فارسی

نام کتاب	قیمت
انشائے تسخیر	۳ر
انشائے بہار عجم	۱ر
انشائے خلیفہ	۳ر
انشائے دلکشا	۳ر
انشائے جامی	۴ر
رقعات عالمگیری	۳ر
قصائد عرفی	۸ر

کتب انشائے اردو

نام کتاب	قیمت
انشائے اردو	۱ر
انشائے خرد افروز	۱ر
انشائے بہار بیخزاں	۴ر
اردوئے معلی	۱۲ر
رقعات عنایت علی	۵ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

کاغذات کارروائی — ۲ر
مکتوب محمدی — ۱ر
مکتوب احمدی — ۲ر

کتب خوشنویسی

ارژنگ چین — ۸ر
نخبۂ نگارین — ۲ر
صحیفۂ نگارین — ۲ر

کتب تعلیم النسواں

بہترین جہیز — ۱ر
بہشتی زیور فی حصہ — ۴ر
تنبیہ النساء — ۱ر
تعلیم النساء معہ دلہن نامہ — ۱ر
زینۃ النساء — ۲ر
مرآۃ النساء — ۴ر
مفید النساء — ۱ر
ہدایت النسوان — ۱ر

تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اسرار المکتوم — ۱ر
آیات اللہ الکاملہ
ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ — سے ر
انفاس العارفین — عہ ر

الضبات معہ ترجمہ اردو
کاغذ پرانہ — ۴ر
انضبات کاغذ عمدہ — ۸ر
عقد الجید مترجم اردو
قول الجمیل معہ
ترجمہ اردو
شفاء العلیل — ۴ر
فیوض الحرمین — ۱۲ر
ہوامع شرح
حزب البحر — ۵ر

تصنیفات شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ

رسالہ وحدۃ الوجود مسئلہ
وحدت وجود کی تحقیق میں — ر
ضیاء القلوب مترجم
اردو اشغال - اذکار -
مراقبات تفصیل سلاسل
لطائف ستہ خواجگان وغیرہ — ۲ر
ضیاء القلوب فارسی — ۴ر
غذائے روح پردرد
اردو نظم حق تعالیٰ کی راہ
کی طرف لانیوالی و درد عشق
پیدا کرنیوالی کتاب ہے — ۵ر

تحفۃ العشاق نظم اردو
میں بی بی تحفہ علیہا رحمۃ کا
عجیب قصہ درد و عشق سے
حرف حرف سے ٹپکتا ہے — ۲ر
گلزار معرفت حضرت
حاجی صاحب قدس سرہ
کی عاشقانہ غزلیں جن سے
طالب کو حق تعالیٰ کی محبت
جوش زن ہوتی ہے اور
اس میں ایک قصیدہ جو
مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن
صاحب بھی شامل ہے — ۲ر
دردنامہ غمناک محبوب
حقیقی کی یاد و شوق میں
میں ایک نہایت درد
بھری ہوئی نظم — ر
ارشاد مرشد صبح و شام
کے اذکار اور دعائیں اور
نوافل اور ضروری نصائح
گویا یہ طالب کے لئے ایک
مختصر دستور العمل یا نظام
الاوقات ہے — ۱ر
جہاد اکبر —
آدمی کے اندر جو نفس و
شیطان اور روح کے
درمیان محاربہ ہوتا ہے
اس کا مفصل بیان — ۱ر

تصنیفات قطب الارشاد حضرت مرشدنا و مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ

امداد السلوک یہ نایاب
کتاب رسالہ مکیہ عربی کا
فارسی ترجمہ ہے فن سلوک
میں نہایت نافع و مفید ہے
ہر طالب کو اس کا دیکھنا
ضروری ہے - — ۵ر
اس کا اردو ترجمہ ارشاد
الملوک مترجمہ مولانا عاشق
الٰہی صاحب — ر
ہدایت الشیعہ شیعہ کی
طرف سے دس سوال شائع
ہوئے تھے اس رسالہ میں
ان کے دندان شکن جواب
ہیں - — ۴ر
(سہولت حج کے واسطے)
حبیبی زبدۃ المناسک
حج رسالہ انیس الحجاج
جماعت حجاج کو اس سفر
مبارک میں باعتبار اجر اخروی
اور قبولیت کے جس چیز کی
ضرورت ہے وہ اس کتاب

نام کتاب	قیمت
میں موجود ہیں اسکو حضرت ممدوح نے محض اسی ضرورت کے واسطے تیار کیا ہے۔ یہ کتاب مسائل حج میں جس قدر ضروری اور جامع واقع ہوئی ہے وہ اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جملہ مناسک کو جدا جدا ابواب میں ایسی طرز پر جمع فرمایا ہے کہ بڑی بڑی کتابوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو اس مختصر رسالہ سے حاصل ہوتا ہے جو لوگ کتب مزید تحصیل کئے ہوئے ہیں وہ بھی اس مختصر تالیف سے مستغنی نہیں ہیں کیونکہ ابواب حج کو پڑھ لینا اور امر ہے اور ضرورت کے وقت استنباط اور مسئلہ نکالنا اور امر ہے اس لئے جماعت اہل علم کو بھی اس سفر میں اس رہبر کے اخیر تک ... مطلوب ہے سنت کا ساتھ ضروری ہے چونکہ مولانا کے علم استعداد و تفقہ اور مدبر ہونے میں کسی موافق مخالف	

نام کتاب	قیمت
کو کلام نہیں ہے اسلئے حضرت مؤلف کی اس شہرت کے بعد پھر کتاب کی تعریف کی حاجت نہیں اس رسالہ کے آخر میں ایک بزرگ مدنی الاقامت نے حال کی عربی بول چال جس سے سائرین حج کو تمام حالات میں پوری مدد مل سکتی ہے زیادہ کی ہے ان محاورات کے محفوظ و محفوظ رکھنے سے اہل عرب کو اپنی ضروریات سمجھانے اور ان کی سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے باوجود اس زیادتی کے قیمت وہی اصل کتاب کے برابر رکھی گئی ہے بہت زیادہ مفید امر ... ہے تقطیع بھی مختصر ... اور جیب میں ... ہے ... طواف و سعی کے وقت بھی ہمراہ اپنے ... جیب میں رکھ سکتے ہیں اور اگر شوقین حضرات اول آخر سادے کاغذ لگا لیں گے تو یادداشت کے واسطے انکو دوسری	

نام کتاب	قیمت
پاکٹ بک کی ضرورت نہوگی قیمت چکنا کاغذ	۵ر
" روکھا کاغذ	۴ر
لطائف رشیدیہ تفسیر حدیث کے متعلق اہل علم کے شبہات و سوالات کے جواب ہیں۔	۲ر
سبیل الرشاد آمین بالجہر، رفع یدین، صحابی کی تعریف، تقلید شخصی وغیرہ میں نہایت منصفانہ تحقیقات تحریر فرمائی ہیں، اہل علم و طلبہ اسکو ضروری دیکھیں۔	۳ر
اوثق العری اس رسالہ میں احادیث صحیحہ سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں اور جمعہ کیلئے قصبہ یا شہر کا ہونا شرط ہے۔	۱ر
ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی دس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا منع ہے اس بحث میں اس سے قبل ایسی تحقیق کسی نے نہیں	

نام کتاب	قیمت
فرمائی۔	۳ر
الرائے النجیح فی عدد رکعات التراویح احادیث صحیحہ سے تراویح کا بیس رکعت ہونا اور صلوٰۃ تراویح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ ہونا بیان فرمایا ہے	۱ر
فتاوی میلاد شریف	۱ر
قطوف دانیہ فارسی مساجد میں جماعت اولیٰ کے بعد دوسری جماعت کرنیکی کراہت میں مفصل تحقیق (فارسی)	۲ر
رد الطغیان فی اوقاف القرآن قرآن شریف میں جو اوقاف مثل ط ج وغیرہ ہیں بغیر تقلید کے ثابت کیا ہے کہ ان پر وقف کرنا بدعت ہے حضرت مولانا قدس سرہ نے دلائل صحیحہ سے ان کو فی ثابت فرمایا ہے	۱ر
احسن القرىٰ فی توضیح اوثق العری اس میں ثابت فرمایا ہے کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو وہاں ظہر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ گاؤں کے لوگوں پر جمعہ فرض	

نام کتاب	قیمت
ہنس اگر پڑھیں تو پھر ادا نہ ہوگا۔	ار

تصنیفات جامع العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	قیمت
انتصار الاسلام یہ کتاب قبلہ نما کا پہلا حصہ ہے۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے اسلام پر دس اعتراض فلسفیانہ نہج اہل اسلام پر بنام ہنڈی کئے تھے۔ ایک متعلقہ قبلہ تھا اس کو علیحدہ کر دیا ہے جس کا نام قبلہ نما ہے باقی سوالات کے جواب اس انتصار الاسلام میں ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔	۳ر
آب حیات	عہ
تصفیۃ العقائد سید احمد خاں کے عقائد کی تشریح و اصلاح و تنقیح عجیب طور سے کی ہے	۱۰ر
تحفہ لحمیہ گوشت کے کھانے کا عقلی ثبوت بدلائل عقلی	۸ر
توثیق الکلام در بحث	

نام کتاب	قیمت
قرأۃ الفاتحہ خلف الامام	۲ر
تقریر دلپذیر	۱۲ر
تحذیر الناس	۳ر
جمال قاسمی اس میں آپ کے عمدہ عمدہ مکتوبات متعلق سماع موتی و حیات النبی میں ہے۔	۱ر
جواب ترکی بترکی	۵ر
حجۃ الاسلام اس میں کلمہ طیبہ کی تحقیق ہے توحید و رسالت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت وغیرہ کا بیان	۵ر
قبلہ نما حصہ دوم انتصار الاسلام استقبال قبلہ و بت پرستی کا باہم فرق اور حقیقت قبلہ کی تحقیق کی ہے۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے مجمع اسلام میں یہ اعتراض کیا تھا کہ ہندو ایک پتھر کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان بہت سے پتھروں کی عبادت کرتے ہیں جن کا نام انہوں نے خانہ کعبہ رکھا ہے جس کا جواب مجمع میں دیا اس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے	۸ر

نام کتاب	قیمت
قصائد قاسمی اردو فارسی کے قصائد و اشعار شوقیہ مضامین میں ہیں۔	۲ر
گفتگوئے مذہبی یعنی ایک مباحثہ کی دلچسپ کیفیت	۳ر
مباحثہ شاہجہانپور بمقام شاہجہانپور ایک میلہ خدا شناسی بانتظام گورنمنٹ قائم ہوا تھا جس میں بڑے بڑے نامی پادری اور پنڈت جمع ہوئے تھے اس کی مفصل کیفیت قابل دید ہے۔	۲ر
مناظرہ عجیبہ تحذیر الناس پر بعض علماء نے تحریری اعتراض کئے تھے اس کا جواب نہایت وثیق عالمانہ دیا ہے۔	۷ر

تالیفات حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ دیوبندی

نام کتاب	قیمت
ادلۂ کاملہ	۲ر
الابواب والتراجم	عہ
الجہد المقل کامل	۸ر
کلیات شیخ الہند	۳ر

نام کتاب	قیمت
مکتوبات شیخ الہند	۸ر
مسدس مالٹا	ار
مرثیہ بروفات حضرت گنگوہی رحمہ اللہ	۲ر
حضرت مولانا قدس سرہ کا سفرنامہ۔ اس سفرنامہ کے اندر تحریک کے ابتدائی واقعات، مولانا کی سرگرمی، گورنمنٹ کی بدظنی، مولانا کا سفر حج شریف، مکہ کی کارروائی، مولانا موصوف پر اتہام، مولانا کی مع رفقاء کے گرفتاری، مصر کا سیاسی قید خانہ، انور پاشا جمال پاشا وغیرہ سے ملاقات، مالٹا کی روانگی، مولانا کی رہائی مالٹا میں، مولانا کے رفقاء کا استقبال، مصیبت زدگان پر شفقت، طرز زندگی، حیرت انگیز ملاقات، مولوی نصرت حسین صاحب کا وصال مالٹا میں۔ مولانا اور رفقاء کی رہائی ہندوستان کی سیاسی ہنگامہ کا خیر مقدم حیرت انگیز	۱۰ر

[illegible]

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
امداد الفتاوی مبوب فتاوے اشرفیہ سنہ ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۳۲ھ تک کے فتاوی اس میں درج ہیں اور کتب فقہیہ کے طرز پر مبوب کیا گیا ہے فلسفیانہ شبہات کے جوابات بھی اس میں درج ہیں تتمہ امداد الفتاوے یعنی حوادث الفتاوے اس میں ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۳۶ھ تک کے فتاوی درج ہیں تتمہ ثالثہ تتمہ رابعہ اصلاح الرسوم رسوم مروجہ کا رد اور ان کی اصلاح کا طریقہ الاستبصار فی فضل الاستغفار انتباہات المفیدہ علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جس میں شبہات جدیدہ کے جوابات	لعہ ہے ۴ عہ ۱۲ ۵ر ار	اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت فصاحت و متانت سے لئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے پاس رہے تاکہ جس وقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کر لیا جاوے انشاء اللہ تعالی جواب حاصل ہو جاویگا ۔ خواہ کلیۃً یا جزءً اسکی پوری تعریف احقر کا قلم نہیں کر سکتا لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے اخبار الزلزلۃ اخبار بینی اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی اصلاح اصلاح الخیال غلطیے جن لوگوں کو اتباع شریعت	عہر ار ار ۲ر	میں شبہات و شکوک اور اوہام پیدا ہوتے ہیں وہ تمام تر شبہات اور ان کے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح اوراد رحمانی وادوکا تسبیحاتی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کو فضائل اور عجیب غریب نکتے قابل دید۔ الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد ۔ تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان اغلاط العوام فی باب	۰۳ر لہر ۳ر ۴ر	الاحکام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے مع ضمیمہ اعمال قرآنی اس میں آیات قرآنیہ کے خواص عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں قیمت ہر حصہ آداب المعاشرت باہمی گزران و برتاؤ کے آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے ۔ امواج الطلبہ مثنوی زیر و بم وغیرہ ارشاد البہائم فی حقوق البہائم بہشتی زیور اس مفید اور مقبول عام کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے ہر شخص پر آفتاب نصف النہار کی طرح یہ بات روشن ہے کہ یہ نہایت اصلاح عادات	۱۰ر ۵ر ۰۲ر ۱۰ر ۱ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

نام کتاب	قیمت
و آداب معاشرت و مسائل دینیہ میں کس قدر مفید ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیا ہے اسکے گیارہ حصے ہیں اول سے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و دینی معلومات میں بینظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہے فی حصہ	۴ر
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ	۱۰ر
بیان القرآن حضرت مولانا حکیم الامۃ کی قرآن مجید کی تفسیر بارہ جلدوں میں اعلیٰ درجہ کی اور قابل ملاحظہ تفسیر اس سے بڑھکر اب تک کوئی تفسیر نہیں چھپی ہو۔ اس تفسیر کی ہر جلد علیحدہ بھی تیار ہے جس کی قیمت فی جلد	[illegible]
کامل	۲۰ عـہ
تعلیم الدین۔ دین کے چاروں اجزاء عقائد عبادات و اخلاق و معاملات	

نام کتاب	قیمت
و سلوک کے مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان	۸ر
تلخیصات عشر حضرت مولانا مدظلہ نے کم فرصت لوگوں کیلئے تعلیم عربی کا ایک مختصر نصاب تجویز فرمایا ہے جس سے قلیل عرصہ میں کافی استعداد عربی کی اور واقفیت مذہب ہوسکتی ہے۔	۹ر
الترتیب اللطف فی قصۃ الکلیم والحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرمادیا ہے	۵ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اس کے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جس میں مختصر قواعد لکھدئے گئے ہیں	۱۰ر
تنشیط الطبع اس میں سبع قراءت کا بیان ہے	

نام کتاب	قیمت
اور آداب تعلم و تعلیم و آداب تلاوت وغیرہ بیان کئے گئے ہیں	۵ر
تربیت السالک حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں جو ذاکرین و شاغلین حالات لکھتے ہیں اور حضرت والا انکا تحریری جواب دیتے ہیں ان سوال و جواب کو نقل کرکے ایک جا جمع کیا گیا ہے سالکین و عامہ مسلمین کو جو راہ سلوک میں شبہات و خطرات پیش آتے ہیں وہ سب اس کتاب سے حل ہوجاتے ہیں نہایت مفید کتاب ہے اسوقت اسکے دو حصے ہیں۔ فی حصہ	۴ر
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۱ر
جزاء الاعمال	۳ر
جمال القرآن یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۳ر

نام کتاب	قیمت
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغییر العنوان	۱۰ر
حقوق الاسلام اس میں استاد شاگرد ماں باپ میاں بیوی حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں	۱ر
حق السماع سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور ان میں جو کوتاہیاں ہورہی ہیں انکی اصلاح ہے	۵ر
الخطب الماثورہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۷ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں ٭

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
خاتمہ بالخیر سوء خاتمہ		شجرۂ طیبہ اس میں تین شجرے		سکتا ہے کہ ہمیں کس درجہ		ثابت کیا ہے	۲ر
کے اسباب کی تحقیق اور		شامل ہیں۔ اول شجرہ نظم اردو		کا مومن ہوں	۲ر	القول البدیع۔ گاؤں	
خطرات نفسانی کے متعلق		حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ		فتاوی اشرفیہ اسکے		میں جمعہ نہ ہونے کا بیان	۲ر
ایسی تقریر کہ اس پر عمل		بزرگوں کے مقامات دفن		دو حصے ہیں ہر حصہ میں		کلید مثنوی۔ حضرت	
کرنے سے کوئی خطرہ نہیں		تاریخ وفات بھی لکھی گئی ہے		متفرق مسائل مع دلائل و		مولانا رومی کی اردو سلیس	
آتا۔	۱ر	دوسرا شجرہ فارسی منظوم		تحقیقات عجیب وغریب		عبارت میں بحیثیت شریعت	
روشنائے مثنوی جلد		مولانا رشید احمد صاحب کا		درج ہیں۔ حصہ اول	۲ر	وطریقت کی جامع شرح	
کلید مثنوی	۱ر	تیسرا شجرہ فارسی حضرت		ایضاً حصہ دوم	۲ر	اور ادق ودقیق مسائل تصوف	
زاد السعید اس میں		مولانا مولوی اشرف علی		قصد السبیل اسمیں		کو نہایت خوبی کے ساتھ	
درود شریف کے فضائل		صاحب مدفیوضہم۔ اور آخر		عام لوگوں کے اس		حل فرمایا ہے۔ دفتر اول	
وعجائب خواص اور درود		میں ایک رسالہ تحفۃ الطالب		خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے		کے دو حصے ہیں حصہ اول	عار
شریف کے صیغے اور وہ درود		مؤلفہ حضرت مولانا محکم		جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف		ایضاً حصہ دوم دفتر اول	عار
جو احادیث صحیحہ میں وارد		الحق ہے۔	۱ر	اور وصول الی اللہ ان لوگوں		دفتر ششم کی شرح	لعہ
ہیں اور آخر میں ایک رسالہ		صفائی معاملات		کا کام ہے جو دنیا ومافیہا کو		ایضاً دفتر دوم کی شرح	مہ
نیل الشفا ہے جس میں		خرید وفروخت وغیرہ کے		ترک کرکے ایک گوشہ میں		کمالات امدادیہ اس	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے		مسائل مدلل مع جواز وعدم جواز		بیٹھ رہے اس میں ایسے		رسالہ میں حضرت حاجی صاحب	
نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے		عام فہم۔	۲ر	دستور العمل تجویز فرمائے ہیں		کے ملفوظات وغیرہ ہیں	۲ر
عجیب وغریب خواص اور		طریقۂ مولد شریف		کہ ہر شخص اس پر عمل کرکے		لب مثنوی دفتر ششم	
برکات درج ہیں	۲ر	مولد شریف کے اصلی		محروم نہیں رہتا	۲ر	کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر
سبق الغایات (عربی)		اور صحیح اور سنت کے موافق		القول الصواب نئی		مناجات مقبول مع	
قرآن شریف کی آیتوں		طریقہ کا بیان	۱ر	روشنی والے دستورات		تتمہ وحزب البحر۔ روزانہ	
میں اول سے آخر تک ربط		علاج الحبط قطعہ		کے پردہ مروجہ پر شبہات		تلاوت کرنے کے واسطے	
بیان فرمایا ہے	۹ر	دربار کا سچا کلمہ	۱ر	کرتے تھے کہ ایسا پردہ		احادیث کی پرُاثر دعاؤں کا	
شوق وطن وطن اصلی		فروع الایمان۔ یہ		قرآن وحدیث سے ثابت		مجموعہ ترجمہ اردو نظم میں	
یعنی آخرت کی یاد وشوق		کتاب ایمان کامل کی کسوٹی		نہیں حضرت مولانا نے		کردیا گیا مع شجرہ خاندان	
پیدا کرنے والے مضامین	۳ر	ہے جس سے ہر شخص جانچ		قرآن وحدیث ہی سے اسکو		چشتیہ۔ خط واضح	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
اصلاح العقلیہ حصہ اول	۹ر
ملفوظات خیرت	۹ر
مجموعہ رسائل مفیدہ اس میں تین رسالے شامل ہیں حفظ الایمان، خاتمہ بالخیر، سوال وجواب متعلق جسم مثالی وروح اعظم تجلی	۸ر
مکتوبات خیرت	۳ر
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب	۸ر
وجوہ المثانی (عربی) اس کتاب میں تمام قرآن مجید کی اختلاف قرأت مشہورہ کو اور اختلاف قرأت سے جو معنی آیتوں میں تغیر ہوا ہے اسکو بترتیب سورتوں کے نہایت سلیس عربی میں تحریر فرمایا ہے خاتمہ میں اصول و قواعد قرأت تحریر فرمائے ہیں اور اخیر میں دو رسالے اور لگائے ہیں ایک یادداشت جس میں روایات غیر مشہورہ کی سندیں اور احادیث مسلسل جمع فرمائی ہیں۔ اور دوسرا رسالہ جس میں مولانا مدظلہم نے اپنا سلسلہ بیعت ونسب	

نام کتاب	قیمت
وقرأت وسند ودلائل یاد داشت وغیرہ بیان فرمائے ہیں۔	۱۳ر

مواعظ طبع شدہ کی فہرست

حضرت مولانا موصوف کے مواعظ کا مطالعہ کرنا اور سننا تجربہ اور مشاہدہ سے نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے اُن کے دیکھنے یا سننے سے دین ودنیا دونوں درست ہوجاتے ہیں اسکی تصدیق وہ حضرات کرینگے جو ایکبار بھی شریک وعظ ہوئے ہیں یا وعظ سنا ہو اس لئے اُن مواعظ کے ضبط اور طبع کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ جو مواعظ اسوقت کتب خانہ ہذا میں موجود ہیں اون کی فہرست مع قیمت درج ذیل ہے۔

نام کتاب	قیمت
النور	
مفتاح الخیر	
الشریعت	
القضایا	

نام کتاب	قیمت
النجاح	۲ر
تجارت آخرت	۲ر
روح الارواح	۴ر
ذکر الرسول	۳ر
رفع الموانع	۴ر
شکر نعمت	۴ر
الدعوۃ الی اللہ	۴ر
محاسن الاسلام	۵ر
الیواقیت	۱۴ر
ترجیح الآخرہ	۲ر
حرمات الحدود	۱۳ر
ملتہ ابراہیم	۵ر
الرفع والوضع	۱۴ر
الہدیٰ والمغفرہ	۴ر
ذم النسیان	۴ر

تصنیفات حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم

نام کتاب	قیمت
اتمام النعم ترجمہ تبویب الحکم	۱۳ر
البراہین القاطعہ	
...	۱ر
...	۱ر
...	۴ر
...	۲ر

نام کتاب	قیمت
ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اسکا دیکھنا اور سننا ونا	۲ر
تیر سلیمان مصنف مزاج کو ضروری اور کار آمد ہے	۴ر
تنشیط الاذان	۴ر
تصدیقات معروف بہ المہند	۲ر

تالیفات جناب مولوی اصغر حسین صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

نام کتاب	قیمت
القول المتین	۲ر
الجواب المتین	۴ر
الصالحات یعنی نیک بیبیاں	۱۴ر
تعبیر نامہ خواب	۴ر
تعبیر صادق	۱ر
چہل حدیث	۳ر
حیات خضر	۴ر
خواب شیریں	۲ر
رفیق سفر	۱ر
روضۃ الرضوان فی تذکرۃ ...	۱ر
علم الاولیاء	۱ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ... بھیجیں۔

نام کتاب	قیمت
عہد نامہ جدید	۱ر
فتاوی محمدی سہ	
شرح دیوبندی	۱۰ر
فرحۃ الصالحین	۱ر
گلزار حدیث	۵ر
گلزار سنت	۱ر
مولوی حسنوی	
سوانح مولانا روم	۲ر
مسافر آخرت	۱ر
مختصر سوانح عمری	
حضرت شیخ الہند	۱ر
مصیبت نامہ مولوی	

نام کتاب	قیمت
جمال الدین صاحب	۲ر
کتب طب عربی	
جہات قانون	۸ر
حدود الامراض	۲ر
قانونچہ	عہ
کنز الحکماء	۲ر
موجز ناجی	۸ر
کتب طب فارسی	
بحر الجواہر	۸ر
رکن اعظم	۸ر

نام کتاب	قیمت
رموز اعظم	سہ
علاج الامراض	سعہ
قرابادین اعظم و اکمل	للعہ
کفایہ منصوری	سہ
مخازن التعلیم	۸ر
مجموعہ یاقوتی	۸ر
نیر اعظم	۸ر
کتب طب اردو	
الطاعون	۸ر
بستان المفردات	۸ر
خزینۃ العلاج کامل	۸ر

نام کتاب	قیمت
شفاء الامراض	۸ر
طب نبوی	۲ر
طب احسانی	۵ر
علاج الغرباء	۱۲ر
قرابادین اعظم	۷ر
اردو	
میزان الطب	۱۰ر
مجربات حکیم	
حسام الدین حیدر	عہ
مفید الاجسام	۲ر
مخزن المفردات	
خواص الادویہ	۱۲ر

طبیہ کالج دہلی کے نصاب کی جملہ کتابیں

(از زبدۃ الحکماء حکیم محمد کبیر الدین صاحب مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی)

افادہ کبیر (ترجمہ و شرح موجز القانون طبع سوم مع طبی لغاتچہ و اختلافی مسائل و مباحث ضروری یعنی کلیات کے اہم مضامین بصورت سوال و جواب) افادہ کبیر کلیات کی ابتدائی درسی کتاب کالج کی جماعت سال اول کا نصاب ہے قیمت ۸ر

ترجمہ شرح اسباب معالجات طب یونانی کی معتبر درسی کتاب۔ کالج کی جماعت سال سوم و چہارم کا نصاب چار حصوں میں۔ قیمت جلد اول ۸ر، ثانی ۔ے، ثالث عا، رابع عا، کامل لعہ

تشریح کبیر طبع ثانی مع صد ہا تصاویر رنگین و سادہ، تشریح انسانی کی سب سے واضح معتبر درسی کتاب، طبیہ کالج کی جماعت سال اول و دوم کا تشریحی نصاب۔ تشریح جدید و قدیم کا بہترین مجموعہ، دو جلدوں میں جلد اول عہ، جلد دوم کی تصاویر رنگین زیر طبع ہیں

منافع الاعضاء۔ کلیات قدیم و جدید کا تقابل، علم افعال الاعضاء (فزیالوجی) کی بہترین سلیس اور عام فہم کتاب، کالج کی جماعت اول و دوم کا نصاب۔ قیمت تین روپے (سے)

معالجات نفیسی کا ترجمہ یعنی علم الادویہ۔ ادویہ مفردہ و مرکبہ کے افعال و خواص علم الادویہ یونانی کا معتبر و مدلل بیان یعنی علم الادویہ نفیسی کا بہترین ترجمہ، کالج کے سال دوم کا نصاب ادویہ قیمت عا، جلد دوم ۸ر

علم الجراحت بالتصویر، و جدید فن جراحی یعنی سرجری کی معرکۃ الآراء اور عظیم الشان تالیف کالج کا جراحی نصاب۔

زبان نہایت سلیس، تمام اصطلاحات عربی و یونانی۔ اور ذیل میں سب اصطلاحات کے ڈاکٹری مترادفات، طبیبوں اور ڈاکٹروں کا نایاب اور قابل دید تحفہ۔ صفحات تقریباً ۴۲۰۔ قیمت پانچ روپیہ (صہ)

لغات اصطلاحات طبیہ۔ یونانی طبی اصطلاحات کا بہترین معتبر لغت۔ بہت سے لغات طبیہ کا خلاصہ اصطلاحات متعلقہ امراض، آلات، کلیات، معالجات، تشریح و منافع الاعضاء کا سلیس بیان قیمت تین روپے (سے)

لغات الادویہ۔ دواؤں کے عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت، کیمیائی، انگریزی یونانی اور دیگر زبانوں کے ناموں کی توضیح، ادویہ کے مخفی رموز اور خاص خاص اصطلاحات کی وضاحت تقریباً ۲۵ ہزار اصطلاحات کی شرح۔ اگر کسی نسخہ کا کوئی جز آپ نہ سمجھ سکیں تو اس لغت سے حل کریں۔ قیمت تین روپے (سے)

دہلی کا مطب (بیاض کبیر حصہ اول) دہلی کی معتبر بیاض۔ حکمائے دہلی کے معمولات و مجربات اور اصول مطب و قواعد علاج اس کے چھپنے سے قبل مستندین طبیہ کالج کو بمشکل یہ مطلب حاصل ہوتا تھا اور جسے حاصل ہوتا تھا وہ اس قلمی بیاض کو بصیغہ راز رکھا کرتے تھے۔ قیمت دو روپے (عہ)

دہلی کے مرکبات (بیاض کبیر حصہ دوم) دہلی کے دواخانوں کی معتبر مرکب دوائیں جن میں سے بہت سے نسخے بصیغہ راز رکھا کرتے تھے، یہ نفیس و جدید زمانۂ حال کی غیر مطول قرابادین ہے۔ قیمت دو روپے (عہ)

دہلی کی دواسازی (بیاض کبیر حصہ سوم) یونانی دواسازی کے اصول اور اس کے راز۔ طبیبوں کے لئے دواسازی کا رہنما اور عطاروں دواسازوں کا استاد۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

قانون نسل (مجموعہ کبیر) مجربات یا ؤکا آخری خزانہ نسخہ جات باہیہ کا زبردست ذخیرہ۔ اعلیٰ سے اعلیٰ نسخہ جات اس میں موجود ہیں اگرچہ چھپائی ادنی ہے، حجم ۲۰۵ صفحات، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

تشریحی تصاویر جدید و رنگین۔ رگ، پٹھوں، ہڈیوں اور اندرونی و بیرونی اعضاء کی باقاعدہ تصویریں جن کی مدد سے ہمارے اطباء تشریح داں ہو سکتے ہیں۔ دو حصے حصہ اول کی سادہ تصویریں عہ حصہ دوم کی رنگین تصویریں عہ

تصاویر احشاء۔ اس میں صرف اندرونی اعضاء واحشاء کی تقریباً ستر تصویریں ہیں مثلاً دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ شکم وسینہ کے اعضاء، آلات تناسل زنانہ و مردانہ۔ قیمت ۱۲ ر

طبی فرہنگ طبی اصطلاحات کا جامع اور مختصر لغت ہے۔ اصطلاحات متعلق امراض ادویہ، آلات طبیہ، کلیات تشریح اعضاء کی سلیس تعریفیں ہیں۔ یہ ان غریب طلباء کے لئے تیار کیا گیا ہے جو بڑے لغت (یعنی لغات اصطلاحات طبیہ قیمتی ہے) کو خرید نہ سکیں) قیمت عہ

طبی لغاتچہ (طبع دوم) یہ ایک مختصر مگر نہایت ضروری لغت ہے جس میں طب یونانی کے اصطلاحات کی تفصیل و توضیح ہے۔ طبع دوم میں وچند اضافات ہوئے ہیں۔ کاغذ بھی پہلے سے اچھا ہے قیمت ۸ر

طب قدیم وجدید کی علمی جنگ، طب قدیم کے اصول پر ڈاکٹروں کے زبردست سوالات و اعتراضات کے اطباء یونانی کی طرف سے خاموش کن اور دنداں شکن جوابات۔ قیمت عہ

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں،

رسالہ مسماع الصدر ۔ آلہ سینہ بینی (اسٹیتھس کوپ) کی حقیقت ۔ طریقہ استعمال اور امراض سینہ کی تشخیص قیمت ۴ر

رسالہ مقیاس الحرارت ۔ آلہ مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) کی حقیقت، طریقہ استعمال اور بدنی حرارت کا تذکرہ ۔ قیمت ۴ر

رسالہ اسمائے امراض و اوزان طبی (۱) ڈاکٹری ناموں کے مقابل یونانی اور یونانی ناموں کے مقابل ڈاکٹری نام موضوع بتائے گئے ہیں (۲) رسالہ اوزان میں ڈاکٹری، یونانی اور ویدک وزنوں کی تشریح ۔ قیمت ۴ر

کتاب التکلیس علم کشتہ (از حکیم مولوی محمد عبد الواحد صاحب ناظم) علم کشتہ جات کی بے بہا کتاب، کشتہ سازی کے اصول و قواعد، مشکل اصطلاحات و رموز کا حل اور ہر قسم کے کشتہ جات کی معتبر و مصدقہ ترکیبیں ۔ قیمت ۸ر

مجربات قطن (از حکیم مولوی ابو الحسن صاحب قطن) اس میں مفید و مختصر چٹکلے اور اچھے نسخے ہیں جو نظم میں جمع کئے گئے ہیں ۴ر

رسالہ قارورہ (از مدیر المسیح) بطرز جدید ۔ طب جدید کے مطابق قارورہ کے دلچسپ بیانات، قارورہ کی شکر، البومن، پتھری، پیپ، مادہ، خون و دیگر اشیاء کے کیمیائی امتحانات ۔ قیمت ۸ر

امراض صبیان ۔ مؤلفہ علامہ محمد عثمان خاں صاحب میڈیکل افسر ریاست ٹونک ۔ اس کتاب میں بچوں کے امراض و عوارض جسمانی کا علامہ ممدوح نے اپنے طرز خاص سے ذکر کیا ہے ۔ قیمت ۱۲ر

کتاب التشخیص ۔ یہ علم تشخیص کی ایک مستقل اور جامع کتاب ہے ۔ طبیب کا معیار فضیلت تشخیص پر ہے یہ کتاب تمام امراض کے علامات فارقہ تشخیصیہ بتاتی ہے ۔ علاوہ ازیں تشخیص کے دیگر اصول و نکات ۔ قارورہ، نبض، تنفس و رنگ بشرہ وغیرہ کا تفصیلی تذکرہ ہے دو جلدوں میں ۔ قیمت فی جلد ۸ر مکمل ۱ے

میزان الطب اردو جسکو دفتر المسیح نے خاص اہتمام سے نہایت سلیس ترجمہ کرانے کے بعد شائع کیا ہے اور تشریح چشم میں طبقات و رطوبات چشم کا نقشہ بھی دیا ہے ۔ قیمت ۸ر

کلیات طب یونانی کے مباحث ضروری یعنی کلیات طب یونانی کے معرکۃ الآراء اور اہم مباحث امتحانی سوالات و جوابات جس سے کلیات کے مشکل مسائل بآسانی محفوظ اور ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے فاضل ممتحن بھی یہی سوالات کیا کرتے ہیں قیمت ۸ر

رسالہ مدار جس میں مدار (آک) نامی بوٹی کے عجیب و غریب افعال و خواص اور حیرت انگیز فوائد اور اس سے جو کشتے تیار کئے جاتے ہیں اور جن ترکیب سے وہ اکثر امراض میں استعمال کی جاتی ہے بالتفصیل درج ہیں ۔ قیمت ۸ر

رسالہ دیدان جس میں شکم کے کل اقسام کے کیڑوں کا دلچسپ تذکرہ مع علامات و علاج درج ہے جسکو حکیم صاحب نے بڑی تحقیق سے لکھا ہے قیمت ۴ر

رسالہ سوزاک ۔ سوزاک جسقدر اہم اور خبیث مرض ہے اس سے ہر ایک طبیب واقف ہے مگر غیر طبیب اس سے اسی وقت آگاہ ہوتا ہے جبکہ اس کو خدانخواستہ اس نامراد مرض سے واسطہ پڑتا ہے جس شخص میں اس مرض کا زہر ایک مرتبہ سرایت کر جاتا ہے ۔ اگر بے توجہی سے کام لیا جائے تو وہ شخص مدت العمر عذاب میں خود بھی مبتلا رہتا ہے اور اپنی رفیقہ حیات اور جگر کے ٹکڑوں (اولاد) کو بھی اس مرض کی باد سموم سے پژمردہ و افسردہ کر دیتا ہے ۔ مرض مذکور کی اس خباثت و سرایت کو مد نظر رکھکر یہ رسالہ تالیف کرا کے شائع کیا ہے جس میں دونوں طبوں کی رو سے بتلایا گیا ہے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جو اس مرض کو پیدا کر کے انسان کو مصیبت میں ڈالدیتے ہیں اور اس سے بچنے کی تدابیر کیا ہیں اور جب کوئی شخص

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

اس میں مبتلا ہو جائے تو اس سے نجات پانے کے لئے کیا علاج ہے ۔ علاج ایسے آزمودہ نسخوں سے لکھا گیا ہے جو اس مرض کے لئے تیر بہدف ہیں اور متعدد تجارب نے ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے ۔ قیمت ۸ر

رسالہ آتشک ۔ مرض آتشک بھی سوزاک ہی کے مانند خبیث مرض ہے ۔ یہ بھی جس شخص کو ایک مرتبہ ہو جاتا ہے دوبارہ جانے کا نام نہیں لیتا ۔ بلکہ اہل و عیال میں بھی اس کا زہر اثر کر کے ان کو گرفتار بلا کر دیتا ہے ۔ اس رسالہ میں بھی رسالہ سوزاک کی مانند اس مرض کے پیدا ہونے کے اسباب اس سے محفوظ رہنے کی تدابیر، مرض کو زائل کرنے کا علاج دونوں طبوں کی رو سے نہایت دلچسپی اور عمدگی سے لکھا گیا ہے ۔ نسخے چیدہ چیدہ بار ہا کے مجرب لکھے ہیں ۔ قیمت ۸ر

رسالہ سل و دق ۔ سل و دق نے جو تباہی ہمارے ملک میں پھیلا رکھی ہے اس سے تقریباً ہر ایک شخص واقف ہے اس مرض نے عین عنفوان شباب میں لاکھوں نوجوانوں کے چراغ زندگی کو گل کر کے آغوش لحد میں سلا دیا اور آئندہ معلوم نہیں یہ کب تک اپنے کرشمے دکھائے ۔ خاص و عام کی معلومات کے لئے یہ رسالہ بھی دونوں طبوں کی رو سے لکھا گیا ہے جس میں اس مرض کے پیدا ہونے کے وجوہ اس سے محفوظ رہنے کی تدابیر ۔ اس کی علامتیں اور علاج نہایت عمدہ طریقہ سے لکھا گیا ہے ۔ قیمت ۸ر

رسالہ ذیابیطس ۔ ذیابیطس ان معدودے چند امراض میں سے ہے جو انسان کو زندہ در گور کر دیتے ہیں ۔ اس رسالہ میں اس مرض کے اسباب و علامات و علاج دوسرے رسائل کے مانند نہایت عمدہ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں ۔ اس رسالہ کا سب سے زیادہ دلچسپ وہ حصہ ہے جس میں شکر کے پیدا ہونے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے ۔ قیمت ۸ر

رسالہ جدری ۔ اس رسالہ میں بھی مذکورہ بالا رسائل کے مانند مرض جدری کے اسباب، علامات اور علاج اور اس سے محفوظ رہنے کی تدابیر ہر دو طبوں کی رو سے بیان کی گئی ہیں ۔ قیمت ۸ر

رسالہ بواسیر اس رسالہ میں دوسرے رسائل کی مانند مرض بواسیر کا مفصل تذکرہ اور اسکے اسباب علامات اور علاج بیان کئے گئے ہیں ۸ر

آسان نسخے یا مجرب چٹکلے ۔ مجربات کی صدہا کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں ۔ جب ایک متجسس نگاہ ضرورت کے مطابق نسخہ تلاش کرنا چاہتی ہے وہ اول تو نسخوں کی فراوانی سے ادھر ادھر بھٹک کر رہ جاتی ہے اگر کسی نسخہ پر نظر انتخاب پڑ بھی جاتی ہے تو اس نسخہ کی تیاری میں جو صعوبتیں ہوتی ہیں وہ سد راہ ہوتی ہیں ۔ گاہے منتخب نسخے میں کوئی ایسا جزو موجود ہوتا ہے جس کی ماہیت سے لاعلمی ہوتی ہے اور جو نہ عطار کی دوکان سے دستیاب ہو سکتا ہے اور نہ جنگل بیابان کی خاک چھاننے پر مل سکتا ہے ۔ الغرض انہیں مصائب اور دشواریوں کو مد نظر رکھ کر سر سے لیکر پاؤں تک کل امراض کے **آسان نسخے یا مجرب چٹکلے** ترتیب دیکر شائع کئے گئے ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دو تین اجزا سے متجاوز نہیں اور اجزا بھی سہل الحصول ہیں ہر ایک دوا فروش سے مل سکتے ہیں ۔ اگر کوئی نسخہ زیادہ اجزا کا بھی ہے تو وہی ہے جس کی ترکیب آسان ہے اور بارہا تجربہ کی کسوٹی پر پرکھا جا چکا ہے ۔ علاوہ ازیں ہر ایک مرض کی ایسی مفید اور مجرب دوا بھی لکھی گئی ہیں جو عام طور پر جنگلوں میں با آسانی مل سکتی ہیں اور دیہات میں رہنے والے اشخاص جہاں کوئی دواخانہ نہیں ہوتا ان سے بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں ۔ سفید اور چکنے کاغذ کے ۲۰۰ صفحات پر نہایت عمدگی سے

شائع ہوئے ہیں۔ ان خوبیوں کے باوجود قیمت صرف دو روپیہ (عہ)

علم الادویہ حصہ دوم (داخل نصاب تعلیم ادویہ طبیہ کالج دہلی) یہ ترجمہ نفیسی علم الادویہ کا دوسرا حصہ ہے جو تکمیل نصاب تعلیم طبیہ کالج دہلی کے لئے لکھا گیا ہے اس میں وہ تمام ادویہ بطرز جدید لکھی گئی ہیں جو علم الادویہ حصہ اول (نصاب کالج) میں درج نہیں ہیں ہر ایک دوا کی ماہیت۔ مزاج۔ افعال اور استعمال نہایت تحقیق اور اختصار سے لکھا گیا ہے، ادویہ کے افعال لکھنے میں مبالغہ سے احتراز کیا گیا ہے۔ صرف انہیں افعال کے لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے جو معتبر و مصدق ہیں یا کم از کم مشہور ہیں۔ چونکہ حصہ اول میں زیادہ تر بیرون ہند کی پیدا ہونیوالی ادویہ کا ذکر ہے لہذا حصہ دوم میں زیادہ تر ہندوستان میں پیدا ہونیوالی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ ہے اس لحاظ سے یہ حصہ نہایت مفید و دلچسپ ہے۔ قیمت عہ

کتاب ہدیۂ ذکور مع چیدہ مرکبات۔ (مؤلفہ فاضل ادیب جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیر ضلع بیڑ حیدرآباد دکن) امراض مخصوصہ کے متعلق ابتک اکثر صاحبان کی جانب سے متعدد رسائل شائع ہو چکے ہیں لیکن ہدیۂ ذکور ایک نرالی کتاب ہے۔ مؤلف موصوف نے یہ کتاب بطرز مکالمہ ایسی دلچسپ عبارت میں لکھی ہے کہ ایک مرتبہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ اس میں مردانہ قوتوں کی حفاظت کے طریقے اور جملہ مردانہ امراض کے اسباب۔ علامات اور علاج اور مجرب نسخہ جات نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں نسخے نہایت سہل اور مستند ہیں اور ان کی ترکیب وغیرہ ایسی عمدگی سے لکھی گئی ہے کہ مریض یا طبیب کسی امر کے لئے تشنہ کام نہیں رہتا۔ سفید چکنا کاغذ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

علم الامراض اُردو۔ یہ کتاب جناب پروفیسر فضل الرحمن صاحب (پروفیسر مڈوائفری ہائی جین کیمسٹری وغیرہ طبیہ کالج دہلی) نے طبیہ کالج کی جماعت منتظمہ کی ہدایت کے موافق طبیہ کالج سال سوم (تھرڈ ایر کلاس) کے طلباء کی تعلیم کے لئے لکھی گئی ہے اس میں مختلف امراض کی وہ حقیقت بیان کی گئی ہے جو جدید میڈیکل سائنس نے جدید آلات و ادویہ کی مدد سے معلوم کی ہے۔ مثلاً سل، دق میں پھیپھڑوں کے اندر پہلے درجہ میں کیا کیا تغیرات ہوتے ہیں۔ دوسرے میں کیا اور تیسرے میں کیا ہوتے ہیں۔ یہ تغیرات مریضوں کے مرنے کے بعد ان کی لاشیں چیر کر اور خوردبین سے دیکھ کر معلوم کئے گئے ہیں۔ اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مرض کا اصلی سبب معلوم ہو جاتا ہے اور پھر علاج میں نہایت آسانی ہو جاتی ہے کیونکہ مرض کا علاج صرف یہ ہے کہ جو چیز مرض پیدا کر رہی ہے اسکو دور کر دیا جائے تو مرض بھی دور ہو جائیگا اسطرح جگر گردے اعضائے دماغ نخاع وغیرہ وغیرہ اکثر اعضاء کی بیماریوں کی اصلی حقیقت جو جدید طبی علوم کی رو سے نہایت وضاحت سے بیان کی گئی ہے اس کتاب کے بغیر کوئی طبیب یا وید امراض کا علاج صحیح اور سائنٹفک طریقہ پر نہیں کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کتاب کا مطالعہ طبیبوں اور ویدوں کو ضرور کرنا چاہیئے تاکہ خود مختلف بیماریوں کی اصلی حقیقت سمجھ کر علاج کر سکیں اور ڈاکٹروں کے مقابلہ میں معلومات کے لحاظ سے پیچھے نہ رہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہر طبیب اور وید اس کتاب کے مطالعہ سے امراض کے علاج میں بہت کچھ جدید اور کامیاب طریقے ایجاد کریگا اس کتاب کی خوبی بہت ظاہر

ہے کہ یہ طبیہ کالج کے کورس میں داخل کر لی گئی ہے اور طبیہ کالج نے اس کی پانسو جلدیں خرید لی ہیں۔ کتاب کی قیمت دو روپے ہے۔

تشخیص عملی مع مطب یونانی و ڈاکٹری (اردو) یہ کتاب طبیہ کالج کے فارغ التحصیل طلبا کے لئے لکھی ہے۔ اس میں تشخیص علمی کے اصول جدید ترین طریقہ تشخیص پر بیان کئے گئے ہیں، یونانی مطب عالیجناب مسیح الملک کا ہے اور مرکبات مثلاً معجون جوارش وغیرہ جو نسخے لکھے ہیں وہ بھی مسیح الملک کے خاندان کے ہیں، اس کے علاوہ ڈاکٹری مطب منتخب اور بہترین نسخوں کا مجموعہ ہے جو انگلستان کے قابل فخر ڈاکٹروں ڈاکٹر برتھو اور ڈاکٹر ڈلا کے کتابوں سے انتخاب کئے گئے ہیں آخر میں ان ڈاکٹری مفید اور مجرب نسخوں کو لکھا گیا ہے جو ہندوستان کے ہسپتالوں میں برسوں کے تجربہ کے بعد نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں یونانی مفرد اور مرکب دواؤں کی ایک نہایت مفید فہرست بھی لکھی ہے جو اس طبیب کے لئے نہایت کارآمد ہے جو مطب کے ساتھ دواخانہ رکھنا چاہتا ہو۔ اور ایک فہرست ان ڈاکٹری دواؤں کی بھی ہے جو ہر مرض کی مخصوص ادویہ شمار کی جاتی ہیں اور جو جدید طب کے لئے مایۂ فخر و ناز ہیں یہ کتاب ہر طبیب اور وید کو اپنے مطب میں ضرور رکھنی چاہئے، کیونکہ اس کتاب کی مدد سے ایک طبیب یا وید اپنے مطب میں بہت کچھ ترقیاں کر سکتا ہے اور مریضوں کی تکالیف کو نسبتاً زیادہ آسانی سے دور کر کے شہرت اور دولت حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے (مجلد)

ہومیوپیتھی کی بہترین کتاب مینول آف تھراپیوٹکس اردو۔ انگلستان کے قابل فخر ڈاکٹر ہوجز کی نایاب کتاب مینول آف تھراپیوٹکس کا اردو خلاصہ۔ ڈاکٹر ہوجز وہ عظیم الشان ڈاکٹر ہے جس کے الفاظ اور تجربے انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس اور امریکہ کے ہومیوپیتھک حلقوں میں سند کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں، اس کی ہومیوپیتھی کے تجربے اور معلومات کا نایاب خزانہ اسی مینول آف تھراپیوٹکس میں جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب آجکل نہیں ملتی کیونکہ آؤٹ آف پرنٹ ہے، اتفاق سے ایک جلد جناب ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب پرنسپل طبیہ کالج دہلی کے پاس مل گئی اس کا ترجمہ عرصہ کی محنت کے بعد کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اصل انگریزی کتاب کی قیمت غالباً سولہ روپے تھی لیکن ترجمہ کی قیمت صرف عہ/

استقصاء البول (اردو) یہ کتاب قارورہ کے امتحان پر ایک مکمل اور جامع کتاب ہے۔ اس میں قارورہ کے امتحان کے تمام جدید وسائل و ذرائع مفصلاً بیان کئے گئے ہیں اگر کوئی طبیب یا وید قارورہ کا امتحان کرتے ہیں ان وسائل و ذرائع کو اختیار کریں۔ تو اس کو ان امراض کے تشخیص کرنے میں کچھ بھی دقت نہ ہوگی جن میں قارورہ کے امتحان کی ضرورت محسوس ہوتی ہو۔ اس کتاب میں جو مضامین درج ہیں ان میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) قارورہ کے امتحان طبی کا طریقہ (۲) قارورہ کے خوردبینی امتحان کا طریقہ (۳) قارورہ میں سوزاک اور سل کے جراثیم معلوم کرنے کا طریقہ (۴) قارورہ کی تحلیل کیمی (۵) قارورہ میں زلال (البیومین) معلوم کرنے کا طریقہ

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

(۶) قارورہ میں پروٹینا یوریہ معلوم کرنے کا طریقہ (۷) قارورہ میں اجزاء شبیہ بالزلال معلوم کرنے کا طریقہ (۸) قارورہ میں مخاطین اور زلال نوانی معلوم کرنے کا طریقہ (۹) قارورہ میں خون معلوم کرنے کا طریقہ (۱۰) قارورہ میں کیلوس معلوم کرنے کا طریقہ (۱۱) قارورہ میں شکر وغیرہ معلوم کرنے کا طریقہ (۱۲) قارورہ اجزاء خلیتہ معلوم کرنے کا طریقہ (۱۳) قارورہ میں تیزاب سرکہ معلوم کرنے کا طریقہ۔ (۱۴) قارورہ میں صفرا معلوم کرنے کا طریقہ (۱۵) قارورہ میں مختلف ادویہ معلوم کرنے کا طریقہ۔ (۱۶) قارورہ کی تحلیل کی کا طریقہ یعنی زلال شکر یوریا۔ حمض۔ البولیک۔ فوسفات کلورو یا اوکسیلات وغیرہ وغیرہ کس مقدار میں خارج ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ پتھری ریت وغیرہ معلوم کرنے کے ذرائع و طریقے نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت ۱؎

کتاب الکیمیا (اردو) جدید سائنس کی نہایت اہم شاخ یعنی کیمسٹری پر اردو میں کتاب الکیمیا سے زیادہ آسان کتاب غالباً نہیں ہوگی۔ اس میں جدید تحقیق کے موافق عنصروں کی حقیقت ان کے خواص اور ان کے ملنے سے جو مرکبات پیدا ہوتے ہیں بیان کئے گئے ہیں۔ مرکبات کو تحلیل کرکے ان کے اجزاء کس طرح علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ مختلف دھاتیں کن کن چیزوں میں حل ہوتی ہیں۔ مختلف دھاتوں کے نمک کس طرح بنائے جاتے ہیں اور بعض دھاتوں کے کشتہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ ان سب باتوں کے اصول اور پورا پورا عمل اور تجربہ کی پوری پوری ترکیب لکھی ہوئی ہے جس کو معمولی اردو خواں بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس کتاب کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ یہ طبیہ کالج کے فرسٹ ایر (پہلے سال) کے کورس میں ہے اور اس کی پانچسو جلدیں بھی طبیہ کے بورڈ نے خریدلی ہیں۔ قیمت ۱۲؎

علم القابلہ (مڈویفری) یعنی علم زچہ و بچہ بچہ پیدا ہونا عورت کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے جس کو ہندوستان میں عموماً اس طرح حل کیا جاتا ہے کہ کسی جاہل دائی کو جو اجرت نسبتاً کم لے بلا کر اس سے بچہ جنوایا جاتا ہے، جاہل دائی صفائی کے اصول کو نہ جاننے کے سبب ان پر عمل نہیں کرتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دائی کے ہاتھوں سے کوئی گندا اور زہر لگ کر زچہ کو زہریلا بخار چڑھ جاتا ہے۔ یا آنول یا جھلیوں کا کچھ حصہ رحم میں رہ جاتا ہے اور پھر وہ سڑکر زہر پیدا کرتا ہے اور زہر جسم میں جذب ہو کر پھیلتا ہے اور زہریلے بخار کا باعث ہوتا ہے۔ یا جاہل دائی جلد بازی کے سبب سے بچہ کو جلد کھینچ لیتی ہے جس کی وجہ سے زچہ کی سیون پھٹ کر زہریلے بخار کا باعث ہوتی ہے جس سے زچہ سسک سسک کر جان دیتی ہے۔ یا بچہ اور یا نال کو کھینچ کر رحم کو بھی باہر کر دیتی ہے۔ غرض یہ کہ اعداد و شمار سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورتوں کی موت جو بچہ جننے کے وقت میں ہوتی ہے یا عورتوں کو وہ بیماریاں جو بچہ جننے کے بعد ان کو ہو جایا کرتی ہیں ان میں نوے فیصدی کا خاص اور نہایت اہم سبب جاہل دائیاں ہیں۔

حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے مذکورہ بالا حالات و اسباب پر غور کرنے کے بعد کتاب علم القابلہ لکھی ہے اس سے عوام بھی مستفید ہوں گے

اور اطبا بھی۔ کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اطبا جاہل دائیوں کو تعلیم دیکر قابل دائیاں بنا دیں گے اور ہر اُردو خواں دائی بھی اس کے مطالعہ کے بعد ایک قابل دائی بن سکتی ہے۔ کتاب علم القابلہ میں شروع حمل سے لیکر حمل کے زمانہ کے احتیاطات، حمل کے زمانہ کے امراض اور ان کا علاج بچہ پیدا ہونے کے وقت کے احتیاطات اور تدابیر بچہ پیدا ہونے کے وقت کے خطرات اور اُن سے بچنے کے وسائل، بچہ پیدا ہونے کے بعد کے امراض اور ان سے بچنے کی تدابیر اور علاج، یہ کتاب طبیہ کالج کے سال چہارم یعنی آخری سال کے طلباء کے لئے تیار کی گئی ہے اور یہ ان تصانیف کا نچوڑ ہے جن کے مصنفین کی پوری عمریں زچہ بچہ اور حاملہ کے امراض اور حفظان صحت کے علم کے پڑھانے اور خود بچہ جنانے میں صرف ہوئی ہیں۔ قیمت ۔۔

ترجمہ کلیات نفیسی از رئیس الاطبا مولوی حکیم محمد امین الحسیب صاحب وائس پرنسپل طبیہ کالج دہلی یعنی علم طب کی مشکل ترین اور شہرۂ آفاق

کتاب کلیات نفیسی کا بطرز جدید با محاورہ اردو ترجمہ مع اضافات ضروری جس کے پڑھنے کے بعد کلیات قانون اور اس کے ترجمے کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور جس کی زیادہ سے زیادہ تعریف و توصیف یہ ہے کہ چھپتے ہی طبیہ کالج دہلی اور طبیہ کلاسز اسلامیہ کالج لاہور اور قدوسیہ طبیہ کالج مدراس کے بصیرت و محققین نے نصاب تعلیم میں داخل ہونے کا فخر عطا کیا ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں پہلی میں طب کے جزء نظری و عملی پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے آخر میں ۴۵۱ سوالات امتحان کلیات و معالجات اضافہ کر دیئے ہیں۔ حجم ۲۴۴ صفحہ ہے۔ دوسری جلد میں جزء عملی کی تشریح و توضیح ہے اور اس کے آخر میں دو سو سوالات امتحان کلیات معالجات کے شامل ہیں حجم ۲۵۴ صفحہ قیمت فی جلد اول ۲؍ کامل للعہ

امراض نسواں

مولفہ جناب مولوی حکیم عبدالحفیظ صاحب مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ عورتوں کے امراض کی تشخیص اُن کے دفعیہ کی تدبیر حجاب و نقاب اور اُن کی بعض فطری خصوصیات کی وجہ سے نسبتہً مشکل ہوا کرتی ہے۔

اور جن دائیوں کو اُن کے امراض کی جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کا موقع حاصل ہوتا ہے ان میں سے اکثر ایسی ہوتی ہیں کہ جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے بیشتر اوقات مرض کی غیر صحیح صورت طبیب کے روبرو پیش کرکے بجائے اُس کی اعانت کرنے کے اور زیادہ دشواری میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

اس کے علاوہ چونکہ بیبیاں اپنے دکھوں کے اظہار کو قریب قریب ایک امر معیوب تصور کرتی ہیں اس لئے ان کی تکلیف کا اظہار بھی عموماً اسوقت ہوتا ہے جبکہ مرض اچھی طرح زور پکڑ جاتا ہے اسوجہ سے معالجین نسبتہً زیادہ اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ان حالات کو محسوس کرتے ہوئے نقائص مذکورہ بالا کے ازالہ کی غرض سے مؤلف نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس کتاب کو ایسی ترتیب کے ساتھ مرتب فرمایا ہے کہ جس کے مطالعہ سے نہ صرف طبیب، دائیاں، طالبات ہی

تشخیص مرض و علاج میں بصیرت حاصل کر سکتی ہیں بلکہ معمولی اردو جاننے والی بیبیاں بھی اُسے پڑھکر اپنے کو عضو کے پوری واقفیت حاصل کر کے آسانی کے ساتھ اپنی شکایات کا علاج اور اس کی روک تھام کر سکتی ہیں۔

کتاب کے ابتدائی حصہ میں شرمگاہ، اندام نہانی، رحم، خصیۃ الرحم، قاذفین، پستان وغیرہ مخصوص اعضاء کی پوری تشریح اُن کے فرائض و وظائف بتلائے گئے ہیں۔

اس کے بعد مذکورہ بالا اعضاء کے تمام امراض کا نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مذکورہ اعضاء کی تصاویر کے علاوہ مذکورہ بالا اعضاء کے امراض کو بھی تشخیص کی سہولت کی غرض سے تصاویر کے ساتھ واضح کیا گیا ہے اور علاج کے سلسلہ میں بہترین و مجرب نسخوں کے علاوہ حکیم محمد اجمل خاں صاحب کی خاص خاص تجاویز کو اس میں جذب کیا گیا ہے۔

الحاصل عورتوں کے اعضاء کی تشریح اور اُن کے امراض و علاج کے بارے میں یہ کتاب ایک بہترین تالیف ہے جسے پروفیسر صاحب نے بہت زیادہ محنت اور اہتمام سے مرتب فرما کر طبقہ نسواں پر ایک بڑا احسان فرمایا ہے، ہر گھر میں ایسی کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ معمولی اردو جاننے والی بیبیاں خود ہی اپنی شکایت کا علاج کر سکیں کتاب علاوہ تصاویر کے جو نہایت نفیس آفسٹ کاغذ پر ہیں تین سو صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

سرخ بیاض

دنیا کی سب سے بہتر بیاض اور جمیعۃ الاطباء دہلی کا نایاب تحفہ جس میں دہلی کے ممتاز ترین خاندان، ملک کے مشہور ترین اطباء جمیعۃ الاطباء کے خصوصی ارکین اور درویشوں کے اکسیر الاثر چٹکلے اور خاص خاص امراض کے تیر بہدف نسخے (جو بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے حاصل کئے گئے ہیں) درج ہیں۔ آسمانوں کی سیر کرانیوالی، تقویت باہ اور پُر لطف امساک پیدا کرنے والی نایاب و ناقابل اظہار معاجین و حبوب غیر معمولی لذت و فرحت پیدا کرتے ہوئے مسرور بنا دینے والے طلاء، ہر قسم کی مردانہ شکایات، ضعف عضو مخصوص استرخاء، کجی، لاغری، صغر (چھوٹا ہونا) سوزاک، آتشک، جریان وغیرہ کے ماسوا ضعف بصر، نزلہ، درد گردہ، سنگ گردہ و مثانہ، ضعف معدہ، کمی خون، سنگرہنی، ہچکی، تلی، خارش، ذریبا اطفال، رتا ن استقاط حمل وغیرہ امراض کے خاص خاص صدہا مرتبہ کے تجربہ شدہ جواہرات میں تولنے کے قابل صدری نسخے سرخ بیاض کی صورت میں شائع کئے گئے ہیں، اس بیاض کی ترتیب کے سلسلہ میں جناب مولوی حکیم شمس الدین احمد صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی، جناب حکیم مولوی نذیر احمد صاحب گنگوہی، جناب حکیم مولوی فرید احمد صاحب عباسی، جناب حکیم نفیس حسین صاحب دہلوی، حکیم اقبال حسین صاحب جعفری، حکیم مقبول احمد صاحب مرحوم ریواڑی، حکیم نور الدین صاحب مرحوم (دہلی)، جناب علامہ نیر صاحب حیدرآبادی، جناب علامہ روحی صاحب لوکی، جناب علامہ کنتوری صاحب مرحوم، جناب محمد عبد الرحمن صاحب پھلواری مرحوم کے اسمائے گرامی خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہیں، پاکٹ ایڈیشن قیمت عہ

قرابادین جدید

یہ کتاب جمیعۃ الاطباء دہلی کے ارکین کی طرف سے شائع ہوئی ہے جس میں دہلی کے نامور طبیبوں کے خاص خاص نسخے اور دہلی کے تمام مشہور و معروف دواخانوں کے مرکبات صحیح اجزا کے ساتھ درج ہیں نیز اس قسم کے نسخے جو بصیغہ راز مخفی رکھے جاتے تھے وہ اس کتاب میں ظاہر کر دئے گئے ہیں، اسکے علاوہ کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ لگایا گیا ہے جس میں گزشتہ جنگ کی بہترین تجویزیں دو صاحبوں کی لکھی گئی ہیں۔ قیمت عہ

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ ان کے پاس احادیث بہت کم ہیں، حتی کہ بعض نے یہی کہدیا کہ ان کے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اس کے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن و تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اس لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جس میں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اُن کو یکجا جمع کردیا جاوے، خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف سنہ ۱۳۲۶ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۳۳۰ھ میں اس کا پہلا حصّہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا اب اس کتاب کا دوسرا حصّہ مسمیٰ بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اس کے بھی بہت کم نسخے رہ گئے ہیں، اصل کتاب عربی میں اس طرح ہے کہ اول حدیث نقل کرکے اُس کے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوس کی تقریر کردی گئی ہے، یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اردو میں اُن احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل درج کیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اس سے فائدہ اٹھا کر بہکانے والوں کی شر سے محفوظ رہیں، جلدیں بہت کم باقی ہیں۔ جلد منگا لیجیے، قیمت دو روپے چار آنے (عہ۲)

دوسرا مژدہ

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو سنہ ۱۳۲۳ھ سے دل میں تھی اور اُس کی تکمیل کے لئے دل بے چین تھا سنہ ۱۳۳۱ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمیٰ بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہوکر اہل علم کیخدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالیٰ جس طرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسی طرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور ان کے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ محبت وغیرہ اونکے علاوہ ہے عام شائقین کے نفع کے لئے انکے اشعار کا اردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوسکیں ٭

مشورہ مفید اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوصاً مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اسکا نفع تام ہوجائے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ نفع عام ہوجائے

اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے۔ (عہ۳)

تمام فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسنین

ایک عرصہ سے طبیعت ایسی کتاب کی متلاشی تھی جو کسی حنفی عالم نے اس بیان میں مفصل لکھی ہو بہت فکر کے بعد یہ نظر پڑی جو نہایت مفصل اور مستند ہے جسکا مفصل ہونا فہرست مضامین سے معلوم ہوگا اور مستند ہونا مصنف کے نام نامی سے واضح ہے، یہ کتاب مولانا مولوی عبدالرب صاحب دہلوی قادری حنفی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف سے ہے اور اس میں مفصلہ ذیل بیانات ہیں، حالات حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ مع واقعات شہادت، اسکے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کیطرف یزید کا رجوع ہونا بیعت چاہنا اور حضرت کا انکار فرمانا اور مکہ معظمہ تشریف لیجانا، وہاں پہنچکر اہل کوفہ کے خطوط آنے اور حضرت امام مسلم کا تشریف لیجانا، وہاں پہنچکر اہل کوفہ کی حالت دیکھکر حضرت امام حسین کا بلانا۔ اسکے بعد کوفیوں کا پھر جانا حضرت امام مسلم کا نرغہ میں آنا۔ اور داد شجاعت دیکر جام شہادت نوش فرمانا اور صاحبزادگان امام مسلم کے واقعات اور حضرت امام حسین کا روانہ ہونا اور میدان کربلا میں پہنچنا وہاں کے جملہ واقعات اور مجاہدین اہل بیت و اہل بیت کی شہادت اور بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جو کچھ واقعات ہوئے انکا بیان، مثلاً روانگی اہل بیت مع سر مبارک طرف شام کے اور راہ میں جو کچھ کرامتیں سر مبارک سے ظہور میں آئیں اور دربار کرنا یزید کا، اور گفتگو کرنا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اور اہل ہوجانا دربار میں اور خوشامد کرنا یزید کا۔ حضرت زین العابدین سے جامع مسجد میں خطبہ پڑھوانا، حضرت زین العابدین کا اور شور و غل گریہ زاری ہونا مسجد میں اور خطبہ کے درمیان بہ اشارہ یزید موذن کا تکبیر کہدینا۔ پھر روانگی مدینہ منورہ اور وہاں پہونچنا، پھر وہاں قیامت برپا ہونا، حاضری روضۂ مبارک پر اہل بیت کی اور عرض حال کرنا، اسکے بعد یزید کا مرنا اور اسکے بیٹے کا تخت سلطنت کا چھوڑنا اور دشمنان اہل بیت کا قتل بڑی تباہی کے ساتھ، اور حالات حضرت امام زین العابدینؓ مع شہادت۔ پھر ذکر امام باقرؓ۔ و حضرت امام جعفرؓ و حضرت امام موسی کاظمؓ و حضرت امام علی رضاؓ و حضرت امام محمد بن علی رضاؓ۔ و حضرت امام نقیؓ و حضرت امام حسن عسکریؓ و حضرت امام مہدی علیہ السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/) محصول ڈاک تین آنے۔

[illegible]

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے، کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیئے ہیں۔ یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے اور اس کے مفصل بیان کی فہرست درج ذیل ہے۔

مختصر فہرست مضامین

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

حضور اکرم صلعم کا صراحتاً و علامتاً خلیفہ نہ بنانا اور اس کا راز۔ قرشیت کی شرط پر بحث۔ خلافت سی سالہ کی مراد۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی امیہ۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی عباس۔ چادر مبارکہ کا بیان جو آخر وقت تک خلفاء تک رہی۔ کن خلفاء نے ترک سلطنت کی۔

احوال حضرت ابوبکرؓ۔ آپ کا اسم و لقب۔ آپ کا مولد و منشاء۔ آپ کا حلیہ مبارک۔ آپکا اسلام لانا۔ صحبت و حضوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی شجاعت۔ آپ کا مال تصدق کرنا۔ آپکا علم۔ آپ صحابۂ کرام میں سب سے افضل تھے۔ آیات قرآنی و احادیث جو آپ کی مدح یا تصدیق یا شان میں نازل ہوئیں۔ صحابۂ کرام اور سلف صالحین کے کلام آپ کی شان میں۔ احادیث و آیات و کلمات ائمہ جن سے آپ کی خلافت کا منشاء نکلتا ہے۔ آپ کی بیعت۔ زمانۂ خلافت کے واقعات یعنی جیش اسامہ۔ مرتدین سے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں نیز مسیلمہ کذاب سے جنگ اور قرآن مجید فرقان حمید کے جمع کرنے کا ذکر۔ آپ کے اولیات۔ آپ کا حلم و تواضع۔ آپ کی بیماری اور وفات اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنانا۔ احادیث صحیحہ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہیں۔ تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے اقوال اور آپکے فیصلے خطبے اور دعائیں۔ آپ کے وہ کلمات جن سے شدت خوف الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کی تعبیریں۔

احوال حضرت عمرؓ۔ آپ کا اسلام لانا۔ آپ کی ہجرت۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

ہیں آپ کی نسبت صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال جن باتوں میں کلام خدا نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ آپ کے خصائل۔ آپ کا حلیہ۔ آپ کی خلافت۔ اولیات۔ آپ کے بعض اخبار و قضایا۔

احوال حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپ کی خلافت۔ آپ کے اولیات۔ ذکر بغاوت و شہادت وغیرہ۔

احوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپ کی خلافت آپ کے اخبار و قضایا و کلمات۔ آپ کی تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے کلمات حکمت۔ آپ کی شہادت وغیرہ۔

احوال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کی خلافت اور حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلینا۔

احوال حضرت معاویہؓ۔ مختصر حالات زمانہ خلافت امیر معاویہؓ۔ حالات یزید بن معاویہ۔ معہ واقعات ظلم مثل شہادت اہل بیت و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ معاویہ بن یزید۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبدالملک بن مروان ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک

احوال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حالات عدل و انصاف۔ مرض وفات وغیرہ۔ یزید بن عبدالملک بن مروان۔ ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید۔ یزید ناقص ابو خالد بن ولید۔ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک۔ مروان بن الحمار۔ احوال سفاح خلیفہ اول بنی عباس۔ منصور ابو جعفر عبداللہ مہدی ابو عبداللہ محمد بن منصور ہادی ابو محمد موسیٰ مہدی۔

احوال ہارون الرشید۔ امین محمد ابو عبداللہ۔ مامون عبداللہ ابوالعباس معتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن الرشید واثق باللہ ہارون۔ متوکل علی اللہ جعفر۔ منتصر باللہ محمد ابو جعفر۔ مستعین باللہ ابوالعباس۔ معتز باللہ محمد مہتدی باللہ۔ معتمد علی اللہ ابوالعباس۔ معتضد باللہ احمد۔ مکتفی باللہ ابو محمد۔ مقتدر باللہ ابو الفضل۔ قاہر باللہ ابو المنصور۔ راضی باللہ ابوالعباس۔ متقی باللہ ابو اسحاق۔ مستکفی باللہ ابوالقاسم۔ مطیع اللہ ابوبکر۔ قادر باللہ ابوالعباس۔ قائم بامر اللہ ابو جعفر۔ مقتدی بامر اللہ ابوالقاسم۔ مستظہر باللہ ابوالعباس۔ مسترشد باللہ ابو منصور راشد باللہ ابو جعفر۔ مقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ۔ مستنجد باللہ ابو المظفر۔ مستضی بامر اللہ الحسن۔ ناصر لدین اللہ احمد ظاہر بامر اللہ ابو نصر۔ مستنصر باللہ ابو جعفر۔ معتصم باللہ ابو احمد۔ مستنصر باللہ احمد۔ حاکم بامر اللہ ابوالعباس مستکفی باللہ ابو الربیع۔ واثق باللہ ابراہیم۔ حاکم بامر اللہ ابوالعباس۔ معتضد باللہ ابو الفتح۔ متوکل علی اللہ ابو عبداللہ واثق باللہ عمر۔ معتصم باللہ زکریا۔ مستعین باللہ ابو الفضل۔ معتضد باللہ ابو الفتح۔ مستکفی باللہ ابو الربیع۔ قائم بامر اللہ ابو البقا۔ مستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابو المحاسن۔ متوکل علی اللہ ابو العز وغیرہ یہ کتاب ۱۰۰۰ صفحات ضخیم ہوگی قیمت عام

چند فرما شائع ہو چکے ہیں محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

برادران اسلام کو تازہ خوشخبری

یعنے

جناب فخر عالم پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک والا نامہ

جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر لگا کر ۸ھ ہجری میں سلطان مقوقس مصر کے بادشاہ کے نام بغرض دعوت اسلام روانہ فرمایا تھا اور ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قبط میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خرید کر سلطان عبد المجید خانصاحب مرحوم و مغفور سلطان سابق کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان اعظم نے اُسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ مدت سے اس کا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اسکے ایک عکس سے ہم کو کو عزت حاصل ہوئی ہم نے براہ رفاہ عام چربہ لیکر شائع کیا اور نقل مطابق اصل رکھنے کی یہاں تک کوشش کی کہ جو ایک مدت دراز گذر جانے کے والا نامہ مذکور میں دھبہ و شکن وغیرہ پڑگئے ہیں وہ بھی چربہ میں ظاہر کئے ہیں وہ عبارت جو اصل ہے اول رکھی ہے اور اس کے نیچے وہی عبارت خط نسخ یعنی موجودہ عربی میں خوشخط لکھکر بین السطور میں اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے۔ اس کی قدر وہی حضرات کرینگے جنہیں آقا نامدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اشد محبت ہوگی کیونکہ محبوب کی چیز یا اس کی نقل کی وہی قدر کریگا جو عاشق ہوگا اور جس کو محبت ہی نہو اس کو کیا قدر ہوگی اور چونکہ بعض حضرات اسے شیشے میں لگاتے ہیں اس واسطے اس کے گرد بیل نہایت خوبصورت مگر صوفیانی رنگین چھپوائی ہے۔ اب یہ فرمان ہر ہر صورت سے اس قابل ہے کہ شیشہ میں لگا کر مکانوں میں مسجدوں میں لگایا جاوے۔ ہدیہ صرف دو آنے (۲ر)

نوٹ:۔ اگر ایک ہی منگانا ہو تو ۳ر کے ٹکٹ روانہ فرماویں دو آنہ قیمت کے اور ار محصول ڈاک

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہئے جو آسان طور پر کم سے کم وقت میں طالب علم کو عربی لکھنے سمجھنے کے قابل بنا دے الحمد للہ کہ مولانا مولوی عبد الہادی خانصاحب مولوی فاضل و منشی فاضل شاہجہانپوری نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور ایک کتاب مرقاۃ العربیہ کے نام سے تالیف کی جس کے ابتک تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ صرف و نحو ادب و ترجمہ چاروں کو نہایت خوش اسلوبی سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور ہر نئے مسئلہ کو ایک عنوان قائم کر کے مثالوں سے ذہن نشین کیا ہے غرض کتاب کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت حصہ اول چھ آنے، حصہ دوم آٹھ آنے، حصہ سوم دس آنے ہے۔

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے جسمیں بالفعل حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ مفید مضامین ہوتے رہینگے

التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب جسمیں احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کیگئی ہے جسکو پڑھکر ہر انسان کا دل طاعت کیجانب مائل ہوجاتا ہے اور گناہوں کو چھوڑنیکی توفیق ہوتی ہے۔

تسہیل المواعظ یہ حضرت مولانا مدظلہم کے مواعظ کی تسہیل ہے بعض حضرات نیز عورتیں حضرت مولانا مدظلہم کے وعظ چونکہ عالمانہ مضامین ہونیکے سمجھ نہیں سکتی تھے اسواسطے انکی اسقدر تسہیل کردی ہے کہ اب ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

المصالح العقلیہ جلد دوم اسکی کیفیت جلد اول کو دیکھنے والوں پر ظاہر ہی ہے کیونکہ جلد اول کتابی صورتمیں طبع ہوچکی ہے اسمیں احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں اسکا مطالعہ تمام مسلمانونکو عموماً اور تعلیم یافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت مفید ہے

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم اسکے بھی تین دفتر کتابی صورتمیں طبع ہوچکے ہیں اور باقی دفتر رسالہ ہذا میں شائع ہورہے ہیں اسکے متعلق کچھ عرض کرنیکی حاجت نہیں جو حصے اسکے چھپ چکے ہیں وہ اسکی شان ظاہر کرنیکیلئے کافی ہیں۔

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف اسمیں حضرت مولانا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو کلام صوفیہ و کتب تصوف میں مذکور ہیں اور انکو علماء ظاہر بوجہ لاعلمی موضوع کہدیتے ہیں یہ مضمون نہایت شاندار ہے احقر کی خوش قسمتی ہے کہ الہادی کیواسطے حضرت والا نے اسکا ترجمہ بھی فرمادیا ہے تاکہ اردو خواں حضرات اس سے بھی فائدہ اٹھاسکیں۔

امیر الروایات فی عجیب الحکایات اسمیں اکابر سلسلہ یعنی خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مثلاً شاہ صاحب و مولانا شہید و مولانا شاہ اسحٰق صاحب و مولانا فخر صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب وغیرہم کی حکایات ہیں اوران حکایات پر حضرت مولانا تھانوی مدظلہم نے حواشی مفیدہ تحریر فرمائے ہیں یہ مضمون بھی نہایت مفید ہے باوجود ان خوبیوں کے قیمت سالانہ عہ اور بصورت وی۔پی عہ کا پڑتا ہے۔

المشتہر محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

دلکش کتابیں

تصانیف مولانا محمد اسحاق صاحب برادر مولانا محمد ابراہیم صاحب [illegible]

فسانۂ آدم ۔ یہ عبرت انگیز افسانہ ۴۸ صفحے پر ہے اور حضرت آدم و حوا کے حالات میں ہے۔	قیمت	عہ
جلوۂ طور ۔ یہ رقت انگیز قصہ ۴۸ صفحے پر ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی پوری داستان ہے۔	"	۳ر
دولت اخلاق ۔ یہ اخلاقی کتاب ۸۰ صفحے پر ہے جسے پڑھ کر انسان اخلاق مجسم بنجاتا ہے۔	"	۱۰ر
تاج سلیمانی ۔ یہ دلچسپ کتاب ۸۰ صفحے پر ہے جسمیں حضرت سلیمانؑ کی حکومت کا جوش دکھایا ہے۔	"	زیر طبع
قصۂ اصحاب کہف ۔ یہ دلکش کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جسمیں اصحاب غار کی پوری داستان ہے۔	"	۸ر
بستان اولیاء ۔ یہ پیاری کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں اولیاء کرام کے نفیس نفیس حالات ہیں۔	"	۸ر
موت کا منظر ۔ یہ روح فرسا کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں آنیوالی موت کا تمام فوٹو کھینچ دیا ہے۔	"	۸ر
نیکی بدی ۔ یہ عجیب کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں انسان کی نیکی اور بدی الگ الگ نظر آجاتی ہے	"	۸ر
دعاء مقبول ۔ یہ کارآمد کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں دعائیں قبول ہونیکے وقت اور طریقے مرقوم ہیں	"	۸ر
دعوت نسوان ۔ یہ نرالی کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں عورتوں کی معلومات حد کو پہونچا دی ہے۔	"	۸ر
رسم و رواج ۔ یہ ایک ضروری کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جسمیں رواج قدیم و جدید کا انجام صاف نظر آرہا ہے۔	"	۸ر
نماز مسلم ۔ یہ پیاری کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جسمیں نمازی اور بے نمازی دونوں کا انجام دکھایا ہے	"	۸ر
قصۂ یونسؑ ۔ یہ دلچسپ کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جسمیں حضرت یونسؑ کی پوری دلکش داستان ہے	"	۸ر
خواب مسلم ۔ یہ کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں خوابوں کے متعلق ہدایات مرقوم ہیں	"	۸ر
رحمت یزداں ۔ یہ نفیس کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں رحمت و بخشش کے دریا بہا دئے ہیں۔	"	۸ر
جمعہ کی نماز ۔ یہ نئی کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جس میں جمعہ جمعہ نہیں ہے بلکہ عید المومنین ہے۔	"	۸ر
درود مقدس ۔ یہ نئی کتاب ۴۸ صفحے پر ہے جسمیں آنحضرت صلعم پر درود بھیجنے کے برکات لکھے ہیں۔	"	۸ر
ہمارا فوٹو ۔ یہ اصلاحی کتاب ۳۲ صفحے پر ہے جسمیں بلحاظ اعمال ہمیں اپنا چہرہ صاف نظر آجاتا ہے۔	"	۴ر
داستان یوسف ۔ بالکل نئے طرز کی انوکھی تفسیر ۲۰۰ صفحے	"	[illegible]
صبر ایوب ۔ یہ درد انگیز کتاب ۳۲ صفحے پر ہے جس میں حضرت ایوبؑ کا صبر حیرت انگیز ہے۔	"	۴ر
اخبار صادق ۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی سچی خبریں ۲۰۴ صفحے ۔	"	۸ر

جملہ خط و کتابت بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے: مسائل متعلقہ لوازل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہوکر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم علم کشائی قرمیس یعنی فرمیسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم ملخص الافادہ و تجلی اس میں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرّا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق حکمائے متقدمین و متاخرین و صوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں ان کی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس طرح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہے **جلد سوم۔** اس کے دو جزو ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اس میں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت و ابو الوقت و مسئلہ عینیت و غیریت و طرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرماکر جمع فرمایا ہے۔ **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف فارسی تک کی شرح ہے جس میں سلوک و تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اس کی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شروح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اس کو دیکھا جاوے، تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شئے ہے۔ **جلد پنجم** اس کے تین جزو ہیں، اول جزو حقیقۃ الطریقۃ ہے اس میں تیرہ باب ہیں جن کے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے جس باب کا وہ مسئلہ ہے، اور وہ تیرہ باب یہ ہیں:

۱ اخلاق، ۲ احوال، ۳ اشغال، ۴ تعلیمات، ۵ علامات، ۶ فضائل، ۷ عادات، ۸ رسوم، ۹ شمائل، ۱۰ اقوال، ۱۱ توجیہات، ۱۲ اصلاح، ۱۳ متفرقات، ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے، یہ کتاب بالکل ایک نئی طرز سے لکھی گئی ہے، حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے، دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جن کو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے ان کو احادیث شریف سے ثابت فرمادیا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہوسکتی۔ ضخامت ۵۲۰ صفحات تقطیع $\frac{۲۲}{۲۹}$ کاغذ سفید قیمت للعہ،

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

خاصہ راشد یا بادی + ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی + پس اتباعاً للنص المذکور + صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

نمبر ۱۰	بابت صفر المظفر سنہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مکمل ست برائے ہر جائع و صادی + بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی + بادارۂ محمد عثمان عامی + در سر راہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ بمکان دہلی ریزندہ و برصد بمعہ گردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت صفر المظفر سنہ ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التاؤیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۹
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۷
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۵
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامتہ مولانا تھانوی مدظلہم	۴۹

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ۳ بائی جز سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جس پر فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور عہ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہو وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

المرقوم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اوسکے واسطے وسط جنت میں مکان بنایا جائیگا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کرلئے اُسکے
واسطے اعلےٰ جنت میں مکان بنایا جائیگا اسکو ابوداؤد ابن ماجہ بیہقی ترمذی نے روایت کیا ہی
اور الفاظ ترمذی کے ہیں اور کہا ہی کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط میں حدیث
ابن عمر سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ اس طرح ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں ضامن ہوں اطراف جنت میں ایک مکان کا اوسکے لئے جس نے جھگڑے کو
چھوڑ دیا باوجود حق پر ہونے کے اور وسط جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں اُسکے لئے
جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا حالت مذاق میں اور اعلےٰ جنت میں مکان کا ضامن ہوں اوسکے
لئے جس نے اپنی طبیعت باطنی کو اچھا کرلیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی
مضمون کی حدیث بزار نے اور طبرانی نے اپنی معاجم ثلاثہ میں بیان کی ہے اوسکی سند میں
سوید بن ابراہیم ابو حاتم ہیں اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہی کہتے تھے
ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر بیٹھے ہوئے باہمی مذاکرہ علمی کر رہے تھے
اس نے ایک آیت سے ساتھ نزاع کیا اور اس نے ایک آیت کے ساتھ نزاع کرنا شروع ۳ ے
کیا یعنی ایک ایک نے ایک ایک آیت لے لی اور بحث کرنی شروع کردی پس رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم تشریف لے آئے گویا جناب کے چہرہ مبارک پر انار کے دانے توڑ دئے گئے
تھے (یہ محاورہ عرب تھا کہ گورے شخص کا چہرہ جب حالت غضب میں سرخ ہوتا اور اسپر
پسینہ کے قطرہ پڑے ہوتے تو اسکو انار کے دانہ سے تشبیہ دیا کرتے تھے جب وہ سفید
چیز پر توڑ دیا جائے) پھر فرمایا اے حاضرین کیا تم اسکے لئے بھیجے گئے ہو یا تم اسکا حکم کئے گئے
ہو میرے بعد پھر کافر ہوجانا کہ بعض بعض کی گردن مارو (یعنی اس اختلاف کا آخر انجام
میں یہ نکلے گا کہ اختلاف ہوتے ہوتے خصومت اور جنگ وجدال کرنے لگوگے اور اسی میں
ممکن ہے کہ نوبت کفر تک پہنچ جائے) اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور
اس میں بھی سوید ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ وہ بعد اپنی ہدایت کے گمراہ ہوئی ہو۔

اور جنگ و جدال نہ دی گئی ہو پھر آپ نے یہ آیت شریف تلاوت فرمائی ما ضربوہ لک الا جدلا
ترجمہ۔ اون یہودوں نے اوس مثال کو آپ سے نہیں بیان کیا مگر واسطے جھگڑے کے اسکو
ترمذی ابن ماجہ نے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ اور
ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کے نزدیک زیادہ مبغوض سخت جھگڑالو خصومت میں غالب آنیوالا ہے
اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف میں جدال کفر ہے (واللہ اعلم بالصواب اس سے
وہ بحث مباحثہ مراد ہے کہ جس سے اظہار حق مطلوب نہ ہو صرف اپنا دوسرے پر غلبہ مقصود
ہو اور باوجود اپنی غلطی معلوم ہو جانے کے زبان کی پیروی کرے اور ناحق کو حق کرنے کی
کوشش کرے یہ قرآن شریف میں تحریف ہے اور اس کے کفر ہونے میں کیا شک ہے) ۴۷
اسکو ابوداؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور طبرانی وغیرہ نے حدیث
زید بن ثابت سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ امورات صرف تین قسم
کے ہیں ایک امر ہے کہ اسکا ہدایت و حق ہونا ظاہر ہے اوسکا اتباع کر لو اور ایک امر ہے کہ اسکا گمراہی
ہونا ظاہر ہے اوس سے اجتناب کرو اور ایک امر ہے کہ اوسمیں اختلاف کیا گیا ہے اسکو اسکے
جاننے والے کے سپرد کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جسمیں
کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

کتاب الطہارۃ

لوگوں کے سایہ اور راستہ اور گھاٹوں پر قضائے حاجت کرنیسے ترہیب

اور وقت قضائے حاجت قبلہ کیطرف رو یا پشت کرنیسے اجتناب کرنیکی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ دو لعنت والے کاموں سے بچو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت وہ لعنت والے کیا کام ہیں آپ نے فرمایا وہ شخص کہ لوگونکے راستہ یا سایہ میں قضائے حاجت کرے۔ اسکو مسلم ابوداؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے (میرے خیال میں غسل خانہ میں پیشاب پاخانہ کرنا بھی اسی میں داخل ہے اللہ اعلم بالصواب)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین لعنت کے مقاموں سے بچو گھاٹ پر اور وسط راستہ میں اور سایہ میں پاخانہ پھرنے سے اسکو ابوداؤد وابن ماجہ نے ابوسعید حمیری کے واسطے سے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے یعنی ابوسعید نے حضرت معاذ کو نہیں پایا (معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے راوی رہ گیا) خطابی محدث نے کہا ہے کہ سایہ سے وہ سایہ مراد ہے جسکو عام لوگوں نے خوابگاہ اور جائے قیام بنایا ہے کہ اس جگہ ۷۵
راہ گیر اُترتے ہیں اور ہر سایہ کے نیچے قضائے حاجت ممنوع نہیں ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے جھاڑو کے نیچے قضائے حاجت فرمائی ہے لامحالہ اسکا سایہ ہوگا قول خطابی تمام ہوا۔

اور حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص نے مسلمانوں کو اونکے راستہ مین تکلیف پہنچائی۔ او سپر اون لوگونکی لعنت واجب اور ثابت ہوگئی (یعنی ضرور وہ لوگ لعنت کرینگے) اسکو طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے ہم کو ہر چیز میں فتوی دیدیا ہے قریب ہے کہ آپ ہم کو پاخانہ کرنے میں بھی فتوی دینگے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس شخص نے نکالا اپنے پاخانہ کو کسی راستہ پر مسلمانون کے

راستوں میں سے اوسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی (حدیث میں لفظ سخیمہ آیا ہے جسکے معنی حافظ منذری نے پاخانہ کے فرماتے ہیں اور صراح میں کینہ کے معنے لکھے ہیں) اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی سب ثقہ ہیں مگر محمد بن عمرو انصاری

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم بچو رات کو وسط راستہ مین قیام کرنے سے اور وسط راستہ پر نماز پڑھنے سے اسواسطے کہ وہ قیام گاہ سانپوں اور درندوں کی ہے اور منع فرمایا وسط راستہ پر قضا حاجت کرنے سے اسواسطے کہ یہ کام سبب لعنت ہے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت مکحول رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے اسکو ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بیان کیا ہے (خدا کی پناہ فی زمانہ یہ مرض بہت ہے)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص نے قضائے حاجت میں قبلہ کیطرف مُنہ اور پشت نہیں کیا اوسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور ایک گناہ مٹایا جائیگا اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح حدیثوں کے راوی ہیں۔ حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کیطرف مونہہ اور پشت کرنے کی ممانعت اس حدیث کے سوا صحیح مشہور حدیثوں میں آئی ہے اُنکی شہرت ہم کو ذکر کرنے سے بے پروہ کرتی ہے اسوجہ سے کہ یہ نہی مجرد ہے واللہ اعلم۔

پانی اور غسلخانہ اور بہت میں پیشاب کرنیکی ترہیب

حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جناب نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اسکو مسلم ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ جاری پانی میں پیشاب کیا جاتے اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد جید سے روایت کیا ہے۔

اور بکر بن ماعز رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن یزید سے سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے جناب نے منع فرمایا کہ پیشاب گھروں میں تشت میں جمع کیا جائے اس واسطے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جمع ہوتے جس میں پیشاب مجتمع رہتا ہو اور تم اپنے غسلخانہ میں ہرگز پیشاب نہ کرنا اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ف دوسری حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب کے وقت ایک لکڑی کا پیالہ تخت استراحت کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے کہ شب کو اگر پیشاب کی ضرورت ہو تو اوسمیں کر لیا کرتے اور صبح کو پھینک دیا جاتا لہذا معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت والی حدیث میں یہ مراد معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ برابر کسی میں بچہ بچہ کی طرح جمع رہا کرے واللہ اعلم بالصواب۔

اور حمید بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے ایک ایسے شخص سے ملاقات کی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایسے رہے ہیں جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رہے ہیں کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ ہر روز بالوں کا سنگھار کوئی ہم میں سے کیا کرے اور غسلخانہ میں پیشاب کرے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اول حدیث (یعنی کنگھا کرنیکا مسئلہ)

اور حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے نہانے کی جگہ میں پیشاب کرے اور فرمایا کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں اسکو امام احمد نسائی ابن ماجہ ترمذی نے روایت کیا ہے اور لفظ ترمذی کے ہیں اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو حدیث مرفوع صرف اشعث بن عبد اللہ کی حدیث سے پہچانتے ہیں اسکو اشعث اعمی کہتے ہیں مصنف کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد صحیح متصل ہے اور اشعث بن عبد اللہ ثقہ اور بہت سچے ہیں اور اسی طرح باقی راوی بھی ہیں واللہ اعلم۔

اور قتادہ سے مروی ہے انھوں نے عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بہٹ میں پیشاب کرے لوگوں نے قتادہ سے عرض کیا بہٹ میں پیشاب کرنے سے کیا بات مکروہ ہے فرمایا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ جنات کے رہنے کی جگہ ہے اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

قضائے حاجت پر باتیں کرنیسے ترہیب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی پیخانہ میں باتیں نہ کریں کہ ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا جاتے اسواسطے کہ اللہ تعالے اس بات پر غصہ ہوتے ہیں اسکو ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے مثل الفاظ ابوداؤد کے روایت کیا ہے کہا میں نے سُنا
۷۸ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ نکلیں دو آدمی پیخانہ جاتے ہوں ستر کو کھولے ہوئے باتیں کرتے ہوں اسواسطے کہ اللہ تعالے اسپر خفا ہوتا ہے ان سبنے اس حدیث کو ہلال بن عیاض یا عیاض بن ہلال سے انھوں نے ابوسعید سے روایت کیا ہے اور یہ عیاض ہے کہ اس سے سب اصحاب سنن نے روایت کیا اور میں اسکی جرح اور تعدیل کو نہیں جانتا اور یہ مجہولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو آدمی پاخانہ سے نکلکر ستر کھولے ہوئے بیٹھ کر باتیں نہ کریں اسواسطے کہ اللہ تعالے اسپر ناراض ہوتے ہیں اسکو طبرانی نے نرم اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔
(مختصر یہ ہے کہ برہنگی کی حالت میں باتیں نہ کرنی چاہئیں اس سے خدائے پاک ناراض ہوتے ہیں واللہ اعلم)

کپڑے وغیرہ کو پیشاب سے نہ بچانے پر ترہیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دو قبروں پر گزرے فرمایا یہ دونوں قبر والے عذاب دیئے جارہے ہیں اور کچھ بڑی بات میں عذاب نہیں دیئے جارہے (یعنی اس سے بچنا سہل تھا) بلکہ نہیں بلکہ وہ بڑا ہے ان دونوں میں سے ایک چغلخوری میں پھرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اسکو بخاری مسلم ترمذی ابن ماجہ نسائی نے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسری روایت میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں کو گزرے دو آدمیوں کی آوازاونکی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہوئے سُنی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ دونوں عذاب ضرور دیئے جارہے ہیں اور کچھ بڑی بات میں عذاب نہیں دیئے جارہے نہیں بیشک وہ بڑا ہے بیشک ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری میں پھرتا تھا الے آخرالحدیث اور بخاری نے تو کبیرہ گناہوں کے بابوں میں ایک باب باندھا ہے پیشاب سے نہ بچنے کا حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں بڑی بات میں عذاب نہ دیا جانیکا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں کسی ایسے کام میں عذاب نہیں دیئے
۷۹ جارہے جسکا کرنا کچھ بڑا اور دشوار ہوتا اگر کرنا چاہتے وہ پیشاب سے بچاؤ اور چغلخوری چھوڑنا آپکی یہ مراد نہیں تھی کہ ان دونوں کاموں کی معصیت دین کے بارہ میں کچھ بڑی نہ تھی اور انکا گناہ سہل تھا اوسی شبہ کے دور کرنیکی غرض سے پھر فرمایا بیشک وہ بڑا ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہوتا ہے اسلئے تم پیشاب سے بچو اسکو بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور سب نے ابو یحییٰ قتات عن مجاہد کی روایت سے بیان کیا ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور قتات کی عدالت میں اختلاف ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب سے بچو اسلئے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہے اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ محفوظ مرسل ہے۔

اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان چل رہے تھے اتفاقاً دو قبروں پر پہنچے۔ فرمایا ان دونوں قبروں والے عذاب دئے جارہے ہیں بس تم دونوں ایک کھجور کی ترٹہنی لاؤ ابوبکرہ کہتے ہیں میں اور میرا ساتھی دوڑے میں آپ کے پاس ٹہنی لایا آپ نے اسکو چیرا نصفا نصفی اور ایک کو اس قبر میں اور ایک کو اوس قبر میں رکھا اور فرمایا امید یہ ہے کہ جبتک یہ ٹہنی تر رہے ان لوگوں پر (عذاب میں) تخفیف رہے یہ دونوں کچھ بڑے کام میں عذاب نہیں دے جارہے غیبت اور پیشاب میں۔ اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں اور لفظ طبرانی کے ہیں اور ابن ماجہ نے مختصراً بحر بن مرار سے بواسطے اپنے دادا ابوبکرہ کے روایت کیا ہے مگر بحر نے اپنے دادا کو پایا نہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب سے ہے اسکو امام احمد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے اسکے راوی شرط شیخین پر ہیں اور اسمیں کوئی علت قادح نہیں جانتا مصنف کہتے ہیں یہ حدیث ایسی ہی ہے۔ ۸۰

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سخت گرمی کے دن بقیع غرقد کی طرف گزرے کہتے ہیں اور لوگ آپ کے پیچھے تھے کہتے ہیں جب آپ نے اصحاب کی جوتیوں کی آواز سنی اسکی آپ نے اپنے دل میں توقیر کی اور بیٹھ گئے یہانتک کہ انکو آگے کر لیا بس جب بقیع غرقد پر گزرے اتفاقاً دو قبریں پائیں کہ اونمیں دو آدمی مدفون تھے کہتے ہیں آپ نے توقف فرمایا اور فرمایا آج تم لوگوں نے کن کن کو دفن کیا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا فلاں فلاں کو یا نبی اللہ اور یہ کیا بات ہے فرمایا ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری میں پھرتا تھا اور ایک تر ٹہنی لی اور درمیان سے چیرا پھر اسکو دونوں قبروں پر قائم کر دیا لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ جناب نے کس فائدہ کے واسطے کیا فرمایا ان دونوں سے ضرور تخفیف کیجائیگی صحابہ نے عرض کیا کب تک یہ دونوں عذاب دئے جائینگے فرمایا یہ غیب ہے اسکو بجز پروردگار کے کوئی نہیں جانتا اور اگر تمہارے دلوں کی آلودگی اور تمہاری زیادہ گوئی نہ ہوتی تو جو کچھ ہم نے سنا تم بھی سن لیتے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

یعنی پھر تمھیں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ عورتوں کو اپنے سامنے آنے دو۔ اور آدمی کتنا ہی بوڑھا ہو جاوے لیکن اوسکے اندر تھوڑی بہت شہوت تو ضروری ہوتی ہے وہ فرشتہ تو ہو نہیں جاتا ہاں یہ اور بات ہے کہ کچھ کر نہ سکے لیکن بدنگاہی کیلئے تو کچھ قوت کی بھی ضرورت نہیں ہے پھر بوڑھاپے بھی اگر بدنگاہی سے تو نہ بچ سکے گا۔ مردکی تو پیدائش ہی میں عورتون کی خواہش رکھی ہوئی ہے پھر پیدائشی جوش کو آدمی کیسے روک سکتا ہے۔ گنج مرادآباد میں ایک بزرگ تھے جناب مولانا فضل الرحمن صاحب اندازاً ایکسو دس برس کی اونکی عمر ہوگی میں اونکی خدمت میں حاضر ہوا جاڑے کا موسم تھا صبح کو اٹھکر خادم کو آواز دی ارے فلانے مجھکو کچھ شبہ سا ہو گیا ہے جی چاہتا ہے کہ نہالوں طبیعت صاف ہو جاوے گی خادم نے پانی رکھدیا اوسی جاڑے میں غسل کیا بتلایئے اگر بڑھاپے میں کچھ بھی خواہش نہ رہا کرتی تو پھر یہ شبہ کیوں ہوتا کہ کہیں نہانے کی حاجت نہ ہوگئی ہو۔ ایکمرتبہ کا ذکر ہے ہمارے گھر بہت عورتیں آئیں اونمیں آپس مین یہ ذکر ہونے لگا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب سے اب پردہ کرنا چاہیے یا نہیں اب تو وہ بہت بوڑھے ہوگئے کوئی کہتی تھی کرنا چاہیے ۱۷
اور کوئی کہتی تھی کہ اب اس عمر میں اونمیں رکھا ہی کیا ہے جو اُنسے پردہ کیا جاوے۔ میں نے جو انکی یہ باتیں سنیں تو حضرت مولانا صاحب کا یہی قصہ میں نے سب کے سامنے بیان کر دیا کہ ابھی تھوڑے دن ہوتے کہ اونہیں ایک مرتبہ یہ شبہ ہوا تھا کہ کہیں نہانے کی حاجت تو نہیں ہوگئی اور وہ اس شبہ کی وجہ سے نہائے بھی تھے اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اس عمر میں بھی اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں اسکو سنکر سب چپ ہو رہیں حضرت جب سو برس کی عمر میں یہ قصہ ہو سکتا ہے تو پچاس برس کی عمر میں اب کیا مشکل ہے اور اول تو بہت سے پیر جوان بھی ہوتے ہیں پھر پیر سے پردہ نہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور آجکل تو ہر شخص پیر بن سکتا ہے پیر بننا مشکل ہی کیا ہے بس لمبے لمبے بال ہوں موٹے موٹے دانوں کی تسبیح ہو رنگا ہوا کرتا ہو بس پیر ہو گئے پھر وہ خواہ عورتوں کو گھورا کریں۔ یا لونڈوں کو تکیں اور چاہے حلال کام کریں یا حرام اونکی پیری ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ کسیطرح نہیں جاتی اور لوگونکی یہ حالت ہے کہ جتنا کوئی شرع کے زیادہ خلاف ہوتا ہے اوتنے ہی

اونکے زیادہ معتقد ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور جو کوئی
شرع پر چلتا ہے تو اوسکو سمجھتے ہیں کہ یہ پیر کیسے ہوسکتا ہے یہ تو نرا ملا ہے۔ یہ تو مردونکی
حالت تھی اب عورتون کی حالت سنئے بعض عورتیں تو ایسی بیحیا ہوتی ہیں کہ وہ خود بھی مردونکو
دیکھتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی مردونکو دکھا دیتی ہیں پردہ وغیرہ اُٹھا دیتی ہیں کہ دوسرا مرد انکو
دیکھ لیتا ہے اور اوسمیں بالکل احتیاط نہیں کرتیں حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ دیکھنے
والے کو اور جسکو دیکھا جاوے دونونکو اپنی رحمت سے دُور کر دیتے ہیں۔ عورتونکو جو نصیحت
کیجاتی ہے کہ دیکھو ذرا پردہ کا خیال رکھو کسی مرد کی نظر تم پر نہ پڑے تو کہتی ہیں کہ اوتھ
ایک دفعہ دیکھکر پھر کیا دیکھے گا ساری عمر ترسیگا۔ جو بڑی پردہ کی بیٹھنے والی کہلاتی ہیں۔
اونکی یہ حالت ہے کہ خاوند کے سامنے تو پھگن ہی بنی رہینگی اور اگر کہیں جاوینگی تو بہت ہی
سجکر بیگم بنکر جاوینگی بڑی بیحیائی بے شرمی کی بات ہے کہ خاوند کے سامنے تو اپنے کو نہ
سجاوے جسکے سامنے سج بنکر رہنا ضروری ہے اور دوسرون کے دیکھنے کے لئے اپنے کو
18 سجاوے۔ بعض عورتیں دولھا دلہن اور بارات کو دیکھتی ہیں اور اونکے مرد بھی کچھ نہیں کہتے
بڑی بے شرمی کی بات ہے اور بعض مرد ایک بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں کہ گھر میں بکار کر
نہیں جاتے ذرا کھنکارا اور فوراً اندر گھس گئے اور اکثر عورتیں بھی ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں
کہ ڈولی سے اترنے سے پہلے یہ نہیں معلوم کراتیں کہ گھر کے اندر کوئی مرد تو نہیں ویسے ہی
گھر کے اندر چلی جاتی ہیں۔ میں ایکدفعہ بیمار تھا بہت عورتیں حالت دریافت کرنے کو ڈولی
سے آئیں اور بلا خبر کرائے ڈولی سے اوتر کر گھر میں چلی آئیں۔ میں نے اونکو خوب برا بھلا
کہا۔ اور جب عورتیں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں اوسوقت تو بالکل ہی بے شرم ہوجاتی ہیں بہت
مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اوس گھر کے مرد دروازہ کے اندر سامنے آکر کھڑے ہوجاتے ہیں۔
انمیں سے کسی نے مُنہ پھیر لیا کسی نے آنچل سے مُنہ ڈھک لیا کوئی کسی کے پیچھے ہوگئی اور
اسپر تعجب یہ کہ ہر ایک یہی جانتی ہے کہ مجھکو نہیں دیکھا حالانکہ اوس نے سب کو دیکھ لیا۔
خلاصہ یہ کہ آنکھون کا گناہ سخت ہے اور اوسمیں بہت آدمی پھنس رہے ہیں اسکا بہت
انتظام کرنا چاہیئے اپنا بھی انتظام کرو اور گھر والون کا بھی۔ اور اس گناہ سے بچنے کا آسان

طریقہ یہ ہے کہ راستہ میں چلنے کے وقت نیچی نگاہ کرکے چلو ادہر اودہر نہ دیکھو خدا نے چاہا تو بہت بچے رہوگے۔ دیکھئے جب شیطان اللہ تعالےٰ کے دربار سے نکالا گیا تھا تو اوسنے یہی کہا تہا کہ میں آدمیون کے بہکانے کے لئے سیدہے راستہ پر جا بیٹھونگا جسپر آپ نے انہیں چلنے کا حکم دیا ہے پھر اونکو سامنے سے بھی آکر بہکاؤنگا اور پیچھے سے بھی آکر بہکاؤنگا اور داہنی طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی۔ غرضکہ اوس نے چار ستون سے بہکانے کو کہا ہیں دو سمتیں باقی رہگئیں اوپر کی سمت اور نیچے کی سمت۔ بزرگون نے اسکی بڑی عمدہ وجہ بیان کی کہ شیطان نے اوپر اور نیچے کی سمتونکو کیون ذکر نہیں کیا فقط چار ہی سمتوں سے بہکانے کو کہا بات یہ ہے کہ اکثر گناہ ان چار ہی سمتون سے ہوتے ہین پس گناہ سے بچنے کی دو صورتیں رہیں یا تو اوپر دیکھکر چلو یا نیچے دیکھکر مگر اوپر دیکھکر چلنے میں تو یہ ڈر ہے کہ کہیں گر نہ پڑیں یا کچھ آنکہہ میں پڑ جاوے۔ پس اب یہی طریقہ رہگیا کہ نیچے دیکھکر چلیں۔ ایک بزرگ تھے وہ بات کرتے وقت مردونکو بھی نہ دیکھتے تھے اون سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جنکو میں پہچانتا ہون دوسرے وہ جنکو میں نہیں پہچانتا جنکو پہچانتا ہون اونکو بلا دیکھے بھی آواز سے پہچان لیتا ہون دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اور جنکو نہیں پہچانتا اونکے دیکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ سبحان اللہ حدیث پر چلنا اسے کہتے ہین کہ حدیث میں آیا ہے کہ آدمی اچھی طرح دیندار اسطرح ہوسکتا ہے کہ بیکار کا مونکو چھوڑ دے۔ دیکھئے ان بزرگ نے بیفائدہ نظر تک نہیں کی۔ بعض بزرگوں نے اس نظر کے گناہ سے بچنے کے واسطے جنگل میں رہنا اختیار کرلیا تھا۔ ایک بزرگ خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے اور اونکی ایک آنکہہ پھوٹی ہوئی تھی وہ طواف کرتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ میں آپکے غصہ سے پناہ مانگتا ہون کسی نے پوچھا کہ اسقدر کیون ڈرتے ہو کیا بات ہے فرمایا کہ میں نے ایک لڑکے کو بُری نظر سے دیکھہ لیا تھا غیب سے چپت لگا اور آنکھ پھوٹ گئی اسلئے ڈرتا ہون کہ کہیں دوبارہ ایسا نہ ہوجاوے۔ حضرت جنیدؒ چلے جارہے تھے ایک عیسائی کا خوبصورت لڑکا سامنے سے آرہا تھا ایک مرید نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ایسی صورت کو بھی کیا دوزخ میں ڈالیں گے حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔

حکایت حضرت مرزا جان جاناں

کہ شاید یہ تیری نظروں میں اچھا معلوم ہوا ہے اور اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے تو نے اسے دیکھا بھی ہے دیکھ تو سہی آج ہی کل میں اسکا کیسا مزہ تجھکو ملتا ہے آخر اوسکی یہ سزا ملی کہ وہ شخص قرآن بھول گیا کچھ بھی یاد نہ رہا خدا کی پناہ بعضے بزرگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ خوبصورتی کو پسند کرتے تھے بعض لوگوں کو اس سے دہوکا ہو گیا ہے وہ سمجھ گئے کہ خوبصورتوں سے ملنا جلنا دیکھنا بھالنا جائز ہے چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ میاں حضرت مرزا جان جاناںؒ بھی تو بزرگ تھے مگر پھر بھی خوبصورتی پر جان دیتے تھے۔ پھر ہم اگر ایسا کریں تو کونسی برائی ہے واہ صاحب واہ آپکی بھی کیسی بھدی سمجھ ہے میاں بزرگوں کو اپنی طرح سمجھتے ہو وہ کہیں خوبصورتی سے ایسا شوق تھوڑا ہی رکھتے تھے جو تم سمجھتے ہو اونہیں تو ہر خوبصورت چیز اچھی لگتی تھی وہ آدمی ہو یا اور کوئی چیز اور جو چیز بھی بدصورت اور بے ڈہنگی ہوتی تھی اوسکو دیکھکر اونہیں بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا جان جاناںؒ کی عادت تھی کہ اونہیں جب کہیں جانا ہوتا تھا تو پالکی میں بیٹھکر جاتے تھے اور پالکی کے پٹ
۴۰ بند کر دیا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ پٹ کیوں بند کرا دیتے ہیں فرمایا کہ راستہ میں بازار وغیرہ ملتے ہیں اوس میں بعض دوکانیں بے قاعدہ بنی ہوتی ہیں مجھکو دیکھکر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تھانہ بھون میں ایک قاضی تھے وہ اپنے ساتھ ایک شخص کو لیکر حضرت مرزا صاحب سے ملنے گئے قاضی صاحب کے ساتھی کو ناک صاف کرنیکی ضرورت ہوئی تو وہ ناک صاف کرنیکے لئے اُٹھا حضرت مرزا صاحب کی نظر پیچھے سے اوسکے پائجامہ پر پڑ گئی تو سب سلوٹیں پائجامہ کی پیچھے تھیں حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہو گیا اور فرمایا کہ قاضی صاحب اس شخص کے ساتھ آپکا کیسے گذر ہوتا ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کی اور حکایت سنیئے کہ اکبر شاہ ثانی جو آپ کے زمانہ میں بادشاہ تھا ایکمرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ کو پیاس لگی کوئی خدمتگار اوسوقت موجود نہ تھا اسوجہ سے بادشاہ صاحب نے خود اٹھکر پانی پیا اور پانی پیکر صراحی پر کٹورا ٹیڑھا رکھدیا۔ حضرت مرزا صاحب کے سر میں درد ہو گیا اور طبیعت پریشان ہو گئی لیکن آپ نے ضبط کیا چلتے وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت آپکے یہاں کوئی آدمی خدمت کے لئے

نہیں ہے اگر ارشاد ہو تو کوئی آدمی بھیجدوں۔ ابتو حضرت مرزا صاحب سے نہ رہا گیا فرمایا
کہ پہلے خود تو آدمی بن لو۔ کٹورہ تیز بار رکھدیا میری طبیعت ابتک پریشان ہے۔ او سنئیے
ایک شخص نے آپکی خدمت میں انگور بھیجے وہ انگور بہت عمدہ اور پاکیزہ تھے اوس شخص کو
انتظار تھا کہ اب حضرت مرزا صاحب انگوروں کی تعریف کرینگے مگر حضرت مرزا صاحب بالکل
چُپ تھے آخر اوس نے خود پوچھا کہ حضرت انگور کیسے تھے فرمایا کہ مردوں کی بو آتی تھی دریافت
جو کیا تو معلوم ہوا کہ قبرستان میں انگور بوئے گئے تھے وہ انگور وہاں سے آتے تھے۔
حضرت مرزا صاحب کو جو خوبصورتی اچھی معلوم ہوتی تھی وہ اونکی پیدائشی بات تھی اونکی
طبیعت ہی اس ڈھنگ کی تھی کہ ہر اچھی چیز پسند فرماتے تھے اونکے نفس میں بُرائی
کے خیال کا ذرا بھی لگاؤ نہ تھا۔ کیونکہ آپ بچپن میں بھی بدصورت کی گود میں نہ جاتے تھے
بھلا اگر بُرے خیال سے خوبصورتی پسند کرتے تو بچپن کے زمانہ میں تو اوسکا شبہ بھی
نہیں ہو سکتا۔ مگر پھر بھی حضرت مرزا صاحب اپنی اس حالت کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ
خواجہ میر دردؒ کی نسبت لوگوں نے آکر حضرت مرزا صاحب سے عرض کیا کہ خواجہ صاحبؒ ۲۱
راگ سنتے ہیں فرمایا کہ بھائی انکو کانوں کا مرض ہے (یعنی راگ سننا) اور مجھکو آنکھوں کا
مرض ہے یعنی خوبصورتی کی طرف رغبت ہونا تو دیکھئے خود آپ ہی نے اسکو مرض کہا
سو مرض تو عیب اور بُری بات کو کہتے ہیں تو پھر اور لوگوں کو خوبصورتوں سے ملنا جُلنا
کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ ایک بزرگ کی خوبصورت لڑکے خدمت کیا کرتے تھے اور یہ بزرگ
کبھی کبھی اونہیں پیار بھی کر لیتے ایک روز انکے ایک مرید نے بھی ایک لڑکے کو پیار کر لیا
پیر سمجھ گئے کہ اس نے میری دیکھا دیکھی ایسا کیا ہے ایک روز بازار میں گئے لوہار کی
دوکان پر دیکھا کہ لوہا سُرخ انگارہ سا ہو رہا ہے پیر صاحب نے فوراً جاکر اوسکو پیار
کر لیا اور اوس مرید سے فرمایا کہ آیئے تشریف لایئے اسکو بھی پیار کیجئے۔ پھر تو یہ گھبرائے
اوسوقت انھوں نے اوسکو ڈانٹا کہ خبردار کبھی ہماری دیکھا دیکھی کوئی کام مت کرنا۔
اور کبھی ہم سے برابری کا خیال نہ لانا کیا اپنے کو ہمارے برابر سمجھتا ہے۔ ایک اور
بزرگ تھے اونکو کسی نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکے سے پاؤں دبوا رہے ہیں۔

اس شخص کو وسوسہ ہوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں لڑکے سے پاؤں دبواتے ہیں۔ فرمایا کہ آگ کی انگیٹھی اُٹھا لاؤ دہکتی آگ میں پاؤں رکھدیئے اور یہ فرمایا ہمکو کچھ حس نہیں ہمارے نزدیک یہ آگ اور یہ لڑکا برابر ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ ایسے بزرگوں سے مرید ہونا جائز نہیں ہے جو کہ ظاہر میں شرع کے خلاف ہوں پیر بنانے کے لائق وہی بزرگ ہوتے ہیں جو ہر طرح شرع کے موافق ہوں اور جو بزرگ ظاہر میں شرع کے خلاف ہیں وہ پوری طرح شرع کے پابند نہیں کیونکہ یہ بھی تو حکم شرع ہی کا ہے کہ تہمت اور بدگمانی کی جگہ سے بچے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی۔ ایکمرتبہ حضور نے مسجد میں اعتکاف کیا تھا حضور کی بی بی حضرت صفیہ حضور کے پاس مسجد میں تشریف لائیں لوٹنے کے وقت حضور اونکے پہونچانے کے لئے اونکے ساتھ دروازہ تک کہ وہ مسجد ہی کی طرف تہا تشریف لائے سامنے دیکھا کہ دو شخص آرہے ہیں فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ یہاں پردہ ہے اور اسکے بعد فرمایا کہ یہ عورت صفیہ تھی کوئی غیر عورت نہ تھی یہ بات اون دونوں پر
۲۲ بہت بھاری ہوئی اور عرض کیا کہ حضور کیا آپ پر ایسا گمان ہو سکتا ہے فرمایا شیطان آدمیوں کے جسموں میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے خیال ہوا کہ کبھی وہ تمہارے ایمان کو نہ تباہ کردے پس جو لوگ دوسروں کو دین کا رستہ بتاتے ہیں وہ تو ایسی جگہوں سے بھی بچتے ہیں جس سے دوسرونکو بدگمانی ہو یہ لوگ ہوتے ہیں پیر بنانے کے لائق اور جو لوگ ایسے ہیں کہ اونکا ظاہر شرع کے موافق نہیں تو اونمیں سے بعض تو مکار ہیں اونکی چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق نہیں یہ لوگ تو مردود ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اونکی چھپی ہوئی حالت تو بالکل شرع کے موافق ہوتی ہے لیکن ظاہر اونکا ہماری سمجھ میں نہیں آتا اونپر اعتراض نہ کرے اور نہ اونکی پیروی کرے نہ اونکے کہنے پر چلے غرضکہ پیر ایسے کو بناوے جسکی ظاہری حالت بھی شرع کے موافق ہو اور چھپی ہوئی حالت بھی شرع کے موافق ہو خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے پاس بدنگاہی کے جائز ہونے کا کچھ سہارا نہیں بلکہ بدنگاہی ہر طرح سے حرام ہے اور بڑا بھاری گناہ ہے۔ آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وما تخفی الصدور یعنی جس چیز کو لوگ سینے میں چھپاتے ہیں اللہ تعالےٰ اوسکو بھی جانتے ہیں۔ یہ پہلے سے بھی سخت ہے۔

پیر بنانے کے لائق وہی بزرگ ہیں جو ظاہر و باطن دونوں میں شرع کے موافق ہوں

بدنگاہی ہر طرح حرام ہے

یعنی گناہ فقط نگاہ ہی سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہوتا ہی بہت لوگ دل سے سوچا کرتے ہیں اور
عورتوں کا اور لڑکوں کا جنکے ڈاڑہی نہیں نکلی ہوتی دلمیں خیال جاتے ہیں اور خیال سے مزے لیتے
ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم پرہیزگار ہیں خوب سمجھ لو کہ یہ سب کچھ شیطان کے دہوکے ہیں
بلکہ بعض مرتبہ دل کے اندر سوچنے سے اور دل کے اندر باتیں کرنے سے اور زیادہ خرابی ہوتی
ہے کیونکہ نگاہ کرنے سے تو بعض مرتبہ بدصورت نکلتا ہے اور دل کے اندر باتیں کریں
تو طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہو جاتا ہے اور دل سے کسیطرح وہ بات نہیں نکلتی بلکہ یہ بھی
دہوکہ ہوتا ہے کہ دل میں خیال کرنے اور نگاہ نہ کرنے سے اپنے کو سمجھتا ہے کہ میں نے
بہت بڑا کام کیا کہ دیکھنے کو دل چاہتا تھا اور پھر نہیں دیکھا اور اسکا کچھ خیال نہیں کرتا
کہ میں دل میں مزے لے رہا ہوں جب دل میں مزے لئے تو بہلا پھر کونسا بڑا کام کیا
غرضکہ اسکی بہت کوشش کرنی چاہیئے کہ دلمیں کسیکا خیال نہ جائے اور چونکہ دل کے اندر
کانوں کے واسطے سے بھی باتیں اس قسم کی پہونچتی ہیں اسلیئے جیسے آنکھوں کو دیکھنے سے بچانا
چاہیئے ایسے ہی کانوں کو بھی سننے سے بچانا چاہیئے ایسے قصے نہ سُنے نہ ایسی جگہ جاوے جہاں ۲۳
گانا بجانا ہو رہا ہو۔ اور بعض مرتبہ خود دل ہی سے گناہ ہوتا ہے آنکھوں کا واسطہ نہیں ہوتا
جیسے کہ پہلے دیکھی ہوئی صورتیں یاد آتی ہیں اور اونسے مزہ ملتا ہی غرض سب سے بچو۔ اور ایک
وجہ اور بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کا گناہ یعنی اس قسم کے خیال دلمین رکھنا
بدنگاہی سے زیادہ سخت ہیں وہ یہ ہی کہ دل سے سوچنے اور آنکھوں سے دیکھنے میں ایک فرق
بھی ہے یعنی آنکھوں کے گناہ مین تو دوسروں کو اسکا دیکھنا معلوم ہو جاتا ہی گو نیت کی دوسروں کو خبر
نہ ہو اور دل کے اندر سوچنے کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا اسکی خبر سوائے اللہ تعالےٰ کے
کسیکو نہیں ہوتی۔ بس اس سے وہی بچے گا جسکے دلمیں اللہ تعالےٰ کا بہت ڈر خوف ہو اسکے
بعد سمجھنا چاہیئے کہ اس مرض کے دُور کرنیکے تین درجے ہیں دل کے اندر تقاضا ہو اور پھر دلکو
روکے رکھے۔ دوسرے یہ دل کے تقاضے کو کمزور کر دے۔ تیسرے یہ ہی کہ جس چیز کیوجہ سے
یہ تقاضا پیدا ہوا ہی اوسکو دل سے نکالدے ہاور تینوں میں سے دلکو روکنا یعنی دلمیں اسکا خیال
نہ جمنے دینا تو اختیاری ہی کہ اگر آپسے آپ اوسطرف خیال جاوے تو تم اوسکو روکو اور اُسکا آسان

طریقہ یہ ہے کہ جب تمکو کسی خوبصورت کیطرف رغبت ہو تو اوسکا علاج یہ ہے کہ اوسوقت کسی بدشکل
آدمی کی صورت کیطرف دیکھو اگر وہاں کوئی موجود نہو تو کسی ایسے بدصورت کا اسطرح خیال باندھو
کہ ایک شخص ہے کالا رنگ ہے چیچک کے داغ ہیں آنکھوں سے اندھا ہے سر سے
گنجا ہے رال بہ رہی ہے دانت آگے کو نکلے ہوئے ہیں ناک سے نکٹا ہے۔ ہونٹ
بڑے بڑے ہیں اور رینٹ بہ رہی ہے اور مکھیاں اوسپر بیٹھی ہیں گو ایسا شخص دیکھا نہ
ہو مگر خیال سے تراش لو خدا نے چاہا تو جو خرابی خوبصورت کے دیکھنے سے دل میں پیدا
ہوگئی ہے وہ سب جاتی رہے گی اور اگر پھر اوس خوبصورت کا خیال آوے تو پھر بھی
یہی خیال باندھ لو اور اگر اس خیال باندھنے سے پورا فائدہ نہ ہو اور بار بار اسی خوبصورت
کا خیال آنکر ستاوے تو یہ خیال باندھو کہ یہ محبوب ایک روز مرے گا اور قبر میں
جاوے گا وہاں اس کا نازک بدن سڑگل جاوے گا کیڑے اس کو کھالیں گے لیکن
یہ خیال باندھنا فقط اسیوقت فائدہ دے گا جس وقت کہ یہ خیال دل میں جاؤ گے
کہ یہ مراقبہ اوس خوبصورت کا خیال دل سے ہٹا دے گا لیکن اس کا فائدہ بہت دیر ۲۴
تک باقی نہ رہے گا جس کی وجہ سے آئندہ کبھی اس قسم کا تقاضا نہ پیدا ہو۔ آئندہ
کے لئے تقاضا نہ پیدا ہونے کا تو علاج یہی ہے کہ خدا کی یاد بہت کرو دوسرے
خدا تعالیٰ کے عذاب کا بھی خیال جماؤ تیسرے یہ کہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور
اوسکو مجھپر پوری قدرت ہے جب اسی طرح کچھ مدت تک کرتے رہوگے تو یہ چور
ایک دن دلمیں سے نکل جاوے گا جلدی نہ جاوے گا اس لئے جلدی نہ کرے کیونکہ
ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا یہاں مجھکو شاہ محمود غزنوی کی
حکایت یاد آگئی محمود نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو ایک ہمراہی سپاہی نے ایک
مندر میں جاکر دیکھا کہ ایک بوڑھا برہمن پوجا پاٹ کر رہا ہے سپاہی نے تلوار دکھائی
کہ کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو ورنہ اس تلوار سے دو ٹکڑے کردوں گا برہمن نے کہا حضور
ذرا ٹھہریئے سپاہی نے پھر تقاضا کیا برہمن نے عرض کیا حضور نوے برس کا رام
تو دل میں سے نکلتے ہی نکلے گا ذرا سی دیر میں کیسے نکل جاوے ہمت مت ہارو

دوسرا علاج عذاب الٰہی کا خیال
تیسرا علاج اور اس کا مطلب۔

کوشش کرتے رہو تھوڑا تھوڑا یہ تقاضا گھٹتا رہیگا اور تمہارے قابو میں آجاوے گا۔ کہ بُری جگہ ہوا ہی نہ کریگا جو تمہارا مطلب ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ مادہ ہی نہ رہے۔ جس سے تقاضا پیدا ہوتا ہے اور ایسی حالت ہو جاوے کہ بالکل رغبت ہی کبھی پیدا نہ ہو یہ وہ مرتبہ ہے کہ تم عقل و دیندار بھی اسکو مقصود سمجھ جاتے ہیں اور اسکے حاصل نہ ہونے سے پریشان ہوتے ہیں یعنی جب اپنے اندر کسیوقت ایسی رغبت پاتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں ہماری سب محنت اکارت ہو گئی۔ جو کچھ کوشش اللہ کی یاد میں کی تھی وہ سب بیکار گئی یہاں تک کہ پریشانی میں ایسی باتیں اونکے منہ سے نکل جاتی ہیں کہ بے ادبی اور گستاخی ہو جاتی ہے جیسے کہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم اتنے روز سے حق کی طلب میں ہیں مگر ہم پر رحم نہیں آتا کہ ویسے ہی محروم ہیں یاد رکھو کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے یہ درجہ ہرگز مقصود نہیں کہ کبھی کوئی خواہش ہی نہ ہوا کرے اور اگر خواہش بالکل نہ رہے گی۔ تو گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں اندھا اگر اپنی تعریف کرے کہ میں دیکھتا نہیں تو یہ کونسی تعریف کی بات ہے۔ دیکھیگا کیا دیکھنے کی چیز ہی اوسکے پاس نہیں نامرد اگر دعوے کرے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا تو یہ کیا کمال ہے بڑا کمال تو یہ ہے کہ گناہ کر سکو اور پھر اپنے دل کو روکو جس کا میں نے دونوں طرح کا علاج بتا دیا ایک تو وہ جو صرف وقت ہی پر کام دے اور اوسکا اثر باقی نہ رہے دوسرا وہ جس سے ہمیشہ کیلئے تقاضا قابو میں ہو جاوے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس گناہ پر خبردار کرنا منظور ہے کیونکہ یہ گناہ آدمیوں میں بہت پھیل رہا ہے جو نیک کہلاتے ہیں وہ بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں خدا کے واسطے اسکا انتظام کرنا چاہیئے بڑے افسوس کی بات ہے کہ منہ سے تو حق تعالے کی محبت کا دعویٰ اور اوسکے غیر پر نظر کرتے ہو اس وقت مجھکو ایک حکایت یاد آگئی کہ ایک عورت جا رہی تھی کوئی خواہش کا بندہ بھی اوسکے ساتھ ہو لیا اُس عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پیچھے کیوں آتے ہو کہا کہ میں تجھپر عاشق ہو گیا اسلئے آتا ہوں عورت نے جواب دیا کہ پیچھے میری ایک بہن آرہی ہے وہ مجھسے زیادہ خوبصورت ہے یہ اوسکے دیکھنے کو پیچھے چلا اوس عورت نے اوسکے ایک دھول لگائی

اور کہا کہ اسیری عشق کا دعوی کرتا تھا۔ صاحبو اگر حق تعالے سامنے کھڑا کرکے اتنا دریافت فرمالیں کہ تونے ہمیں چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلایئے کیا جواب دیجئے گا۔ یہ ہلکی بات نہیں اسکا بڑا انتظام کرنا چاہیئے ایک اور تدبیر ہے جس سے پہلی تدبیروں کو اور طاقت پہونچتی ہے وہ یہ ہے کہ جب دل میں ایسا خیال پیدا ہو تو ایسا کرو کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھو اور توبہ کرو اور اللہ تعالے سے دعا کرو جب گناہ پڑے یا دل میں تقاضا پیدا ہو فوراً ایسا ہی کرو ایک دن تو بہت سی رکعتیں پڑھنا پڑینگی دوسرے دن بہت کم ایسا خیال آوے گا اسی طرح آہستہ آہستہ نکل جاوے گا اسلئے کہ نفس پر نماز بڑی بھاری ہے جب دیکھے گا کہ ذرا مزہ لینے پر یہ مصیبت ہوتی ہے یہ ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے۔ پھر ایسے وسوسے نہ آوینگے۔ اب اللہ تعالے سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالے ہم کو سب مصیبتوں سے بچائے رکھے آمین۔

۲۶ سلسلہ تسہیل المواعظ کا دسواں وعظ مسمے بہ نگاہ کی حفاظت ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ تعالے گیارہواں وعظ ربیع الاول کے پرچہ میں ہوگا۔

یہ لوگ بیان کریں اور جب ان سے بالکل جدا ہو جاوے اور زمانہ کی سردی و گرمی کا مزہ چکھ لے اور اسکے بعد ہی اس شخص سے راضی ہو جاوے تو یہ رضامندی فی الواقع رضامندی ہے اور نیز اس نکاح شوہر ثانی کے اشتراط میں اسکو مفارقت کا مزہ چکھانا اور بلا کسی ضروری مصلحت کے سوچے طلاق دینے کے باب میں تقاضائے نفسانی کے تابع ہونے کا عذاب دینا ہے اور نیز اس اشتراط میں مطلقہ ثلاثہ کا اس شخص کی آنکھوں میں عزت دینا ہے اور اس بات کا جتانا ہے کہ تین طلاقوں پر وہی شخص دلیری کر سکتا ہے جو بغیر ذلت اور حد سے زیادہ بے عزتی کے اپنے نفس کو اس عورت کے متعلق طمع کے قطع کرنے پر راضی و قائم کرے۔

طلاق رجعی کا دو تک محدود ہونیکی وجہ

اہل جاہلیت جسقدر چاہتے تھے طلاقیں دیکر رجوع کر لیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اسمیں عورت پر کسقدر ظلم تھا لہذا آیت کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتان یعنی ایسی طلاق دو بار ہے جسکے بعد رجوع ہو سکتا ہے پھر اگر تیسری طلاق دے تو اسکے بعد تو جبتک وہ عورت برضا خود کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے پہلے کیلئے وہ حلال نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کیلئے ساتھ صحبت کرنے کو بھی شرط فرمایا ہے اور اس اشتراط سے ہماری یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ وہ عورت خاص حلالہ ہی کی غرض سے دوسرے سے نکاح کریگی بلکہ نکاح تو ہمیشہ کی آبادی کی غرض سے کرے مگر اتفاقاً اگر وہاں بھی طلاق ہو جاوے تو شوہر اول سے نکاح جائز ہے۔ ۷۷

تین طلاق دینے اور پھر نکاح ثانی کے بعد پہلے مرد پر اس عورت کے حلال ہونے کی وجہ

یہ سوال حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ تعالے علیہ پر وارد ہوا تھا اسکا جو جواب انھوں نے

اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین میں درج فرمایا ہے ہم اسکا ترجمہ بطور ملخص یہاں لکھدیتے ہیں وھو ھذا تین طلاق کے بعد مرد پر عورت کے حرام ہونے اور دوسرے نکاح کے بعد پھر پہلے مرد پر جائز ہونے کی حکمت کو وہی جانتا ہے جس کو اسرار شریعت اور مصالح کلیہ الٰہیہ سے واقفیت ہو پس واضح ہو کہ اس امر میں شریعتیں بحسب مصالح ہر زمانہ اور ہر اُمت کیلئے مختلف رہی ہیں شریعت تورات نے طلاق کے بعد جبتک عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے پہلے مرد کا رجوع اس کے ساتھ جائز رکھا تھا اور جب وہ دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی تو پہلے شخص کو اس عورت سے کسی صورت میں رجوع جائز نہ تھا۔ اس امر میں جو حکمت و مصلحت الٰہی ہے ظاہر ہے۔ کیونکہ جب مرد جانے گا کہ اگر میں نے عورت کو طلاق دیدی تو اسکو پھر اپنا اختیار ہو جائیگا۔ اور اسکے لئے دوسرا نکاح کرنا بھی جائز ہو جائیگا اور پھر جب اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو مجھپر ہمیشہ کے لئے یہ عورت حرام ہو جائیگی تو ان امور خاصہ کے تصور سے مرد کا عورت
۷۸ سے تعلق و تمسک پختہ ہوتا تھا اور عورت کی جُدائی کو ناگوار جانتا تھا شریعت تورات بحسب حال مزاج اُمت موسوی نازل ہوئی تھی کیونکہ تشدد اور غصہ اور اسپر اصرار کرنا ان میں بہت تھا پھر شریعت انجیلی آئی تو اس نے نکاح کے بعد طلاق کا دروازہ بالکل بند کر دیا جب مرد کسی عورت سے نکاح کر لیتا تو اس کے لئے عورت کو طلاق دینا ہرگز جائز نہ تھا۔

پھر شریعت محمدیہ آسمان سے نازل ہوئی جو کہ سب شریعتوں سے اکمل و افضل و اعلےٰ اور پختہ تر ہے اور انسانوں کے مصالح معاش و معاد کے زیادہ مناسب اور عقل کے زیادہ موافق ہے خدا تعالےٰ نے اس اُمت کا دین کامل اور ان پر اپنی نعمت پوری کی اور طیبات میں سے اس اُمت کیلئے بعض وہ چیزیں حلال ٹھہرائی ہیں جو کسی امت کے لئے حلال نہیں ہوئی تھیں چنانچہ مرد کیلئے جائز ہوا کہ بحسب ضرورت چار عورات تک نکاح کر سکے پھر اگر مرد و عورت میں نہ بنے تو مرد کو اجازت دی کہ اسکو طلاق دیکر اور عورت سے نکاح کرے کیونکہ جبکہ پہلی عورت موافق طبع نہ ہو یا کوئی

اس سے فساد واقع ہو اور وہ اس سے باز نہ آئے تو شریعت اسلامیہ نے ایسی عورت کو مرد کے ہاتھ اور پاؤں اور گردن کی زنجیر بنا کر اسمیں جکڑنا اور اسکی کمر توڑنیوالا بوجھ بنانا نہیں تجویز کیا اور نہ اس دنیا میں مرد کے ساتھ ایسی عورت کو رکھکر اسکا دوزخ بنانا چاہا ہے

زن بد در سرا ئے مرد نکو ہمدرین عالم ست دوزخ او

ہذا خدا تعالےٰ نے ایسی عورت کی جدائی مشروع فرمائی اور وہ جدائی بھی اسطرح مشروع فرمائی کہ مرد عورت کو ایک طلاق دے پھر عورت تین طہر یا تین ماہ تک اس مرد کے رجوع کا انتظار کرے تاکہ اگر عورت سدھر جائے اور شرارت سے باز آجائے اور مرد کو اس عورت کی خواہش ہوجائے یعنی خدائے مصرف القلوب عورت کیطرف مرد کے دل کو راغب کردے تو مرد کو عورت کی طرف رجوع ممکن ہوسکے اور مرد کیلئے رجوع کرنے کا دروازہ مفتوح رہے تاکہ مرد عورت سے رجوع کرسکے اور جس امر کو غصہ و شیطانی جوش نے اسکے ہاتھ سے نکالدیا تھا اسکو مل سکے اور چونکہ ایک طلاق کے بعد پھر بھی جانبین کی طبعی غلبات اور شیطانی چھیڑ چھاڑ کا اعادہ ممکن تھا اسلئے دوسری طلاق مدت مذکورہ کے اندر مشروع ہوئی تاکہ عورت بار بار کی طلاق کی تلخی کا ذائقہ چکھکر اور خرابی خانہ کو دیکھکر قبیحہ کا اعادہ نہ کرے جیسے اسکے خاوند کو غصہ آوے اور اسکے لئے جدائی کا باعث ہو اور مرد بھی عورت کی جدائی محسوس کرکے عورت کو طلاق نہ دے۔ ۹ھ

اور جب اسیطرح تیسری طلاق کی نوبت آپہنچے تو اب یہ وہ طلاق ہے کہ جسکے بعد خدا کا یہ حکم ہے کہ اس مرد کا رجوع اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے نہیں ہوسکتا اسلئے جانبین کو کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق تک تمہارا رجوع آپسمیں ممکن تھا اب تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ ہوسکے گا تو اس قانون کے مقرر ہونے سے وہ دونوں سدھر جائینگے۔ کیونکہ جب مرد کو یہ تصور ہوگا کہ تیسری طلاق اسکے درمیان اور اسکی بیوی کے درمیان بالکل جدائی ڈالنے والی ہے تو وہ طلاق دینے سے باز رہیگا کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہوگا کہ اب تیسری طلاق کے بعد یہ عورت مجھپر بدون شخص ثانی کے شرعی معروف و مشہور نکاح اور اسکی طلاق و عدت کے حلال نہ ہوسکیگی اور پھر دوسرے شخص کے نکاح سے عورت کا

ٹوٹنا بھی یقینی نہیں اور دوسرے نکاح کے بعد بھی جبتک دوسرا خاوند اسکے ساتھ دخول کر چکے
اور اسکے بعد یا تو دوسرا خاوند مرجاوے یا وہ اسکو برضاء خود طلاق دیدے اور وہ عورت
عدت بھی گزارے تب تک وہ اسکی طرف رجوع نہ کرسکیگا تو اسوقت مرد کو اس رجوع کی ناامیدی
کے خیال سے اور اسکے محسوس کرنے سے ایک دوراندیشی پیدا ہوجائیگی اور وہ خداتعالے کے
ناپسندترین مباحات یعنی طلاق کے واقع کرنے سے باز رہیگا اسیطرح جب عورت کو اس عدم
رجوع کی واقفیت ہوگی تو اسکے اخلاق بھی درست رہیں گے اور اس سے انکی آپس میں اصلاح
ہوسکے گی۔ اور اس نکاح ثانی کے متعلق نبی علیہ السلام نے اس طرح تاکید فرمائی کہ وہ نکاح
مدام کیلئے ہو۔ پس اگر دوسرا شخص اس عورت سے اپنے پاس دائمی طور پر رکھنے کے ارادہ سے
نکاح نہ کرے بلکہ خاص حلالہ ہی کے لئے نکاح کرے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جب پہلا شخص اسی قسم کے حالہ کے لئے کسی کو رضامند
کرے تو اسپر بھی لعنت فرمائی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لعن رسول اللہ صلی اللہ
۸۰ علیہ وآلہ وسلم المحلل والمحلل لہ۔ ترجمہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ
کرنیوالے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت پر لعنت فرمائی تو شرعی حلالہ وہ ہے جو خود ایسے
اسباب پیدا ہوجائیں کہ جسطرح پہلے خاوند نے اتفاقاً عورت کو طلاق دی تھی اسیطرح دوسرا بھی
طلاق دے یا مرجاوے تو عورت کا رجوع بعد عدت پہلے خاوند کی طرف بلاکراہت درست ہے
پس اتنی سخت رکاوٹوں کے بعد پہلے خاوند کی طرف عورت کا رجوع مشروع ہونیکی
وجہ بیان مذکورسے ظاہر و باہر ہے کہ اسمیں عزت و عظمت امر نکاح کی اور شکر نعمت الہی کا
اور اس نکاح کا دوام اور عدم قطع محفوظ ہے کیونکہ جب خاوند کو عورت کی جدائی سے اسکے
وصل ثانی تک اتنی رکاوٹیں درمیان میں حائل ہونیوالی متصور ہونگی تو وہ تیسری طلاق تک
نوبت نہیں پہنچائیگا۔ ان الشارع حرمہا علیہ حتی تنکح زوجا غیرہ عقوبۃ لہ ولعن المحلل
والمحلل لہ لمنا قضتہما ما قصدہ اللہ سبحانہ من عقوبتہ وکان من تمام ہذہ العقوبۃ ان
طول مدۃ تحریمہا علیہ فکان ذلک ابلغ فیما قصدہ الشارع من العقوبۃ فانہ اذا علم انہا
لا تحل لہ حتی تعتد بثلاثۃ قروء ثم تتزوج اخر نکاح رغبۃ مقصوداً لا تحلیل موجباً للعنۃ

ویفارقها وتفصل من فراقه ثلثة قروء اخر طال علیه الانتظار وعیل صبره مامسات عن الطلاق الثلاث وهذا واقع علی وفق الحکمة والمصلحة والزجر فکان التربص ثلاثة قروء فی الرجعة نظر المزوج ومراعاة لمصلحته لما لم یوقع الثالثة المحرمة لها علیه وههنا کان تربصها عقوبة له وزجرا لما اوقع الطلاق المحرم لما احل الله له والذات هذه العقوبة بتحریمها علیه الا بعد زوج واصابة وتربص ثان ٭

ایلاء کی مدّت چار ماہ مقرر ہونیکی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤا فان الله غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیم۔ ترجمہ جو لوگ اپنی بیویوں سے جُدا ہونے کے لئے قسم کھا لیتے ہیں انکے لئے چار مہینے کا انتظار ہے سو اگر وہ اس چار ماہ کے عرصہ کے اندر اپنے ارادہ سے باز آجاویں (اور رجوع کرلیں) تو خدا تعالےٰ غفور رحیم ہے اور طلاق دینے پر پختہ ارادہ کرلیں (اسیطرح سے کہ رجوع نکریں) تو یاد رکھیں کہ خدا سننے اور جاننے والا ہے۔ ۸۱

ایلاء کے معنے قسم کھانیکے ہیں اہل جاہلیت اس بات کا حلف یعنی قسم کھایا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں سے کبھی یا ایک مدت دراز تک جُدا رہیں گے اسمیں عورتوں پر نہایت ظلم اور ضرر تھا لہذا خدا تعالےٰ نے چار مہینے سے زیادہ مدت ایلاء کی منسوخ فرمادی اور اس ایلاء کی مدت چار مہینے مقرر ہونے میں بہت راز ہیں ازانجملہ چند درج ذیل ہیں۔

(۱) اس مدت کے معین کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اتنی مدت میں خواہ مخواہ نفس کو جماع کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اگر انسان ماؤف نہ ہو تو اسکے چھوڑنے سے ضرر پہنچتا ہے۔

(۲) یہ مدت سال کا ایک ثلث حصہ ہے اور نصف سے کم کا انضباط ثلث کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور نصف کو مدت کثیرہ شمار کیا جاتا ہے۔

(۳) اگر ایلاء کی مدت زیادہ ہوتی تو مرد لاپرواہ ہوکر عورت کے نان و نفقہ کو ٹال دیتا اور یہ امر عورت کے لئے سخت مضر ہے کہ وہ کہاں سے کھاتی اور کہاں سے پہنتی اور کہاں رہتی۔

(۴) ممکن ہے کہ اس ایلاء سے پہلے مرد نے عورت سے جماع کر لیا ہو جس سے احتمال حمل ہو سکتا ہے اندریں صورت برأت رحم چار ماہ میں با کمل وجوہ معلوم ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے پس اس مدت میں باکمل وجہ اور پورے طور سے ہر کسی کو شناخت حمل ہو سکتی ہے پھر اگر حمل معلوم ہوا اور مرد رجوع بھی نہ کرے تو پھر عدت وضع حمل تک ہے۔

(۵) خدا تعالے نے جو کہ دانائے راز نہاں و آشکارا ہے ایلاء کی مدت چار ماہ مقرر کرنے میں یہ راز رکھا ہے کہ بالعموم فطرتی طور پر تندرست جوان عورت کو چار ماہ سے زیادہ اپنے مرد کی جدائی گران و ناگوار گزرتی ہے اور وہ غالباً اس مدت تک پھر اپنے مرد کا وصال چاہتی ہے چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج ابن جریج قال اخبرنی من اصدق ان عمر بینما ھو یطوف سمع امرأۃ تقول شعرا ؎

تطاول ھذا اللیل واسود جانبہ + وارقنی ان لا خلیل الاعبہ ۸۲

فلولا حذار اللہ لا شئی مثلہ + لزعزع من ھذا السریر جوانبہ

فقال عمر ومالک قالت اعزبت زوجی منذ اشھر وقد اشتقت الیہ قال اردت سوءًا قالت معاذ اللہ قال فاملکی علیک نفسک فانما ھو البرید الیہ فبعث الیہ ثم دخل علی حفصۃ فقال انی سائلک عن امر قد اھمنی فافرجیہ عنی کم تشتاق المرأۃ الی زوجھا فخفضت رأسھا واستحییت قال فان اللہ لا یستحیی من الحق فاشارت بیدھا ثلاثۃ اشھر والا فاربعۃ اشھر فکتب عمر ان لا تحبسن الجیوش فوق اربعۃ اشھر

ترجمہ۔ یعنی ابن جریج۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس شخص نے جسکی بات کو میں سچ جانتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ ایک رات مدینہ منورہ کی گلیوں میں اپنی خلافت کے زمانہ میں بپاس خاطر رعیت گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کو شعر ذیل پڑھتے سُنا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رات دراز ہو گئی اور اسکے اطراف سخت تاریک و سیاہ ہو گئے ہیں اور مجھے اس خیال نے بیدار کر دیا ہے کہ میرا کوئی دوست نہیں ہے کہ جسکے ساتھ کھیلوں اگر مجھے

خدائے بےمثل و بے مانند کا ڈر نہ ہوتا تو میری اس چارپائی کی طرفین ہلائی جاتیں۔ پس حضرت عمرؓ نے اس عورت کو آواز دیکر کہا کہ تو کیا چاہتی ہے اس عورت نے کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو کئی ماہ سے غزوہ پر بھیجا ہے اور اب مجھے اپنے خاوند کے ملنے کا اشتیاق ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو بدخیال رکھتی ہے اس عورت نے کہا خدا کی پناہ میرا خیال بد نہیں ہے پس حضرت عمرؓ نے اسکو فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ضبط رکھ ابھی تیرے خاوند کو بلانے کیلئے قاصد روانہ کیا جائیگا پھر حضرت عمرؓ بی بی حفصہ کے پاس گئے اور حفصہ سے کہا کہ میں تجھ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں جسکا مجھے بڑا اہتمام (دامنگیر ہے) اسکو حل کردو اور وہ یہ ہے کہ کتنی مدت کے بعد عورت کو اپنے خاوند کے وصال کا شوق پیدا ہوتا ہے حفصہ نے اپنا سر نیچے کرلیا اور شرما گئیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا تعالے سچی بات سے نہیں شرماتا پس حفصہ نے اپنے ہاتھ سے تین مہینے کا اور پھر زیادہ سے زیادہ چار مہینے کی مدت تک کا اشارہ کیا یعنی مرد کو چاہیئے کہ تین ورنہ چار ماہ تک ضرور اپنی عورت سے ملے پس حضرت عمرؓ نے لشکروں کے
۸۳ افسروں کے نام خط لکھکر روانہ کئے اور تاکید کی کہ کسی سپاہی کو چار ماہ سے زیادہ لشکر میں بند نہ رکھا جائے یعنی ہر سپاہی کے لئے ہر چار ماہ کے بعد گھر پر آنے کی رخصت کا عام حکم نافذ فرمادیا

وفات انبیاء کے بعد انکی عورتوں سے اوروں کو نکاح حرام ہونیکی وجہ

انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کو بعد مرگ بھی قریب قریب وہی تعلق اپنے اجسام سے رہتا ہے جو قبل از مرگ تھا یہی وجہ ہے کہ انکے اجساد مثل اجسام احیاء کے پھوٹتے پھٹتے نہیں چنانچہ احادیث میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکی ازواج مثل ازواج احیاء اوروں سے نکاح کرنیکا اختیار نہیں رکھتیں اور یہی وجہ ہے کہ انکے اموال کو مثل احیاء۔ انکے وارث تقسیم نہیں کرسکتے اور اسی وجہ سے حدیث لا نورث کو معارض آیت یوصیکم اللہ اور آیت لا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا کو معارض آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا نہیں کہہ سکتے کیونکہ آیت یوصیکم اللہ اور آیت والذین یتوفون کے مصداق وہ ہیں جنکی ارواح کو انکے ابدان کے ساتھ وہ تعلق نہ رہا ہو جو حالت حیات میں تھا چنانچہ

للرجال نصیب مما ترک الوالدان میں لفظ ترک اور آیت والذین یتوفون میں لفظ
توفی اسکا شاہد ہے علی ہذا آیت ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا میں لفظ
ترکوا قرینہ مضمون معروض ہے کیونکہ جیسے مضمون توفی جسکے معنے لغوی قبض کے ہیں۔
جبھی چسپاں ہوتا ہے جبکہ کوئی چیز نکال لیجائے اور یہ بات یہاں اسیوقت صحیح ہوسکتی
ہے کہ جب روح کو بدن سے نکال باہر کیا جائے کیونکہ الذین کا مصداق آیت والذین
یتوفون میں وہی ہے اور نیز وہ نہ ہو تو جسم ہوگا اور ظاہر ہے کہ جسم مورد توفی وقت مرگ
نہیں ہوتا کیونکہ وہ کہیں نکالا نہیں جاتا اسلئے یہی کہنا پڑیگا کہ ایسے لوگوں کی روح کو اپنے
جسم سے وہ علاقہ نہیں رہتا جو وقت حیات تھا ایسے ہی مضمون ترک بھی گرفتاران محبت
اولاد و اموال کے حق میں جبھی صحیح ہوسکتا ہے جبکہ اس خاکدان سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی
کو چلے جاویں سو یہ بھی جبھی متصور ہے جبکہ روح کو وہ تعلق نہ رہے ورنہ وہ ترک نہیں بلکہ
مثل بندیوان دست و پابستہ ملاقات اولاد و تصرفات اموال سے مجبور ہیں یہی وجہ
۴۴ ہے کہ قیدیوں کے ازواج و اموال انکی ملک سے خارج نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے۔ کہ
سکتہ والے کی ازواج و اموال بدستور اسکے ملک میں باقی رہتے ہیں گو ان لفظوں میں
یہ فرق ہے کہ قیدیوں کے اجسام مقید ہوجاتے ہیں مگر انکا قیدخانہ یہی جسم خاکی ہوتا ہے
اسلئے وہ پھیلاؤ جو بذریعہ ظہور افعال اختیاریہ ہوا کرتا ہے اور نور آفتاب و قمر کے پھیلاؤ
کے مشابہ ہوتا ہے ایسی طرح بند ہوجاتا ہے جیسے چراغ پر کسی ظرف کے رکھدینے کے وقت
اسکے نور کا پھیلاؤ بند ہوجاتا ہے سو یہی صورت بعینہ انبیاء علیہم السلام کی موت کی
سمجھلو اتنا فرق ہے کہ سکتہ میں بسوائے بعض مواقع تمام اعضاء میں سے روح کھینچ لیجاتی
ہے اور تمام قوائے روحانی کو مثل قوت سامعہ و قوت باصرہ اپنے اپنے مواقع سے کھینچ
لیتے ہیں اور اسوجہ سے اگر تدبیر مناسب نہ بن پڑے تو رفتہ رفتہ بالکل کھینچکر باہر کردیتے
ہیں اور ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے مگر اطراف و جوانب سے
سمٹ آتی ہے اسلئے حیات جسمانی کو نسبت سابق اسی طرح قوت ہوجاتی ہے جیسے ظرف
مذکور کے رکھدینے کے بعد چراغ کے شعلہ میں نورانیت بڑھجاتی ہے اور سکتہ میں ایسا ہوجاتا ہے

(باقی آئندہ)

بود عمران ہم ز اسرائیلیان لیک مر فرعون را دل بود و جان

یعنی عمران بھی بنی اسرائیل سے تھے مگر فرعون کے دل اور جان تھے یعنی اوسکو ان سے بہت محبت تھی۔

کے گمان بردے کہ او عصیان کند انچہ خوف جان فرعون آن کند

یعنی وہ کب گمان کرتا تھا کہ یہ نافرمانی کرینگے اور جو چیز کہ اوس کی جان کا خوف ہے اوسکو کرینگے

ایمن از عمران بُد و افعال او لیک خود آن بد جزائے حال او

یعنی وہ عمران اور اونکے افعال سے بیخوف (اور مطمئن) لیکن خود ہی اوسکی سزا تھی۔

۷۳ خود کجا در خاطر فرعون بود انچنین تقدیر چون عاد و ثمود

یعنی فرعون کے دل میں ایسی تقدیر کہاں تھی جیسے عاد و ثمود یعنی اوسے کیا خبر تھی کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ ایسے ہی ہوگا پس عمران سے اتنا کہا کہ تم گھر میں مت جانا یہ کہکر وہ خود گھر میں چلدیا۔

عمران کا والدۂ موسیٰ علیہ السلام کیساتھ جمع ہونا اور انکا حاملہ ہوجانا

شہ برفت و او بران درگاہ خفت نیم شب آمد بہ پیشش جفت جفت

یعنی بادشاہ تو چلا گیا اور وہ اوسکے دروازہ پر سوگئے تو آدہی رات کو اونکے پاس اونکی بیوی آئیں

زن بر و افتاد و بوسید آن لبش بر جہانیدش ز خواب اندر شبش

یعنی بیوی اون کے اوپر گر پڑیں اور اون کے لب کو بوسہ دیا اور اوس رات میں ہی اونکو نیند سے جگایا۔

گشت بیدار او و زن را دید خوش بوسہ باران کرد از لب بر لبش

یعنی وہ بیدار ہو گئے اور بیوی کو خوش دیکھا تو بوسہ کی بارش اپنے لب سے اونکے لب پر کردی یعنی خوب بوسے لئے۔

گفت عمران این چون آمدی گفت از شوق و قضائے ایزدی

یعنی عمران نے پوچھا کہ تم اسوقت کیسے آئیں تو انھوں نے کہا کہ تمہاری ملاقات کے شوق میں اور حکم خداوندی سے موسٰے علیہ السلام کے والدین کے عقائد تو پہلے سے اچھے تھے۔ اور بعض نے اونکی والدہ کو نبی کہا ہے اگر نبی نہیں تو ولی ہوتے ہیں تو شک ہی نہیں تو ممکن ہے کہ اونکو الہام ہو گیا ہو اسپر کہا کہ حکم خداوندی چونکہ ہمارے سے اوس بچہ کے ظہور کا ہے اسلئے میں تمہارے پاس آگئی۔

درکشیدش در کنار از مہر رو برنیامد باخود آن دم در نبرد ۴۷

یعنی محبت کی وجہ سے مرد نے انکو گود میں لے لیا اور وہ اوسوقت مقابلہ میں اپنے اوپر غالب نہ آسکے مطلب یہ کہ فرعون کی خیرخواہی میں بہت الگ رہنا چاہا مگر قضا کے سامنے کیا کرسکتے تھے آخر مغلوب ہوئے۔

جفت شد با او امانت را سپرد پس بگفت اے زن نہ این کاریست خرد

یعنی اونکے ساتھ جفت ہو گئے اور امانت کو سپرد کر دیا پھر کہا کہ اے عورت یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے مطلب یہ کہ دیکھو ظاہر مت کرنا بہت بڑی بات ہے۔

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے آتشے از شاہ و ملکش کین کشے

یعنی ایک لوہا پتھر پر لگا تو آگ پیدا ہوئی اور آگ وہ کہ جو بادشاہ اور اوسکے ملک سے کینہ کش

تھی یعنی اونکے ملنے سے موسیٰ علیہ السلام جو کہ مہلک فرعون تھے پیدا ہوئے اور انھون نے یہ کہا کہ۔

من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات　　حق شہ شطرنج و ما ماتیم مات

یعنی میں تو ابر ہون اور تم زمین ہو اور موسے نبات ہیں اور حق شہ شطرنج ہے اور ہم مات میں ہیں مات میں چونکہ نجومیون نے کہا تھا کہ ایک لڑکا ہوگا اوسکا یہ نام ہوگا ایسا ہوگا اسلئے انکو نام معلوم تھا اسی سے انھوں نے کہدیا کہ موسے علیہ السلام نبات کیطرح ہیں اور بادشاہ کا حق ایک شطرنج کی طرح ہے اور ہم اوس پر کھیل رہے تھے مگر کیا کریں ہار گئے اور حق شہ کو ہاتھ سے کھو بیٹھے مگر کیا کریں جو ہونا تھا ہوگیا اور کہا کہ

مات و برد از شاہ میدان ای عروس　　آن مدان از ما مکن بر ما فسوس

۷۵ یعنی اے دلہن مات اور بازی لیجانا یہ سب خدا کی طرف سے سمجھو اور اسکو ہم سے مت سمجھو اور ہم پر مذاق مت اڑاؤ مات اور برد سے مراد غالبیت اور مغلوبیت ہے حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ ؎ از خدا دان خلاف دشمن و دوست ٭ کہ دل ہر دو در تصرف اوست ٭ اور وہی عمران بولے کہ۔

آنچہ این فرعون می ترسید ازو　　ہست شد این دم کہ گشتم جفت تو

یعنی جس چیز سے کہ فرعون ڈرتا تھا وہ اسوقت ہست ہوگئی جبکہ میں تمہارے قرین ہوا مطلب یہ کہ آثار سے معلوم ہوگیا کہ علوق ہوگیا اور ایک علامت سب سے زیادہ یہ تھی کہ وہ موتے تو بنی اسرائیل میں سے اور بنی اسرائیل کا کوئی مرد عورت کے پاس نہیں ہے بلکہ عورتیں گھر میں اور وہ سب میدان میں ہیں۔ صرف ایک ہم دونوں میاں بیوی ہی قرین ہوئے ہیں تو یقیناً ہم سے ہی وہ پیدا ہونگے اسکے بعد یہ فرمایا کہ۔

عمران کا اپنی زوجہ کو بعد اوسنے مجامعت کرنیکے وصیت فرمانا

بازگرد آن ہیچ زنہا دم مزن — تا نیاید بر من و تو صد حزن

یعنی واپس ہو جاؤ اور کسی سے ذکر مت کرنا تاکہ کہیں مجھ پر اور تمپر سو بلائیں نہ آویں۔ اسلئے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا تو کیون کوئی انکو زندہ چھوڑتا اور یہ کہا کہ۔

عاقبت پیدا شود آثار این — چون علامتہا رسد اے نازنین

یعنی اے نازنین آخر کار اسکے آثار تو ظاہر ہوں ہی گے جبکہ علامتیں ظاہر ہونگی مطلب یہ کہ تم کسی سے ذکر مت کرنا اگرچہ یہ بات پوشیدہ رہنے والی نہیں ہے مگر تم اپنی طرف سے پوشیدہ ہی رکھنا یہ وصیت کر کے اونکو تو روانہ کیا اودھر میدان میں یہ ہوا کہ۔

۷۶ در زمان از سوئے میدان نعرہا — می رسید از خلق و می شد بر ہوا

یعنی اوسیوقت میدان کیطرف سے مخلوق کے نعرے آئے اور ہوا پر ہو گئے یعنی ہوا مین لوگون کے غل مچانے کی آواز آئی۔

شاہ زان ہیبت برون جست آن زمان — پا برہنہ کین چہ غلغلہاست ہان

یعنی بادشاہ اونکے خوف سے ننگے پاؤں اوسیوقت باہر نکل آیا کہ ارے یہ کیا شور ہیں۔

از سوئے میدان چہ بانگ است و غریو — کز ہیبتش می رمد جنی و دیو

یعنی میدان کی طرف سے یہ کیا شور اور غل ہو کہ جسکی آواز سے جن اور دیو سب بھاگتے ہیں۔

گفت عمران شاہ ما را عمر باد — قوم اسرائیل شاد انداز تو شاد

یعنی عمران بولے کہ ہمارے بادشاہ کی عمر دراز ہو یہ قوم بنی اسرائیل آپ سے خوش ہیں۔

از عطائے شاہ شادی میکنند رقص می آرند و کفہا می زنند

یعنی آپکی عطا کی وجہ سے خوشی کر رہے ہیں اور ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں (بس انہی کا غل ہے یہ کہتے نہیں کہ یہ ساری میری حرکت ہے)

فرعون کا اوس شور و غل کی آواز سے خوف کرنا

گفت باشد کاین بود اما ولیک وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک

یعنی فرعون نے کہا کہ شاید یہی ہو لیکن (اسنے) میرے وہم اور اندیشہ کو پر کر دیا ہی اور زیادہ یعنی مجھے تو توہمات آرہے ہیں اور خوف طاری ہے۔

این صدا حال مرا تغیر کرد از غم و اندوہ تلخم پیر کرد

یعنی (فرعون بولا) کہ اس آواز نے تو میری حالت متغیر کر دی غم و اندوہ تلخ نے مجھکو بڈھا بنا دیا مطلب یہ کہ اس آواز سے تو مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوتا ہے اور اوس وقت حالت یہ تھی کہ۔

پیش می آمد پس می رفت شہ جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ

یعنی کبھی آگے آتا تھا اور کبھی پیچھے جاتا تھا وہ بادشاہ ساری رات (اسکی یہ حالت رہی) جیسے کہ حاملہ دردزہ کے وقت یعنی بہت ہی بے چین رہا۔

ہر زمان میگفت اے عمران مرا سخت از جا بردہ است این نعرہا

یعنی ہر گھڑی یہی کہتا تھا کہ اے عمران یہ نعرے تو مجھے بالکل اپنی جگہ سے لیگئے مطلب یہ کہ

سمجھے تو ان نعروں نے از خود رفتہ بنا دیا ہے۔

زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا — باز گوید اختلاط جفت را

یعنی عمران مسکین کو اتنی تاب نہ تھی کہ اپنی بیوی کے ساتھ اوس اختلاط کو بیان کر دیں۔ اسلئے کہ اگر ذرا زبان سے نکالا اور مارے گئے لہذا بیچارے خاموش تھے اور دوسرے بہانے کر رہے تھے۔

چون زن عمران بعمران درخزید — تا کہ شد استارۂ موسےٰ پدید

یعنی جبکہ عمران کی بیوی عمران کے ساتھ ملیں یہانتک کہ موسےٰ علیہ السلام کا ستارہ ظاہر ہوگیا اور نطفہ رکھیا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

۷۸ ہر پیمبر کہ در آید در رحم — نجم او بر چرخ گردد منتجم

یعنی جو پیمبر کہ رحم میں آتے ہیں اونکا ستارہ آسمان پر روشن ہو جاتا ہے بات یہ ہے کہ جب کوئی پیمبر پیدا ہوتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ستارہ تو نکلتا ہی ہے اوسیکو کہدینگے کہ یہ ستارہ نکل آیا مگر مولانا قواعد نجوم پر فرما رہے ہیں خیر ہوگا غرضکہ نجومیوں نے دیکھ لیا کہ علوق ہوگیا آگے فرعون کا خبر کے لئے عمران کو میدان میں بھیجنا اور اونکا ظاہر میں نجومیون پر خفا ہونا کہ تم نے انتظام کیون نہ کیا اور پھر فرعون کی ان لوگون پر خفگی بیان فرمادینگے۔

موسیٰ علیہ السّلام کے ستارہ کا آسمان پر ظاہر ہوجانا اور نجومیون کا شور کرنا

بر فلک پیدا شد این استارہ اش — کوری فرعون و مکر و چارہ اش

یعنی اونکا (موسیٰ علیہ السلام کا) ستارہ آسمان پر فرعون کے مکر اور اسکے چارہ کے خلاف ظاہر ہوگیا۔ یعنی جو کچھ کہ تدابیر انھوں نے کی تھیں اون سب کے خلاف وہ ستارہ نکل آیا یعنی طلوع ہوگیا

شرح حبیبی

روز شد گفتش کہ اے عمران برو — واقف آن غلغل و آن بانگ شو

راند عمران جانب میدان و گفت — این چہ غلغل بود شاہنشہ شنفت

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک — ہمچو اصحاب عزا پاشیدہ خاک

ہمچو اصحاب عزا آواز شان — بد گرفتہ در فغان و ساز شان ۷۹

ریش و مو برکندہ رو بدریدگان — خاک بر سر کردہ پرخون دیدگان

گفت خیرست این چہ آشوبست و حال — بد نشانی مید ہد منحوس سال

عذر آوردند و گفتند اے امیر — کرد مارا دست تقدیرش اسیر

اینہمہ کردیم و دولت تیرہ شد — دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

شب ستارہ آن پسر آمد عیان — کورئے ما بر جبین آسمان

زد ستاره آن پیمبر بر سما — ما ستاره بازگشتیم از بکا

با دل خوش شاد عمران وز نفاق — دست بر سر می بزد کاه الفراق

کرد عمران خویش پر خشم و ترش — رفت چون دیوانگان بی عقل و ہش

خویشتن را اعجمی کرد و براند — گفتہائے بس خشن بر جمع خواند

خویشتن را ترش غمگین ساخت او — نردہائے بازگونہ باخت او

گفت شان شاہ مرا بفریفتید — از خیانت وز طمع نشکیفتید

سوئے میدان شاہ را انگیختید — آبروئے شاہ ما را ریختید

دست بر سینہ زدید اندر زمان — شاہ را ما فارغ آریم از غمان

عاقبت زرہا تلف شد کار خام — شد بر فرعون و بر خواندش تمام

چون شنید از غصہ رویش شد سیاہ — خواند ایشان را ز خشم آن دین تباہ

گفت ایشان را کہ ہین ای خائنان — من بر آویزم شما را بی امان

(باقی آیندہ)

عن بعض التطوعات والبسط فی رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ تحت الحدیث الثالث والعشرین

الحدیث اھل القرآن اھل اللہ وخاصتہ **ن** فی الکبریٰ و **لک** من حدیث انس باسناد حسن **ف** فیہ اصل للالقاب المتعارفۃ بین القوم من اھل اللہ وخواص اللہ ونحوھما

الحدیث ان ھذہ القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید قیل وما جلاءھا قال تلاوۃ القرآن وذکر الموت البیھقی فی الشعب من حدیث ابن عمر بسند ضعیف **ف** فیہ اصل لامثال ھذہ الاطلاقات الشائعۃ بین القوم من الظلمۃ والجلاء للقلب۔

الحدیث اتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا ہ من حدیث سعد بن ابی وقاص باسناد جید **ف** فیہ اثبات التواجد یعنی التشبہ باھل الوجد اذا کان الغرض جلب الحال

اُس کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست وسوم کے تحت میں ہے۔

حدیث اہل قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خاص ہیں روایت کیا اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے باسناد حسن **ف** اس میں اصل ہے ان القاب کی جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان خدا اور اسی قسم کے۔

حدیث یہ قلوب کبھی زنگ آلودہ ہو جاتے ہیں جیسا لوہا زنگ آلودہ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ اُس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور موت کا یاد کرنا روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف **ف** اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع ہیں جیسے ظلمت اور جلاء قلوب کے لئے۔

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور رووو اگر رو نہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے باسناد جید **ف** اس میں اثبات ہے تواجد یعنی اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود کا پیدا کرنا ہو نمائش مقصود نہ ہو کر اس کو تشبیہ

۴۷

المحمود لا الریاء۔

الحدیث خیر الرزق ما یکفی وخیر الذکر الخفی احمد وابن حبان من حدیث سعد بن ابی وقاص **ف** هذه الخیریۃ باعتبار الاصل ولا یستلزم نفی خیریۃ الجهر لعارض۔

(افضلیۃ الذکر الخفی علی الجہر)

الحدیث حدیث انه قال لابن مسعود اقرأ فقال یا رسول الله اقرأ وعلیک انزل فقال انی احب ان اسمعه من غیری الحدیث متفق علیه من حدیث ابن مسعود **ف** فیه اهمیۃ ۴۸

جمع الخواطر فی بعض الاحوال بحیث یقدم علی الطاعۃ المفضولۃ باعتبار الاجر لانه لا کلام فی زیادۃ اجر التلاوۃ

(ترجیح الاقتصار علی الاقل مع جمعیۃ الخاطر فی بعض الاحوال)

الحدیث حدیث ابی ذر قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فی لیلۃ بایۃ یرددها وهی

بالمالیجا فرمایا گیا ہے)۔

حدیث بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جاوے اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے **ف** یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت وافضلیت نہ ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں اور اس پر دلائل رکھتے ہیں)۔

حدیث آپ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا کچھ قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر آپ پر نازل ہوا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں روایت کیا اسکو شیخین نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے **ف** اس میں دلالت ہے کہ اجتماع خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے کہ اس کی رعایت سے اس طاعت پر قناعت کر لی جاتی ہے جو اجر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سننے سے زیادہ ہے۔

حدیث ابو ذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے

ان تعذبهم فانهم عبادك ن ه بسند صحيح ف فيه اصل لمشروعية العبادات الشاقة المنقولة عن كثير من اهل الشوق او الخشية اذا خلت عن الخلل ورات

الحديث حديث على ما اسر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا كتمه عن الناس الا ان يوتى الله عبدا فهما فى كتابه ن من رواية ابى جحيفة قال سالنا عليا فقلنا هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم شئ سوى القران فقال لا و الذى خلق الجنة وبرأ النسمة الا ان يعطى الله عبدا فهما فى كتابه الحديث وهو عند البخارى بلفظ هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم ماليس فى القران وفى رواية وقال مرة ماليس عند الناس ف فيه ابطال لزعم الجهلة

ان تعذبہم الخ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بسند صحیح ف اس میں اصل ہے کہ عبادات شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیہ سے منقول ہیں (جس پر خشک مزاجوں کا اعتراض ہے)

حدیث حضرت علی رض کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی نہیں فرمائی جسکو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو بجز اس کے کہ خدا تعالے کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرماوے اس کو نسائی نے ابو جحیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رض
۳۹ سے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شئے بھی ہے انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اسکے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا فرماوے۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان لفظوں سے ہے کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انکار یہ کہا کہ ایسی چیز جو لوگوں کے پاس نہیں ف اس میں ابطال ہے جہلا کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم

ثبوت العبادات الشاقة غیر ممنوع

ابطال العلم الباطنی الذی یدعیه الجهلة

من اثباتهم علما باطنيا
منقولا غير الظاهري المنقول
وفيه اثبات للعلم الوهبي
الذي حقيقته الفهم الصحيح
المستفاد من النور القلبي و
التقوى الكامل -

الحديث اقرأوا القرآن ما
ائتلفت عليه قلوبكم
ولانت له جلودكم فاذا
اختلفتم فلستم تقرؤنه و
في بعضها فاذا اختلفتم فقوموا ۴۰
عنه متفق عليه من حديث
جندب بن عبد الله البجلي في
اللفظ الثاني دون قوله ولانت
له جلودكم **ف** فيه رعاية
النشاط في العبادة وتاخرها
وقت الملالة لكنه مخصوص
بالراسخ في العادة واما
قبل الرسوخ فلا بد من
حبس النفس عليه حتى
يرسخ في العادة

(رعایۃ النشاط فی العبادۃ)

باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول
کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی
حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقوے
سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں
مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم
کی نفی ہے)۔

حدیث قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک
تمہارا دل لگے اور تمہارے بدن میں اثر ہو اور جب
الجھنے لگو تو اس وقت گویا تم پڑھتے ہی نہیں اور
بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجھنے لگو تو کھڑے
ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جندب بن عبد اللہ
بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فقوموا) میں مگر
اس میں ولانت له جلودکم نہیں ہے **ف** اس میں رعایت
ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اکتا جاوے تو
اسکو دوسرے وقت پر رکھے لیکن یہ حکم اُس شخص کے
ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں راسخ ہو
ایسے شخص کا جب جی گھبراوے تو موخر کردے باقی قبل
رسوخ سو اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے
یہاں تک کہ عادت میں راسخ ہو جاوے (کیونکہ ابتدار
میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اسوقت بھی ایسا کرنے
لگے تو پھر عادت کی نوبت ہی نہ آوے)

(باقی آئندہ)

سو کر اٹھ بیٹھتے اور وضو کر کے صبح تک نفلوں مین قرآن پڑہتے رہتے تھے اور تم کہتے ہو کہ مجھے پانی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ میں بڑا بھائی ہون۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم بڑے بھائی ہو تو ان سے عابد بھی زیادہ ہوگے مگر تم تو کچھ بھی نہ نکلے۔ مولوی موسی کہتے تھے کہ میں بھٹیاری سے یہ بات سنکر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور مجھے کوئی جواب نہ بن آیا۔

حاشیہ حکایت (۲۲) **قولہ** اس کہنے سے یقین ہو گیا **اقول** یعنی یہ کہ تم اونکے بھائی نہیں ہو **قولہ** تم بڑے ہو تو انسے عابد بھی زیادہ ہوگے **اقول** یعنی اصل یہی ہے کہ عمر کی زیادتی کے ساتھ کمالات دین میں بھی ساتھ ساتھ ترقی ہوتی رہے (**اشرف**)

(۲۳) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک شخص غیر مقلد تھے جن کا نام اسوقت مجھے یاد نہیں۔ یہ شخص دلی کی جامع مسجد میں حوض پر بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ بھی حوض پر وضو کے لیئے تشریف لائے۔ اور اون غیر مقلد کو سلام کیا اونھوں نے سختی سے کہا کہ تم مجھے سلام نہ کیا کرو میں تمہارا اسلام لینا پسند نہیں کرتا مولانا نے وجہ ۲۵
دریافت کی تو کہا کہ تمہارے عقائد اچھے نہیں ہیں۔ مولانا مسکرائے اور مسکرا کر فرمایا کہ لا جی میں تمہیں اچھا جانتا ہون۔ اسلئے میں تمہیں سلام نہ چھوڑونگا۔ ہاں تم مجھے برا جانتے ہو تم جواب نہ دیا کرو۔

حاشیہ حکایت (۲۳) **قولہ** لا جی میں تمہیں الی **قولہ** جواب نہ دیا کرو۔ **اقول** سبحان اللہ اخلاق یہ ہیں اور کمالات یہ ہیں اور اس سے غیر مقلدی کا مستحسن ہونا نہ سمجھ لیا جاوے اسواسطے کہ اچھا ہونا مختلف اعتبارات سے ہو سکتا ہے کہ اہل کمال اپنے سے اچھا سمجھنے میں اون ہی اعتبارات پر نظر کرتے ہیں (**اشرف**)

(۲۴) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ مدرسہ عبد الرب پہلے امام کی گلی کی طرف تھا۔ اور اس میں مولوی احمد حسن صاحب امروہی و مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی مدرس تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ اس زمانہ میں منشی ممتاز علی صاحب کے مطبع مین کام کرتے تھے۔ اور مولوی احمد حسن اور مولوی فخر الحسن صاحبان کی وجہ سے اکثر مدرسہ میں سویا کرتے

تھے۔ ایک روز مدرسہ کی چھت پر تین چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں ایک مولوی احمد حسن صاحب کی اور ایک مولانا کی ایک امیر کی (امیر سے مراد خود خانصاحب ہیں) اور ہم اسوقت سونے کے لیے لیٹے تھے۔ اوس زمانہ میں ایک گنبد والی مسجد میں (جو اوس گلی میں واقع ہے۔ جو حکیم محمود خانصاحب کے مکان سے چاوڑی بازار کو جاتی ہے) ایک امام رہتے تھے۔ جو قرآن اچھا پڑھتے تھے۔ یہ شخص پہلے خوش عقیدہ تھے مگر بعد کو بدعتی ہوگئے تھے۔ اور مولانا کو برا بھلا کہتے تھے۔ مگر مجھے یہ حالت اونکی معلوم نہ تھی۔ میں نے مولوی احمد حسن صاحب سے کہا کہ صبح کو ایک گنبد والی مسجد میں نماز پڑھینگے۔ کیونکہ وہاں کے امام قرآن اچھا پڑھتے ہیں مولوی احمد حسن صاحب سے بے تکلفی تھی انہوں نے کہا کیا بکتا ہے بے۔ تو تجھے احمق ہوگیا ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ اوسکے پیچھے نماز پڑھی جاوے وہ ہمارے مولانا کی تکفیر کرچکا ہے اور اونکو برا بھلا کہتا ہے۔ یہ سنکر مولانا فوراً اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ کہ احمد حسن تم ان کو احمق کہتے ہو تم خود احمق ہو میں ان امام صاحب کو بہت اچھا جانتا ہوں۔
۲۶ اور یہ بھی اونکی دینداری کی بات ہے کہ وہ مجھے بُرا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو اپنے نزدیک خلاف دین سمجھتے ہیں اسلئے برا سمجھتے ہیں اگر وہ میری باتوں کو سمجھتے ہوتے تو کبھی بُرا نہ کہتے۔ پس یہ ان کا مجھے بُرا کہنا عین دینداری ہے اور اگر ایسی حالت میں وہ مجھے اچھا کہیں تو یہ اچھا کہنا خلاف دینداری ہے اور فرمایا۔ کہ ہمارے بزرگوں کا یہی طریق ہے چنانچہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کے زمانہ میں عیدگاہ کے امام حاجی قاسم تھے جو مولانا کے سخت مخالف تھے اور مولانا کو بہت برا بھلا کہتے تھے بلکہ کھلی کھلی تکفیر کرتے تھے ایک مرتبہ عید کا زمانہ آیا اور لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ عید کی نماز کہاں پڑھیں گے مولانا نے فرمایا کہ عیدگاہ میں۔ لوگ متحیرانہ طور پر خاموش ہوگئے۔ مولانا نے انکے تحیر کو سمجھکر ان سے پوچھا کہ تحیر کی کیا بات ہے انھوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو آپ کی تکفیر کرتے ہیں اور ایسے ویسے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ اونکی عین دینداری ہے میری باتیں اونکی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور انکے نزدیک میں خلاف دین باتیں کرتا ہوں اسلئے میری تکفیر کرتے ہیں اور مجھے برا جانتے ہیں۔ اھ۔ یہ قصہ ختم ہوگیا اور ہم سوگئے

جب صبح ہوئی تو مولانا مجھے اپنے ہمراہ لے گئے اور صبح کی نماز ایک گنبد والی مسجد میں اونہی امام کے پیچھے پڑھی۔

حاشیہ حکایت (۲۴) قولہ تم خود احمق ہوا قول جسطرح حق تعالےٰ کو حق ہے آدم علیہ السّلام کی نسبت عصیٰ فرمانے کا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق ہے حضرت ابوذر غفاری رضؓ کو انک امرء فیک جاھلیۃ فرمانیکا اور دوسروں کو یہ حق نہیں اسیطرح اکابر دین کو حق ہے اپنے اصاغر کو کچھ کہہ دینے کا اور دوسروں کو یہ حق نہیں۔ **قولہ** میں امام صاحب کو اچھا جانتا ہوں الخ **اقول** اگر شبہ پڑے کہ مبتدع کی مدح کیسے فرمائی جواب وہی ہے جو حکایت (۲۲) کے حاشیہ میں غیر مقلدی کے استحسان کے جواب میں گذرا اور اس اعتبار کو آگے خود ذکر بھی فرا دیا فی **قولہ** کیونکہ وہ میری باتوں کو الخ **قولہ** اون ہی امام کے پیچھے پڑھی **اقول** مبتدع کے پیچھے اقتداء کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اول تو ممکن ہے کہ وہ اجتہادی بدعات میں مبتلا ہوں دوسرے کراہت اقتداء عدم ضرورت کی حالت میں ہے اور یہاں ضرورت تھی اصلاح اصحاب کی اور گو قول سے بھی اصلاح ہو سکتی تھی مگر فعلی اصلاح اقوی وارسخ ہے اور ان ضرورتوں کو اہل الفاظ نہیں سمجھ سکتے صرف اہل معانی کے ساتھ خاص ہے (شت)

۲۷ (۲۵) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی وعظ نہ کہتے تھے۔ اگر کوئی بہت ہی اصرار کرتا۔ تو کہہ دیتے تھے ایک مرتبہ کسی نے اصرار کیا تو فرمایا وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں۔ اور نہ ہمارا وعظ کچھ موثر ہو سکتا ہے۔ وعظ کا کام تھا مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کا اور انہی کا وعظ موثر بھی تھا دیکھو اگر کسیکو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اُسکے قلب میں اوسوقت تک بیچینی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فراغت حاصل نہ کرلے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہوتا ہے یا کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اوسوقت بھی اوسکے قلب میں پاخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اوسکی اسی طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کام سے فراغت پاکر قضائے حاجت کے لئے جاؤں سو واعظ کی اہلیت وعظ اور اوسکے وعظ کے تاثیر

کے لئے کم ازکم اتنا تقاضائے ہدایت تو ضرور ہونا چاہیئے جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو نہ واعظ وعظ کا اہل ہے اور نہ اوسکا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے ہم لوگوں کے قلوب میں ہدایت کا اتنا تقاضا بھی نہیں، جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا۔ اسلئے ہم نہ وعظ کے اہل ہیں اور نہ ہمارا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے ہاں یہ تقاضا مولوی اسمٰعیل صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے اونکو چین نہ آتا تھا چنانچہ وہ ایک ایک دن میں بیس بیس جگہ وعظ کہتے تھے اسلئے وہ وعظ کے اہل تھے اور اون کا وعظ مؤثر بھی ہوتا تھا۔

حاشیہ حکایت (۲۵) قولہ اونکو چین نہ آتا تھا اقول یہ اثر لازم ہے شفقت کاملہ کا اور اس بے چینی کے ممنوع ہونیکا ان آیات سے شبہ نہ کیا جاوے قولہ تعالےٰ واصبر وما صبرك الا باللہ ولا تحزن علیهم ولا تك فی ضیق مما یمکرون وقولہ تعالےٰ لعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مومنین وقولہ تعالےٰ اما من استغنی فانت له تصدی وقولہ تعالےٰ من اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وما انت علیهم بوکیل ونحوها من الایات۔ کیونکہ مراد ان آیات میں وہ درجہ ہے جسکا اشتغال محتمل ہو افضاء الی الاخلال فی الضروریات الدنیویة او الدینیة کو اشت)

۲۸ (۲۶) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک شخص پنجابی ڈاکٹر مکہ معظمہ گیا تھا حافظ..... کی بیوی سے ان کا نکاح ہو گیا تھا۔ اس نکاح میں کچھ باتیں حضرت حاجی صاحب کی طبیعت کے خلاف بھی ہوئیں تھیں اور یہ ڈاکٹر کچھ اچھا آدمی بھی نہیں تھا چنانچہ میں اسکو مکہ جانے سے پہلے سے جانتا تھا اس ڈاکٹر نے ایک مرتبہ گستاخانہ طور پر حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ مجھے آپکے اندر کوئی کمال نظر نہیں آتا۔ رہی آپکی شہرت سو یہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر مجھے حیرت ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب آپ سے کسطرح بیعت ہو گئے۔ اللہ رے نفوس قدسیہ کہ اسکو سنکر ذرا تغیر نہیں ہوا اور مسکرا کے فرمایا کہ ہاں بھائی بات تو بہت ٹھیک کہتے ہو مجھے خود بھی حیرت ہے کہ یہ حضرات میرے کیوں معتقد ہو گئے اور لوگ مجھے کیوں مانتے ہیں

(باقی آئندہ)

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ ان کے پاس احادیث بہت کم ہیں، حتیٰ کہ بعض نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جواب مختلف زبانوں میں مختلف حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ مین چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن وتشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جس میں مسائل فرعیہ کے دلائل میں جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں اُن کو یکجا جمع کر دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف ۱۳۲۰ھ میں شروع ہوئی اور ۱۳۲۳ھ مین اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر ختم ہوگیا۔ اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمّیٰ بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہوگیا ہے اسکے بھی بہت کم نسخے رہ گئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اس طرح ہے کہ اول حدیث نقل کرکے اسکے نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اسکی تقریر کردیگئی ہے۔ یہ تقریر عربی میں ہے اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اُردو میں ان احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا حاصل درج کیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اس سے فائدہ اٹھاکر بہکانے والوں کی شر سے محفوظ رہیں۔ جلدیں بہت کم باقی ہیں۔ جلد منگائیے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ (للعہ)

دوسرا مژدہ

خدا تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۲۲ھ سے دل میں تھی اور اسکی تکمیل کے لئے دل بے اختیار تھا سال ۱۳۲۳ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمّیٰ بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہوکر اہل علم کیخدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالےٰ جس طرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول مختصرًا اسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات کے جو فوائد ہیں مثل مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور انکی جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ محبت وغیرہ اونکے علاوہ ہر عام شائقین کے نفع کیلئے انکے اشعار کا اُردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ پر لکھدیا گیا ہے تاکہ اردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہو سکیں۔

مشورہ مفید اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اس کا نفع تام ہوجاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاء اللہ تعالےٰ نفع عام ہوجاوے اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے۔ (سے)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک تحقیق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم۔ طلسم کشائی، فریمیسن یعنی فریمسن کی تحقیق۔ علاج وساوس جلد دوم ملخص الانوار و التجلی اسمیں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غراء کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق حکمائے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرمائے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے **جلد سوم** اسکے دو جزو ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اسمیں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود۔ وحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابو الوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو ملتقط فرماکر جمع فرمایا ہے **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خاتک کی شرح ہے جسمیں سلوک تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے۔ تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے۔ **جلد پنجم** اسکے تین جزو ہیں اول جزو حقیقۃ الطریقۃ ہے اسمیں تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے، جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں۔

اخلاق، احوال، اشغال، تعلیمات، علامات، فضائل، عادات، رسوم، مسائل، اقوال، توجیہات، اصلاح، متفرقات، ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے، یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے۔ حضرت صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمایا ہے، دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ النکت الدقیقہ ہے اسمیں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے انکو احادیث شریف سے ثابت فرمایا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہو سکتی۔ ضخامت ۲۰۵ صفحات تقطیع ۲۲/۳۶ کاغذ سفید۔ قیمت چار روپیہ۔

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر افضلیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشند یا بادی ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی و پس اتباعاً للنص المذکور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الهادی

نمبر ۱۱	بابت ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حق جادی و مذکر ست مر مجلس نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی بادارۂ محمد عثمان عامی در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانۂ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی [illegible]

له ای النص الدال علی ماخوذ من الحدیث [illegible] ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جو

بہ برکت دُعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	اسرار روایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب حاشیہ حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	ضمیمہ	.	مولوی حبیب احمد صاحب	.
۸	جدید سلسلہ طباعت	.	مدیر	بر ٹائیٹل

اُصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۲؍۱۰ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جس پر فیس منی آرڈر کا اضافہ کریگا اور ۲؍۱۲ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۱ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اور لفظاً انہیں کے ہیں اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے دونوں نے طریق علی بن یزید الالہانی عن قاسم عن ابی امامہ سے روایت کیا ہے۔

ف یہ لکڑی کا لگانا آیا انہیں کے لئے مخصوص تھا یا عام اُمت کے واسطے ہے اسمیں علماء کا اختلاف ہے بعض نے عام کہا ہے اس وجہ سے لوگوں نے یہ عمل اختیار کیا ہے کہ قبر کسی سبز درخت کے نیچے بناتے ہیں یا قبر پر گھاس وغیرہ بوتے ہیں مبتدعین نے اسی سے پھول قبروں پر چڑہانے کا حیلہ تراشا ہے حالانکہ یہ حدیث شریف اسکی کبھی اجازت نہیں دیتی اولاً تو یہ ہے کہ پھولوں کے چڑہانے میں مشابہت بت پرستی کی ہے دوسرے پھول چڑہانے مین تعظیم قبر کی مقصود ہوتی ہے جیساکہ مشاہدہ ہے معمولی شخص کی قبر پر کبھی پھولوں کا چڑہاوا نہیں چڑہاتے اور لکڑی کے گاڑنے مین کوئی تعظیم یا مشابہت نہیں ہے پس اس پر اسکو کیونکر قیاس کرسکتے ہین ہرگز نہیں نیز اسکے عام ہونے ہی میں کلام ہے اسواسطے کہ عام ہونیکی صورت میں اوس ٹہنی کے گاڑنے سے تخفیف کس بنا پر ہوئی تھی اور وہ ٹہنی خشک ہوجانے پر بند کیون ہوجاتی ہے اگر اس وجہ سے تھی کہ وہ لکڑی جبتک تر رہیگی اوسمیں اثر حیات نباتی کا باقی رہیگا تسبیح نباتی کرتی رہیگی تو مناسب یہ تھا کہ کوئی درخت یا گھانس ہی بودیتے۔ اور اگر وہاں خشک ملک ہونیکی وجہ سے درخت گھانس بو نہیں سکتے تو کم از کم بغیر چیری لکڑی لگاتے (۱) اوسکی تری زیادہ پائدار ہوتی وہاں تو چیر دیا کہ بہت جلد خشک ہوجاوے پس گھانس وغیرہ کی مسنونیت پر بھی استدلال نہیں ہوسکتا لہذا صاف اور بے غبار یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ مسلمان تھے آپ نے اونکی مغفرت کے واسطے سفارش کی جیساکہ آپ کا منصب تھا اوسمیں یہ مقدار ایک زمانے تک کے واسطے تخفیف کی منظوری ہوئی اسکے بعد عمل بدستور رہیگا۔ اور اس مطلب کی حقانیت پر یہ صاف طور پر دلیل ہے کہ باوجودیکہ گنہگار سب ہی ہوتے ہیں اور مغفرت یا تخفیف کی ضرورت بھی سب ہی کو ہے اور جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم شفیع بھی ساری ہی اُمت کے ہیں پھر جناب نے یا اصحاب نے کسی دوسرے کے ساتھ یہ عمل اختیار نہیں فرمایا واللہ اعلم بالصواب۔

. اور حضرت عبدالرحمن بن حسنۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضور سرور کائنات

۸۱

صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کے پاس تشریف لائے اور جناب کے دست مبارک میں ایک
ڈھال تھی اسکو سامنے رکھا اور بیٹھکر اوسکی طرف پیشاب کیا بعض نادانون نے کہا اس شخص کو
دیکھو عورت کی طرح پیشاب کرتا ہے اسکو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا فرمایا تجھے خرابی ہو تو
نہیں جانتا بنی اسرائیل کے ساتھی پر کیا گذری تھی بنی اسرائیل کا دستورالعمل تھا کہ جس چیز پر پیشاب
لگجاتا اوسکو قینچیوں سے کاٹ ڈالتے تھے اس شخص نے اونکو اس سے منع کیا وہ شخص اپنی قبر میں
عذاب دیا گیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں چلتے تھے دو قبروں پر گذرے جناب کھڑے ہوگئے ہم بھی جناب
کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور جناب کا رنگ مبارک متغیر ہونے لگا یہانتک کہ جناب کے پیراہن
مبارک کی آستین کانپنے لگی ہم نے عرض کیا جناب کو کیا ہوا یا رسول اللہ کہا جو میں سُن رہا ہون
تم نہیں سنتے ہم نے عرض کیا اور وہ کیا ہے یا نبی اللہ فرمایا یہ دو آدمی اپنی قبرون میں سخت
۸۲ عذاب دیئے جارہے ہیں ایک سہل گناہ میں ہم نے عرض کیا کس گناہ میں یہ عذاب ہے فرمایا
ان دونون میں سے ایک پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگونکو
ستایا کرتا تھا اور لوگون میں چغلخوری کرتا پھرتا تھا پھر دو کھجور کی ٹہنیاں منگائیں اور ہر ایک قبر
میں ایک ایک کردی ہم نے عرض کیا اور یہ انکو کچھ نفع دیگی فرمایا ہاں جبتک یہ تر ہیں ان سے
عذاب میں تخفیف رہیگی اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مصنف فرماتے ہیں
سہل گناہ سے مراد یہ ہے کہ اونکے نزدیک اور اونکے گمان میں سہل اور ادنےٰ تھا یا اون پر اسکا بچنا
سہل تھا یہ نہیں کہ نفس الامر میں سہل تھا اسواسطے کہ چغلخوری بالاتفاق حرام ہے۔

اور حضرت شُفی بن ماتع اصبحی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا چار آدمی ہونگے کہ اہل دوزخ
کو باوجود انکی اپنی تکلیف کے (یہ اور) تکلیف پہونچائینگے۔ کھولتے پانی اور نار دوزخ میں دوڑتے
ہوئے ویل اور ہلاکت پکارتے پھرینگے دوزخی آپس میں کہینگے ان لوگونکو کیا ہوا انھوں نے تو
ہمارے عذاب پر اور عذاب بڑھا دیا۔ جناب نے فرمایا ایک آدمی کے اوپر ایک آگ کا صندوق

بند ہوگا (یعنی اوسکی حرارت باہر نہیں نکلے گی بلکہ اندر ہی اندر اسکو بھونے گی) اللہ اعلم بالصواب۔

اور ایک آدمی اپنی انتڑیاں کھینچتا ہوگا اور ایک آدمی کے مونہہ سے پیپ اور لہو بہتا ہوگا اور ایک آدمی اپنا گوشت آپ کھاتا ہوگا پس صندوق والے سے کہا جائیگا اس بعید ترین کا کیا حال ہے اسنے تو ہماری تکلیف پر تکلیف پہنچائی۔ کہیگا یہ ایسی حالت میں مرا تھا کہ اسکی گردن پر لوگون کے مال لازم تھے اوسکے واسطے سامان ادائگی نہیں پاتا تھا پھر اوس سے کہا جائیگا جو اپنی انتڑیاں کھینچتا تھا اس بعید ترین (یعنی تیرا) کا کیا حال ہے ہم کو ہماری تکلیف پر تکلیف پہنچائی ہے کہیگا کہ یہ بعید ترین پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کہاں لگ گیا اوسکو دہوتا نہیں تھا اور باقی حدیث بیان کی اسکو ابی الدنیا نے کتاب الصمت اور کتاب ذم غیبت میں اور طبرانی نے کبیر میں نرم اسناد سے بیان کیا ہے اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شُفَیّ کے صحابی ہونے میں بھی اختلاف ہے اور پوری حدیث انشاء اللہ کتاب الغیبت میں بیان کرینگے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ
۳ م علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پیشاب سے بچو اسواسطے کہ وہ پہلا اون چیزون میں کا ہے جسکا بندہ سے قبر میں حساب کیا جائیگا اسکو بھی طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے جسمین کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

ترہیب حمام میں مردونکے بلا تہبند اور عورتونکے مطلق غسل کیواسطے جانے سے

حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لایا ہے وہ حمام مین بغیر تہبند داخل نہ ہو اور جو اللہ اور دن آخرت پر ایمان لایا ہے وہ اپنی بیبی کو حمام میں نہ داخل کرے اسکو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے عنقریب عجم کا ملک تم پر فتح کیا جائیگا اور اوس ملک مین تم کچھ مکانات

پاؤگے جنکو حمام کہتے ہونگے پس اس میں مرد بغیر تہبند کے ہرگز داخل نہ ہوں اور اون مکانوں سے عورتونکو روکو مگر مریضہ اور زچا تین اسکو ابن ماجہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے اسکی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم ہیں

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا تھا پھر مردونکو تہبند کے ساتھ رخصت دیدی اسکو ابوداؤد نے روایت کیا اور اسکی تضعیف بھی نہیں کی اور لفظ بھی ابوداؤد ہی کے ہیں اور ترمذی ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اون دونوں نے زیادہ کیا ہے کہ منع کیا مردوں اور عورتوں کو (یعنی مردوں اور عورتونکی تصریح کردی) اور ابن ماجہ نے (بعد مردونکی اجازت کے) زیادہ کیا ہے۔ اور عورتونکو رخصت نہیں دی حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ ان تمام محدثین نے اس حدیث کو بسند ابوعذرہ عن عائشہ روایت کیا ہے اور حضرت ابوزرعہ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ابوعذرہ کا نام بھی بیان کیا گیا ہے یا نہیں فرمایا میں کسیکو نہیں جانتا کہ اوسنے انکا نام لیا ہو اور حضرت ابوبکر حازمی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو اس سند کے سوا اور کسی سند سے نہیں جانتا ۴۸ اور اس سند میں ابوعذرہ غیر مشہور شخص ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند کچھ ایسی قوی نہیں ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے حمام میری اُمت کی عورتوں پر حرام ہے اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے اسکی سند صحیح ہے۔

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے اوسکو اپنے پڑوسی کا اکرام کرنا چاہیئے اور جو شخص اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے حمام میں بغیر تہبند داخل نہ ہو اور جو اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہیئے کہ یا نیک کلمہ کہے یا خاموش رہے اور جو اللہ اور دن آخرت پر تمہاری عورتوں میں سے ایمان لاتی ہے حمام میں نہ جائے حضرت ابوایوب فرماتے ہیں جبتک یہ اس حدیث کو حضرت عمر بن عبدالعزیز تک اونکے زمانہ خلافت میں پہنچایا انھوں نے ابوبکر بن محمد

بن عمرو بن حزام کو لکھا کہ محمد بن ثابت سے اس حدیث کو دریافت کرو وہ آدمی پسندیدہ ہیں انہوں نے دریافت کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا تب انھوں نے عورتونکو حمام میں جانے سے منع کیا۔ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور لفظ انہیں کے ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہی اور کہا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے اور یہی حدیث کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں عبداللہ بن صالح لیث کے کاتب کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر اوسمیں نہیں ہی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گھر سے بچو جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میل کو صاف کرتا ہے فرمایا تو پردہ کیا کرو اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں نے اسکو طاؤس سے مرسل روایت کیا ہے حافظ منذری صاحب مصنف کتاب فرماتے ہیں اسکے راوی سب حدیث صحیح کے بارہ میں قابل حجت ہیں اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہی شرط مسلم پر صحیح ہے اور اسکے الفاظ ہم معنے پہلے کے ہیں صرف اتنا فرق ہے یا رسول اللہ وہ
میل کو دور کرتا ہے اور مریض کو نفع دیتا ہے تب فرمایا جو جائے اسکو پردہ کرنا چاہیے اسکو طبرانی ۸۵
نے کبیر میں مثل حاکم کے روایت کیا ہے اور اسکے شروع میں یہ فرمایا ہے تمام گھروں میں برا حمام ہی اوسمیں آوازیں بلند کیجاتی ہیں اور بے پردی کیجاتی ہے۔

اور کشکر ون کے واعظ سے قسطنطنیہ میں مروی ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کی۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا اے لوگو تحقیق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہی ہرگز نہ بیٹھے ایسے دسترخوان پر جسپر شراب کا دور ہو اور جو اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے اپنی بی بی کو حمام میں نہ داخل کرے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مصنف فرماتے ہیں اور کشکر کے واعظ کو میں نہیں پہچانتا اور اس حدیث کا آخر حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اوسکی سند میں ابو خیرہ ہیں میں اونکو بھی نہیں پہچانتا۔

اور حضرت ابو الملیح ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کچھ عورتیں باشندگان حمص یا شام میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس آئیں آپ نے فرمایا تم وہی عورتیں ہو کہ

تمہاری عورتیں حماموں میں جاتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کوئی ایسی عورت نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کہیں کپڑے اتارے مگر اوسنے اپنے اور اپنے رب کے درمیان پردہ دری کی (مطلب یہ ہے کہ علاوہ اپنے بود و باش کے مکان کے دوسرے مکان میں عورت کا برہنہ ہونا خدا کے نزدیک پردہ دری سمجھی جائیگی اللہ اعلم) اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور لفظ انہیں کے ہیں اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد ابن ماجہ حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اور امام احمد ابو یعلے حاکم نے طریق درراج ابو السمح عن السائب سے روایت کیا ہے کہ کچھ عورتیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس حاضر ہوئی تھیں آپ نے اون سے دریافت کیا تم کون ہو انھوں نے عرض کیا باشندگان حمص میں سے فرمایا حمام والیوں میں سے انھوں نے عرض کیا اوسمیں کچھ حرج ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس کسی عورت نے علاوہ اپنے گھر کے کہیں کپڑے اتارے اللہ تعالے اوسکی پردہ دری فرمادینگے۔

۸۶ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے نہ داخل ہو حمام میں بغیر تہبند کے اور جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے اپنی بی بی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے نماز جمعہ کی طرف جانے کی کوشش کرے اور جو اوس جمعہ سے مستغنی یعنی غافل ہوا ہو و لعب یا تجارت میں اللہ اوس سے مستغنی ہوجائیگا اور اللہ تعالے بے نیاز حمد کیا ہوا ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور الفاظ انہیں کے ہیں اور بزار نے سوائے ذکر جمعہ کے روایت کیا ہے اوسکی سند میں علی بن زید الہانی ہیں۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا حمام کے بارہ میں آپ نے فرمایا عنقریب میرے بعد حمام ہوجاینگے حماموں میں عورتوں کے واسطے خیریت نہیں ہے انھوں نے عرض کیا وہ بھی تہبند کے ساتھ اوسمیں چلی جایا کرینگی فرمایا نہیں اگرچہ تہبند اور کرتے دوپٹہ کے ساتھ جائیں جو کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ دوپٹہ اتاریگی اوسنے اپنے اور اپنے رب کے درمیان پردہ توڑ دیا۔

اسکو طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاوے حمام میں داخل نہ ہو جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاوے اپنی بی بی کو حمام میں داخل نہ کرے جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لائے شراب نہ پئے جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لاوے ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جسپر شراب جاری ہو جو کوئی اللہ اور دن آخرت پر ایمان لائے کسی ایسی عورت سے خلوت نہ کرے جسکے ساتھ کوئی محرم نہ ہو (یعنی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں جمع نہ ہو اس طرح پر کہ درمیان میں عورت کا محرم نہ ہو) اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں یحیی بن ابی سلیمان مدنی ہیں۔

بلا عذر غسل میں تاخیر کرنے سے ترہیب

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخص ہیں کہ فرشتے اونکے قریب نہیں ہوتے ایک کافر کا مردہ اور خلوق لگانے والا (خلوق ایک خوشبو ہوتی ہے مثل ابٹن کے اسکو عورتیں ملا کرتی تھیں۔ زعفرانی رنگ ہوتا تھا مردونکو اسکا استعمال حرام ہے) اور جنبی مگر وضو کرے تو اس وعید کا مستحق نہیں ہے اسکو ابو داؤد نے حسن بن ابی الحسن سے انھوں نے عمار سے روایت کیا ہے۔ اور حسن نے عمار سے سنا نہیں ہے اور اسی حدیث کو ابو داؤد اور دوسروں نے بسلسلہ عطائی خراسانی عن یحیی بن عمار عن عمار روایت کیا ہے عمار کہتے ہیں میں رات کے وقت اپنے گھر میں آیا۔ میرے دونوں ہاتھ پھٹ رہے تھے گھر والوں نے میرے زعفران کا خلوق لگا دیا صبح کو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا حضور نے جواب نہیں دیا اور مجھکو مرحبا بھی نہیں فرمایا اور فرمایا جاؤ اسکو اپنے اوپر سے دہو لو بس میں نے دہو یا اور پھر حاضر ہوا اور سلام کیا تب آپ نے جواب دیا اور مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ فرشتے کافر کے جنازہ پر خیر و برکت لیکر حاضر نہیں ہوتے اور نہ زعفران لگانے والے پر اور نہ جنبی پر حضرت عمار نے فرمایا جنبی جب

سونا چاہے یا کھانا پینا چاہے یہ کہ وضو کرلے بجائے غسل کے یہ ان کاموں کیواسطے کافی ہے) حافظ منذری مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ یہاں فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت نازل کرتے ہیں نہ فرشتہ محافظین اسواسطے کہ وہ تو کسی حال میں جُدا ہی نہیں ہوتے پھر بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ مراد اوس شخص کے بارہ میں ہے کہ غسل میں تاخیر کرے خواہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر سے اگر اسکو وضو کرنا ممکن تھا اور پھر نہیں کیا اور بعضوں نے فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کاہلی اور سستی کی وجہ سے عادت اختیار کرلی واللہ اعلم بالصواب

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب فرماتے تھے کہ فرشتے اوس گھر میں نہیں داخل ہوتے جسمیں تصویر یا کتا۔ یا جنبی ہو اسکو ابوداؤد و نسائی ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور بزار سے باسناد صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا تین شخص ہیں کہ فرشتے اونکے قریب نہیں جاتے جنبی اور نشہ باز اور خلوق ملنے والا

وضو کرنے اور اسکے کامل کرنے کی ترغیب ۸۸

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور سوال میں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سے دربارہ اسلام کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ کوئی معبود برحق نہیں ہے سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور حج اور عمرہ کرے۔ اور جنابتہ سے غسل کرے اور وضو کو تمام اور کامل کرے اور رمضان کے روزے رکھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اگر میں یہ سب کروں تو میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہیں **ف** حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مسلمانوں کے مجمع میں آدمی کی صورت مین آکر چند سوال اس غرض سے کئے تھے تاکہ دوسرے مسلمان مسائل معلوم کریں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسیطرح بیان کیا ہے۔ اور بخاری مسلم اور دوسری کتب حدیث میں اسکے مثل بغیر ذکر اس سیاق کے مروی ہے

سلسلہ تسہیل المواعظ کا گیارہواں وعظ

مسمے بہ

اعضا کا پاک رکھنا

منتخب از تطہیر الاعضاء وعظ نہم دعوات عبدیت

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و صلے اللہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وبارک وسلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا (ترجمہ) پیروی مت کیجئے اوس چیز کی جو آپ کو پوری طرح معلوم نہیں، بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے سوال کیا جائیگا اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) اس آیت سے پہلی اور پچھلی آیتوں میں اللہ تعالے نے کچھ ضروری نصیحتیں بیان کی ہیں جو بہت نفع دینے والی ہیں اور ان سب آیتوں کے اخیر میں اللہ تعالے نے اپنا احسان بیان فرمایا ہے کہ ذالک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ (ترجمہ) (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) یہ سب نصیحتیں اون حکمت کی باتوں میں سے ہیں کہ تمہارے رب نے تمہاری طرف وحی بھیجکر بتلائی ہیں۔ ان نصیحتوں کے بیان کر دینے کو اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہ میرا احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نصیحتیں بہت خیال رکھنے کے قابل ہیں اون میں سے یہ آیت بھی ہے۔ اس آیت میں چار چیزوں کی حفاظت کرنیکا حکم فرمایا ہے اون میں سے تین چیزوں کا تو صاف طور پر بیان کیا ہے۔ دل، آنکھ، کان۔ اور ایک چوتھی چیز کی حفاظت کا بھی اسمیں بیان کیا ہے۔ مگر ذرا سوچنے سے معلوم ہوتا ہے وہ چوتھی چیز یہ ہے کہ باقی اور اعضاء کی بھی حفاظت کیجاوے۔ جیسے ہاتھ پاؤں زبان کہ انکی حفاظت کی تاکید بھی اس آیۃ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ آیت میں فرماتے ہیں اور مت پیروی کیجئے اوس بات کی جو آپکو پوری طرح معلوم نہیں۔ بس جو بات ۲
پوری طرح معلوم نہ ہو اس سے اگر بچا جائے تو سارے اعضاء گناہ سے بچے رہینگے دیکھ لیجئے کہ اگر کسیکی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ اچھی طرح تحقیق تو کرے نہیں فقط شبہ ہی پر کسی کو چور کہدے تو یہ زبان کا گناہ ہو جائیگا اور اگر اس آیت پر عمل کرتا اور جبتک کہ پوری طرح معلوم نہ ہو جاتا اسوقت تک کسیکو چور نہ کہتا تو اس گناہ سے بچا رہتا۔ ایک عجیب حکایت یاد آئی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اوس سے فرمایا تو چوری کرتا ہے اوس نے کہا خدا کی قسم میں تو چوری نہیں کرتا آپ نے فرمایا میری آنکھ نے غلط دیکھا تو سچا ہے۔

(۲) جس بزرگ کی حالت انبیاء کے ساتھ زیادہ ملتی جلتی ہوگی وہی زیادہ کمال رکھتا ہوگا۔ سو دیکھ لیجئے کہ انبیاء نے نہ کبھی نعرے مارے نہ کبھی کپڑے پھاڑے نہ خلقت سے بھاگے خاصکر جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہر بات کا انتظام حضور کے یہاں تھا۔ سلطنت کا انتظام حضور نے ایسا فرمایا کہ دنیا کے بادشاہوں نے آپ سے سیکھا۔ گھر بار کا انتظام آپ نے ایسا کیا کہ آجتک بھی ویسا کوئی نہ کر سکا اسیطرح اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کے قاعدے بھی آپ ہی نے سکھائے یہانتک کہ پیشاب پاخانہ کا سلیقہ بھی حضور ہی نے امت کو سکھلایا۔ کمال والوں کی

ایسی حالت ہوتی ہے اور جسطرح آجکل عوام لوگ ایسے کمال والوں کو یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بزرگ اور خدا تک پہونچے ہوئے ہوں اسیطرح اسوقت بھی عام لوگوں نے انبیاء کو کامل نہیں سمجھا۔ چنانچہ کہا کرتے تھے کہ اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے انکی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا کہ انکے ساتھ رہکر لوگوں کو خدا کے حکم سُناتا یا انکے پاس کوئی خزانہ ہوتا یہ تو ہم سے بھی زیادہ غریب مفلس ہیں ہم دو وقت کھانا کھاتے ہیں انکو ایک وقت بھی کئی کئی دن میں ملتا ہے اچھے اللہ کے پیارے ہیں کوئی اپنے پیارے کو بھوکا بھی مارا کرتا ہے یا ان کے پاس کوئی باغ ہوتا کہ اوس سے کھاتے غرض کوئی خوبی ہوتی جو ہم میں نہیں یہ کیسے نبی ہیں جو ہم سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہیں اسیطرح جو بزرگ اس شان کے ہوتے ہیں اپر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے بزرگ ہیں اور جو خلقت سے بھاگتا ہے کھاتا پیتا نہیں ننگا رہتا ہے کسی سے بات نہیں کرتا وہ بزرگ ہے اور اگر اس سے کوئی بات خلاف عادت کے ہوگئی کسی پر کوئی اثر ڈالدیا اوسکو تو نبی سے بڑھکر جانتے ہیں حالانکہ کسی پر اثر ڈالدینا کوئی بزرگی کی بات نہیں یہ تو محنت سے ہندو جوگیوں میں بھی پیدا ہوجاتا ہے بلکہ جو بزرگ کامل ہیں وہ اسکو اچھا نہیں جانتے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اثر نہیں ڈالتا وجہ اسکی یہ ہے کہ ولی کو جسقدر خدا تعالےٰ کا علم بڑھتا ہے اوسیقدر اوسکی خودی مٹتی جاتی اور فنا بڑھتی جاتی ہے اور اپنے سے نظر اوٹھتی جاتی ہے دیکھئے تحصیلدار اپنے اجلاس میں بیٹھکر بڑے بڑے حکم دیتا رہتا ہے لیکن گورنر جنرل کے سامنے جب آتا ہے تو اوسکی وہ حالت ہوتی ہے جو ادنیٰ اردلی کی ہے اسیطرح ولی کی بھی حالت ہے کہ جتنی نظر اوسکی اللہ تعالےٰ پر زیادہ ہوگی تو وہ خود مٹتا چلا جائیگا یہانتک کہ اوسکی نظر میں خدا تعالےٰ ہی سما جاوینگے اور وہ اپنے کو کچھ بھی نہیں سمجھے گا۔ پس اوسے اس سے شرم آویگی کہ میں خود کسی پر اثر ڈالوں کیونکہ اثر ڈالنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ جسپر اثر ڈالنا ہو اوسکی طرف پوری توجہ کیجاوے اور ولی کو شرم آتی ہے کہ خدا کے غیر کی طرف پوری توجہ کرے البتہ اثر ڈالنے کا جو سنت کے موافق طریقہ ہے اوسمیں پوری توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی اسلئے اوسمیں کچھ حرج نہیں چنانچہ ولی کے اندر دو اثر ہوتے ہیں برکت اور کرامت برکت یہ ہوتی ہے کہ اونکے وجود سے ایک ایسی بارش ہوتی ہے جس سے بیماری دور ہوتی ہے۔

مصیبتیں ٹل جاتی ہیں مگر اونہیں خبر تک نہیں ہوتی جیسے سورج جب نکلتا ہے تو سارے جہان کو روشن کر دیتا ہے لیکن سورج کو خبر تک نہیں ہوتی کہ میری ذات سے کس کس کو نفع پہونچ رہا ہے دوسرا اثر کرامت ہے کرامت اسکو کہتے ہیں کہ کوئی کام خلاف عادت اونکے ذریعہ سے ظاہر ہوجائے مگر کرامت میں ارادہ نہیں کیا جاتا گو اسکا علم ہوجائے اور اثر ڈالنے میں ارادہ بھی ہوتا ہے اور پوری توجہ بھی کیجاتی ہے اسوجہ سے ولی اس سے بچتے ہیں ہاں اگر اثر ڈالنے کے لئے خدا ہی کا حکم ہوجائے تو بات ہی اور ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے وقت دعائیں تو بہت کی ہیں مگر یہ کہیں نہیں آیا کہ آنکھیں بند کرکے اوسطرف توجہ کی ہو اور اپنا اثر ڈالا ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے دعا فرمائی۔
کہ اے اللہ اسلام کو قوت دے عمر بن خطاب سے یا ابوجہل بن ہشام سے یعنی انمیں ایک کو مسلمان کردے یہ نہیں کیا کہ انکی جانب توجہ فرمائی ہو اور انپر اثر ڈالا ہو حق تعالےٰ نے حضرت عمر رضی اللہ کے بارہ میں دعا قبول فرمائی اور وہ مسلمان ہوگئے غرض یہ تو حدیثوں میں
۴ بہت جگہ آیا ہے کہ حضور نے لوگوں کی ہدایت کے لئے دعائیں فرمائیں ہاں اگر کبھی خدا ہی کا حکم ہوا ہے تو اثر بھی ڈالا ہے مگر ایسا بہت کم ہوا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے ایک صحابی کے سینہ پر ہاتھ مارا تو اونکے دلمیں جو شبہ تھا وہ جاتا رہا۔ ایک صحابی گھوڑے پر سوار نہ ہوسکتے تھے آپ نے اونکے سینہ پر ہاتھ مارا سوار ہونے لگے سینہ پر ہاتھ مارنا یہ قرینہ اسکا ہے کہ حضور نے انپر اثر ڈالا تھا اور اگر کسی کی سمجھ میں ہاتھ مارنے کی کوئی اور وجہ آجائے تو کہنا پڑیگا کہ ان دونوں موقعوں پر بھی آپ نے اثر نہیں ڈالا اور اس صورت میں یہ کہنا صحیح ہوجائیگا کہ انبیاء نے کسی پر اثر نہیں ڈالا پس دو صورتیں ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور نے کبھی اثر نہیں ڈالا۔ دوسری صورت یہ کہ اثر ڈالا تو ہے مگر بہت کم ان دو صورتوں میں سے جونسی صورت بھی واقع میں ہوئی ہو اوس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اثر ڈالنا سنت کے خلاف ہے کیونکہ سنت تو اسے کہتے ہیں جسپر حضور نے ہمیشگی کی ہو اور جو کام آپ نے اتفاقیہ کرلیا ہے اسکو سنت نہیں کہتے بلکہ اوس کام کے کرلینے کی یہ وجہ ہوتی تھی کہ دوسرونکو اسکا جائز ہونا معلوم ہوجاوے جیسے آپ نے قبا پہنی تھی اوسمیں سونے کی گھنڈیاں تھیں تو یہاں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سنت ہے۔

کیونکہ یہ تو آپ نے دوسروں کے بتلانے کے لئے کیا تھا کہ آپ کو پہنے ہوئے دیکھیں تو سمجھ لیں کہ اسکا پہننا بھی جائز ہے پس سنت طریقہ تو دُعا کرنا ہے۔

(۳) خلاصہ یہ کہ حضور کے یہاں کوئی خاص شان وشوکت نہ تھی بلکہ حضور نے اپنی اتنی بھی پہچان نہ رکھی تھی جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ اس گروہ میں سردار کون ہے چنانچہ اگر کوئی آتا تو پوچھتا من محمد فیکم یعنی تم میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہیں کیونکہ وہاں نہ گاؤ تکیہ تھا نہ مسند تھی یہانتک کہ جب چلتے تھے تو اوسکے لئے بھی کوئی خاص وضع مقرر نہیں فرمائی تھی کہ آگے ہی چلتے ہوں چنانچہ حضور اول اول مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قبا ایک جگہ کا نام ہے اوسمیں آپ ٹھہرے تھے مدینہ طیبہ کے بہت ہی کم لوگ آپ کو پہچانتے تھے سب دیکھے عاشق تھے حضور کے تشریف لانے کی خبریں آرہی تھیں ہفتے گذر گئے تھے کہ ہمیشہ حضور کو تعظیم کیساتھ لانے کے لئے جاتے تھے لیکن ناکام آتے تھے جسروز تشریف لائے تو ایک یہودی نے جو پہاڑ پر چڑھا تھا دور سے دیکھا اور پکار کر کہا کہ اے اہل مدینہ تمہارا نصیبہ آگیا چنانچہ سب آئے اور حضور قبا میں ٹھہرے حضرت ابوبکر صدیق آپکے ساتھ تھے حضرت ابوبکر کی ڈاڑھی میں ۵
سفید بال زیادہ تھے اسلئے جو لوگ آتے تھے وہ حضرت ابوبکر کو پیغمبر سمجھتے تھے جو آتا اُن سے مصافحہ کرتا حضرت ابوبکر کا ادب دیکھئے کہ انھوں نے کسی سے یہ نہیں کہا کہ حضور سے مصافحہ کرو بلکہ برابر سب سے مصافحہ کرلیتے تھے اگر کوئی کہے یہ تو بے ادبی ہے یاد رہو کہ ادب سے مقصود آرام پہونچانا ہے تو جس بات سے آرام پہونچے وہی ادب ہے لوگوں نے جو ادب کے گھڑے ہیں کہ جوتیاں اُٹھالیں ہاتھ باندھکر کھڑے ہوگئے کہ جب تک اجازت نہو گی۔ بیٹھیں گے نہیں چاہے دوسرے کو تکلیف ہی ہو یہ ادب نہیں ہے آجکل اگر کوئی بزرگ کے سامنے ایسا کرے جیسے حضرت ابوبکر نے کیا تو اسکو بے ادب سمجھیں گے۔ اب میں بیان کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر کا یہ کام کیونکر ادب ہے بات یہ ہے کہ آپ تھکے ماندے تشریف لائے تھے اگر تمام مجمع سے آپ مصافحہ کرتے اور علیحدہ علیحدہ سب کا حال پوچھتے تو آپ کو ضرور تکلیف ہوتی اور آپکی ایسی مبارک ذات ہے جسکی راحت آرام کے لئے حضرت ابوبکر نے سانپ سے کٹوا لیا تھا لیکن حضور کو آرام پہونچانے کے خیال سے ہلے تک نہیں پس ایسے محبوب کی

اسقدر تکلیف حضرت ابو بکر جیسے جان نثار عاشق کو کیسے گوارا ہوتی کہ سب لوگوں سے مصافحہ کرنے کی مشقت حضور پر ڈالدیتے چنانچہ لوگ آرہے تھے اور آپ مصافحہ کرتے جاتے تھے اتبو یہ مصیبت ہے کہ اگر ایسا کرنے لگیں تو اوسکو بے ادب گستاخ سمجھا جاتا ہے یہ تو ظاہری حکمت اس مصافحہ کی ہوئی اور ایک اسکے اندر راز بھی ہے وہ یہ کہ محبت کی خاصیت ہے کہ عاشق محبوب میں مٹجائے فنا ہو جائے اور جب عاشق محبوب مین فنا ہوگیا تو اب دونوں ایک ہی سے ہوگئے کہ اونکو غیر غیر نہیں سمجھا جائیگا سو اللہ تعالےٰ نے یہ دکھلا دیا کہ حضرت ابو بکر ایسے عاشق ہیں کہ لوگ اونکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سمجھکر اون سے مصافحہ کرتے ہیں یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر دونون جُدا جُدا نہیں رہے بلکہ ایک ہی ہوگئے ہیں خلاصہ یہ کہ لوگ مصافحہ کرتے رہے جب آفتاب اونچا ہوا اور دہوپ کے اندر تیزی ہوئی اور آپ پر دہوپ آئی اوسوقت حضرت ابو بکر آپ پر ایک کپڑے کا سایہ کرکے کہڑے ہوگئے اوسوقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ آقا ہیں اور یہ خادم ہیں لیکن اس معلوم ہونے پر اُن صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر دوبارہ اونکو مصافحہ نہیں کیا اگر آجکل کے لوگ ہوتے تو پھر حضور سے مصافحہ کرتے اور ہر شخص کہتا کہ حضور میں معافی چاہتا ہوں مجھ سے بڑی غلطی ہوئی صحابہ کے اندر یہ تکلف نہ تھا۔ حالت یہ تھی کہ وقت پر تو جان دینے کو تیار رہتے اور دوسرے وقت یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ انمین آقا کون ہے اور خادم کون ہے اور یہاں ایک اور بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ مشہور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور وجہ اوسکی یہ بیان کیجاتی ہے کہ حضور کے سر پر ہر وقت ابر کا سایہ رہتا تھا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ابر کا سایہ ہمیشہ نہ رہتا تھا لیکن ہم حضور کا سایہ نہ ہونے کا انکار بھی نہیں کرتے شاید ایسا ہی ہو مگر ہم نے اسکے بارہ میں کوئی حدیث نہیں دیکھی مواہب لدینہ بڑی کتاب ہے اوسمیں بھی اسکے بارہ میں کوئی حدیث نہیں لکھی بہر حال مقصود اس قصہ سے یہ تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اندر کوئی خاص شان و شوکت نہ تھی جو بزرگ ہوتے ہیں اونکی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

(۴) غرضکہ آپ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قصہ سن لیا کہ آپ نے کسقدر احتیاط فرمائی کہ چور کے قسم کہا لینے سے اپنی آنکھوں کی غلطی سمجھی اور اس آیت پر کیسا عمل کیا ہم لوگونکی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کی روایت [illegible]

حالت یہ ہے کہ ذرا سے شبہ میں چور کہدیتے ہیں صرف شبہ پر کسی کو چور کہدینا نہایت بُرا ہے اسپر ایک اور مضمون یاد آ گیا کہ بعض لوگ چور کے معلوم کرنے کے واسطے ایک عمل لوٹا گھمانے کا کیا کرتے ہیں اوسپر سورۂ یٰسین شریف پڑہتے ہیں جسکے نام پر لوٹا گھوم جائے اوسکو یقیناً چور سمجھتے ہیں اور انہیں یہ شبہ تک نہیں ہوتا کہ اس عمل میں غلط نام نکل آیا ہوگا کہتے ہیں یہ قرآن کا عمل ہے اس میں کیسے غلطی ہوسکتی ہے یاد رکھو کہ عمل سے نام نکل آنے پر کسیکو چور سمجھنا حرام ہے شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر خود دیکھے یا دو معتبر آدمی گواہی دیں اسوقت تو کسی کو چور سمجھ سکتا ہے ورنہ اپنے دیکھے ہوئے اور بغیر دو معتبر آدمیوں کی گواہی کے کسیکو چور سمجھنا حرام ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ قرآن کا عمل غلط نہیں ہوسکتا تو یہ اونکی غلطی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ایک بڑا سا قرآن لیکر کسی کے سر میں مار دے اور وہ زخمی ہو جاوے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہو کہ یہ عمل جائز ہے کیونکہ یہ بھی قرآن کے ذریعہ سے کیا ہے خلاصہ یہ کہ اس آیت میں اس بیان سے زبان کی حفاظت بھی داخل ہوگئی اور ہاتھ کی حفاظت اس طور سے داخل ہوئی کہ جبتک پوری طرح کسی کا جُرم معلوم نہو جائے اوسوقت تک اوسکو تکلیف دینا حرام ہے اور اگر اس آیت پر عمل کروگے یعنی بلا اچھی طرح معلوم ہوئے کسیکو نہ ستاؤگے تو اس گناہ سے بچے رہوگے اور اسیطرح پاؤں کی حفاظت بھی داخل ہوگئی کہ جبتک پوری طور پر جائز ہونے اور ناجائز ہونے کو معلوم نہ کرلو اوسوقت بُرے مجمع میں جانا حرام ہے اسیطرح باقی اعضاء کی حفاظت بھی اسمیں داخل ہوگئی۔ اور کان۔ آنکھ۔ دل۔ ان تینوں کی حفاظت تو صاف طور پر اس آیت میں بیان کردی گئی ہے۔ انکی حفاظت اس طرح کیجائے کہ کان کو ناجائز باتیں اور ناجائز آوازیں سننے سے بچاوے اور آنکھ کو غیر عورتوں کیطرف نظر کرنے سے بچاوے۔ اور دل کو بُرے گمان وغیرہ سے بچاوے۔ فقط

تمّت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا گیارہواں وعظ مسمّٰے بہ اعضاء کا پاک رکھنا ختم ہوا اب بارہواں وعظ ربیع الثانی کے پرچہ سے شروع ہوگا۔

شائقین تاریخ کے واسطے تاریخی ذخیرہ

ترجمہ تاریخ ابن خلدون

حسب تفصیل ذیل گیارہ جلدوں میں ترجمہ ہو چکا ہے

جلد اوّل۔ اسمیں اوّلاً ابن خلدون کی سوانح عمری ہے۔ بعد ازاں حضرت نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، ابراہیمؑ، لوطؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، یوشعؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، یونسؑ، اور عیسٰیؑ ابن مریم علیہم السلام کے انساب اور انکے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین اور تعمیر کعبہ اور واقعہ اصحاب فیل وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

جلد دوم۔ اسمیں ملوک فارس، یونان، روم وغیرہ اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمانہ فتح اسلامی، قبائل عرب و جرہم کے حالات، حکومت قریش و انکے شجرۂ انساب مندرج ہیں قیمت عہ

جلد سوم۔ اسمیں حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، معراج، ہجرت اور غزوات حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اور عہد خلافت، فتوحات کے نہایت صحیح واقعات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

جلد چہارم۔ اسمیں عالمگیر فتوحات بعہد خلافت حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور امام ہمام حسنؓ بن علیؓ علیہم السلام زمانہ خلافت و تفویض امارت تک کے مفصل حالات تحقیق کیساتھ لکھے گئے ہیں۔ قیمت دو روپے۔

جلد پنجم۔ اسمیں خلفائے بنو امیہ کے پہلے تاجداروں امیر معاویہؓ، یزید، معاویہ، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز اور یزید کے عہد حکومت کے حالات معرکہ کربلا کے واقعات درج ہیں قیمت عہ

جلد ششم۔ اس جلد میں خلفائے بنو امیہ کے آخری تاجداروں ولید، یزید، ابراہیم اور مروان کے حالات، دولت عباسیہ قائم ہونے اور اُسکے چار حکمرانوں، سفاح، منصور، مہدی اور ہادی کے عہد حکومت کے صحیح واقعات لکھے گئے ہیں قیمت عہ

جلد ہفتم۔ اس جلد میں نامور حکمرانان اسلام خلفائے بنی عباسیہ ہارون، امین، مامون، معتصم، واثق وغیرہ کے زمانہ حکمرانی کے واقعات تحریر ہیں۔ قیمت دو روپے۔ (عہ/)

جلد ہشتم۔ اس جلد میں خلافت عباسیہ کے زمانہ انحطاط کے دس تاجداروں معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع، طائع، القائم بامر اللہ کے زمانہ حکومت کے حالات قرامطہ، دولت عبیدیہ شیعہ، افریقہ، بنی بویہ، بنی ہمدان اور سلاطین سلجوقیہ کی چیرہ دستی کے واقعات درج ہیں قیمت دو روپے

جلد نہم۔ جسمیں خلافت عباسیہ بغداد کے آخری دور کے گیارہ تاجداروں مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد، مقتفی، مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر اور مستعصم کے زمانہ حکومت کے حالات خلفائے عباسیہ مصریہ اور دولت اسمٰعیلیہ عبیدیہ کے ابتدائی فرمانرواؤں کے واقعات تحریر کئے گئے ہیں قیمت عہ

جلد دہم۔ اسمیں حاکم بامر اللہ کی خلافت سے بنو امیہ اندلس کی دوبارہ حکومت تک کے تمام حالات و واقعات کے علاوہ اور بہت سے واقعے مثل شام پر ترکوں کا قبضہ، بیت المقدس پر عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ، بربر کی بغاوت، اور مستعین کی بیعت، مہدی شہر قرطبہ میں، ہزیمت مہدی، بیعت ہشام حصار قرطبہ، محمد اموی کی حکومت وغیرہ وغیرہ اور وجہ تسمیہ اندلس، قرطبہ کی بعض عمارات و جامع مسجد کی مفصل کیفیت درج ہے۔ قیمت دو روپے۔ (عہ/)

جلد یازدہم۔ اس جلد میں اندلس کا آخری دور، مسلمانوں کی حکومت ہسپانیہ عظمیٰ کا خاتمہ اور ان حکمرانان عرب کے حالات درج ہیں جنہوں نے اقتدار خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ میں حکمرانی کی تھی۔ قیمت دو روپے۔

جملہ شائقین پتہ ذیل پر آنا چاہئیں

پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

جیسے فرض کرو کہ چراغ ٹمٹمانے لگے اور گل ہونے کو ہو بہر حال ارواح انبیاء کرام کو بدستور اپنے ابدان کے ساتھ تعلق رہتا ہے بلکہ کیفیت حیات میں بوجہ اجتماع اور بھی قوت آجاتی ہے اور مثل چراغ وظلمت ظرف محیط حیات وموت دونوں مجتمع ہو جاتے ہیں۔

الغرض بقائے حیات انبیاء ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کو نکاح ثانی کی اجازت نہیں اور اسی وجہ سے انکے اموال میں میراث کا جاری ہونا مقرر نہیں ہوا اور نیز اس حکم میں عظمت انبیاء بھی منظور ہے اور لفظ ترکہ گو ایک حدیث میں منسوب الی الانبیاء بھی ہے مگر دلائل حیات کے قرینہ سے وہ مشاکلۃً و مجازاً ہے۔

عورت کیلئے ایک سے زیادہ خاوند کرنیکی ممانعت کی وجہ

(۱) عورت اولاد کے حق میں ایسی ہے جیسے زمین پیداوار کے حق میں مگر پیداوار کو تو بوجہ تشابہ اجزاء برابر بانٹ سکتے ہیں اسلئے اسکی شرکت میں کچھ حرج نہیں مگر ایک عورت اگر چند مردوں میں مشترک ہو تو بوجہ استحقاق نکاح اول تو ہر دم ہر کسیکو استحقاق قضائے حاجت ۸۵
اس صورت میں اول تو اسی وجہ سے اندیشہ فساد وعناد ہے شاید ایک ہی وقت سبکو ضرورت ہو دوسرے بعد نکاح اگر بوجہ استحقاق مذکور سب اس سے اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ تو درصورت تولد فرزند واحد تو فرزند کو پارہ پارہ نہیں کر سکتے جو اسطرح تقسیم کرکے اپنے پارہ کو ہر کوئی لیجائے اور متعدد فرزند ہوں تو بوجہ اختلاف ذکورت وانوثت و تفاوت شکل و صورت و تباین خلق وسیرت وفرق قوت وہمت موازنہ ممکن نہیں جو ایک کو ایک لیکر اپنے دلکو سمجھا لیں پھر بوجہ تساوی محبت جملہ اولاد یہ دوسری دقت رہی کہ ایک کے وصال سے اتنا سرور نہ ہوگا جتنا اوروں کے فراق سے رنج اٹھانا پڑیگا پھر اسوجہ سے خدا جانے کیا فتنہ برپا ہو غرض ہر طرح اس انتظام میں خرابی نظام عالم تھی ہاں اگر ایک مرد ہو اور متعدد عورتیں ہوں تو جیسے ایک کسان متعدد کھیتوں اور زمینوں میں تخم ریزی کر سکتا ہے ایسے ہی ایک مرد بھی متعدد عورتوں سے بچے جنوا سکتا ہے اور پھر اسکے ساتھ اور کوئی خرابی نہیں عورتوں کے رنج سے چنداں فساد کا اندیشہ نہیں قتل وقتال کا کچھ خوف نہیں۔

(۲) عورت موافق قواعد اسلام محکوم اور مرد حاکم ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو وہ مالک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسکو مالک پکارتے ہیں اور کیونکر نہ کہیں باندیاں تو مملوک ہوتی ہی ہیں بیبیاں بھی بدلیل مہر انکی خریدی ہوئی ہوتی ہیں وہاں اگر اعتاق تو یہاں طلاق یعنی جیسے باندی غلام باختیار خود قید غلامی سے رہا نہیں ہوسکتے۔ ہاں مالک کو اختیار ہے وہ چاہے تو آزاد کردے۔ ایسے ہی عورت باختیار خود قید خاوند سے رہا نہیں ہوسکتی البتہ خاوند کو اختیار ہے چاہے تو طلاق دیدے جیسے باندی غلام کا نان ونفقہ مالک کے ذمہ ہوتا ہے ایسے ہی عورت کا نان ونفقہ خاوند کے ذمہ ہے جیسے مالک ایک اور غلام باندی کئی کئی ہوتے ہیں ایسے ہی خاوند ایک اور عورتیں کئی کئی ہوتی ہیں بالجملہ عورتیں موافق قواعد اہل اسلام مملوک اور محکوم اور خاوند مالک اور حاکم ہوتا ہے اور خاوند کی طرف سے بیع وہبہ کا نہ ہوسکنا دلیل عدم الملک نہیں اگر یہ بات دلیل عدم الملک ہوا کرے تو خدا کا مالک ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ بیع وہبہ سے ملک کا منتقل نہ ہونا بعد ثبوت ملک جسکا بیان ہوچکا اسیطرح قوت ملک پر دلالت کرتا ہے جیسے خدا کے ملک کا منتقل نہ ہونا
اسکے ملک کی قوت پر دلالت کرتا ہے اور اس وجہ سے شوہر کو دربارہ مالکیت خدا سے مشابہت ۸۶
تام ہے ہرچند خدا کے ملک کے سامنے شوہر کی ملک برائے نام ہے اور پھر اسکے ساتھ خدا کی ملک ممتنع الانفکاک اور شوہر کی ملک بوجہ ثبوت طلاق ممکن الزوال مگر پھر بھی جسقدر خدا کی ملک سے شوہر کی ملک مشابہ ہے اسقدر اور کسی کی ملک مشابہ نہیں الحاصل شوہر کی ملک میں کچھ کلام نہیں بلکہ اسکی ملک اوروں کی ملک سے قوی ہے وہ حاکم ہے اور عورت محکوم اور ظاہر ہے کہ محکوموں کا تعدد اور انکی کثرت موجب عزت ہے وہ بادشاہ زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے جسکی رعیت زیادہ ہو اور حکام کی کثرت موجب ذلت ہے اور طریقہ تو حکام کی کثرت کا نہیں ہاں یہ صورت ہوتی ہے کہ نیچے سے اوپر تک جتنے حکام ہوں ان سب کا یا اکثر کا یا بعض کا محکوم ہو عوام رعیت کو دیکھئے وہ سب کے محکوم ہوتے ہیں اور کسی کے حاکم نہیں ہوتے ان سے بڑھکر کوئی ذلیل نہیں اور حکام ماتحت حکام بالادست کے تو محکوم ہوتے ہیں اور رعیت کے حاکم وہ رعیت سے معزز اور حکام بالادست سے ذلیل ہوتے ہیں اس طرح دور تک چلے چلو بادشاہ سبکا حاکم ہوتا ہے اور کسیکا محکوم نہیں ہوتا اس سے بڑھکر کوئی معزز ہی نہیں ہوتا اس صورت میں

مگر کسی عورت کے متعدد خاوند ہوں تو یہ ایسی صورت ہوگی جیسے فرض کرو ایک شخص تو رعیت ہو اور اسکے بادشاہ اور حاکم کثیر سب جانتے ہیں کہ یوں نہیں ہوا کرتا اور مرد کے لئے بہت سی عورتیں ہونا کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ مرد مخدوم ہے اور عورت خادم ایک مخدوم کے لئے بہت خادم ہو سکتے ہیں مگر ایک خادم بہت سے مخدوموں کے لئے نہیں ہو سکتا۔

(۳) عورت کے اندر خدا تعالے نے فطرۃً ایک شرم و حیا کا وصف ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ غیر مردوں کے سامنے آتے جھجکتی ہے عورت جب مرد سے کوئی بات کرنے لگتی ہے تو شرم کے مارے بار بار اپنی آنکھیں جھکا لیتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاحشہ عورتوں کے سوائے جنکی فطری قوتِ حیا بالکل ضائع اور معدوم ہو جاتی ہے باقی سب عورتیں اپنی نیچرل حالت میں مردوں سے حیا اور حجاب کرتی ہیں اور وہ حیا جو خدا تعالے نے انکی فطرت میں پیدا کر رکھا ہے ثابت کرتا ہے کہ وہ ایک ہی خاوند کے لئے ہیں کیونکہ کئی مردوں سے تعلق رکھنے میں یہ حیا رہ نہیں سکتی جیسا بازاری عورتوں میں مشاہدہ ہے۔

(۴) تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ایک مرد عندالضرورۃ کئی جورو کرے تو بھی سب کے ساتھ ۸۷
نباہ سکتا ہے مگر ایک عورت دو خاوند کی بی بی ہو کر کبھی نباہ نہیں سکتی اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرد کے لئے کئی جوروئیں ہو سکتی ہیں مگر ایک عورت کے لئے کئی خاوند نہیں ہو سکتے۔

(۵) دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے اکثر زیادہ رہتی ہے اور یہ امر صریح دلیل ہے اس بات کی کہ ایک مرد کے لئے کئی جوروئیں ہو سکتی ہیں مگر اسکے برعکس قدرت کی مرضی نہیں۔

(۶) مرد کو پروردگار نے عورت کی نسبت قوی اور زبردست پیدا کیا ہے اور عورت کو نازک اور ضعیف الاعضاء لہٰذا اس سے ظاہر ہے کہ قوی کئی زیردستوں کو اپنے ماتحت رکھ سکتا ہے نہ برعکس۔

(۷) قدرتی تعلق کی طرف غور کریں تو ایک عورت کے اگر سو خاوند بھی ہوں تاہم ایک حمل میں وہ ایک دو بچہ سے زیادہ جن نہیں سکتی مگر ایک مرد کے جاہے جسقدر جوروئیں ہوں وہ سب توالد کو پورا کرسکنے کا واسطہ ہو سکتی ہیں۔

بہشت میں مردوں کیلئے زیادہ عورتیں ملنے کا راز اور عورتوں کے لیئے ایک سے زیادہ خاوند نہ ہونے کی وجہ

(۱) انعام میں راحت کے سامان اور اعزاز و اکرام کے اسباب تو دیئے جاتے ہیں۔ پر رنج و کلفت کے سامان اور تحقیر و توہین کے اسباب انعام میں نہیں دیئے جاتے یہ چیزیں سزا کے لئے ہوتی ہیں بہشت میں جو کچھ ہوگا بطور انعام و جزا ہوگا اگر وہاں ایک مرد کو متعدد عورتیں ملیں تو اعزاز و اکرام بھی ہے اور راحت و آرام بھی ہے اور ایک عورت کو متعدد خاوند ملیں۔ تو راحت و آرام تو کچھ زیادہ نہ ہوگا خاصکر اس صورت میں جبکہ مرد کی قوت سب عورتوں کی خواہش کے برابر پائی جاوے جیسے اہل اسلام کی روایات اسپر شاہد ہیں پر بجائے اعزاز و اکرام اُلٹی تحقیر و تذلیل و توہین ہوگی۔

۵۸ اگر ایک عورت کے لئے کئی خاوند قرار دیئے جاتے تو یوں کہو کہ حاکم متعدد ہونگے۔ اور حاکم متعدد ہوئے تو جتنے حاکم زیادہ ہونگے اتنی ہی محکوم میں ذلت زیادہ ہوگی سو یہ تحقیر اور تذلیل اور توہین عورت کے حق میں اگر جائز ہوتی تو دنیا میں کسی مذہب میں شاید اسکی اجازت ہوتی بہشت میں جو جائے عزت و آرام ہے یہ صورت تحقیر ہرگز ممکن الوقوع نہیں ہاں اگر ایک خاوند سے رفع ضرورت متصور نہوتی یا لذت میں کمی رہتی تو اسوقت شاید بہ لاچاری یہ امر انکے لئے تجویز کیا جاتا مگر روایات صحیحہ اہل اسلام اسپر شاہد ہیں کہ ایک مرد کو بہشت میں اتنی قوت ہوگی کہ علی الاتصال تیس تیس عورتوں کے پاس جاسکے اور جسطرح رب العالمین نے دنیا کے اندر مرد و عورت کی حالت اور فطرت میں اختلاف کیا ہے یعنی مرد حاکم ہے اور عورت محکوم۔ مرد مخدوم ہے اور عورت خادم مرد کا پاسا زہرہے اور عورت کا زیر اسیطرح جنت میں بھی ان کی حالتوں میں اختلاف ہوگا۔

عورت کے لئے کیوں ایک ہی خاوند ٹھیرایا گیا اسکی ایک اور وجہ

خدا تعالےٰ نے مرد کو رسالت و نبوت و خلافت و بادشاہی و امارت میں عورتوں پر

فضیلت دی ہے مردوںکو عورتوں پر حاکم بنایا تاکہ وہ عورتوں کے مصالح و بہبودی میں کوشاں رہیں اور انکے امور معاش کے لئے چلتے پھرتے رہیں اور خطرناک مقامات میں وارد ہوں اور جنگلوں اور بیابانوں کو طے کریں اور اپنی جانوں کو عورات کے لئے محنت و مشقت میں ڈالیں۔ پس خدا تعالےٰ نے مردوں کی قدردانی کی ہے اور انکو وہ اختیارات دیتے ہیں جو عورتوںکو نہیں دیئے اور مردوںکو وہ طاقتیں دی ہیں جو عورتوں کو نہیں دیں جب تم مردوںکی محنت و مشقت میں غور کروگے جوکہ عورتوں کے مصالح وبہتری میں ساعی رہتے ہیں تو تم پر صاف عیاں ہوجائیگا کہ عورات کی محنت مردوںکی نسبت بہت کم ہے اور مردوں کا حصہ محنت و مشقت و تحمل میں زیادہ تر ہے اور یہ امر خدا تعالےٰ کے کمال حکمت اور اسکی رحمت پر مبنی ہے پس جبکہ مرد پر اسقدر بوجھ ڈالے گئے ہیں تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہیں ان بوجھوں کی برداشت کی طاقت بھی زیادہ رکھی گئی ہے اور وہ کئی عورتوںکو بھی رکھ سکتا ہے اور جبکہ عورت پر اس قدر بوجھ نہیں ڈالے گئے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان بوجھوں کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتی۔
۸۹ اسلئے خدا تعالیٰ نے عورت کی فطرت و سرشت کے مطابق ہر ایک عورت کے لئے ایک ہی خاوند تجویز فرمایا۔

کتاب الرق
(غلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی غلامی کی فلاسفی اور اسلام سے پہلے غلامی کی حالت

الحمد للہ الذی خلق الناس نوعین الادانی والاعالی لیتخذ بعضهم بعضا سخریا والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد المصطفےٰ واحمد المجتبیٰ الذی جعلہ اعدل الناس لیکون لهم اسوۃ حسنۃ وشفیعا وعلےٰ آلہ واصحابہ هذا طریق الحق وحماۃ الاسلام۔ اما بعد واضح ہو کہ جن لوگوں نے غلامی کے خلاف لکھا ہے انھوں نے اسکی اسقدر تقبیح کی ہے اور اسکو سرتاپا خوبیوں سے اسقدر خالی اور مضرات سے اسقدر پرتاب کرکے دکھانے کی کوشش کی ہے

کہ جو شخص ٹھنڈے دل سے اور جوش سے خالی ہوکر اس مضمون پر قلم اٹھاوے جسکا یہ مقصد ہو کہ ہر شے کی تہ تک پہنچے اور بدی پر اسوقت بھی لعنت بھیجنے کے لئے تیار ہو جبکہ وہ نیکی کا لباس پہنکر نکلے اور نیکی کی اسوقت بھی تعریف کرنے کے لئے آمادہ ہو جبکہ تمام دنیا اس نیکی کو بُرا سمجھہ رہی ہو۔ اوس شخص کا فرض ہوگا کہ ابتداہی میں اس غلط فہمی کو دُور کرے کہ غلامی کا رواج سراسر لغو اور فضول تھا جس سے کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان تھا۔ اس لئے میں بھی اس غلط فہمی کو دُور کرتا ہوں پس سنئے حق یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی اپنی تدریجی ترقی میں ایسی حالتوں سے ہوگذری ہے کہ ان حالات کے ماتحت غلام بنانے میں نہ صرف وہ حق ہی پر تھے بلکہ ضروری تھا کہ ایسے حالات میں غلامی کا رواج ہوتا دُنیا میں بہتسے رواج ابتک ایسے چلے آتے ہیں کہ جنپر غور کرو تو وہ دل پر ایک دہشت سی پیدا کرتے ہیں مگر تاہم بہت سے اغراض ترقی کے لئے انکا جاری رہنا ضروری ہے جسوقت ایک فتحیاب جرنیل بڑے بڑے جہازوں کو جن پر ہزارہا انسان ملک کے چیدہ اور بہادر نوجوان موجود ہوتے ہیں ایک دم غرق کرکے سمندر کی تہ میں پہنچا دیتا ہے یا ایک بڑے شہر پر گولہ باری ۹۰
کرکے بےشمار بیگناہ عورتوں اور بچوںکو تباہ کر دیتا ہے توبھی اسکی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں آتا مگر ہرحالت میں یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ وہ ایک سخت دل ظالم اور بیرحم انسان ہے۔ وہ لوگ جو اپنی رحم دلی کے سبب ایک انسان کے قتل کو برداشت نہیں کرسکتے اور اس کے واقعات کو سنکر کانپ اٹھتے ہیں وہی دوسرے موقعوں پر ہزارہا انسانوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے یا اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتے دیکھکر کبھی لرزہ نہیں کھاتے بلکہ بسا اوقات خوش ہوتے ہیں جنگوں کا ہوتا انسانی سوسائٹی کی ضروریات میں سے رہا ہے اور اب تک یہی حال ہے۔

جوں جوں انسانی گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کیا جاوے یہ معلوم ہوگا کہ لڑائیاں انسان کی ابتدائی ترقی میں اسکی موجودہ حالت سے بڑھکر ضروری رہی ہیں اور انہی جنگوں کے لوازم میں سے ہی غلامی بھی ہے بلکہ درحقیقت غلامی کا رواج انسانی ترقی میں ایک عظیم مرحلہ تھا کیونکہ اس رواج کے ساتھ وہ بیرحمی جاتی رہی جسکے رو سے کل کے کل اسیر جو کسی دوسری

قوم کے ساتھ جنگ میں ہاتھ لگے ہوں قتل کئے جاتے تھے چنانچہ ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے

"مگر اس بات کو ابھی تک لوگوں نے اچھی طرح نہیں سمجھا کہ پچھلی تمدنی تدریجی ترقی میں جنگ ایک ضروری فرض کو ادا کرنیوالی تھی۔ اول اس لحاظ سے کہ جنگ کا اصل مقصود یہ تھا کہ متفرق قومیں ایک ہو جائیں اور اس لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ مخالفین میں سے جو لوگ پکڑے جائیں وہ ایک ماتحتی کی حالت میں رکھے جائیں تاکہ دوبارہ اس قوم کو سر اٹھانیکی طاقت نہ ہو اور یوں جنگ کا اصلی مقصد حاصل ہو۔ دوم اس لحاظ سے کہ یہ مسلم امر ہے کہ ابتدا میں انسانی سوسائٹی میں محنت اور مشقت کے کاموں سے گریز کیا جاتا ہے اور عموماً آرام طلبی زیادہ ہوتی ہے پس جب ایک قوم کے لوگ اپنے مخالفوں کے درمیان آکر رہینگے تو وہ سوائے مجبوری کے کبھی کام نہ کرینگے اسلئے ضروری ہوا کہ انکو غلام بنا کر انسے کام لیا جاوے اس دوسرے امر کے متعلق اسقدر کہدینا کافی ہے کہ دنیا کی کسی قوم میں بھی خود بخود اور خوشی سے محنت کو اختیار نہیں کیا گیا بلکہ ہر ایک ملک میں جسکا ہمیں علم ہے یہی نظر آتا ہے کہ زبردستوں نے مجبور کر کے زیردستوں کو کام پر لگایا ہے اور انسے محنت شاقہ کے کام ۹۱
لئے ہیں اور آخر جب مدت تک یہ مجبوری چلی آئی تو پھر اس قوم کی عادت میں وہ امر داخل ہو گیا۔ امر اول کے لحاظ سے آزاد آدمی لازماً جنگ پیشہ تھے اور غلام محنت کا کام کرنیوالے لوگ تھے اور یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کیلئے بطور معاون تھے اور ایک کا وجود دوسرے کے لئے سہارے اور آسائش کیلئے اور اسکے کام پر لگا رہنے کے لئے ضروری تھا اور یوں بغیر مقابلہ اور جھگڑے کے وہ دونوں ایک دوسرے کے معاون ہو کر انسانی سوسائٹی کی ترقی کے ذرائع تھے"

اسلام میں غلاموں سے سلوک

یہ ایک امر واقع ہے جسکی تصدیق روزمرہ واقعات سے ہورہی ہے کہ مسلمانوں میں مالک اور مملوک کا تعلق مغرب مین آقا اور نوکر کے تعلق سے بدرجہا بہتر ہے جو لوگ صاحب عزت یا صاحب ثروت ہیں وہ غریب لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر یہ تحقیر ان مغربی اقوام

میں سب سے بڑھی ہوئی ہے جنکو اس بات پر فخر ہے کہ ہم غلامی کے رواج سے آزاد ہو چکے
ہیں اسمیں شک نہیں کہ غلامی کے نام کو انھوں نے دُور کر دیا ہے مگر اسکی حقیقت اب بھی نوکر اور
آقا کے تعلقات میں ویسی ہی پائی جاتی ہے اور نام کی تبدیلی سے حقیقت میں کوئی تبدیلی
واقع نہیں ہوئی ایک مہذب مغربی جب ایک غیر قوم کے آدمی کو ملازم رکھتا ہے تو وہ اسے
ایک وحشی سے بھی بدتر سمجھکر سلوک کرتا ہے خصوصًا اس حالت میں جب ملازم کا کام ادنیٰ درجہ
کا ہو اور جہانتک سختی اور سلوک کا سوال ہے کوئی شخص امتیاز نہیں کر سکتا کہ صاحب کا سلوک
اپنے نوکر سے اچھا ہے یا قدیم زمانہ میں ایک رومی کا تعلق اپنے غلام سے اچھا تھا شاید ہی
کوئی موسم گرما ایسا گذرتا ہوگا جب یہ آواز ہمارے کانوں میں نہ پڑتی ہو کہ ایک غریب پنکھا قلی
کو آقا نے مار مار کر صرف اس لئے ہلاک کر دیا کہ اس بدقسمت کو تھک کر ذرا اونگھ آگئی تھی اس
حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ رومی مالک کو وہ کونسا اختیار اپنے غلام پر حاصل تھا جو اب
ایک مہذب عیسائی کو اپنے نوکر پر حاصل نہیں یا کونسی بدسلوکی وہ کرتا تھا جو اب نہیں کیجاتی
۹۲ اور گالیاں دینا یا معمولی طور پر مار لینا تو کوئی بات ہی نہیں مہذب مغربی اقوام کو غلامی کے
موقوف کرنے پر اسوقت تک فخر نہیں کرنا چاہیئے جبتک کہ حقیقت غلامی یعنی نوکروں پر ظلم
اور انکے ساتھ بدسلوکی سے وہ نجات حاصل نہ کریں اگر غلامی موقوف کرنے میں بڑی غرض
یہ تھی کہ جو ظلم ایک مالک مملوک سے خدمت لینے میں کر سکتا ہے اوسکو روکا جاوے اور ان
لوگوں کو جو کہ غلام کہلاتے ہیں انکی ذلیل حالت سے نکالکر دوسرے انسانوں کی طرح ان کو
سمجھا جاوے تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یورپ میں سے ابھی تک غلامی کا رواج
دُور نہیں ہوا اور ابھی تک وہ مقصد حاصل نہیں کیا جو اسلام نے اس تیرہ سو سال پہلے
حاصل کر چکا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ یورپین دیسی ملازموں کو جنسے وہ خدمت کا کام لیتے
ہیں وحشیوں سے اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر اتنی بات سے کیا فرق ہو جائیگا کہ وہ انکا نام غلام نہیں
بلکہ خادم رکھتے ہیں آقا اور خادم کے سچے تعلقات کو سمجھنے میں یورپ ابھی اسلام سے باوجود
تیرہ سو برس گذر جانے کے بہت پیچھے ہے جو ذلت قدیم اقوام میں غلام کے نام سے لگی
ہوئی تھی وہ ذلت آج بھی موجود ہے اور کم حیثیت آدمیوں کو اونچا کرنا ہی اسلام نے انکو غلامی کے

(باقی آئندہ)

خویش را در مضحکه انداختیم | مالہا با دشمنان درباختیم

تاکه امشب جمله اسرائیلیان | دور مانند از ملاقات زنان

مال رفت و آبرو و کار خام | این بود یاری و افعال کرام

سالہا ادرار و خلعت میبرید | مملکتہا را مسلّم میخورید

از برائے آنکه در روزے چنین | فہم گرد آرید و باشید ہم معین

رائے تان این بُود و فرہنگ و نجوم | طبل خوارانید و مکارید و شوم ۸۱

من شمارا بردرم آتش زنم | بینی و گوش و لبان تان برکنم

من شمارا ہیزم آتش کنم | عیش رفته بر شما ناخوش کنم

سجده کردند و بگفتند اے خدیو | گر یکے کرّت زما چربید دیو

سالہا دفع بلاہا کرده ایم | وہم حیران زانچه ماہا کرده ایم

فوت شد از ما و حملش شد پدید | نطفه اش جست است و رحم اندر خزید

لیک استغفار این روز ولاد / ما نگہداریم اے شاہ قباد

روز میلادش رصد بندیم ما / تا نگردد فوت و نجہد این قضا

گر نداریم این نگہ مارا بکش / اے غلام رائے تو افکار و ہش

تا بہ نُہ مہ می شمرد او روز روز / تا نپرد تیر حکم خصم دوز

بر قضا ہر کو شبیخون آورد / سرنگون آید ز خون خود خورد

چون مکان بر لامکان حملہ برد / خون خود ریزد بلا ہا را خرد ۴۲

چون زمین با آسمان خصمے کند / شورہ گردد سر ز مرگے بر زند

نقش با نقاش پنجہ مے زند / سبلتان و ریش خود بر می کند

رات بھر تو پریشان رہا اور کسی مصلحت سے رات کو تفتیش نہ کر سکا جب صبح ہوئی تو کہا اے عمران جاؤ اور ان آوازوں اور شوروں کا سبب معلوم کرو عمران میدان میں گئے اور جا کر کہا کہ یہ کیا شور تھا بادشاہ نے اسے سنا ہے اور مجھے تحقیق کیلئے بھیجا ہے منجم ننگے سر تھا کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اہل ماتم کیطرح سر پر خاک ڈال رکھی تھی اور فریاد کرنے اور شور کرنے سے اہل ماتم کیطرح آوازیں بیٹھ گئی تھیں۔ داڑھیاں اور بال نچے ہوئے تھے ناخنوں سے منہ نچا ہوا تھا سر پر خاک پڑی ہوئی تھی آنکھوں میں خون کے آنسو

بھرے ہوئے تھے جب اونکی یہ حالت تفصیلی طور پر دیکھی تو کہا کہ خیر تو ہے یہ پریشانی کیسی ہے اور تم نے یہ حالت کیوں بنائی ہے یہ منحوس سال تو بُری نشانیاں دکھلا رہا ہے خدا خیر کرے یہ سنکر سب نے معذرت کی اور کہا کہ ہم تقدیر کے پنجہ میں پھنس گئے ہم نے سب کچھ کیا لیکن سلطنت مکدر ہوگئی اور بادشاہ کا دشمن پیدا ہوگیا اور غالب آگیا اور ہماری آنکھیں ڈھول ڈالکر اوس بچہ کا ستارہ آسمان کی پیشانی پر نمودار ہوگیا چونکہ وہ ستارہ آسمان پر طلوع ہوگیا ہے اسلئے ہم اپنی آنکھوں سے رو رو کر ستارہ (آنسو) برسارہے ہیں عمران دلمیں تو خوش تھے مگر بناوٹ سے سر پر دو ہتڑ مارے اور کہا ہائے سلطنت کی مفارقت عمران نے اپنی صورت غصہ اور خفگی کی بنائی اور جیسے دیوانے بے ہوش وحواس ہوتے ہیں اسطرح آگے بڑہے اور اپنے کو انجان بناکر اونکی طرف چلے اور اس مجمع کو بہت کچھ سخت وسست کہا وہ اپنے کو غصہ ور و مغموم بناکر الٹی چال چل رہے تھے یعنی اونکو فریب دے رہے تھے تاکہ کوئی تاڑ نہ جائے کہ یہی حضرت ہیں جنکی بدولت یہ آفت آئی ہے اور اونسے کہہ رہے ہے کہ تم نے میرے بادشاہ کو بڑا دہوکا دیا کمبختو یا جو تم اسوقت بھی خیانت اور طمع سے باز نہ رہے تم نے بادشاہ کو میدان میں لاکر اوسکی توہین کی کیونکہ جب یہ معلوم ہوگا کہ بادشاہ ۸۳
جس غرض سے میدان میں گئے تھے وہ غرض پوری نہ ہوئی تو بادشاہ کی تدبیر اور اسکے اقتدار پر کتنا بڑا حرف آئیگا تم نے اوسوقت سینہ ٹھوک کر کہا تھا کہ ہم بادشاہ کو فکر سے نجات دینگے اب کیا ہوئی تمہاری تدبیر. روپیہ بھی مفت میں برباد ہوا اور کام بھی کچا رہا غرض اونکو خوب ڈانٹا اور جو جی میں آیا کہا۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس آئے اور بادشاہ سے پورا واقعہ بیان کیا جب بادشاہ نے یہ واقعہ سُنا تو مارے رنج کے چہرہ سیاہ ہوگیا۔ اور اس بے ایمان نے غیظ میں آکر منجمین وغیرہ کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ حاضر ہوئے تو کہا کہ او بے ایمانو میں تم کو سولی پر لٹکادونگا تمہارے کہنے سے میں نے اپنا مضحکہ کیا دشمنوں کو مال و دولت دی تھی کہ اسرائیلی آج رات کو اپنی عورتوں سے الگ رہے پھر یہ واقعہ کیوں ہوا میرا مال بھی برباد ہوا آبرو میں بھی بٹہ آیا اور کام کا کام کچا رہا کیا دوستی اسی کے معنی ہیں اور پہلے ہی سے نسوں کی یہی باتیں ہوتی ہیں برس گذر گئے

کہ تم مجھ سے تنخواہیں اور خلعتیں لے رہے ہو اور چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے برابر جاگیریں
مسلم تمہارے ہو یہ سب اسی لئے تو کہ تم اڑے وقت میں اپنے خیالات منتشرہ کو جمع کرکے
معاملہ پر غور کرو اور میری اعانت کرو یہی تمہاری رائے تھی یہ ہی تمہاری عقل تھی اور یہی تمہارا
نجوم تھا تم کسی کام کے نہیں فقط کھانے والے اور مکار اور منحوس ہو میں تمہاری کھال ادھیڑ
ڈالوں گا تم کو آگ لگا دونگا تمہارے ناک کان ہونٹ سب اکھڑوا دونگا میں تم کو آگ میں جھونک
دونگا اور تمہارے سارے گذشتہ عیش کو مکدر کر دونگا تم کیا بھولے ہوتے ہو۔ عتاب
شاہی کو سنکر سب سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ جہاں پناہ اگر ایک مرتبہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔
اور شیطان ہم پر غالب آگیا ہے تو حضور معاف فرماویں آخر برسوں تک بلاؤں کو دفع بھی
تو ہمیں نے کیا ہے اور وہ وہ کام کئے ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتے خیر اب تو
بات ہاتھ سے نکل گئی اور حمل ظاہر ہو گیا۔ اور نطفہ نکلکر رحم میں پہونچ گیا لیکن پیدایش کے
دن اسکی تلافی کا خیال رکھیں گے جب ولادت کا دن ہو گا اوس وقت خوب رصد قائم کرینگے
اور نہایت غور سے ستاروں کو دیکھیں گے تاکہ بات ہاتھ سے نہ نکل جائے اور تقدیر پردہ خفا سے ۴۴
منصہ ظہور پر جلوہ گر نہ ہو جائے اگر ہم اسکا لحاظ نہ رکھیں تو ہم واقعی گردن زدنی ہیں۔ حضور جو
اسقدر دانا ہیں کہ دیگر افکار اور ہوش حضور کی رائے کے غلام ہیں ہم کو فوراً مروا لیں۔ خیر
یہ واقعہ تو رفت گذشت ہوا لیکن اسکا خیال اسکی طبیعت میں سے نہ گیا۔ وہ نو مہینہ تک ایک ایک
دن گنتا رہا کہ مبادا دشمن کو جنم دینے والا تیر قضا نہ چل جاوے لیکن کیا اس سے قضاء الہی
رک سکتی تھی ہرگز نہیں جو شخص قضاء الہی پر شبخون مارنے کا ارادہ کرتا ہے اور اسکو مٹانا چاہتا
ہے وہ خود سر کے بل گرتا اور اپنا خون پیتا ہے اور جب ناسوت لاہوت پر حملہ کرتا ہے تو خود
اپنے ہی کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے ہی لئے بلائیں مول لیتا ہے جب زمین آسمان کیساتھ
مخالفت کرتی ہے تو خود ہی شور ہوتی اور موت سے ٹکراتی ہے جب مصنوع صانع سے پنجہ
کرتا ہے تو خود اپنی ہی ڈاڑہی اور مونچھیں اکھیڑتا ہے غرضکہ جب مخلوق خالق کا مقابلہ کرتا
ہے تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور حکم الہی کی مزاحمت نہیں کرسکتا۔

شرح شبیری

روز شد گفتش کہ اے عمران برو واقف آن غلغل و آن بانگ شو

یعنی دن ہو گیا تو اون سے (عمران سے) فرعون نے کہا کہ عمران جاؤ اور اس شور و غل سے واقف ہو کہ کس وجہ سے یہ شور و غل ہو رہا تھا۔

راند عمران جانب میدان و گفت این چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت

یعنی عمران میدان کیطرف گئے اور بولے کہ یہ کیا غل تھا کہ بادشاہ کو نیند تک نہیں آئی۔

۸۵ ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک ہمچو اصحاب عزا پاشیدہ خاک

یعنی ہر نجومی پھٹے کپڑے ننگے سر اور ماتم والوں کی طرح سر پر خاک ڈالے ہوئے (تھا)

ہمچو اصحاب عزا آواز شان بد گرفتہ از فغان و ساز شان

یعنی ماتم والوں کی طرح اونکے اوس غل (ماتم) اور فغان سے اونکی آواز بیٹھ گئی تھی۔

ریش و مو بر کندہ رو بدریدگان خاک بر سر کردہ پر خون دیدگان

یعنی ڈاڑھی اور بال (سر کے) اکھاڑے ہوئے اور منہ کو نوچے ہوئے اور سر پر خاک ڈالے اور آنکھیں پر خون غرضکہ مصیبت کے مارے بیچاروں کی عجب حالت اور کیفیت ہو رہی تھی۔

گفت خیرست این چہ آشوبست حال بد نشانی میدہد منحوس سال

یعنی عمران بولے کہ یہ کیا آشفتہ حال ہے اور بری نشانی منحوس سال کو دیتی ہے مطلب یہ

کہ اونھون نے کہا کہ یہ بُری صورت، بنا لینا بھی سبب سال کی نحوست کا ہوتا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیئے کہ ایسی صورت نہ بناؤ۔

عذر آوردند و گفتند اے امیر کرد ما را دست تقدیرش اسیر

یعنی سب نے عذر کیا اور سب نے کہا کہ اے امیر ہم کو اُسکی تقدیر نے قید کر دیا تقدیرش کی شین کی ضمیر حق تعالےٰ کی طرف ہے اگر کہا جاوے کہ وہ تو خدا کے قائل بھی نہ تھے پھر یہ جواب اونھون نے کیون دیا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ الفاظ تو مولانا کے ہیں مولانا اونسے روایت بالمعنی کر رہے ہیں اونکے الفاظ کچھ اور ہونگے غرضکہ اُنھون نے یہ کہا کہ ہم عاجز ہوگئے اور جو ہم نے انتظام کیا تھا اوسمیں ناکامیاب رہے۔

این ہمہ کردیم و دولت تیرہ شد دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

یعنی ہم نے یہ سب کچھ انتظام کیا مگر سلطنت زوال میں آگئی اور دشمن شاہ ہست ہوگیا اور غالب ہوگیا (اور ہماری کچھ نہ چلی تف ہے۔ نالائقو تم بھلا خدا کی پناہ بندے ہوکر خدا کا مقابلہ اللّٰھم احفظنا آخر نا کام نہ ہوتے تو کیا ہوتا) اور بولے کہ۔ ۸۶

شب ستارہ آن پسر آمد عیان کوری ما بر جبین آسمان

یعنی اوس لڑکے کا ستارہ رات آسمان کی جبین پر ہمارے خلاف ظاہر ہوہی گیا۔

زو ستارہ آن پیمبر بر سما ما ستارہ بار گشتیم از بکا

یعنی اوس پیمبر کا ستارہ آسمان پر طلوع ہوگیا اور ہم بکا کی وجہ سے ستارہ بار ہوئے یعنی اودھر وہ ستارہ نکلا اور ہم نے آنسو برسانا شروع کئے انکو ستاروں سے تشبیہ دی جب یہ کہہ چکے عمران بولے کہ

یا دل خوش شاد عمران وز نفاق دست بر سر می بزد کاہ الفراق

یعنی عمران دل سے تو خوش تھے اور نفاق سے اونھون نے سر پہ ہاتھ مارا کہ افسوس فراق (سلطنت) مطلب یہ کہ عمران کو تو معلوم تھا کہ یہ میرا ہی لڑکا ہوگا تو وہ خوش تھے کہ اتنا بڑا جلیل القدر بادشاہ میرے گھر میں ہوگا اسلئے کہ جو سلطنت فرعونی کو تہ و بالا کرے وہ خود بھی تو بادشاہ ہونا چاہیے اسلئے دل میں تو خوش تھے کہ سلطنت میرے گھر میں آوے گی مگر ظاہر میں اونکے دکہانے کو سر پیٹ لیا اور بہت افسوس کیا۔

کرد عمران خویش پرخشم و ترش رفت چون دیوانگان بیعقل وہش

یعنی عمران نے اپنے کو پُرخشم اور ترش بنا لیا اور دیوانوں کی طرح بے عقل و ہوش ہو کر روانہ ہوگئے

خویشتن را اعجمی کرد و براند گفتہاے بس خشن بر جمع خواند

یعنی اپنے کو نادان بنا لیا اور چلدیئے اور جماعت (نجومیون) کو بہت سخت سُست کہا۔

۸۷ خویشتن را ترش غمگین ساخت او نردہاے بازگونہ باخت او

یعنی اونہون نے اپنے کو ترش اور غمگین بنا لیا اور الٹی نرد اونہوں نے کہیلی مطلب یہ کہ انھوں نے اپنے کو بہ تکلف غصہ ور بنایا اور نجومیون کو بہت بُرا بہلا کہا اور دلمیں خوش تھے تو یہ اُلٹی بات کر رہے تھے کہ تھے خوش اور بنے ناخوش اور نجومیوں سے کہا کہ۔

گفت شان شاہ مرا بفریفتید از خیانت وز طمع نشگفتید

یعنی اون سے کہا کہ تم نے میرے بادشاہ کو دہوکہ دیا اور خیانت اور طمع سے صبر نہ کر سکے۔

سوئے میدان شاہ را انگیختید آبروے شاہ ما را ریختید

یعنی ہمارے بادشاہ کو تم نے میدان کیطرف برانگیختہ کیا اور ہمارے بادشاہ کی آبروریزی کی۔ اسلئے کہ جو اوسکو سے وہ یہی ہے کہ کچھہ کر تو نہ لیا سارا انتظام دہرا رہ گیا۔

دست بر سینہ نہادید از ضمان شاہ را فارغ آریم از غمان

یعنی تم نے ضمانت سے سینہ پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہم بادشاہ کو غموں سے فارغ کرینگے۔

عاقبت زرہا تلف شد کار خام شد بر فرعون و بر خواندش تمام

یعنی آخر تمام روپیہ فضول گیا اور کام کچا رہا اور نکو یہ کہا اور خود) بادشاہ کے پاس چلے گئے۔ اور وہ سب اوس سے کہدیا روپیہ وہ ضائع ہوا جو اس انتظام میں خرچ ہوا اور بنی اسرئیل کو انعام میں دیا گیا تو اوس سے نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

چون شنید از غصہ رویش شد سیاہ خواند ایشان را زخشم آن دین تباہ

یعنی جب فرعون نے سُنا تو غصہ سے اوسکا منہ سیاہ ہو گیا اور اون نجومیوں کو اس دین
۸۸ تباہ نے غصہ میں بلایا مطلب یہ کہ سخت غم ہوا۔

گفت ایشاں را کہ ہان ای خائنان من بر آویزم شما را بے امان

یعنی اونسے بولا کہ ارے دغابازو میں تمہیں (دار پر) بے امان کے لٹکا دونگا۔

خویش را در مضحکہ انداختیم ما لہا با دشمنان در باختیم

یعنی اپنے کو ہم نے مضحکہ میں ڈالا (کہ میدان میں گئے اور) اموال دشمنوں (بنی اسرائیل) کو ہم نے دیئے۔

تا کہ امشب جملہ اسرائیلیان دور ماندند از ملاقات زنان

یعنی یہانتک کہ آجکی رات سارے بنی اسرائیل عورتوں سے ملنے سے دور رہے (دیگر)

مال رفت و آبرو در کار خام این بود یاری و افعال کرام

کتاب الاذکار والدعوات

الحدیث یقول اللہ تعالیٰ انا مع عبدی ما ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ ہ حب من حدیث ابی ہریرۃ وکسا من حدیث ابی الدرداؔ وقال صحیح الاسناد **ف** فیہ فضل الذکر وفیہ فضلیۃ الجمع بین ذکر القلب وذکر اللسان من الذکر بحدہما واما التفاضل فیما بینہما فبحث مستقل وظاہر الروایات کون الذکر القلبی المحض افضل من اللسانی المحض

الحدیث قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرنی عبدی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی الحدیث متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ وتمامہ واذا ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر من ملائہ واذا تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا واذا

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام پر اس کے ہونٹ ہلتے رہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے ابو الدرداء کی حدیث سے۔ اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہے **ف** اس حدیث میں فضیلت ہے ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی و ذکر لسانی کو جمع کرنا (جیسا کہ مجموعہ ذکرنی اور تحرکت اس پر دال ہے) بمقابلہ خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی کے افضل
۱۴۱ ہے رہی یہ بات کہ ان دونوں (یعنی خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی) میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے خالی ذکر قلبی خالی ذکر لسانی سے افضل ہے۔

حدیث حق تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اپنے جی میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں اپنے جی میں الحدیث روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں میں اس کا ذکر کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اس کی جماعت سے بہتر

تقرب مني ذراعا تقربت منه باعا واذا مشى الي هرولت اليه ف مقابلة الذكر في النفس بالذكر في الملا يدل على ان المراد به الذي لا يطلع عليه الملاء سواكان بالقلب او باللسان فتخصيصه بالاول مما لا دليل
۴۲ عليه وفيه ايضا عذر الصوفية في تمثيلاتهم للذات والصفات الالهية كما في الحديث من تمثيل القرب المعنوي بالحسي

ہوتا ہے (یعنی ملائکہ و ارواح طیبہ) اور جب وہ مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قدر) نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلکر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑکر آتا ہوں **ف** ذکر فی النفس کو ذکر فی الجماعۃ کے مقابلے میں لانا اس پر دال ہے کہ مراد ذکر فی النفس سے وہ ذکر ہے جس پر جماعت مطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو پس ذکر فی النفس کی تفسیر صرف ذکر بالقلب کے ساتھ کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کرکے اس سے ذکر قلبی کی فضیلت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلا دلیل ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا عذر ہے اس باب میں کہ وہ ذات وصفات کی تمثیلات لایا کرتے ہیں جیسا اس حدیث میں تقربت واتیت کے جملوں میں (قرب معنوی (الٰہی) کو قرب حسی کے ساتھ تمثیل دی ہے (باعا ذراعا و ہرولۃ کے قیود میں)۔

تفسیر الذکر فی النفس وعذر الصوفیة فی تمثیلاتہم

الحديث القبر اما حفرة من حفر النار او روضة من رياض الجنة

حدیث قبر یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے

ت من حديث ابي سعيد
بتقديم وتاخير وقال غريب
قلت فيه عبيد الله بن
الوليد الوصافي ضعيف
الحديث ارواح المومنين
في حق اصل طيور خضر
معلقة تحت العرش من
حديث كعب بن مالك ان ارواح
المومنين في طير خضر تعلق بشجر
الجنة ون بلفظ انما نسمة
المومنين طائر وت
بلفظ ارواح الشهداء وقال
حسن صحيح ف مجموع الحديثين
دليل على ان القبر المذكور
في النصوص هو عالم البرزخ
لا هذه الحفرة الخاصة
فان المومن في القبر ثم هو
معلق بالعرش وهو غير الحفرة
الحديث حديث ابي هريرة اقرب
ما يكون العبد من ربه وهو ساجد
فاكثروا من الدعاء رواه م ف

روایت کیا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے
کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب
کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبید اللہ
بن الولید وصافی ہیں جو ضعیف ہیں **حدیث**
مؤمنین کی ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں عرش
کے نیچے معلق رہتی ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
کعب بن مالک کی حدیث سے کہ مؤمنین کی ارواح
سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی
ہیں اور نسائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے
کہ مومن کا نسمہ (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور
۴۲ روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء
کی ارواح الخ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے **ف**
مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر جو نصوص
میں وارد ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ خاص
گڑھا۔ چنانچہ مومن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں)
وہ عرش سے بھی معلق ہے۔ حالانکہ عرش عین حفرہ
نہیں (اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات
متعلقہ قبر رفع ہو جاویں گے)۔
حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کہ بندہ رب سے
زیادہ جو اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اس حالت
میں ہے جب وہ سجدہ میں ہو سو (اس میں) کثرت سے

فیہ کون الدعاء ماالذکر فان المطلوب فی السجود بالکثرۃ ھو التسبیح الذی ھو الذکر لا الدعاء کما ھو ظاھر الحدیث فعلم ان التسبیح سماہ دعاء فثبت ان اھل التفویض ھم اھل الدعاء ایضاً

۴۴ **الحدیث** احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل متفق علیہ من حدیث عائشۃ **ف** فیہ التنکیر اللطیف علی ترک الدوام

الحدیث حدیث ابی ھریرۃ من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ لہ صیام ستین شھراً وھو الیوم الذی ھبط فیہ

دعا کیا کرو روایت کیا اس کو مسلم نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ سجدہ میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر ہے اور دعا کثرت سے (سجدہ میں) مطلوب نہیں جیسا کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور نہ قواعد شرع سے ظاہر ہے) پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا فرما دیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تفویض (جو کہ دعا نہیں کرتے وہ) بھی اہل دعا ہیں (کیونکہ اہل ذکر تو یقیناً ہیں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن برکات الدعاء کا شبہ غلط ہے)۔

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالے کو اعمال میں وہ ہے جس پر دوام اگرچہ قلیل ہی ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے **ف** اس حدیث میں ایک لطیف نکیر ہے ترک دوام پر (اس طرح سے کہ اوسکی تحصیل کے لئے قلت عمل کو گوارا فرمالیا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے کہ اوسکا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہوسکا)

حدیث ابوہریرہ کی حدیث جو شخص رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالی اوسکے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ حکایت (۲۶) قولہ ہاں بھائی بات تو بہت ٹھیک کہتے ہو اقول
یہ شبہ کیا جائے کہ غیر ٹھیک کو کیسے ٹھیک فرما دیا اور ٹھیک بات کیوں نہ بتلادی بات یہ ہے
کہ چونکہ ان حضرات کی نظر ہمیشہ کمالات موجودہ سے آگے کے کمالات پر ہوتی ہے اونکے
اعتبار سے اپنے کمالات موجودہ کو کمال نہیں سمجھتے اس اعتبار سے نفی کمال کو ٹھیک فرمایا
باقی اصلی بات کا نہ بتلانا اوسکی وجہ نااہل سے غیرت فی الدین ہے کما قال الشیرازیؒ ؎
با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی * بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی (رشت)
(۲۷) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم عبدالسلام صاحب ملیح آبادی کو مولانا نانوتوی
کی خدمت میں جانیکا بہت شوق تھا مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تو حضرت مولانا کی خدمت
میں جاوے مجھے اپنے ساتھ ضرور لے چلنا۔ لیکن مجھ بدنصیب کے دل میں ایک خیال جم گیا
تھا اور وہ یہ کہ حکیم صاحب بہت خوش بیان اور گویا آدمی ہیں۔ واجد علی شاہ کے طبیب
خاص بھی رہے ہیں اور حضرت مولانا کی خوش بیانی اور پرگوئی (یعنی بسط فی الکلام)
۲۹ یا تو وعظ میں ہوتی ہے یا سبق پڑھانے میں اور معمولی گفتگو انکی قصبانی ہے اور یہ زمانہ
مولانا کی علالت کا تھا اور اسباق نہ ہوتے تھے اسلئے ایسا نہ ہو کہ مولانا سے ملنے کے بعد
یہ انکو خاطر میں نہ لائیں اور ان سے بداعتقاد ہوجائیں اور اختلاف خیال کے سبب میرے
اور انکے لطف صحبت میں رخنہ واقع ہو بنا برین جب میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر
ہوا تو اونکو ساتھ نہ لے گیا جب میں واپس آیا تو بہت ناخوش ہوئے۔ اتفاق سے میرا
دوبارہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ ہوا مگر اس مرتبہ بھی میں نے ان سے اطلاع
نہیں کی لیکن حکیم صاحب کو کسی ذریعہ سے میرا ارادہ معلوم ہوگیا۔ اور وہ خود بخود ہاتھ میں
بیگ لئے ہوئے میرے پاس آگئے اور کہا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلونگا اب تو میں مجبور ہوگیا
اور ہم تین آدمی میں اور حکیم صاحب اور محمد خانصاحب خورجوی مولانا کی خدمت میں روانہ
ہوگئے جسوقت ہم دیوبند پہنچے ہیں اوسوقت آفتاب غروب ہوگیا تھا اور ہم نے مغرب کی
نماز اوس مسجد میں پڑھی جہاں پکے کھڑے ہوتے ہیں۔ نماز پڑھکر ہم تینوں پیدل حضرت
مولانا کی خدمت میں روانہ ہوگئے۔ مولانا اوس زمانہ میں مولوی محمود حسن صاحب کے

مکان پر رہتے تھے جب مولوی محمود حسن صاحب کا مکان تقریباً پچاس قدم رہگیا تو میں محمد خاں کو حکیم صاحب کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھگیا اور ان سے پہلے مولانا کے پاس پہنچ گیا۔ مولانا کا لباس اوسوقت یہ تھا سر پر میلا اور پھٹا ہوا عمامہ تھا جسمیں لیرے پڑے ہوئے تھے اور چونکہ سردی کا زمانہ تھا اسلئے ایک دہوتر کی نیلی رنگی ہوئی مرزئی پہنے ہوئے تھے جسمیں بندگو ہوتے تھے اونچی تو کبھا کرتہ پہنتے ہی نہ تھے اور نہ انگرکھا تھا اور ایک رضائی اوڑھے تھے جو نیلی رنگی ہوئی تھی۔ اور جسمیں موبی کی گوٹ لگی ہوئی تھی جو پھٹی ہوئی تھی اور کہیں تھی اور کہیں بالکل اڑی ہوئی تھی میں نے سلام کر کے مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حکیم عبدالسلام حضور کی زیارت کے لئے آرہے ہیں۔ تو مولانا یہ سمجھے کہ یہ مولوی عبدالسلام ہسوی ہیں جو شاہ احمد سعید صاحب کے خلیفہ اور شاہ عبدالغنی صاحب کے حدیث میں شاگرد تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت مولوی عبدالسلام ہسوی نہیں۔ بلکہ حکیم عبدالسلام ملیح آبادی ہیں جو مفتی حسین احمد صاحب کے لڑکے ہیں مولانا مفتی صاحب سے واقف تھے اسلئے انھوں نے ان کو پہچان لیا۔ یہ گفتگو ہو چکی تھی اتنے میں محمد خاں حکیم صاحب

۲۰ کو لئے ہوئے مولانا کی خدمت میں آپہونچے جسوقت یہ دونوں آئے ہیں اوسوقت مجلس کا یہ رنگ تھا کہ دروازہ کے سامنے مولوی ذوالفقار علی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور انکے برابر میں مظفر نگر کے ایک عالم بیٹھے ہوئے تھے جنکا نام مجھے یاد نہیں اور مولانا ایک طرف کو چارپائی سے کمر لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور اونکے برابر میں دیوبند کے ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو لباس بھی عمدہ پہنے ہوئے تھے اور ڈاڑھی بھی شاندار تھی اوسی مجلس میں مولوی عبدالکریم پنجابی مولانا کے شاگرد بھی تھے جب حکیم عبدالسلام پہونچے تو سب لوگ انکی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حکیم صاحب مولانا کے دھوکہ میں تمام شاندار لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں مگر مولانا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے بتلایا کہ مولانا یہ ہیں وہ مولانا سے مصافحہ کر کے انکے قریب ہی بیٹھ گئے اور نہایت لسانی سے گفتگو شروع کر دی اور عشاء کی نماز کے بعد تک برابر گفتگو کرتے رہے کبھی لکھنؤ کے مناظروں کی کیفیت بیان کرتے کبھی مرزا حسن علی محدث کے حالات بیان کرتے کبھی اور کوئی قصہ بیان کرتے غرض کہ پورا جلسہ انہی کی گفتگو میں ختم ہوگیا اور مولانا کچھ نہیں بولے صرف انکی باتوں پر کبھی جی ہاں حضرت اور کبھی بجا ہے۔

فرماتے تھے جب جلسہ برخاست ہوا تو مولانا نے محمد خان اور حکیم صاحب کو چھتے کی مسجد میں
حاجی محمد عابد صاحب کے حجرہ کے اوپر جو مکان تھا اسمیں ٹھہرایا اور میں رات کو مولوی محمود حسن
صاحب کے مکان پر سویا صبح کو چھتے کی مسجد میں مولوی محمد یعقوب صاحب سے ملاقات ہوئی
ہم لوگ کچھ اونکے پاس بیٹھے کچھ حاجی محمد عابد صاحب کے پاس بیٹھے پھر مولانا کے یہاں جا بیٹھے
اور کھانے کے وقت تک مولانا ہی کی خدمت میں بیٹھے رہے اسوقت بھی حکیم صاحب ہی
باتیں کرتے رہے۔ تیسرے پہر کو حکیم صاحب مدرسہ کی سیر کو گئے اور تھوڑی تھوڑی دیر سب
مدرسوں کے درس میں بیٹھے مگر مولوی محمد یعقوب صاحب کے درس میں سب سے زیادہ بیٹھے۔
جب میں نے یہ دیکھا کہ حکیم صاحب پر ابتک مولانا کی حالت منکشف نہیں ہوئی تو مجھے اسکا
بہت صدمہ ہوا اور میں نے اسکی کوشش کی کہ کوئی علمی گفتگو ہو اور مولانا کچھ کھلیں اس کیلئے
میں نے مولوی محمود حسن صاحب سے بھی کہا کہ تم کوئی علمی بات مولانا سے دریافت کرو۔ اور
مولوی عبد الکریم صاحب سے بھی مگر ہر ایک نے یہ ہی کہا کہ مولانا کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ اگر
حکیم صاحب مولانا کے معتقد ہو جاویں تو کیا اور اگر غیر معتقد ہو جاویں تو کیا ہم تو مولانا کو تکلیف ۳۱
نہ دینگے تمہارا جی چاہے تم خود پوچھ لو۔ میں نے اسپر بہت زور دیا مگر کسی نے نہ مانا حتی کہ میری
ان صاحبوں سے لڑائی اور تو تڑاق بھی ہوگئی مگر انھوں نے کسیطرح نہ مانا حکیم صاحب نے
مدرسین کی حالت دیکھکر محمد خاں سے کہا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب حدیث ایسی پڑھاتے
ہیں جیسے میرے والد پڑھاتے ہیں مگر مرزا حسن علی محدث کی سی نہیں پڑھاتے اور حضرت مولانا
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ پیران نمی پرند مریدان می پرانند جب یہ بات مجھے معلوم
ہوئی تو مجھے بہت ملال ہوا اور میں نے مولوی محمود حسن صاحب کو بھی برا بھلا کہا اور مولوی
عبد الکریم سے تو لڑائی ہوگئی (دوستی کے اور احکام ہیں اور معتقدانیت کے اور احکام) اور میں نے
کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ مولانا سے کوئی علمی بات پوچھ لو مگر تم نے میرا کہنا نہ مانا دیکھو حکیم عبد السلام
ایسا کہتے ہیں اونھوں نے اسپر بھی یہ ہی کہا کہ ہم تو مولانا کو تکلیف نہ دینگے چاہے حکیم عبد السلام
معتقد ہوں یا غیر معتقد خدا کی شان کہ اوسی روز حکیم مغیث الدین صاحب سہارنپوری کے صاحبزادے
حکیم مشتاق احمد صاحب مولانا کی خدمت میں آپہونچے اور مولانا سے عرض کیا کہ ایک بار ذرا

آگر قرآن پر یہ اعتراض کیا کہ قرآن میں توریت وانجیل کی نسبت محرف ہونیکا دعویٰ کیا گیا ہے اور قرآن ہی میں اسکا بھی اقرار ہے کہ خدا کے کلام کو کوئی بدل نہیں سکتا یہ قرآن کا صریح تعارض وتناقض بیان ہے یہ سُنکر مولانا کو جوش ہوا اور تقریر جواب شروع فرمادی اور دن کے آٹھ بجے سے کھانے کے وقت تک تقریر فرمائی اور حکیم مشتاق احمد صاحب کھانے سے بعد چلے گئے۔ ظہر کے بعد حکیم عبدالسلام نے پھر یہی مضمون چھیڑ دیا اور مولانا نے ظہر سے عصر تک یہی مضمون بیان فرمایا پھر عصر کے بعد سے مغرب تک یہی مضمون بیان فرمایا اور مغرب سے عشار تک یہی مضمون بیان فرمایا اور عشار کے بعد پھر یہی مضمون شروع کردیا اور حکیم عبدالسلام نہایت شوق سے اس مضمون کو سنتے اور بجائے حضور بجائے حضور کہتے رہے جب میں نے یہ دیکھا کہ رات بہت گذر گئی تو میں نے اشارہ سے حکیم عبدالسلام سے کہا کہ اب اٹھو چلو مگر وہ نہیں اُٹھے تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر کہا پھر بھی نہ اٹھے جب بارہ بج گئے تب میں نے زور سے کہا کہ حکیم صاحب اب اُٹھئے بہت دیر ہوگئی اور اب مولانا کو آرام کرنے دیجئے۔

۴۲ تب حکیم عبدالسلام اُٹھے اور تقریر ختم ہوئی مولانا کو کھانسی کا مرض تھا مگر آج ایسا اتفاق ہوا کہ اثنائے تقریر میں ایک مرتبہ بھی کھانسی نہ اٹھی اور تقریر کی برجستگی میں ذرا بھی خلل نہیں آیا اب تو حکیم صاحب مولانا کے نہایت معتقد ہوگئے اور وہاں سے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوئے اُٹھے مجھے انکی حالت تو معلوم ہوگئی مگر میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ صبح کے وقت حکیم عبدالسلام اور ہم سب روانہ ہوئے حکیم صاحب کو پہونچانے کے لئے مولوی محمود حسن حافظ احمد مولوی عبدالکریم اور دوسرے اشخاص اسٹیشن تک آئے اسٹیشن پر پہونچکر میں نے حکیم عبدالسلام کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور میں نے کہا کہ پرسوں جو کچھ آپ نے محمد خان سے فرمایا تھا وہ میں سُن چکا ہوں اب فرمائیے کہ آپ نے مولانا کو کیسا پایا اسپر حکیم صاحب نے فرمایا اسکا جواب ایک قصہ پر موقوف ہے پہلے وہ قصہ سُن لو وہ قصہ یہ ہے کہ باوجود نقشبندی مجددی ہونیکے اور باوجود شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ غلام علی صاحب سے مستفید ہونے کے میرے والد کے اندر چشتیت بہت غالب تھی حالانکہ وہ کسی چشتی سے مستفید نہ ہوئے تھے اور اس بنار پر انکی یہ کیفیت تھی۔ کہ جس جگہ یہ سُنتے تھے۔

(باقی آئندہ)

ایک تبلیغی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً ۔ اما بعد ۔ صاحبو! ۔ یہ خط جو آپ کے ملاحظہ سے گذر رہا ہے ۔ وہ خط ہے جو تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا مولوی کفایت اللہ صدر جمعیت العلماء کو اس غرض سے لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی تباہ کن غلطیوں پر متنبہ ہو کر اپنی اس روش کو چھوڑ دیں ۔ جو انہوں نے مغربی اثر سے اختیار کر رکھی ہے ۔ اور اسی کے ضمن میں اہل دیوبند کے طرز عمل پر بھی تنقید کی گئی تھی جو انہوں نے اپنے اسلاف کے خلاف اختیار کر رکھا ہے ۔ لیکن چونکہ وہ خط نہ گاندھی کی صدائے نان کوآپریشن وغیرہ تھی جس پر وہ فوراً لبیک کہتے ہیں ۔ نہ گورنمنٹ کا کوئی حکم تھا جس پر باوجود ترک موالات کے بھی وہ سمعاً و طاعتاً کہتے ۔ نہ کسی ذی وجاہت و ثروت دنیا دار کی چٹھی تھی جس کو وہ سر آنکھوں پر رکھتے ۔ بلکہ وہ ایک گمنام شخص کی جانب سے حق کی آواز تھی ۔ جس کو انہوں نے اس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا ۔ پس اب ہم اس کو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے شائع کرتے ہیں تاکہ وہ اسے غور سے پڑھیں ۔ اور سمجھیں کہ آپ کے وہ لیڈر جو آپ کو منزل مقصود تک پہنچانے کے مدعی ہیں ۔ آپ کو اصل مقصد سے کس قدر دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس سے نصیحت حاصل کریں یا نہ کریں ۔

حبیب احمد عفی عنہ

خط

بنام مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء

مکرم بندہ جناب مولوی کفایت اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اس وقت میں اپنے چند خیالات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ آپ خالی الذہن ہو کر - میری معروضات پر توجہ فرمائیں گے - اور اگر کوئی امر ناگوار طبع ہو - تو امید ہے کہ میرے خلوص پر نظر فرما کر اس کو نظر انداز فرمائیں گے -

سب سے پہلے میں آپ کی توجہ کو اس طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں - کہ مسلمانوں کا اصل مقصود خود احکام اسلام کی پابندی اور ان کو بلا تغیر و تبدیل دوسروں تک پہنچانا ہے - ریاست اور سلطنت اور امارت اور خلافت اگر مطلوب ہیں تو وہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے - ورنہ فی حد ذاتہ یہ امور مطلوب نہیں - یہ ایک ایسی حقیقت ہے - جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا - جب واقعہ یہ ہے - تو بحیثیت ایک مسلمان - بلکہ عالم بلکہ صدر جمعیت العلماء ہونے کی خود آپ کا نیز آپ کی جماعت کا فرض یہ ہونا چاہئے - کہ آپ اپنی سیاسی جد و جہد میں اسلام کو اور اس کے احکام کو مقدم سمجھیں اور حصول ریاست و امارت و خلافت کو مؤخر - اور مقصود بالغرض اور اس لئے ایسی باتوں سے احتراز فرمادیں - جن کا مقاصد اسلامیہ کے لئے مضر ہونا یقینی - اور سیاسی حیثیت سے مفید ہونا موہوم بلکہ موہوم سے بھی بڑھ کر ہو - آپ لوگوں نے خلافت کی جد و جہد میں جو کام کئے ہیں - ان سے خود دین الٰہی کو جس قدر ضرر خاص اس زمانہ میں پہنچ رہا تھا - جو اس جد و جہد کا زمانہ تھا - اور جس قدر ضرر ان تحریکات کے ٹھنڈا ہونے کے بعد پہنچا وہ سب لوگ اپنی آنکھ سے دیکھ چکے ہیں - اگر آپ کو اس کا احساس بھی ہو تو نہایت مبارک ہے - اور اگر احساس نہ ہو - تو انا للہ وانا الیہ راجعون - رہا سیاسی حیثیت سے ان کا مفید ہونا - سو یہ بھی آپ کو معلوم ہے - کہ ان سے کوئی سیاسی نفع نہیں پہنچا - بلکہ سراسر ضرر ہی پہنچا - ان واقعات کا مقتضا یہ تھا - کہ آپ حضرات متنبہ ہوتے - اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ان نقصانات کی تلافی کی طرف متوجہ ہوتے - جو آپ لوگوں کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کو پہنچ چکے ہیں - اور پہنچ رہے ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے - کہ ہم معاملہ اس کے بالکل خلاف دیکھ رہے ہیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نئی نئی تدابیر اختیار فرماتی ہیں وہ اسلام کے لئے نہایت خطرناک ہونے کے باوجود سیاست کے لئے بھی مفید نہیں ہوتی - چنانچہ پرسوں کل آپ کی جماعت کے اخبار الجمعیۃ میں ایک مضمون دیکھا جس کو دیکھ کر میری حیرت اور استعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور خیال ہوا - کہ اللہ وہ جماعت جو اپنا نام جمعیۃ العلماء رکھتی ہے - اور جو مسلمانوں کی دینی و قومی لیڈری کا اپنے کو حق دار اور ان کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار سمجھتی ہے آج اس کے منہ سے وہ باتیں نکلتی ہیں - جو اب تک نیچریوں کا شعار سمجھی جاتی تھیں اور جن کو علماء ربانی نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا - اور نہ ان احمقانہ بکواسوں پر توجہ کرنے کے لئے کبھی اپنے دماغ کو تکلیف دی -

اب میں اس اجمال کی قدرے تفصیل کرتا ہوں۔ توجہ سے اور انصاف کو پیش نظر رکھ کر ملاحظہ فرمائیے۔ ایک وقت وہ تھا جس وقت ہندوستان میں شرک و بدعت کی حکومت تھی۔ اور عوام و خواص سب پر یہ بلا چھائی ہوئی تھی۔ خال خال افراد گو ان سے واقف تھے تو خوف فتنہ وغیرہ ان کو برملا اپنے اظہار خیالات سے مانع تھا۔ ایسی ظلمت کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی حمایت کے لئے مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا۔ اور انہوں نے ایسے نازک وقت میں اپنی قوت کا حق ادا کیا۔ اور شرک و بدعت کی برائیاں علی الاعلان بیان کرنی شروع کیں اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تقلید آبا پر چلنے والے اور غالی افراد۔ عالم و جاہل ان کی مخالفت اور ضرر رسانی پر آمادہ ہوگئے۔ اور جن کو حق تعالےٰ نے توفیق دی انہوں نے ان کی سچی باتوں کو قبول کر کے صحابہ کے اتباع کا نمونہ دکھلایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے جو مسلمانوں میں شرک و بدعت پر اتفاق تھا وہ مٹ گیا اور مسلمانوں میں ایک نیا نزاع و اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اس نزاع و اختلاف اور فتنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اپنی جان پر جھیلا۔ اور کبھی اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔ کہ میرے فعل سے مسلمانوں میں جھگڑے اور فساد پیدا ہوگئے۔ مجھے چاہئے۔ کہ میں ان باتوں کو چھوڑ دوں جنہوں نے مسلمانوں میں آگ لگائی ہے۔ بلکہ وہ برابر شرک و بدعت اور قبیلہ کے معبودان باطلہ کی برائیاں بیان کر کے مرتے دم تک اس آگ پر تیل چھڑکتے رہے (اس جگہ یہ بات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید کو سکھوں سے جہاد بھی کرنا تھا۔ اور اس لئے ان کو اس وقت سے زیادہ اتحاد کلمہ اسلام کی ضرورت تھی۔ مگر اس پر بھی انہوں نے اس اتحاد کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ خود اپنے اور اپنی جماعت سے جو خدمت دین ہوسکی۔ اسی پر اکتفا کیا) جب وہ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے تو ان کے جانشینوں نے بھی وہی کیا۔ جو مولوی اسماعیل صاحب شہید نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ آخر میں نوبت مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و دیگر اکابر دیوبند تک پہنچی۔ یہ حضرات بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلے۔ اور وہ آگ جو مولوی اسماعیل صاحب کے فعل جائز سے بھڑکی تھی۔ اس پر ان کی تقلید چھوڑ کر پانی نہیں ڈالا۔ بلکہ اس کو برابر قوت پہنچاتے رہے۔ اس زمانہ میں سید احمد خاں کا دور دورہ ہوا۔ اور روشن خیالوں کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی۔ اور اس نے یہی راگ الاپنے شروع کئے۔ کہ علماء نے خواہ مخواہ کے جھگڑوں میں پڑ کر۔ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر دیا۔ مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ درہم برہم کر دیا۔ انھیں کمزور کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ آوازیں ان بزرگوں کے کانوں میں بھی برابر پہنچتی رہی۔ مگر ان خدا کے بندوں کو جنبش تک نہ ہوئی۔ اور وہ برابر اپنے کام میں لگے رہے۔ اب ان حضرات سے دنیا خالی ہوگئی۔ اور ان کے اخلاف ان کے جانشین ہوئے۔ ان لوگوں میں زمانہ کی سمی ہوا کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے ان لوگوں نے اس سمی ہوا سے متاثر ہونا شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ اب وہ حضرات جو نیچریوں کے مقابل اور ان کے مقاصد میں روڑے اٹکانے والے تھے وہی ان کے دست و بازو ہوگئے۔ اور جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ یہ کرنے لگے۔ اور جو وہ کہا کرتا تھی۔

وہ یہ کہنے لگے۔ آپ جمعیۃ العلماء کے خیالات ان کی معاشرت۔ اور ان کے منصوبوں کو نیچریوں کی انہی باتوں سے مقابلہ کر کے دیکھئے۔ اور بتلایئے۔ کہ ان میں کہاں تک امتیاز ہے؟ میرے نزدیک بجز فروعی (مثلاً داڑھی و کوٹ وغیرہ کا اختلاف) اختلاف کے اور کوئی اختلاف نہیں۔ اور جو اصول نیچریت ہیں۔ مثلاً دنیا کو دین پر ترجیح دینا۔ اغراض دنیاوی کے حصول کے لئے مذہب کو چھوڑ دینا۔ قومیت و ترقی کے گیت گانا۔ حب وطن کے عقیدہ پر خدا اور رسول پر ایمان سے بڑھ کر ایمان لانا وغیرہ۔ وہی اصول اس وقت جمعیت علماء کے ہیں۔ جیسا کہ اس جماعت کے اقوال و افعال اس مدعا پر شاہد عدل ہیں۔ میں مجموعی حیثیت سے ان کے اقوال و افعال پر اس وقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہ اس مختصر عریضہ میں اس کی گنجائش ہے۔ بلکہ مجھے صرف اس وقت جمعیۃ العلماء کے اس مضمون پر مختصر کلام کرنا ہے جو ۷ ذیقعدہ کے پرچہ میں "وحدت کلمۂ اسلام کی ایک مبارک کوشش" علماء دیوبند و بریلی کا اتحاد کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔

اس مضمون کی بسم اللہ یہ ہے۔ علماء کے باہمی اختلافات اور خصوصاً وہ جو فکر و رائے کے اختلاف سے بڑھ کر نزاع و مخاصمت کی صورت اختیار کر جائیں۔ امت کے لئے ایک لعنت الٰہی کی حیثیت رکھتے ہیں الخ ان الفاظ میں غور کیجئے۔ اور بتلایئے کہ پہلے نیچریوں کی ان اختلافات کے باب میں کیا رائے تھی۔ اور کیا ان کی ان سے کچھ بڑھے ہوئے تھے؟ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ عنوان آج تک کسی نیچری نے بھی اختیار نہ کیا ہوگا گو مقصد متحد ہو۔ اس عبارت میں اہل حق و اہل باطل دونوں کو ملزم گردانا گیا ہے۔ جس کا حاصل دوسرے عنوان سے یہ ہوا۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید اور ان کے ہم خیال علماء نے جو امت میں تفرقہ اور نزاع پیدا کیا۔ وہ امت کے لئے موجب لعنت الٰہی تھا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ یہ حضرات اپنے وراثت انبیاء کا حق ادا کرتے اور اسلام کے صحیح اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر آج جمعیت علماء ان کو اس خدمت کا یہ صلہ دیتی ہے۔ کہ ان کے فعل کو امت کے لئے موجب لعنت الٰہی بتلاتی ہے۔ انصاف کیجئے کیا جمعیت علماء کا یہی دینی فرض ہے۔ اور کیا وہ اپنے اخبار میں ایسے مضامین کی اشاعت کر کے مسلمانوں کو نیچریت کی تبلیغ نہیں کرتی۔ اور کیا وہ مسلمانوں کے لئے اظہار حق اور حفاظت دین کا دروازہ بند نہیں کرتی۔ کیا جب یہ خیال مسلمانوں کے قلوب میں جانشین ہو جائے گا کہ علماء کا اختلاف امت کیلئے موجب لعنت الٰہی ہے تو وہ کسی سنت کی حمایت اور کسی بدعت کی تخریب پر آمادہ ہو سکتے ہیں؟ اب غور فرمائیے کہ جمعیت العلماء کا یہ اصول اسلام کے لئے کس قدر خطرناک ہے۔ اب میں دوسرے پہلو پر گفتگو کرتا ہوں۔ کیا جمعیت العلماء ان لوگوں کو جو اس کے زعم میں اس کے مقاصد میں مزاحم ہیں۔ اچھی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتی ہے؟ آپ ضرور فرمائیں گے۔ کہ نہیں۔ تو کیا آپ کا یہ اختلاف امت کے لئے موجب لعنت الٰہی نہیں ہے۔ یا یہ اصول محض دینی اختلافات سے متعلق ہے۔ اور سیاسی اختلافات جو حصول سلطنت و ترقی میں حارج ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ رسول امین نے علماء کو اپنا وارث قرار دیکر انہیں امت کی نگہبانی و رہنمائی سپرد فرمائی تھی۔ الخ۔ یہ بیشک صحیح ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ علماء اہل حق اس فرض وراثت کا حق ادا کرنے کے لئے بلا خوف لومۃ لائم حمایت حق پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو غلط راہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں اور سیاسی و دنیوی مصالح کو پیش نظر رکھ کر مسلمانوں کو غلط راہ پر چلنے دیں تو وہ حق وراثت و نگہبانی و رہنمائی ادا کرنے والے نہ ہوں گے۔ بلکہ بمنزلہ خائن و غدار ہوں گے۔ اب اگر ان کے اس فرض منصبی کی ادا کرنے میں کوئی مزاحم ہو۔ اور اس طرح اختلاف و نزاع پیدا ہو جاوے تو اس کے ذمہ دار خود وہ مزاحمت کرنے والے ہوں گے۔ نہ کہ حامیان حق۔ چنانچہ یہ ایک ایسا اصول ہے جس کو تمام دنیا کے عوام و خواص تسلیم کرتے ہیں، اور اپنے حقوق و فرائض کی حفاظت میں اس سے کام لیتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دینی اختلافات کے فیصلہ میں اس اصول کو بالکل فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اور جو علماء اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں کوئی جائز فعل کرتے ہیں۔ جو ہوا پرستوں کی شرارت سے موجب افتراق بنجاتا ہے۔ ان پر جمعیت العلماء کے اجلاس سے فرد جرم لگائی جاتی ہے۔ اور ان کے فعل کو امت کے لئے موجب لعنت الٰہی بتلایا جاتا ہے اور ان پر اپنے فرائض کو بھول جانے۔ ایک دین کے کئی دین بنانے۔ تفریق امت۔ رسول کی امانت میں بے تکلف خیانت کرنے کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ اسلام کا مقصد محض دنیاوی عزت و دنیاوی جاہ و حکومت ترقی، تمدن وغیرہ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اور احکام الٰہی و مراسم شرعیہ ان کی نظر میں ہیچ ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم حکومت مسلمانوں کے کسی خطہ پر قبضہ کرنے کا خیال بھی کرے۔ تو پوری قوت سے اس کے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں اور دینی و دنیوی خطرات سب ان کی نظر سے غائب ہو جائیں۔ لیکن اگر کوئی مدعی اسلام اسلام کے ہزاروں احکام کو پامال کر دے۔ بلکہ توحید کی عمارت کو بھی متزلزل کر دے تو اس کی مزاحمت کو فتنہ و فساد و تفریق بین المسلمین وغیرہ جرائم کا ارتکاب قرار دیا جاوے۔ آپ خیال فرمائیں کہ کیا یہی حمایت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ اور اعزاز دین ہے۔ معاذ اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ایسے حامیان اسلام سے اسلام بزبان حال کہہ رہا ہے۔

مرا از چنگ گرگاں در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اس کے بعد اس مضمون میں ان آیات کی تلاوت فرمائی گئی ہے جن میں تفرق و اختلاف کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن یہ محض كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا الْبَاطِلُ کا مصداق ہیں۔ کیوں کہ ان کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ تم احکام اسلامیہ کی اشاعت و حمایت چھوڑ دو۔ شرک و بدعت وغیرہ کو پھیلنے دو۔ اور مسلمانوں کو ان افعال سے ہرگز نہ روکو۔ کیونکہ اس سے بد دینوں میں ہیجان ہوگا۔ اور مخالفت و منازعت پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ تم حق سے انحراف کر کے اہل حق کے ساتھ نزاعی صورت نہ پیدا کرو۔ مجھے افسوس ہے کہ مضمون نگار صاحب نے سارے فرقوں ہی...

ان ہی احکام کو قابل عمل سمجھا۔ اور وہ بھی ان کو غلط معنی پر محمول کر کے۔ اور انہوں نے اس آیت کو نظر انداز کر دیا۔ فَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ۔ اس آیت میں صاف حکم ہے۔ کہ جب مسلمانوں کی دو جماعتوں میں جنگ ہو۔ تو باقی مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جو ناحق پر ہو اس کو سمجھا کر صلح کرا دیں۔ اور اگر اس پر بھی وہ صلح پر آمادہ نہ ہو۔ تو جس کی زیادتی ہو اس سے جنگ کر کے خدائی فیصلہ کی طرف لاو۔ دیکھئے حق تعالےٰ مسلمانوں کو خانہ جنگی کا حکم کر رہے ہیں۔ اور جو مسلمان ان جھگڑے سے الگ ہیں۔ ان کو حکم دیتے ہیں۔ کہ تم بھی لڑائی میں کود پڑو۔ پس جب دنیاوی جھگڑوں میں بھی حق تعالےٰ کا حکم ہے۔ کہ جس کی زیادتی ہو۔ اس کو سمجھا بجھا کر یا اس سے لڑ کر راہ راست پر لاؤ۔ اور خانہ جنگی کی پروا نہیں کرتے۔ اور نہ اس فریق کو جو حق پر ملزم گردانتے ہیں تو دینی نزاعات میں حامیان حق کیوں مجرم ہوں گے۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے فساد العالِم فساد العالَم۔ الخ لیکن پاس اپنے مسلمہ اصول پر نظر کر کے خیال کرنا چاہئے۔ کہ جب ایک عالم کا فساد موجب فساد عالم ہے۔ تو جب جمعیۃ العلماء فاسد ہو۔ تو اس وقت فساد عالم کس قدر ہوگا۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ وہ وقت بہت ہی منحوس تھا۔ جب علماء کی مقدس جماعت اس فساد اجتماعی سے متاثر ہوگئی۔ اور انہوں نے ارشاد و ہدایت دین کا متبرک کام چھوڑ کر۔ آپس کی نزاعوں میں اپنی قوت برباد کرنی شروع کر دی الخ۔ مگر میں نہایت افسوس کیساتھ کہتا ہوں کہ مضمون نگار صاحب نے اس مضمون میں بھی سخت غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ علماء کے نزاعات کا منشا ہی ارشاد و ہدایت ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ دیا تھا۔ علماء نے ان کو راہ پر لانے کی لئے کوشش کی۔ ہواپرستوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔ پس اس نزاع کا منشا علماء کی فرض شناسی ہوا ہے۔ نہ کہ اس سے غفلت۔ اور جو برے نتائج اس پر مرتب ہوئے۔ اس کے ذمہ دار خود ہواپرست ہیں۔ نہ کہ اہل حق اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ بحکم فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ ان ہواپرستوں کو مجبور کر کے اہل حق کیساتھ اتحاد پیدا کرنا چاہئے۔ نہ کہ اہل حق کو اپنی صحیح روش چھوڑ کر اہل ہوی کیساتھ شیر و شکر ہونا۔ لیکن ہم اس جگہ معاملہ برعکس دیکھ رہے ہیں۔ کہ اہل دیوبند اپنی صحیح روش کو چھوڑ کر اہل بدعت کیساتھ اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایک باقاعدہ صلحنامہ مرتب کرنا چاہتے ہیں۔ اس مصالحت پر تفصیلی تنقید تو اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ صلحنامہ مرتب ہو کر اس کی شرائط قلم بند ہو جائیں۔ لیکن اس وقت ہم اس پر اجمالی تنقید کرتے ہیں۔ جو کہ حسب ذیل ہے۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اور ان کے ہمخیال اہل دیوبند اس پر آمادہ ہیں۔ کہ وہ اہل شرک و بدعت کی خوشنودی کے لئے اپنے بزرگوں کی ان عبارتوں کو نکال ڈالیں گے۔ جن پر ان کو اعتراض ہے۔ اور وہ اس پر یقین ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے ان بزرگوں کی ارواح خوش ہوں گی۔ لیکن سوال اس جگہ یہ ہے۔ کہ کیا مولوی حبیب الرحمن صاحب اور ان کے ہمخیالوں کے امکان میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ان بزرگوں سے بھی اس صلحنامہ پر دستخط کرا لیں جن کی عبارتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے جبکہ ان سے دستخط نہیں کرائے جا سکتے۔ تو اس سے صرف مولوی حبیب الرحمن

صاحب وغیرہ اپنے اوپر سے الزام کفر دفع کرکے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید وغیرہم کو اس تدبیر سے اس جماعت میں داخل نہیں کرسکتے۔ اور جب وہ داخل نہ ہو سکے۔ تو اب دو حالتیں ہیں یا تو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ اپنے نئے بھائیوں کیساتھ ملکر ان بزرگوں کی تکفیر کریں۔ یا حسب سابق انکو مسلمان سمجھیں پہلی صورت تو نہایت بعید ہے۔ گو سیاسی مصالح یا وحدت کلمۂ اسلام پر نظر کرتے ہوئے چنداں بعید بھی نہیں۔ اور دوسری صورت میں وہ بریلی کے اس اصول موضوعہ کی رو سے کہ جو ان بزرگوں کو کافر نہ کہے۔ وہ کافر ہے۔ یہ لوگ باوجود ان ترمیمات کے بھی کافر ہی رہیں گے۔ اور پہلی صورت بھر عود کر آئے گی۔ کہ ہم کافروں سے صلح نہیں کرسکتے۔ اور صلح ناممکن ہو جائیگی۔ پس نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ دوسری بحث اس جگہ یہ ہے۔ کہ جن نتائج کی بنا پر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ ان ترمیمات کو منظور کرتے ہیں۔ کیا وہ نتائج ان بزرگوں کے سامنے نہ تھے۔ جن کی وہ عبارتیں ہیں ہو کیا ان کو خبر نہ تھی۔ کہ ان عبارتوں پر مسلمانوں میں اختلاف عظیم اور بہت بڑا فتنہ پیدا ہو گیا ہے؟۔ ضرور تھی۔ اور کیا وہ ان آیات سے غافل تھے۔ جن میں تفرق واختلاف کی ممانعت ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر جبکہ انہوں نے باوجود ان باتوں کے علم کے بھی ان عبارتوں پر قلم نہیں پھیرا۔ اور اسطرح مصالحت کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ مدت العمر ان پر جمے رہے۔ اور یہی سمجھتے رہے۔ کہ ان شرور وفتن کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہوا پرست ہیں۔ جو حق کو قبول کرنے سے اعراض کرتے ہیں۔ تو اب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ کو کس دلیل سے یہ اطمینان ہوتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کی ارواح اس ترمیم سے خوش ہونگی۔ اور کہیں گی کہ شاباش ہمارے فرزندو۔ جو کام ہم سے نہ ہو سکا۔ وہ تم نے کیا۔ استغفر اللہ۔ الغرض یہ سب خیالات واوہام باطلہ ہیں جس کا منشا محض حب جاہ۔ ومقبولیت عامہ ہے۔ ورنہ ان باتوں کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اب میں اس مصالحت کے نتیجہ پر آپکو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس مصالحت کا ایک نتیجہ تو یہ ہوگا۔ کہ جن لوگوں کو شرک وبدعت سے نفرت ہے۔ ان کے قلوب سے نفرت اٹھ جائیگی۔ اور وہ پھر شرک وبدعت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اور دوسرے بزرگوں کی تمام کوششوں پر یک لخت پانی پھر جائیگا۔ اور پھر اسی شرک وبدعت کا ڈنکا بجنے لگے گا۔ اور دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس مصالحت سے اہل حق کی زبانوں پر قفل لگ جائیں گے۔ اور وہ شرک وبدعت کے خلاف ایک لفظ منہ سے نہ نکال سکیں گے کیونکہ انکو خوف ہوگا۔ کہ مبادا ہمارے نئے بھائی جن کو ہمنے اسقدر کوشش کیساتھ ملایا ہے پھر ہم سے نہ روٹھ جائیں۔ اور اسی طرح وہ حامیان سنت وماحیان بدعت کے زمرہ سے نکل کر ماحیان سنت وحامیان بدعت بنجائیں گے۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ یہ دونوں نتیجے ہم ہندو مسلم اتحاد میں آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ یہ برے نتائج تو قریب قریب یقینی ہیں۔ رہا مفید نتیجہ۔ کہ اس اجتماعی قوت سے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں کام لیا جاوے۔ سو اس کا مشاہدہ بھی ہم کو ہندو مسلم اتحاد سے ہو چکا ہے۔ پس جبکہ اتنی بڑی قوم کا اتفاق مفید نہ ہوا۔ تو بریلوی جماعت کا اتفاق کیا مفید ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ خود

اسی کی کیا ضمانت ہے۔ کہ مصالحت قائم رہے گی۔ پس یہ مصالحت دین کیلئے سخت مضر۔ اور دنیا کے لئے محض غیر مفید ہے۔ اسلئے جماعت دیوبند اور جمعیت علماء کا اس کی طرف قدم بڑھانا کسی طرح مناسب نہیں۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہم تمام فرق اسلامیہ سے قطع تعلق کر لیں گے۔ تو ہم مخالفین اسلام کا مقابلہ کس طرح کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اول تو جب آپ میں طاقت نہیں۔ تو آپ سے مقابلہ کرنیکو کس نے کہا ہے اور وہ بھی ناجائز ذرائع اختیار کر کے اور اپنے ہاتھوں دین کو برباد کر کے۔ دوسرے صحابہ کی تعداد تو اتنی بھی نہ تھی جتنی خود دیوبندی گروہ کی تعداد ہے پھر آخر انہوں نے تمام دنیا کے کفار کا مقابلہ کیونکر کیا تھا۔ ان کا مقابلہ صرف کمال ایمان اور مدد حق تعالیٰ پر مبنی تھا۔ پس تم کمال ایمان پیدا کرو۔ اور حق تعالیٰ کی مدد کو اپنے ساتھ لو۔ انشاء اللہ تم کو کامیابی ہوگی۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اسلام کی حفاظت کا ادعا کر کے نصرت خداوندی کو چھوڑ کر جو کہ ایمان کامل اور استقامت علی الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ اعانت بریلویان و نیچریان و امثالہم پر اعتماد کرنا سراسر غلطی ہے۔ وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ
پس جمعیت علماء کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ارکان ایسے لوگوں کو بنائے جو صحیح العقیدہ والعمل ہوں۔ اور اخلاط الناس سے معجون مرکب تیار کر کے اس کا نام جمعیت العلماء رکھنا دین الٰہی کو اپنے ہاتھوں برباد کرنا ہے اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلائے۔ انکو نیچریانہ اور لامذہبی کے خیالات کی تبلیغ کرنا۔ اور ان میں غلط جذبات پیدا کرنا ایک مذہبی جماعت کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اطاعت خدا اور رسول کو کو اپنا مقصود اصلی بنا دے اور سیاسی جد و جہد کو اس مقصود کے تابع اور اس کے ماتحت رکھے۔ سیاسی مقاصد کو مقصود اصلی بنا کر دین کو ان کی آڑ بنانا۔ سراسر خلاف ایمان ہے اگر اس طریق پر پورا پورا عمل ہو گیا۔ تو دین و دنیا دونوں کی فلاح یقینی ہے۔ اور اگر پورا عمل نہ ہو سکا۔ تو دینی نفع تو یقینی ہے۔ اور اس کے خلاف تدابیر میں دین کا ضرر یقینی ہے اور دنیا کا نفع موہوم سے بھی کم۔ اب میں اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔ اور آخر میں غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اتنا اور کہتا ہوں۔ کہ میری اس تحریر کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ جمعیت العلماء قصداً و عمداً تخریب دین میں ساعی ہے۔ بلکہ میرا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ واقع میں ان کی مساعی کا نتیجہ تخریب دین اور اس کا منشاء مغربی اثر کی بناء پر دنیا پر فریفتگی۔ حب جاہ حب مال عصبیت قومی وغیرہ ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ان کو اس کا احساس نہ ہو۔ اور وہ کید نفس میں پھنسے ہوئے ہوں۔ کیونکہ نفس کے مکائد نہایت زبردست ہیں۔ چنانچہ مولانا رومی کہتے ہیں ؎

نفس را تسبیح و مصحف در یمین۔ خنجر و شمشیر اندر آستین۔ سوئے ضعف آورد بہر ضعف تا در اندازد ترا در قعر او

اگر آپ واقعات پر انصاف سے اور خارجی اثرات سے خالی ہو کر غور کریں گے۔ تو مجھے امید ہے۔ کہ آپ میرے بیان کی تصدیق فرمائیں گے۔ میں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ میری اس تحریر کا منشاء مباحثہ و مناظرہ نہیں ہے۔ بلکہ محض دینی ہمدردی اور خیر خواہی اس کا منشاء ہے۔ اگر آپ کے جواب سے مجھ کو کسی بہتر نتیجہ کی امید ہوئی۔ تو انشاء اللہ پھر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرونگا ورنہ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم وما علینا الا البلاغ والسلام (حبیب احمد از ریاست [illegible] ضلع علیگڑھ مدرسہ [illegible])

(مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ)

جدید سلسلہ طباعت

چونکہ دینی کتابوں کی طرف عام بے رغبتی ہے اور اپنے اکابرین کی تصانیف کی عام نکاسی کم ہے اسلئے تجار انکی طرف سے یکسو ہیں۔ پہلے تو مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کتابوں کو محض اشاعت کی غرض سے طبع کراتے رہے ہیں انکے انتقال کے بعد تاجروں نے توجہ کی مگر زمانہ کی گردش نے اسوقت کچھ ایسا رنگ دکھایا کہ اب تو کوئی صاحب ایسے احقر کے خیال سے نہیں ہیں جو انکی اشاعت کر رہے ہوں اور بعض خادمان سلسلہ کا خیال ہے بھی تو ان میں اسقدر گنجائش نہیں جو اس کام کو انجام دے سکیں دیکھئے کب تک یہ حالت رہتی ہے۔ خدا کرے جلدی کوئی صاحب کھڑے ہوں جو اس کام کو انجام دیں نہیں تو اندیشہ ہے کہ رفتہ رفتہ متقدمین کی تصانیف کی طرح اپنے اکابرین کی تصانیف بھی معدوم ہو جاوے۔ اسوقت احقر نے ایک صورت سوچکر نکالی ہے وہ یہ کہ بالفعل سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم کی مطبوعہ تصانیف میں سے اون کتابوں کے ناموں کی فہرست شائع کروں جو احقر کے خیال میں ختم ہو چکی ہیں اور انکی طباعت کا ہونا ضروری ہے اور اسکی صورت یہ ہوگی جن حضرات کو جو کتاب مطلوب ہو وہ اسکے خریداروں میں اپنا اسم مبارک لکھوا دیں جب از ۱۵۰ تا ۲ سو کتاب کے خریدار ہو جاوینگے اوسوقت وہ کتاب چھپوا کر ارسال کر دیجاویگی۔ ہاں اس امر کی شکایت ہو سکتی ہے کہ قیمت زائد رکھکر گراں نہ دیجاوے تو اوسکی شرح یہ ہوگی ۸ فی جزکے حساب سے قیمت لیجاوے گی۔ مثلاً دعوات عبدیت جلد دوم کا تخمینہ بیس جز کا ہے اوسکی قیمت ۲/۵ لیجاویگی۔ حالانکہ پیشتر اوسکی قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے تھی۔ اسمیں خریداروں کو بھی کفایت رہے گی اور کام بھی ہو جاویگا مگر یہ قیمت اونہی حضرات سے لیجاویگی جو اس سلسلہ کے خریدار ہونگے ورنہ ویسے احقر کو اختیار رہیگا۔ جو قیمت بھی چاہے وصول کرے۔

اور اس سلسلہ کی کتب کی تقطیع کاغذ کتابت چھپائی مثل امدادی کے ہوگی۔ خدا پر بھروسہ کر کے فہرست شائع کرتا ہوں۔

(فہرست اس صفحہ کی پشت پر ملاحظہ فرمادیں)

حفظ الاربعین یعنی چہل حدیث

یادِ یاران

تحذیر الاخوان یہ پانچ رسالوں کا مجموعہ ہے جسمیں سے پہلے میں ہندستان میں سود لینے کی بحث اور دوسرے میں رشوت کی حقیقت اور تیسرے میں جہاز پھونک کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھے میں نکاح خوانی کی اجرت کا حکم پانچویں میں متعارف چندہ کے بعض مفاسد کا بیان ہے جسکی آجکل اشد ضرورت ہے۔

جامع الآثار

اصلاح النساء

اصلاح الانقلاب

ایضاً جلد دوم

تعدیل التقویم

زوال السنۃ

ارشاد الہائم فی حقوق البہائم

الرفیق فی سواء الطریق

دعوات عبدیت دوم دس وعظ اور سوا سو ملفوظات

دعوات عبدیت سوم دس وعظ اور سوا سو ملفوظات

دعوات عبدیت چہارم دس وعظ

دعوات عبدیت ششم دس وعظ اور سوا سو ملفوظات

دعوات عبدیت ہفتم دس وعظ

دعوات عبدیت نہم دس وعظ اور سوا سو ملفوظات

ہفت اختر دس وعظ اور سوا سو ملفوظات۔

الاستغفار۔	ایک وعظ
الانفاق۔	ایک وعظ
الظلم۔	ایک وعظ
الحلف	ایک وعظ
المباح۔	ایک وعظ
السؤال۔	ایک وعظ
التوکل۔	ایک وعظ
الصبر۔	ایک وعظ
الخضوع۔	ایک وعظ
عمل الذرہ۔	ایک وعظ
الظہور۔	ایک وعظ
الشذور۔	ایک وعظ
الغضب۔	ایک وعظ
مظاہر احوال	ایک وعظ
الافتتاح۔	ایک وعظ
القرض۔	ایک وعظ
تفصیل الذکر۔	ایک وعظ
التوجہ۔	ایک وعظ
العفۃ	ایک وعظ
العزۃ۔	ایک وعظ۔
اجابۃ الداعی۔	ایک وعظ
المال والجاہ۔	ایک وعظ
اتباع المنیب۔	ایک وعظ
کشف الاذی۔	ایک وعظ
الفضل العظیم	ایک وعظ
الاسراف۔	ایک وعظ
الذکر۔	ایک وعظ
الخشیۃ۔	ایک وعظ
الدنیا۔	ایک وعظ

الظاہر۔ ایک وعظ۔ التبلیغ کا چوتھا وعظ

اصلاح الیتامیٰ۔ التبلیغ کا پانچواں وعظ

تنظیم العلم۔ التبلیغ کا چھٹا وعظ

التقویٰ۔ التبلیغ کا ساتواں وعظ

المراد۔ التبلیغ کا آٹھواں وعظ۔

دواء الشفیق۔ التبلیغ کا نواں وعظ۔

احسان الاسلام۔ التبلیغ کا دسواں وعظ

ترک مالایعنی۔ التبلیغ کا بارہواں وعظ

تعظیم العلم۔ التبلیغ کا تیرہواں وعظ۔

الکمال فی الدین للنساء۔ التبلیغ کا چودہواں وعظ

نفی الحرج۔ التبلیغ کا پندرہواں وعظ

الباب لاولی الالباب۔ التبلیغ کا سولہواں وعظ

السلام التحقیق۔ التبلیغ کا سترہواں وعظ

درجات الاسلام۔ التبلیغ کا انیسواں وعظ

فقد الحبیب۔ التبلیغ کا بیسواں وعظ

تحقیق الشکر۔ التبلیغ کا اکیسواں وعظ

رجاء اللقاء۔ التبلیغ کا بائیسواں وعظ

اسباب الفضائل۔ التبلیغ کا تیئیسواں وعظ

رمضان فی رمضان۔ التبلیغ کا چوبیسواں وعظ

شکر المثنوی۔ التبلیغ کا پچیسواں وعظ۔

عود العید۔ التبلیغ کا ستائیسواں وعظ۔

عود العید۔ التبلیغ کا اٹھائیسواں وعظ

الاعتصام بحبل اللہ۔ التبلیغ کا انتیسواں وعظ

راحت القلوب

تذکیر الآخرۃ

فوائد الصحبۃ

الطہور

السرور

اوّل الاعمال

آخر الاعمال

(نوٹ) جس کتاب کے جسقدر نسخے ہزار ہو جایا کرینگے ہر ماہ میں شائع کردیا کرونگا کہ فلاں کتاب کے اسوقت تک اسقدر خریدار ہوگئے ہیں۔ تاکہ تمام حضرات کو معلوم ہوتا رہے کہ اسقدر کمی باقی ہے۔ فقط

جملہ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں محمد عثمان پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المذکور ٭ صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّی بہ

الہادی

وارد ۲۳/۱۱

جلد ۱	بابت ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۳ھ	نمبر ۱۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاوی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ باہتمام محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دہلی کہ درآں ترقی ہم غرض است

سئل ۱۱ النعت ۱ ما ماقو من الحدیث فی تبیانا کتاب الله فی بار ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

ببرکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	الفادیث التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۹
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۷
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۴۱
۷	عرض مدیر	×	×	بر ٹائیٹل

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو یا اندر تین تاریخ کے شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے دو ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے مگر زر قیمت سالانہ ایک ہے

(۴) عموماً ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جو حضرات خریدار ان کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۱۲؍ کا وی۔پی روانہ ہوگا۔ جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر کا اضافہ کریگا اور ۱۴؍ کا وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے ان کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے۔ اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

(یعنی بخاری مسلم وغیرہ ذکر غرۂ غسل وضو کا نہیں ہے)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری امت بروز قیامت روشن چہرہ روشن ہاتھ پیر بلائے جائینگے آثار وضو کی وجہ سے پس جو کوئی تم میں سے اپنی روشنی اور چمک دراز کرسکے کرے اسکو بخاری مُسلم نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جملہ روشنی کو دراز کرے جو کرسکے یہ ابوہریرہ کا کلام ہے حدیث میں داخل کیا گیا ہے (وہو کے ہے) یہ کلام حضرت ابوہریرہؓ پر موقوف ہے اسکا اکثر حفاظ نے ذکر کیا ہے اللہ اعلم۔

اور مسلم میں ابی حازم کی روایت سے یہ ہے کہتے ہیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے واسطے وضو کرتے تھے اپنے ہاتھونکو بغلوں تک دہو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے ابوہریرہ یہ کیسا وضو ہے فرمانے لگے اے بنی فروخ تم یہاں ہو اگر میں جانتا کہ تم یہاں ہو تو میں ایسا وضو نہ کرتا میں نے اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے (جنت میں) زیور مومنونکا وہاں تک پہنچے گا جہانتک وضو کا پانی پہنچے گا اسکو ابن خزیمہ ۸۹ نے اپنی صحیح میں اسی کے قریب روایت کیا ہے مگر انھوں نے روایت کیا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ زیور پانی وضو کی جگہ تک پہنچے گا۔

ف بغلوں تک وضو کرنا اس فضیلت کی بنا پر یہ اجتہاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ورنہ وضو کا کامل کرنا یہ ہے کہ مواضع وضو پر کامل طور پر پانی پہنچانا ہے نہ کہ کسی عضو زاید کو دہونا واللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم عن قریب لاحقون۔ ترجمہ السلام علیکم اے قوم مومنین کے گھر والو اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا عنقریب تم سے ملنے والے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ ہم اپنے بھائیونکو دیکھ لیتے صحابہ نے عرض کیا کیا ہم جناب کے بھائی نہیں ہیں یا رسول اللہ فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے صحابہ نے عرض کیا آپ کی اُمت میں سے جو ابتک نہیں آئے ہیں انکو جناب کیونکر

پہچان لینگے آپ نے فرمایا تم ہی بتاؤ اگر ایک شخص کے سفید چہرہ سفید ہاتھ پیر والے گھوڑے بالکل سیاہ گھوڑوں میں ملے جلے ہوں کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا۔ اصحاب نے عرض کیا بیشک پہچان لے گا آپ نے فرمایا وہ لوگ تو روشن چہرہ روشن ہاتھ پیر وضو کی وجہ سے آئینگے اور میں حوض پر پہلے پہنچکر اونکا منتظم ہونگا اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے اُن لوگوں کو کہ جناب نے دیکھا نہیں ہے امت میں سے فرمایا وہ روشن چہرہ روشن ہاتھ پیر ابلق ہونگے آثار وضو کی جہت سے اسکو ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور امام احمد اور طبرانی نے عمدہ اسناد کے ساتھ اسی کے مثل ابو امامہ سے روایت کیا۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت میں پہلا اون لوگوں کا ہونگا جنکو سجدہ کرنے کی اجازت دیجائے گی اور میں اول اون لوگوں کا ہونگا جن کا سجدہ سے سر اٹھایا جائیگا بس میں اپنے سامنے دیکھکر اپنی امت کو اور امتوں کے درمیان میں پہچان لونگا اور اپنے پیچھے بھی اسیطرح اور داہنے بھی اسیطرح اور بائیں بھی اسیطرح ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ آپ حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت سے لگاکر اپنی امت تک کیونکر اپنی اُمت کو پہچانینگے فرمایا وہ روشن چہرہ روشن ہاتھ پیر ہوں گے اثر وضو کی وجہ سے انکے سوا اور کوئی ایسا نہ ہوگا اور میں یوں بھی پہچانونگا کہ وہ اپنے نامہ اعمال داہنے ہاتھوں میں دیئے جاینگے اور یوں بھی اونکو پہچان لونگا کہ انکی اولاد اونکے آگے دوڑتی ہوگی اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہیں اور یہ حدیث متابعت میں حسن ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ مسلمان یا مومن جبکہ وضو کرتا ہے بس مونہہ دھوتا ہے اوسکے چہرہ سے سب خطائیں نکلجاتی ہیں جنکی طرف اوسنے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے پانی کے ساتھ فرمایا آخر قطرہ پانی کے ساتھ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے اوسکے ہاتھوں سے تمام وہ خطائیں نکلجاتی ہیں

جنکو دونوں ہاتھوں نے پکڑا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ پھر جب دونوں پیر دہوتا ہے کل خطائیں نکلجاتیگی جنکی طرف پیروں سے چلا ہے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کیساتھ یہانتک کہ گناہوں سے بالکل صاف نکل جاتا ہے اسکو امام مالک و مسلم و ترمذی نے روایت کیا ہے اور مالک اور ترمذی نے پیرونکے دہونے کو نہیں بیان کیا ہے۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھا وضو کیا اسکے تمام گناہ اسکے جسم سے نکلجاتے ہیں یہانتک کہ ناخونوں کے نیچے بھی نکلجاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل اپنے اس وضو کے کرتے ہوئے دیکھا پھر فرمایا جو شخص ایسا وضو کرے اسکے سبب پہلے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اسکی نماز اور مسجد کو جانا نفع میں رہجاتا ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور نسائی نے مختصر روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ یہ ہیں کہتے ہیں میں نے

۹۱ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہیں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ وضو عمدہ کرتا ہو اور اسکے وہ گناہ نہ بخشے جاتے ہوں جو اس وضو اور دوسری نماز کے درمیان میں ہوئے ہیں یہانتک کہ وہ نماز ادا کرے اور اسکی اسناد شرط شیخین پر ہے اور اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں مختصر مثل روایت نسائی روایت کیا ہے اور اسکو ابن ماجہ نے بھی بالاختصار روایت کیا ہے اور آخر میں زیادہ کیا ہے کہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کوئی شخص دہوکہ میں نہ پڑے اور نسائی کے ایک لفظ یہ ہیں فرمایا جس شخص نے وضو کو تمام کیا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہے تو پانچوں نمازیں اپنے درمیان کے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوجاتی ہیں۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عمدہ طرح سے وضو کیا پھر فرمایا جس کسی نے مجھ جیسا وضو کیا پھر مسجد میں آیا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھا اسکے تمام گناہ جو پہلے کئے ہیں بخشے جائینگے کہنے لگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دہوکہ میں نہ پڑجانا اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے پانی منگایا اور وضو کیا پھر

ہنسے پھر اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ تم مجھسے پوچھتے نہیں ہو مجھکو کس امر نے ہنسایا لوگوں نے کہا
آپکو کس امر نے ہنسایا اے امیرالمومنین فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ
جناب نے مجھ جیسا وضو کیا پھر آپ ہنسے تب فرمایا تم مجھسے دریافت نہیں کرتے کہ آپکو کس امر
نے ہنسایا تب اصحاب نے عرض کیا آپکو کس امر نے ہنسایا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا جب
بندہ پانی منگا کر منہ دہوتا ہے اللہ تعالے اوسکے وہ تمام گناہ جو اوسکو چہرہ سے پہنچے تھے گرادیتا
ہے پھر جب دونوں ہاتھوں کو دہوتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور جب پیرونکو پاک کرتا ہے
تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اسکو امام احمد نے سند جید سے اور ابو یعلے نے روایت کیا ہے اور اسی کو
بزار نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ جب سر کا مسح کرتا ہے تب بھی
ایسا ہی ہوتا ہے۔ **ف** معلوم ہوا کہ ہنسنے کا سبب گناہوں کی معافی تھی۔

اور حضرت حمران رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ نے وضو کا پانی منگایا اور آپ سخت سردی کی رات میں نماز کے واسطے تشریف لیجانے کا ارادہ
فرماتے تھے میں اسکے پاس پانی لایا آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دہوئے آپکو اللہ کافی ہے۔ ۹۲
اور رات سخت سردی والی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے
تھے جو کوئی وضو کو کامل طور پر کرتا ہے ضرور اللہ تعالے اسکے پہلے پچھلے گناہ بخش دیتے ہیں۔
اسکو بزار نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بعضے آدمی میں نیک خصلت ہوتی ہے اوسکی وجہ سے اللہ تعالے اوسکے تمام عمل نیک کردیتا
ہے اور آدمی کا پاکی کرنا نماز کے واسطے یعنی وضو کرنا اللہ تعالے اسکی پاکی کے ساتھ اوسکے گناہونکا
کفارہ کردیتا ہے اور نماز اسکے واسطے زیادہ بچ رہتی ہے (یعنی ترقی درجات کے واسطے کفارہ سے
زاید بچ رہتی ہے) اسکو ابو یعلے نے اور بزار اور طبرانی نے اوسط میں بشار بن حکم کی روایت سے
روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ صنابحی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ وضو کرتا ہے پس کلی کرتا ہے اوسکے مونہہ سے گناہ نکلجاتے ہیں

پھر جب ناک جھاڑتا ہے اوسکی ناک سے گناہ نکلجاتے ہیں پھر جب چہرہ دہوتا ہے اوسکے چہرہ سے گناہ نکلجاتے ہیں یہانتک کہ پلکوں کے نیچے سے پھر جب دونوں ہاتھ دہوتا ہے اسکے دونوں ہاتھوں کے گناہ ناخونوں کے نیچے تک سے نکلجاتے ہیں پھر جب اپنے سر پر مسح کرتا ہے اسکے سر کے گناہ اسکے کانوں تک سے نکلجاتے ہیں پھر جب دونوں پیر دہوتا ہے اوسکے پیروں کے گناہ ناخونوں کے نیچے تک سے نکلجاتے ہیں پھر اسکا مسجد کو چلنا اور اسکی نماز زیادہ رہی اسکو امام مالک نسائی ابن ماجہ حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے اور اسمیں کوئی علت نہیں ہے اور صنابحی صحابی مشہور ہیں۔

اور حضرت عمر بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں اپنے جاہلیتہ کے زمانہ میں گمان کیا کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں کسی مقدبہ شے پر نہیں ہیں اور لوگ بتونکو پوجتے تھے بس میں نے مکہ معظمہ میں ایک آدمی سنا کہ خبریں بیان کرتے ہیں میں اپنی سواری پر بیٹھکر اسکے پاس حاضر ہوا دیکھا تو وہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے بس انھوں نے حدیث (ملاقات کی) بیان کی یہانتک کہ کہا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ پھر وضو کے بارہ میں بھی مجھ سے بیان کیجئے ۹۳
فرمایا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ وضو کا پانی اپنے پاس رکھے اور کلی کرے اور ناک مین پانی دیکر ناک صاف کرے اور پھر اسکے گناہ اسکے چہرے اور مونہہ اور نتھنوں سے نہ گرجائیں۔ اور پھر جب وہ چہرہ دہونے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور اسکے گناہ چہرہ سے اسکے جبڑے کے جانبوں سے پانی کے ساتھ نہ گرجائیں پھر ہاتھ کہنیوں تک دہوتے اور اوسکے ہاتھوں کے گناہ پوروں سے پانی کے ساتھ نہ گرجائیں پھر اپنے سر کا مسح کرے اور اسکے سر کے گناہ اسکے بالوں کے سروں سے پانی کے ساتھ نہ گرجائیں پھر دونوں پیر دونوں ٹخنوں تک دہوتے اور اسکے پیروں کے گناہ دونوں پیروں کے پوروں سے پانی کے ساتھ نہ گرجائیں پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی اور اللہ تعالےٰ کی حمد کی اور اسکی تعریف اور بزرگی اسکے قابل الفاظ کے ساتھ کی اور اپنے دل کو اللہ کے واسطے خالی کیا اور اپنے گناہوں سے ایسا صاف نہ ہوجائے جیسا اس دن تہا جب اسکی والدہ نے اسکو جنا تھا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

کے واسطے تمامی اعمال میں اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا جو کوئی مسلمان وضو کامل کر کر اپنی نماز میں کھڑا ہو کر جو کچھ پڑہی سمجھکر پڑہے ضرور وہ ایسی حالت میں فارغ ہوگا جیسا اوس دن تھا کہ اسکی والدہ نے اسکو جنا تھا آخر حدیث تک بیان کیا اسکو مسلم ابو داؤد نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ حاکم نے روایت کیا ہے اور لفظ حاکم کے ہیں اور اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ناگواری کے وقت وضو کامل کرنا اور قدموں کو مسجد کی طرف کام میں لگانا (یعنی چلنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو بالکل دھو دیتا ہے اسکو ابو یعلے اور بزار نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ شرط مسلم پر صحیح ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کیا میں تم کو ایسا کام نہ بتاؤں کہ اللہ تعالے اسکے سبب خطاؤں کو مٹا دے اور اسکی وجہ سے ۹۲
درجات کی ترقی دے لوگوں نے عرض کیا بیشک (یعنی ضرور فرمایئے) فرمایا ناگواریوں کے وقت وضو کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہ تمہارا سرحدی پہرا ہے اسکو امام مالک مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسکے مضمون کو روایت کیا ہے اور نیز ابن ماجہ نے اسی حدیث کو اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے مگر انھوں نے اسمیں یوں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو وہ کام نہ بتاؤں کہ اللہ تعالے اسکے ساتھ خطاؤں کا کفارہ کر دے اور نیکیاں بڑہا دے اور گناہوں کا کفارہ کر دے لوگوں نے عرض کیا بیشک فرمایئے یا رسول اللہ فرمایا ناگواریوں کے وقت وضو کامل کرنا اور کثرت سے مسجدوں کی طرف قدم رکھنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا پس یہ سرحدی پہرا ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح شرحبیل بن سعد سے اور انھوں نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کو میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک آنیوالا آیا کہا اے محمد

سلسلۂ تسہیل المواعظ کا بارہواں وعظ

مسمّٰی بہ

کجی کی درستی

منتخب از تقویم الزیغ وعظ دہم دعوات عبدیت

حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔

ترجمہ۔ اور یہ میرا رستہ ہے جو سیدھا ہے اسپر چلو اور دوسرے رستوں پر مت چلو کہ وہ تم کو خدا کے رستہ سے دُور کر دینگے۔ اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے۔ اس سے پہلے کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے کچھ عقیدے بیان کئے ہیں۔ اور کچھ کام عمل کرنے کے لئے بتلائے ہیں۔ اونکے بعد یہ آیت ارشاد فرمائی ہے۔ اس آیت کے ترجمہ سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اسوقت کس مضمون کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ کوئی نیا مضمون نہیں۔ بہت مرتبہ سُنا ہوگا اسپر شاید کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ جب یہ مضمون بارہا کا سُنا ہوا ہے تو اسکے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ سُننا دوسری چیز ہے اور سمجھنا دوسری چیز ہے۔ ہم نے سُنا تو ہے مگر سمجھا نہیں۔ خدا تعالےٰ نے

کہیں کہیں اسکی شکایت بھی کی ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ولیتذکر اولوا الالباب۔ ترجمہ۔ تاکہ سمجھدار لوگ سمجھیں۔

مسلمان علم کے حاصل کرنے کو تو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور واقعی وہ ہیں بھی ضروری لیکن انکی جو جہل اور جڑ ہے اوسکے ضروری ہونے کا خیال بھی نہیں کرتے۔ شاید بعض ہی کو اسکا خیال ہوگا۔ ورنہ عام طور پر سطرف سے بالکل بے پروائی ہے اور وہ بات کچھ بہت لمبی چوڑی نہیں بہت چھوٹی سی بات ہے لیکن چھوٹی ظاہری میں ہے ورنہ حقیقت میں وہ بات بہت بڑی ہے اور جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے اسکی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم سوچا اور فکر کیا کریں۔ مگر مسلمان اس سے کچھ ایسے بے خبر ہیں کہ جیسے انھوں نے اسکا سبق ہی نہیں پڑھا۔ اور دوسروں کی کیا شکایت کروں خود اپنی ہی یہ حالت ہے۔ کہ زبان پر تو لمبے چوڑے مضمون ہیں لیکن اپنی حالت میں سوچ فکر نہیں کرتے۔ اور جب میں اپنے کو مریض سمجھتا ہوں اور اپنی شکایت کرتا ہوں تو اگر سننے والوں کی بھی شکایت کروں تو کچھ بے موقع نہیں ہے۔ ہاں اگر میں اپنے کو پاک صاف تبلاتا تو البتہ سننے والوں کا شکایت سے دل بُرا ہونا کچھ تعجب نہ تھا۔ مگر میں تو خود اپنی ہی شکایت کرتا ہوں۔ غرض ہم مسلمانوں میں اسکی بہت کمی ہے۔ کہ ہم نے سوچ سمجھ سے کام لینا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ ہر شخص دیکھ لے کہ اوسنے رات دن میں سے کوئی وقت بھی سوچنے اور غور کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ اکثر لوگ تو ایسے ہیں کہ انھوں نے اپنے وقتوں کو کسی کام کیلئے بھی مقرر نہیں کیا کہ یہ وقت فلاں کام کے لئے ہے۔ اور یہ وقت فلاں کام کیلئے ہے۔ بلکہ اونکے سب کام بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ صبح کا کام شام پر اور شام کا کام صبح پر اٹھا رکھتے ہیں۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ انھوں نے ایک ایک خط کو صبح شام کرتے کرتے ہفتہ ہفتہ بھر تک ڈالے رکھا ہے۔ جیسے بعض حافظ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے جب سے قرآن پڑھا ہے۔ ایک مرتبہ ختم کی بھی نوبت نہیں آئی۔ ایسے لوگ تو اسکے لئے کیا ہی وقت مقرر کرتے۔ مگر جن لوگوں نے اپنے وقتوں کو ہر کام کے لئے مقرر کر رکھا ہے وہ بھی اپنے وقتوں کو دیکھ لیں کہ کیا کوئی وقت سوچنے اور فکر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ زیادہ تو کیا پانچ منٹ بھی اسکے لئے مقرر نہ کئے ہونگے۔ کہیں اسکا نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ اکثر مسلمانوں کو اسکی طرف ذرا بھی توجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکو فرماتے ہیں۔ کتاب انزلنٰہ الیک مبارک

[illegible]

۲

لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب۔ کہ ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف مبارک کتاب ۔
تاکہ اوسکی آیتوں میں غور اور فکر کریں اہل عقل۔ دوسری جگہ شکایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن
میں غور ہی نہیں کرتے یا دلوں پر تالے لگ گئے (کہ جس سے غور کرنے کی قدرت ہی نہیں
رہی) اور اگر غور کرنے کی عادت ڈال لیتے تو کچھ بھی وقت نہ ہوتی کیونکہ اسکا تو اثر ہی یہ ہے۔ کہ
اُس سے رحمت کے دروازے کھلتے چلے جاتے۔ پھر کاہے کی دشواری رہتی۔ بلکہ غور و فکر
کرنے میں بہت آسانی ہوجاتی اور غور کئے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ کیا ہم
اونکو زبردستی اپنی رحمت چپٹا دیں اگرچہ وہ اوس سے نفرت کرتے ہوں۔ سو ہمکو ہم کو کیا ضرورت
ہے اور جب تم غور تک بھی نہیں کرتے تو یہ نفرت ہی تو ہوئی۔ تو پھر اونکو کیا ضرورت ہے کہ اپنی
رحمت تمہارے سر پر چپکاتے پھریں اونکے یہاں کیا اوسکے رکھنے کو جگہ نہیں۔ اگر ہزار بار اونکی
رحمت کی خواہش کرو اور اوسکے لئے کوشش کرو تو وہ بھی تم پر رحمت اور مہربانی کرینگے۔ اور
تمہاری کوشش سے بہت زیادہ رحمت کرینگے۔ اور کام بھی اونکی رحمت ہی سے چلتا ہے اسکو
یوں سمجھو کہ کسی بچہ کو آپ لینا چاہیں اور لینے کو ہاتھ بڑھائیں۔ تو اگر بچہ اپنی بساط کے موافق دوڑ ۳
اور کوشش کرے چاہے گر ہی جاوے تو آپ خود دوڑ کر اٹھا لیتے ہیں۔ تو آپ کے بڑھکر
اٹھا لینے سے وہ بچہ آپ تک پہنچا۔ ورنہ اوس بچہ میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ خود آپ تک
پہنچ جاوے۔ اسیطرح خدائے تعالےٰ اپنے بندے کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اگر یہ بھی کچھ ہاتھ
پیر ہلاوے اور کوشش کرے تو خود اللہ تعالےٰ اسکو پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں اور اس کھینچ لینے کی بدولت
یہ ان تک پہنچ جاتا ہے مگر وہ جب ہی کھینچتے ہیں جبکہ آپ بھی کچھ کوشش کریں۔ لیکن افسوس ہے
کہ آپ نے اوسکو بالکل چھوڑ رکھا ہے وہ ہر وقت رحمت کرنے کو تیار ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم
کچھ کوشش ہی نہیں کرتے۔ اور وہ کوشش ہماری یہ ہے کہ ہم غور اور فکر کر لیا کریں۔ اس سے
خدائے تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہوتا ہے۔ صاحبو! میں پھر کہتا ہوں کہ سوچ فکر اگرچہ ظاہر میں
بہت چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن فائدے کے اعتبار سے یہ بہت بڑی بات ہے۔ اور اسکے
چھوڑ دینے سے ہم بہت خرابیوں میں پڑ گئے۔ اسیطرح یہ مضمون جو آج بیان کرنا مقصود ہے
اسکو بھی آپ نے بہت دفعہ سنا ہوگا۔ مگر کبھی اس میں غور کرنے اور سمجھنے کی نوبت نہیں آئی

اسلئے آج سمجھانے کے لئے اسکو اختیار کیا گیا ہیں آیۃ کا مضمون پھر دوسرا سنے دیتا ہوں تاکہ وہ تازہ ہوجاوے اور وعظ سے یہی مقصود بھی ہوتا ہے کہ جو باتیں پہلے کانوں میں پڑی تھیں۔ مگر ان سے غفلت ہوگئی تھی اور اچھی طرح یاد نہیں رہی تھیں وعظ سننے سے وہ پھر تازہ ہوجائیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہر وعظ میں کوئی نئی بات ہی بیان کیجاوے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ وعظ سننے سے اصل مقصود کیا ہونا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ مضمون تازہ ہوجاوے اور اپنے جن عیبوں پر کبھی نظر بھی نہیں جاتی اونکو شین اور ان پر پوری توجہ کریں۔ بس اس غرض کو خیال رکھکر وعظ سننا چاہیئے اور آجکل تو وعظ سننے والونکی طرح طرح کی غرضیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ تو اسلئے وعظ سننے آتے ہیں۔ کہ دیکھیں یہ مولوی صاحب کیسا وعظ کہتے ہیں اور بعض لوگ اسلئے سنتے ہیں کہ وعظ کہنے والے کے عقیدے کیسے ہیں۔ کس خیال کا آدمی ہے بعض لوگ اسلئے آتے ہیں کہ اسکے بیان میں عیب نکالینگے۔ بعض کی نیت اچھی بھی ہوتی ہے۔ لیکن صرف یہی کہ وعظ کی مجلس میں شریک ہونے سے ثواب ہوگا۔ لاؤ اس میں شریک ہوجائیں۔ اتنا وقت

۴ ثواب ہی کے کام میں گذریگا۔ یہ نیت اچھی ہے مگر فقط اتنی نیت سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ اسکے ساتھ یہ نیت بھی ہونی چاہیئے کہ ہمیں اپنے عیب معلوم ہوجائیں تاکہ اونکو چھوڑدیں۔ کیونکہ وعظ سننے سے مقصود صرف ثواب کمانا نہیں ہے۔ کیونکہ ثواب تو نفلوں میں بھی ہوتا ہے۔ قرآن شریف پڑھنے میں بھی ہوتا ہے۔ پھر وعظ میں کونسی بات زیادہ ہوئی۔ یاد رکھو کہ وعظ کی اصلی غرض یہی ہے کہ اپنے چھپے ہوئے عیبوں کی خبر ہوجائے تاکہ ان سے بچ سکیں۔ غرضکہ خدائے تعالےٰ اس جگہ پر فرماتے ہیں کہ میرے اس سیدھے رستے پر چلو اور دوسرے رستوں پر نہ ہولو۔ کیونکہ وہ تم کو خدا کے رستہ سے جدا کردینگے۔ ترجمہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ رستے بہت سے ہیں جنہیں سے ایک تو خدا کا بتلایا ہوا رستہ ہے اور دوسرے خود بندونکے تراشے ہوئے ہیں۔ پس ان سب رستوں میں سے ایک رستہ پر تو چلنا چاہیئے۔ اور باقی اور رستوں کے نزدیک بھی نہ جانا چاہیئے اب ضروری ہوا کہ خدا کے رستہ کی کوئی پہچان اور کوئی نشانی ہو جسکے ہم کو یہ بات معلوم ہوسکے کہ فلاں رستہ خدا کا بتلایا ہوا ہے۔ اوسپر تو چلنا چاہیئے۔ اور دوسرے رستوں سے بچنا چاہیئے سو اگر غور کیا جائے تو اسی آیت کے پورے مضمون سے اوسکی پہچان اور اوسکی نشانی کا پتہ چل جاویگا

وعظ سننے کا اصل مقصد

خدا کے رستہ کی پہچان

اور معلوم ہوجاویگا کہ اس پہچان کا خیال نہ رکھنے سے یہ ساری خرابیاں پیدا ہوئیں۔ جنکی وجہ سے یہ حالت ہوگئی۔ کہ بعض لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ہم نے خدا کے تبلائے ہوئے رستہ کو چھوڑ دیا ہے یا اوسی پر چل رہے ہیں چنانچہ اس آیت سے پہلے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ (اے نبی علیہ السلام) آپ فرما دیجئے کہ آؤ میں تم کو خدا کے احکام تبلاؤں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ خدا کے رستہ کی یہ پہچان ہے۔ کہ جس بات کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما دیں اور پڑھکر سنا دیں وہ خدا کا تبلایا ہوا رستہ ہے۔ کیونکہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ وحی ہوتا ہے خلاصہ یہ نکلا کہ جو بات وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہو وہ خدا کا رستہ ہے اور جو بات وحی کے ذریعہ سے معلوم نہ ہوئی ہو وہ خدا کا رستہ نہیں۔ پس خدا کے رستہ کی پہچان وحی ہے۔ اب خدا کا رستہ دوسرے رستوں سے جدا ہوگیا۔ اس مضمون کو بھی مسلمانوں نے بہت دفعہ سنا ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انھوں نے اسکو نہ تو سمجھا اور نہ اسمیں غور کیا۔ کیونکہ بعض لوگوں کے دل میں تو وحی کی بالکل ہی وقعت اور بڑائی نہیں اور بعض کے دل میں وحی کی بڑائی تو ہے مگر سمجھتے نہیں کہ وحی کی حقیقت کیا ہے۔ اسوقت مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ مگر سب میں یہ مرض موجود ہے کہ وحی کی پہچان سے کام نہیں لیتے۔ بعضے تو یہ غلطی کرتے ہیں۔ کہ خدا کے احکام کے معنی بدل دیتے ہیں۔ اور ان میں علت اور وجہ نکالتے ہیں۔ کہ اس حکم کی یہ وجہ ہے۔ اور اب یہ وجہ موجود نہیں اسلئے حکم بھی موجود نہیں۔ مجھے اسپر ایک حکایت یاد آئی کہ دوسرے ملک کے ایک دیہاتی نے ریل کا سفر کیا اور ایک من بورا اپنے ساتھ لیا۔ جب اسٹیشن پر پہنچا تو ریلوے ملازموں نے ٹکٹ کے ساتھ اسباب کی بلٹی بھی مانگی اسنے بلٹی کی جگہ بھی اپنے ہی ٹکٹ کیطرف اشارہ کیا۔ ریلوے ملازم نے اسکو سمجھانے کے لئے کہا کہ تمہارا اسباب پندرہ سیر سے زیادہ ہے۔ اور پندرہ سیر سے زیادہ اسباب بغیر محصول دیئے نہیں لیجا سکتے کیونکہ ریلوے قانون یہی ہے اسلئے ایک بلٹی اس اسباب کی بھی ہونی چاہیئے۔ یہ سنکر وہ دیہاتی کہتا ہے۔ کہ پندرہ سیر سے یہ خاص وزن مراد نہیں ہے۔ بلکہ اتنا وزن مراد ہے جسکو ایک آدمی اٹھا سکے۔ اور چونکہ ہندوستانی لوگ پندرہ سیر ہی اُٹھا سکتے ہیں۔ اسلئے یہ خاص وزن لکھدیا گیا ہے اور ہم ایک من اٹھا سکتے ہیں

اسلئے ہمارے ایک من کیلئے وہی قانون ہوگا جو تمہارے پندرہ سیر کیلئے ہے۔ خیر یہ حکایت تو ایک لطیفہ ہے۔ لیکن ہم کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ ٹکٹ کلکٹر اس دیہاتی کے جواب کو مان لیگا ہرگز نہیں بلکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیگا تو جیسا اس دیہاتی نے قانون کا غلط مطلب نکالا اور اسکو بدلنا چاہا۔ اسیطرح آجکل قرآن کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ اور زور دیکر کہا جاتا ہے کہ قرآن کا یہی مطلب ہے۔ حالانکہ وہ مطلب نہ تو حضور نے سمجھایا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا یا نہ خدا تعالے نے بتایا۔ پھر وہ مطلب کیسے صحیح ہو سکتا ہے صاحبو وہ مطلب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے اس دیہاتی نے قانون کا مطلب بیان کیا تھا۔ حالانکہ ظاہر میں اوسکا مطلب بیان کیا ہوا جی کو لگتا بھی ہے۔ اگر کسی شخص کو قانون کا پورا علم نہ ہو تو وہ اوسکو سنکر یقین کریگا۔ کہ اس قانون کے یہی معنی ہیں۔ اور آپکو جو یہ مطلب غلط معلوم ہو رہا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ قانون مدت سے سنا ہوا ہے ورنہ جس نے کبھی اس قانون کو نہ سنا ہو اور وہ ان دونوں کی گفتگو سنے تو دیہاتی ہی کو حق پر سمجھے گا۔ کیونکہ ٹکٹ کلکٹر تو کہتا ہے کہ قانون یہی ہے کہ پندرہ سیر سے زیادہ کا محصول لیا جائے۔ اور دیہاتی کہتا ہے کہ قانون کی وجہ بھی تو ذرا سمجھو کہ خاص پندرہ سیر وزن کیوں قانون میں رکھا گیا ہے۔ ٹکٹ کلکٹر جواب دیتا ہے۔ کہ ہم قانون جاننے والے ہیں قانون بنانے والے نہیں جو قانون میں لکھا ہے ہم تو اسپر عمل کرینگے۔ ہم نہیں جانتے کہ اسکی کیا وجہ ہے۔ اسپر دیہاتی کہتا ہے کہ تم اگرچہ نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ پندرہ سیر سے زیادہ ہندوستانی اٹھا نہیں سکتے۔ اور جو لوگ اس سے زیادہ اٹھا سکتے ہیں وہ پندرہ سیر کے زیادہ بھی بلا محصول لے جا سکتے ہیں۔ تو اس دیہاتی کی تقریر کی چمک دمک دیکھکر ناواقف آدمی خیال یہی کریگا کہ یہ دیہاتی قانون کو خوب سمجھتا ہے۔ اور ٹکٹ کلکٹر کا عاجزانہ جواب دیکھکر سمجھے گا کہ یہ تو یوں ہی زبردستی کر رہا ہے حالانکہ قانون جاننے والا شخص جانتا ہے کہ قانون وہی ہے جو ٹکٹ کلکٹر کہہ رہا ہے اور اسلئے وہ ٹکٹ کلکٹر کے جوابوں کو صحیح سمجھتا ہے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنھوں نے بچپن سے کبھی شریعت کے احکام نہیں سنے۔ اور ہوش سنبھالکر انھوں نے ایک عالم اور ایک جاہل کی گفتگو سنی کہ عالم کہتا ہے۔ شریعت کا قانون یہ ہے اور جاہل اسکی وجہ دریافت کر رہا ہے جس کے جواب میں عالم یہ کہکر گفتگو ختم کر دیتا ہے کہ ہم قانون جاننے والے

ہیں۔ قانون بنانے والے نہیں۔ بنانے والے خدائے تعالے ہیں وجہ اونہیں کو معلوم ہے۔ ہم وجہ بتلانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور وہ جاہل عقل کے دعوے بگھارتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں اسکی وجہ جانتا ہوں۔ اور اپنی طرف سے کوئی وجہ تراش کر خدائی قانون کے معنی بدلدیتا ہے جس طرح اس دیہاتی نے ریلوے قانون کے معنی بدلدیئے تھے۔ تو صاحبو اسکی کیا وجہ کہ اس گنوار کے قصہ میں تو اوسکو ناحق پر اور ٹکٹ کلکٹر کو حق پر کہا گیا۔ اور اس جاہل کی گفتگو میں عالم کو کہا جاتا ہے کہ یہ زبردستی کر رہا ہے۔ اگر ان دونوں میں کوئی فرق ہے تو بتلائے کچھ بھی فرق نہیں۔ ہاں یہ فرق تو ضرور ہے۔ کہ خدا کے حکموں کی تو کچھ بڑائی دل میں نہیں۔ اور دُنیا کے بادشاہوں کے احکام کی دل میں بڑائی ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جسکی بڑائی دل میں ہوتی ہے اوسکے حکم میں وجہ نہیں تلاش کیجاتی۔ چپ چاپ اوسکو مان لیتے ہیں۔ اور جسکی بڑائی دل میں نہیں رہتی اسکی ہر بات میں وجہ پوچھی جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض مرتبہ کوئی ایسا حکم سرکار کی طرف سے آتا ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آتا اور طبیعت اس سے رکتی ہے۔ لیکن اوسکو بے کھٹکے مان لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب سرکار نے یہ حکم دیا ہے تو اسمیں کوئی مصلحت ضرور ہوگی۔ اس طرح کے بہت سے احکام ہیں جنکی وجہ عوام کی سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن اونکو مانتے ہیں۔ اور انپر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک روپیہ کا عدالتی ٹکٹ لفافہ پر لگا کر ڈاک میں بھیجدیا جاوے۔ تو لفافہ بیرنگ ہو جائے۔ اور ڈاکخانہ کا دو پیسہ کا ٹکٹ لگا دیں تو بیرنگ نہ ہو۔ ہزاروں آدمی ہونگے جو اس قانون کی وجہ نہیں جانتے۔ لیکن ان لوگوں میں سے اگر کوئی شخص عدالتی ٹکٹ لگا کر بھیجے اور لفافہ بیرنگ ہو جائے تو سرکار سے یہ نہیں پوچھتا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک روپیہ کے ٹکٹ میں لفافہ بیرنگ ہو گیا اور دو پیسہ کے ٹکٹ میں بیرنگ کیوں نہیں ہوتا۔ غرضکہ اس حکم کے خلاف کرنے کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا۔ اور نہ اوسکی وجہ پوچھی جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک دوست کوئی حکم کرے۔ یا کسی کام میں رائے دے تو اس میں سینکڑوں عیب نکالدیتے ہیں۔ وجہ اسکی یہی ہے کہ سرکار کی تو بڑائی دل میں ہے اور دوست چونکہ آپکے برابر کا ہے۔ اسلئے اوسکی بڑائی دل میں نہیں ہے صاحبو! ذرا غور تو کرو کہ خدائے تعالے کے حکموں میں وجہ ڈھونڈ کر آپ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ خدا تعالے کی بڑائی آپ کے دلوں میں نہیں رہی۔ اور اگر اسکے سوا کوئی دوسری وجہ ہے۔

تو مجھے بتلائے کہ سرکار کے حکموں کی وجہ کیوں نہیں پوچھی جاتی۔ اور خدا کے حکموں کی وجہ کیوں پوچھی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی بڑائی دل میں نہیں ہوتی مگر تب بھی بلا پوچھے اسکی بات مان لیتے ہیں۔ کیونکہ اوسکے حکم کو فائدہ مند سمجھتے ہیں۔ اپنے فائدے کے لئے چپ چاپ مان لیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی طبیب کے پاس گیا اور جا کر نبض دکھلائی اور اپنا سب حال کہکر نسخہ لکھوایا۔ تو اس موقع پر آپ نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ اوسنے طبیب سے دریافت کیا ہو کہ آپ نے نسخہ میں فلاں فلاں دوا کس واسطے لکھی ہے۔ یا اوسکے ساتھ الجھنے لگا ہو۔ کہ یہ دوا اتنی کیوں لکھی اور یہ اتنی کیوں لکھی۔ خدا کی قسم کسی کو اسکا خیال تک بھی نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا ہے تو زبان سے کبھی نہیں کہتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہمارے ہی فائدے کے لئے اسنے نسخہ لکھا ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے وجہ دریافت کرنے سے خفا ہو کر ہم کو نکالدے اور پھر کبھی نہ گھسنے دے۔ تو صاحبو! اگر خدا کے حکموں کی قدر بھی دلوں میں نہ ہو تب بھی اسی لئے ان کو مان لو کہ وہ تمہارے ہی فائدے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری
۸ بے پروائی سے خدا تعالے خفا ہو جائیں۔ اور تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو اگر خداوندی حکموں کی قدر سرکار کے حکموں کے برابر نہیں ہے۔ تو کم از کم اونکے ساتھ وہی برتاؤ کیا ہوتا جو حکیم کے ساتھ کرتے ہو اور جب یہ بھی نہیں تو معلوم ہوا کہ خداوندی حکم کی اتنی بھی قدر نہیں ہے۔ البتہ حکیم کی رائے میں ایسے لوگ تو ضرور چھیڑ چھاڑ نکالا کرتے ہیں۔ جنکو نسخہ پینا منظور نہ ہو۔ بلکہ صرف مشغلہ اور دل لگی کے طور پر گئے ہوں۔ میں لوگوں کے حالات دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر وہی لوگ وجہ ڈھونڈھا کرتے ہیں۔ جنکو کچھ کرنا نہیں ہوتا۔ اور جنکا ارادہ عمل کرنے کا ہوتا ہے وہ اگر پوچھتے ہیں تو یہ پوچھتے ہیں۔ کہ نماز میں فرض کسقدر ہیں۔ واجب کتنے ہیں کیونکہ اونکو یہ فکر لگی ہوتی ہے۔ کہ نہ جاننے سے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جس سے نماز ہی جاتی رہے اور وہ یہ کبھی نہیں پوچھتے کہ اسکی وجہ کیا ہے۔ اس سے انکو کچھ غرض نہیں ہوتی۔ بس حکم کی وجہ تلاش کرنیکے دو سبب ہوئے۔ ایک تو حکم کی قدر نہ ہونا۔ دوسرا اوسپر عمل کرنیکی نیت نہ ہونا بس جو لوگ وجہ تلاش کرتے رہتے ہیں اونکے دلوں میں نہ تو حکم خداوندی کی قدر ہے۔ اور نہ عمل کرنیکی نیت ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو حکم کی تعظیم اور قدر نہیں کرتی

(باقی آئندہ)

قال الله تعالیٰ

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

چون کریمہ بالا دال ست بر مصالح عقلیہ خاصہ

در احکام نقلیہ خاصہ بعبارۃ النص و بر اشتمال احکام سمعیہ عامہ

بر مصالح حکمیہ عامہ بدلالۃ النص رسالہ مسمی بہ

المصالح العقلیۃ
للاحکام النقلیۃ

کہ این حصۂ دوم از ان ست

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم باحث بود

از حل کافیہ مجملہ حبین مصالح موضحہ شرکع لیس فائدۃ للطالبین

لہا ولفعًا للراغبین فیہا

ضمیمہ رسالہ الہادی

سنہ ۱۳۳۴ ہجری نبوی

جید برقی پریس بلیماران دہلی

(پ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و الصلوٰۃ کے عرض ہے مدت سے ضرورت تھی کہ ایسی جامع کتاب جس میں احکام شرعیہ کے مصالح اور اسرار عقلی طور پر بیان کئے جاویں جس سے اہل اسلام کو احکام کے امتثال میں رغبت پیدا ہو اور ان احکام کی عظمت قلوب میں جاگزین ہو اور مخالفین کو ساکت کرنیکے واسطے وہ بےنظیر ثابت ہو للہ الحمد وہ مراد پوری ہوگئی اور یہ ایک ضخیم مجموعہ مسمی بہ المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ سیدی و مرشدی حکیم الامت محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم نے ضرورت زمانہ پر نظر فرماکر جمع فرمادیا جس کا پہلا حصہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے اور دوسرا حصہ الہادی کی جلد اول از جمادی الاول ۱۳۴۳ھ لغایت ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوئی ہے جسکا یہ ٹائٹل ہے جملہ ناظرین الہادی مضمون کی تقسیم کے وقت المصالح العقلیہ جلد دوم پر یہ ٹائٹل لگالیں جسکے صفحہ ج و د پر فہرست مضامین ہے اور اب انشاء اللہ تعالےٰ حصہ سوم جمادی الاول ۱۳۴۴ھ جلد دوم الہادی سے شائع ہونی شروع ہوگی۔ یہ کتاب فی الحقیقت ہر مسلمان کو حرز جان بنانے کے قابل ہے فقط۔

علاوہ کتابی صورت کے

(از مدیر)

فہرست مضامین

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ حصہ دوم

مضمون	صفحہ
تمہید	۱
کتاب الصوم	؍
انسان کے لئے روزہ مقرر ہونے کی وجہ	۴
ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی خصوصیت کی وجہ	۵
ماہ رمضان میں ختم قرآن مسنون ہونے کی وجہ	۶
تعجیل افطار روزہ و تاخیر سحری کی وجہ	؍
رات کو روزہ مقرر نہ ہونے کی وجہ	؍
ہر سال میں ایک مہینہ روزوں کیلئے مقرر ہونے کی وجہ	؍
یکم شوال کو روزہ رکھنا حرام ہونے کی وجہ	۹
ماہ رمضان کی راتوں میں تقرر نماز تراویح کی وجہ	؍
ماہ رمضان کے عشرۂ اخیر میں مسجد کے اندر معتکف ہونے کی وجہ	۱۰
بھول کر کھانے پینے اور جماع کر لینے کا روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ	۱۱
سال میں چھتیس روزے رکھنے سے صائم الدہر بننے کی حکمت	؍
ماہ رمضان میں دوزخ کے دروازے بند ہونے اور بہشت کے دروازے کھلنے کی وجہ	؍
قطب جنوب شمالی میں روزہ ماہ رمضان مقرر نہ ہونے کی وجہ	۱۳
وجہ تقرر صدقہ فطر	۱۴
ہر ذی وسعت مسلمان پر صدقہ فطر مقرر ہونے کی وجہ	۱۵
باب العیدین	؍
تقرر عیدین کی وجہ	۱۶
تقرر عید قربان کی وجہ	۱۷

مضمون	صفحہ
عیدین میں نماز اور خطبہ مقرر ہونے کی وجہ	۱۷
عیدین کے دنوں میں عمدہ غذا کھانے اور نفیس لباس پہننے کی وجہ	۱۸
عیدین کی نمازوں میں زیادہ تکبیرات کہنے کی وجہ	۱۹
باب الاضحیٰ	؍
تقرر قربانی کی وجہ	۱۹
قربانی کے جانور کو ذبح کرنا خلاف رحم نہ ہونے کی وجہ	۲۱
ذبح انسان ناجائز ہونے کی وجہ	۲۲
کتاب الحج	؍
حج و طواف کعبہ کی وجہ	؍
دولتمندوں پر حج واجب ہونے کی وجہ	۲۵
احرام میں صرف بے سلی دو چادروں پر کفایت کا راز	؍
حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور چومنے پر اعتراض کا جواب	۲۶
حجر اسود تصویری زبان کا نمونہ	؍
صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا راز	۲۷
حج کے لئے خصوصیت مکہ کی وجہ	۲۸
حج میں حلق سر کی وجہ	۲۹
کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی وجہ	؍
میقات پر احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا راز	۳۱
عرفات میں ٹھہرنے کا سر	؍
منیٰ میں اترنے کا راز	۳۲

مضمون	صفحہ
شعر الحرام میں ٹھہرنے کی وجہ	۴۲
سعی مجاز کا راز	۴۴
بطن محسر میں تیز چلنے کا راز	۴۵
حرم کے جانوروں کا شکار نہ کرنے کی مصلحت	״
حاجی کی سواری کی عبرتیں	۴۶
معارف چادر ہائے احرام	״
اسرار میقات و تکالیف حج	״
محرم پر جنایات کے بدلہ میں کفارہ لازم ہونیکی وجہ	۴۷
بحالت احرام اپنی عورت سے جماع کرنے سے حج فاسد ہونیکی وجہ	۴۸
جیل کوے، بچھو، سانپ، چوہے، بھیڑیئے، سگ دیوانہ کو حرم میں مار ڈالنا جائز ہونے کی وجہ	۴۹
بحالت احرام حج سب و شتم و جنگ جدال منع ہونیکی وجہ	״
برکات حج	۴۰
کتاب النکاح	״
مقصد نکاح	״
وجوہ تعدد ازدواج	۴۲
مرد کیلئے تعدد ازدواج چار تک محدود رہنیکی وجہ	۴۸
خلاصہ وجوہ تعدد ازدواج	۵۰
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہ نسبت اپنی امت کے زیادہ بیویاں کرنے کی وجہ	״
نکاح میں تعیین مہر کا راز	۵۵
تعیین ولیمہ کی وجہ	۵۶
نکاح میں تقرر گواہ و اعلان کی وجہ	۵۷
تعیین عقیقہ اور بچہ کا سر منڈوانے کی وجہ	״
ساتویں روز تعیین عقیقہ اور نام رکھنے کا سبب	۵۸
بچہ کے سر کے بالوں کے برابر چاندی تصدق کرنیکا راز	״
لڑکے کا عقیقہ دو بکرے اور لڑکی کا عقیقہ ایک بکری ہونیکی وجہ	۵۹
عورت کے نکاح میں اجازت ولی کی حکمت	״
مرد پر بعض اہل قرابت عورتوں کے حرام ہونیکی وجہ	۶۰

مضمون	صفحہ
باب الطلاق	۶۲
حکمت جواز طلاق زن	״
وہ ہدایتیں جنکی پابندی کے بعد ہر ایک شخص طلاق دینے کا مجاز ہو سکتا ہے	۶۴
عورت کے لئے تقرر عدت کی وجہ	״
عورت کو خاوند کا سوگ چار ماہ دس دن رکھنے کی وجہ	۶۵
عدت طلاق ایک حیض سے زیادہ ہونیکی وجہ	۶۶
اقسام عدت	״
عدت بیوہ کی دوسری عدتوں سے مختلف ہونیکی وجہ	۶۷
حرمت نکاح متعہ کی وجہ	۷۰
احادیث سے متعہ النساء کی حرمت	״
متعۃ النساء کی تردید پر وجدانی دلیل	۷۱
مستورات اور مردوں کیلئے اسلامی پردہ کے وجوہ	۷۲
حیض میں عورت سے حرمت جماع کی وجہ	۷۵
وجہ حرمت جماع حائض و حکمت اباحت وطی مستحاضہ	״
طلاق کا تین تک محدود ہونے کی وجہ	۷۶
طلاق رجعی کا دو تک محدود ہونیکی وجہ	۷۷
تین طلاق دینے اور پھر نکاح ثانی کے بعد مرد پر اسی عورت کے حلال ہونیکی وجہ	״
ایلاء کی مدت چار ماہ مقرر ہونیکی وجہ	۸۱
وفات انبیاء کے بعد انکی عورتوں سے اوروں کو نکاح حرام ہونیکی وجہ	۸۳
عورت کیلئے ایک سے زیادہ خاوند کرنے سے ممانعت کی وجہ	۸۵
بہشت میں مردوں کیلئے زیادہ عورتیں ملنے کا راز اور عورتوں کیلئے ایک سے زیادہ خاوند نہ ہونیکی وجہ	۸۸
کتاب الرق (یعنی غلام)	۸۹
اسلامی غلامی کی فلاسفی اور اسلام سے پہلے غلامی کی حالت	״
اسلام میں غلاموں سے سلوک	۹۱

تاکہ سے تعلق دور کردیا اور نہ صرف لفظوں میں ہی بلکہ عملی طور پر اسے جڑ سے کاٹ دیا اسلام
کے ظہور سے آقا اور غلام یا مالک اور مملوک کے تعلقات نیچے پر اور نہ تعلقات ہی بدل گئے۔ آقا
اپنے غلام کی محنت کے کاموں میں شریک ہونے لگا اور غلام اپنے آقا کی وجاہت اور
عزت میں شریک ہوگیا یہ صرف انھیں آقاؤں کی حالت نہ تھی جو سوسائٹی کے درمیانی یا
نیچے درجہ میں تھے بلکہ معزز سے معزز اور دولتمند سے دولتمند آقاؤں کا بھی یہی حال تھا سب سے
پہلے ہمیں قرآن شریف کی تعلیم پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ غلاموں کے ساتھ کیسا سلوک چاہتا
ہے اس بارے میں مندرجہ ذیل آیت قرآن کریم کی وارد ہے:۔ واعبدوا اللہ ولا
تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی
والجار الجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا۔
(النسا رکوع ۶ آیت ۳۶) یعنی اللہ ہی کی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت
ٹھہراؤ اور احسان کرو ماں باپ کے ساتھ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور
قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور ۹۲
لونڈی غلاموں کے ساتھ جو تمہارے قبضہ میں ہیں اللہ تعالے ان لوگونکو دوست نہیں
رکھتا جو اتراتیں (یعنی دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہ کریں) اور بڑائی مارتے پھریں (یعنی
دوسرونکو حقیر سمجھیں) اس آیت شریف میں دو قسم کے احکام ایک ہی جگہ اکٹھے کرکے بیان
کئے گئے ہیں یعنی اللہ تعالے کی عبادت اور اسکی مخلوق سے نیکی اور اس دوسرے حصہ میں
بعض وہ لوگ جنکے ساتھ انسان کو نیکی کرنی چاہیئے مخصوص کرکے بیان کئے گئے ہیں تاکہ
اونکی طرف زیادہ توجہ ہو ان دونوں احکام کو ایک ہی جگہ بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ
جیسا اللہ تعالے کی عبادت کرنا اور اسکا کوئی شریک نہ ٹھہرانا اسلام لانے کے لئے ضروری ہے
ویسا ہی مخلوق کے ساتھ بھی نیکی کرنا ضروری ہے کیونکہ یہی دو شریعت کے بھاری اجزا ہیں
یعنی اللہ تعالے سے سچا تعلق پیدا کرنا اور اسکی مخلوق سے نیکی کرنا۔

پس جہاں انجیل غلاموں کے ساتھ سلوک کرنیکے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہتی۔
قرآن کریم اسے ایسا ضروری قرار دیتا ہے جیسا والدین سے نیکی کرنا کیونکہ ایک سے ہی

الفاظ میں دونوں احکام بیان کئے گئے ہیں یہ اسقدر صاف حکم غلاموں سے نیکی کرنیکا ہے
جس سے کوئی دشمن اسلام بھی انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ ہیوز نے اپنی ڈکشنری آف اسلام میں
اس بات کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ یہ بالکل صاف امر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث
میں غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے کی بڑے زور کے ساتھ تاکید کیگئی ہے"۔

اسکے علاوہ دینی اخوت کا سلسلہ جو اسلام نے قائم کیا وہ بجائے خود ایک زبردست
محرک نیک سلوک کا تھا آزاد عورتوں اور غلاموں کے درمیان اور آزاد مرد اور لونڈیوں کے
درمیان نکاح جائز قرار دئے گئے ایک مشرکہ آزاد عورت اور مسلمان لونڈی میں نکاح کے
وقت ترجیح لونڈی کو دیگئی اور ایک مشرک مرد اور مسلمان غلام میں ترجیح غلام کو دیگئی بات
بات پر غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا گیا اور اسے بعض گناہوں کا کفارہ قرار دیکر یہ سمجھایا
گیا کہ غلاموں کے ساتھ نیکی کرنا اور انکو آزاد کرنا اللہ تعالے کے نزدیک بہت ہی محبوب فعل
ہے لونڈی اگر نکاح کے بعد فحش کی مرتکب ہو تو اسکی سزا آزاد عورت سے نصف رکھی گئی ہے
۹۴ غلاموں کے نکاح کرنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا چنانچہ فرمایا وانکحوا الایامی منکم والصالحین
من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ (النور رکوع ۴۔ آیت ۳۲)
اور تم میں سے جنکے ازواج نہیں انکے نکاح کرو اور نیز تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں
سے جو نیکبخت ہوں انکے بھی نکاح کرو اگر یہ لوگ محتاج ہونگے تو اللہ تعالے اپنے فضل
سے انہیں غنی کر دیگا۔

قبل از اسلام جو بدیاں عرب میں لونڈی غلاموں کے معاملہ میں تھیں ان سب کو دور
کیا گیا منجملہ انکے ایک یہ بدرسم بھی تھی کہ لونڈیوں سے بدکاری کرا کر اس مال سے فائدہ اٹھاتے
جسکی خاص طور پر ممانعت قرآن شریف میں کیگئی ہے۔

یہ ہیں قرآن شریف کے احکام ان میں سب سے پہلے یہ امر دیکھنا چاہیئے کہ ان احکام
سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبعین نے کیا سمجھا اور ان پر کیونکر عمل کیا
اس غرض کے لئے احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آپ کے عمل
کو سب سے پہلے دیکھنا چاہیئے احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر زور ہمارے

نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر دیا ہے اور پھر خود
بھی اس حسن سلوک کا نمونہ دکھایا ہے اس سے اگر موازنہ کیا جائے تو یہی کہنا پڑیگا کہ کسی دوسرے
مصلح نے آپکے بالمقابل کچھ بھی نہیں کیا سب سے پہلے میں صحیح بخاری کی احادیث کو بیان کرتا
ہوں اور پھر دوسری متفرق احادیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان
اخوانکم خولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما
یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم ما یغلبھم فاعینوھم۔ یعنی یہ تمہارے بھائی تمہارے
خدمتگار ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھ کے نیچے رکھا ہے پس جس شخص کا بھائی اسکے ہاتھ
کے نیچے ہو اسے چاہیئے کہ جو چیز آپ کھاتا ہے اسی میں سے اُسے بھی کھلاوے اور جو پوشاک
آپ پہنتا ہے اُسی میں سے اسے بھی پہناوے اور انپر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالو جو انکی طاقت سے
زیادہ ہو اور اگر انکی طاقت سے زیادہ کام انکو دو تو پھر انکو مدد بھی دو۔

بتاؤ کہ اور کونسا ایسا انسانوں کا ہمدرد پیدا ہوا ہے یا کون مصلح ہے جس نے ایسے
۹۵ کامل اخوت آقا اور غلام میں پیدا کی ہو جو صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی رنگ میں ہے
کہ مالک اور مملوک کا ایک سا ہی لباس اور ایک سی خوراک ہو پھر یہی نہیں بلکہ غلاموں کی حالت
بہت ہی قابل رشک معلوم ہوتی ہے جب ہم آپ کے ایک صحابیؓ کے یہ پیارے الفاظ پڑھتے
ہیں والذی نفسی بیدہ لولا الجہاد فی سبیل اللہ والحج وبر امی لاحببت ان اموت وانا مملوک
قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور حج اور
اپنی ماں کی خدمت نہ ہوتی تو میں پسند کرتا کہ غلامی کی حالت میں ہی مروں۔ پھر غلاموں لونڈیوں
کے ساتھ حسن سلوک صرف اسی حد تک محدود نہیں رکھا گیا کہ ان سے کام لیا جائے اور انکے
ساتھ نیکی کیجائے بلکہ انکی عمدہ پرورش کے لئے بھی جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام
نے خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے چنانچہ لونڈیوں کے متعلق یہ ہدایت فرمائی قال النبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم ایما رجل کانت لہ جاریۃ فادبھا فاحسن تعلیمھا واعتقھا وتزوجھا فلہ اجران
فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس شخص کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اسکی تادیب کرے
یعنی اُسے اعلیٰ درجہ کے نیک اخلاق کی تربیت دے اور اسکو نہایت عمدہ تعلیم دے پھر اسکے بعد

اُسے آزاد کرے اور اس سے نکاح کرے اسکے لئے دوہرا اجر ہے"۔

اس حدیث کیطرف میں خصوصیت سے ان کوتاہ نظروں کو توجہ دلاتا ہوں جو یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام عورت کو جاہل رکھنا چاہتا ہے وہ غور کریں کہ آزاد عورتیں تو ایک طرف رہیں اسلام تو لونڈیوں کے متعلق بھی یہ حکم دیتا ہے کہ ان کو نہایت عمدہ تعلیم اور تربیت دیجاوے اسی حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا مطمح نظر غلاموں اور لونڈیوں کو کس درجہ تک ترقی دینے کا ہے۔

بہت سی اور حدیثیں ہیں جنہیں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں تاکید کیگئی ہے ان میں سے مشکوۃ کی بعض حدیثوں کا ترجمہ لین صاحب نے اپنے ترجمہ الف لیلہ کے نوٹوں میں دیا ہے اور انہی کو ہیوز نے اپنی ڈکشنری آف اسلام میں نقل کیا ہے انہیں سے بعض کا اُردو ترجمہ میں یہاں دیتا ہوں۔

"اپنے غلاموں کو اُس کھانے میں سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہ لباس پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور انکو ایسا کام کرنے کو نہ دو جو انکی طاقت سے بڑھکر ہو جو شخص اپنے غلام ۹۶
کو بلا وجہ مارتا ہے یا اسکے منہ پر مارتا ہے اسکا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کرے۔ جو شخص اپنے غلام سے سختی کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو شخص ماں اور بیٹے میں جدائی پیدا کرتا ہے (یعنی لونڈی کو بیچکر) اللہ تعالے قیامت کے دن اُسے اسکے دوستوں سے جُدا کریگا"۔ ان تمام احادیث سے نہایت صاف اور یقینی شہادت اس بات کی ملتی ہے کہ مذہب اسلام میں غلام کو غلام سمجھا ہی نہیں گیا بلکہ اسکے کام کو الگ چھوڑ کر جو اسکے سپرد کیا گیا ہے وہ ہر طرح سے اپنے مالک کے برابر سمجھا گیا ہے تیرہ سو سال گذر چکے ہیں جب پہلے ایک سچے ہمدرد بنی نوع انسان نے یہ ہدایتیں جاری کیں صرف جاری کیں بلکہ ان پر عمل کیا اور کرایا مگر آج باوجود تیرہ سو سال کے گذر جانے کے اور باوجود بڑے بڑے ہمدردی کے دعووں کے کسی شخص میں اسقدر اخلاقی جرأت بھی نہیں جو ان ہدایتوں پر عمل کرنا تو درکنار رہا نوکروں کے متعلق اسی قسم کی ہدایتیں دینے کی جرأت کرے۔ اب میں چند اور حدیثیں نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسقدر تاکید اکید غلاموں اور لونڈیوں

ساتھ حسن سلوک کے متعلق کی ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ مرض الموت میں آپکے مُنہ میں یہ الفاظ تھے الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم جسکا مطلب یہ ہے کہ دو چیزوں کا خاص طور پر خیال رکھو یعنی نماز اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک۔ اس حدیث سے کیسی صفائی کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ آپکے دل میں انسانوں کے ساتھ اور خصوصاً اس جماعت کے ساتھ جسکو دنیا کی سب قوموں نے ذلیل سمجھا اور ابتک ذلیل سمجھ رہے ہیں (یعنی غلام) کیسا سچی ہمدردی کا جوش تھا اور کسقدر انکی بہتری کا فکر آپکو تھا کہ اخیر وقت میں بھی یہی لفظ آپ کے مُنہ سے نکلے آپ کیا چاہتے تھے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا کہ میں کتنی مرتبہ اپنے غلام کو معاف کیا کروں آپ نے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب اسکے سوال کا نہ دیا وہ دوسری دفعہ اور پھر تیسری دفعہ سامنے آیا اور یہی سوال دہرایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسیطرح بغیر جواب دینے کے منہ پھیر لیا چوتھی مرتبہ جب اسنے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اعف عن عبدك سبعين مرة في كل يوم یعنی تو ہر روز ستر دفعہ اپنے غلام کو معاف کیا کر۔ ۹۷

میں پوچھتا ہوں کہ کیا آج ان اقوام میں جو مہذب کہلاتی ہیں ایک آدمی بھی ایسا ہے جو اپنے خدمتگار کو باوجود اسکے قصور کے ستر دفعہ معاف کر سکے مگر اسلام میں غلاموں کے متعلق واقعی ایسا عملدرآمد ہوا آپکا دل بھی گوارا نہ کر سکتا تھا کہ غلام کو غلام پکارا جائے۔ کیونکہ اس نام میں حقارت پائی جاتی تھی اور آپ پسند نہ کرتے تھے کہ کسی قسم کی بھی تحقیر انکی کیجائے چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث روایت کی ہے لا یقل احدکم عبدی و امتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی۔ چاہیئے کہ تم یہ نہ کہو کہ میرا غلام یا میری لونڈی بلکہ یوں کہو کہ میرا فتا یا فتاۃ یا اے میرے نوجوان (یہ لفظ فتی ہر ایک جوان مرد اور جوان عورت پر بولے جاتے ہیں لفظ غلام بھی عربی میں عبد اور امۃ کہنے سے اسلئے روکا کہ یہ الفاظ عموماً لونڈیوں اور غلاموں پر بھی بولے جاتے تھے اور وہ الفاظ جنکے بولنے کی ہدایت کی ہے وہ عام ہیں آزاد مردوں اور عورتوں پر بھی بولے جاتے ہیں اور اس نہی کی اور توجیہ بھی ہے۔

اسکے بعد میں یہ بیان کرونگا کہ ان ہدایات پر عمل بھی کیا جاتا تھا یا نہیں اور اگر کیا جاتا

تھا تو کس حد تک مگر قبل اسکے کہ میں عمل کی نظیریں پیش کروں ایک شبہ کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر غلاموں کو اسقدر حقوق دیئے گئے تھے اور انکی اسقدر رعایت ضروری تھی جیسا کہ حدیثوں سے پتہ لگتا ہے تو پھر مالک اور مملوک میں فرق ہی کیا تھا اسکا جواب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری میں مذکور ہے چنانچہ فرمایا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامیر الذی علی الناس راع وھو مسئول عنھم والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسئول عنھم والمرأۃ راعیۃ علی بیت بعلھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم والعبد راع علی مال سیدہ وھو مسئول عنہ۔ یعنی تم سے ہر ایک حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جائیگا پس امیر جو لوگوں پر مقرر حاکم ہے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جائیگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر پر اور اسکی اولاد پر حاکم ہے اور اس سے انکے متعلق پوچھا جائیگا اور غلام اپنے آقا کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اسکے متعلق پوچھا جائیگا اس حدیث کی رو سے ہر ایک شخص کے سپرد جدا جدا کام ہے اور ایک رنگ میں ایک شخص حاکم ہے اور دوسرے رنگ میں وہی محکوم ہے۔ اسلام ایسی مساوات کی تعلیم نہیں دیتا جس سے چھوٹوں بڑوں کا امتیاز بھی اٹھ جائے اور دنیا کے کاروبار بند ہو جائیں۔ بلکہ ایک ایسی اخوت قائم کرتا ہے کہ کام بھی سب کے الگ الگ رہیں اور سوسائٹی میں بڑے بھی ہوں اور چھوٹے بھی مگر اسکے ساتھ ہی ان میں انسان اور بھائی ہونیکی حیثیت سے ایک مساوات بھی ہو۔ کام مقرر کرنے سے اسلام کی پاک تعلیم کا یہ منشا ہے کہ آقا غلام کے کام کو ذلیل سمجھکر اسے ہاتھ نہ لگا دے اور آقا کا کام غلام کی عزت سے بڑھکر سمجھا جاوے بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ ضرورت کے وقت آقا غلام کے کام میں اسکی مدد کرے اور جو فوائد آقا اٹھاتا ہے غلام کو ان سے محروم نہ رکھا جائے البتہ فرق دونوں میں یہ رکھا ہے کہ آقا کو چاہیئے کہ وہ اپنے غلام سے نیکی کرے اور احسان برتے اور غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا کی سچے دل سے فرمانبرداری کرے وہ اپنے اپنے مفوضہ کاموں کو بجا لاویں۔ باقی امور میں وہ مساوی ہیں۔ ۹۸

اب میں چند مثالیں بیان کرتا ہوں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف معلم ہی

ہتے بلکہ ہر بات میں خود ایک پاک نمونہ بھی تھے یہی وجہ تھی کہ آپکی تعلیم کا وہ زبردست اثر آپکے صحابہ اور مسلمانوں پر ہوا۔

حضرت انسؓ نے آپ کے واقعات خادموں کے ساتھ نیکی کرنے کے بیان کئے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا رہا اس عرصہ میں کبھی آپ نے مجھکو اف تک نہیں کہا جب میں نے کوئی کام کیا تو مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں نہیں کیا اور آپ کا سلوک تمام دنیا سے بڑھکر اچھا تھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی خادم یا کسی عورت کو نہیں مارا۔

آپ کے صادق محب اور مخلص بھی آپ کے نقش قدم پر ہی چلتے تھے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے اسیران جنگ میں سے ایک اسیر ایک صحابی ابوالہیثم رضی اللہ تعالے عنہ کو بطور غلام کے دیا اور انکو نصیحت کی کہ اس سے نیک سلوک کرنا ابوالہیثم اس غلام کو لیکر گھر
۹۹ گئے اور اپنی بی بی کو کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ غلام دیا ہے اور ساتھ ہی یہ وصیت کی ہے کہ اس سے حسن سلوک کرنا بی بی نے کہا کہ اس نصیحت پر تم پورا کیونکر عمل کرسکتے ہو سوائے اسکے کہ غلام کو آزاد کردو چنانچہ ابوہیثم نے وہ غلام اسیوقت آزاد کردیا۔

زنباع نے اپنے ایک غلام کو ایک لونڈی کے ساتھ پایا اور اسکی ناک کاٹ ڈالی غلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کس نے تیرا یہ حال کیا ہے غلام نے کہا زنباع نے چنانچہ اسیوقت زنباع کو طلب کیا گیا اس نے جو دیکھا تھا بیان کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کو فرمایا کہ جا تو آزاد ہے پھر غلام نے کہا یارسول اللہ میں کس کا مولی کہلاؤنگا (یعنی میرا معاون اور مددگار کون ہوگا) آپ نے فرمایا خدا اور اسکے رسولؐ کا مولی چنانچہ اسی وعدہ کے مطابق آپ جبتک جیتے رہے اسکی مدد کرتے رہے آپکی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور واقعہ آپکو یاد دلایا اسپر حضرت ابوبکرؓ نے اسکے اور اسکے عیال کے لئے گذارہ مقرر کردیا حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا آپ نے پوچھا تو کہاں جانا چاہتا ہے عرض کیا مصر میں اسپر حضرت عمرؓ نے

حاکم مصر کے نام حکم لکھدیا کہ اسکو اسکے گذارہ کے لئے زمین دیدو سبحان اللہ کیسا پاک وعدہ تھا اور کیسا پاک اسکا ایفا ہوا۔

ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ ناگہاں میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سُنی ابو مسعود یاد رکھو کہ جسقدر طاقتور حاکم تم اسپر ہو اس سے زیادہ طاقتور حاکم خدا تم پر ہے ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسیوقت اسکو خدا کیلئے آزاد کر دیا آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو تم آگ میں پڑتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک آدمی سوار ہے اور اسکا غلام اسکے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہے آپ نے فرمایا اسے اپنے پیچھے بٹھا لو کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اور اسکی روح بھی تمہاری روح کی طرح ہے۔

معرور کہتے ہیں میں نے ابو ذرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک نیا عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں اور آپ کا غلام بھی ویسا ہی نیا اور عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ایک دفعہ ۱۰۰
میں نے ایک آدمی کو (اس سے مراد کوئی غلام ہے) کچھ برا بھلا کہا اسنے میری شکایت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کی آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے اسکی ماں سے اسکو عار دلائی اور پھر فرمایا کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر تمہارے بھائی ہیں پس جس شخص کا بھائی اسکے ہاتھ کے نیچے ہو اسے چاہیئے کہ اپنے کھانے سے اسے کھلاوے اور اپنے لباس سے کپڑا پہناوے تم اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دو جو انکی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر دو تو پھر اسکے کرنے میں خود مدد دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایک غلام کی نافرمانی کی وجہ سے اسکا کان مروڑا اور پھر اپنے فعل سے توبہ کی اور اسی غلام کو کہا کہ تو بھی اسیطرح میرا کان مروڑ مگر اس نے انکار کیا آپ نے اصرار کیا تو اس نے آہستہ آہستہ کان مروڑنا شروع کیا آپ نے کہا زور سے مروڑو کیونکہ میں قیامت کے دن کی سزا برداشت نہیں کر سکتا غلام نے جواب دیا اے میرے آقا جس دن سے تو ڈرتا ہے اسی دن سے میں بھی ڈرتا ہوں۔

حضرت زین العابدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انکے ایک غلام نے بھیڑ کو پکڑتے ہوئے اسکی ایک ٹانگ توڑدی انھوں نے کہا کہ تو نے کیوں ایسا کیا کہا آپ کو غصہ دلانے کے لئے آپ نے فرمایا جس نے تجھے یہ تعلیم دی میں اسے غصہ دلاؤنگا یعنی شیطان کو جا اور تو خدا کیلئے آزاد ہے۔

غلاموں یا آزاد کردہ غلاموںکو بڑے بڑے عہدے دیتے جاتے تھے اسامہ کو جو کہ حضرت زید کے بیٹے تھے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فوج کا افسر بنایا قبل اسکے کہ یہ فوج روانہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں نے کہا کہ آپ کسی اور بڑے آدمی کو افسر بنائیں مگر آپ بہت ناراض ہوئے کہ جو کام میرے پیارے محبوب اور آقا نے کیا ہے میں اسے منسوخ کروں جب فوج کی روانگی کا وقت آیا تو آپ اسامہ کے ساتھ ساتھ پیدل روانہ ہوئے اور وہ سوار تھے انھوں نے عرض کی کہ اے خلیفہ رسول اللہ یا آپ بھی سوار ہوجائیں اور یا مجھے اجازت دیں کہ میں بھی پیدل چلوں مگر آپ نے نہ مانا اور کچھ دیر تک نصیحت کرتے ہوئے اسیطرح ساتھ گئے جب حضرت عمروؓ نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صلح کا پیغام دیکر ایک جماعت حاکم مصر کے پاس بھیجی جسکا سردار عبادہؓ کو قرار دیا جو حبشی تھے اور ۱۰۱ حبشی اس زمانہ میں بطور غلاموں کے فروخت ہوتے تھے جب یہ جماعت حاکم مصر کے سامنے آئی تو اوس نے کہا کہ اس حبشی کو باہر نکالدو انھوں نے کہا کہ یہی تو ہمارا سردار ہے اور جو کچھ یہ کہیگا یا کریگا اسکے ہم پابند ہیں مقوقش حیران ہوا اور پوچھا تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار کیونکر بنا لیا انہوں نے کہا سرداری ہمارے درمیان قومیت یا رنگ پر نہیں بلکہ فضیلت پر ہے سو یہ ہم سب میں سے افضل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ جیسے بادشاہ کا سلوک جو اپنے غلاموں سے تھا وہ ظاہر کرتا ہے کہ ابتدائی اسلامی سوسائٹی میں غلاموں کی کیا حیثیت تھی اور وہ لوگ کسطرح پر اپنے پیارے نبیؐ کے لفظوں پر عمل کرتے تھے جب حضرت ابو عبیدہؓ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور شہر کے لوگ تنگ آگئے تو انھوں نے اس شرط پر شہر حوالہ کردینے کا وعدہ کیا کہ خود حضرت عمرؓ آکر شرائط صلح طے کریں ابو عبیدہؓ نے امیرالمؤمنین کو لکھا تو آپ فی الفور روانہ ہوگئے آپ کیساتھ آپ کا غلام بھی تھا مگر سواری کے لئے اونٹ صرف ایک ہی تھا اسلئے خلیفہ اور غلام

باری باری اسیر ہوتے اور جبکی باری نہ ہوتی وہ پیدل ہمراہ دوڑتا جب آپ ابو عبیدہؓ کے ڈیرے کے قریب پہونچے تو اتفاقاً غلام کی باری سواری کی آگئی آپ اتر کھڑے ہوئے اور غلام کو سوار کیا اور آپ پیدل ہمراہ بھاگتے تھے اور تمام نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں ابو عبیدہؓ نے اس بات سے ڈر کر کہ امیرالمومنین کو اس طرح پیدل بھاگتا ہوا دیکھکر یروشلم کے اہالی پر برا اثر نہ ہو اور مبادا جنگ کا رخ پلٹ دے عرض کیا تمام نظریں آپکی طرف لگی ہوئی ہیں اس صورت میں یہ مناسب نہیں کہ آپ کا غلام تو سوار ہو اور آپ نوکروں کی طرح ساتھ ساتھ بھاگیں حضرت عمرؓ اس بات کو سنکر غضب میں آئے اور فرمایا کہ تجھسے پہلے مجھسے ایسا کسی نے نہیں کہا ہم سب لوگوں سے زیادہ ذلیل اور حقیر اور سب سے تھوڑے تھے خدا نے اسلام کے ذریعے ہمیں بڑائی اور عزت دی اور اگر ہم ان راہوں سے جو کہ اسلام نے ہمیں سکہائی ہیں الگ چلکر عزت تلاش کرینگے تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا جس سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ تم اپنی عزت اسی میں سمجھو کہ اپنے غلاموں کو اپنے برابر رکھو اگر ہم اس مساوات میں اپنی ذلت سمجھنے لگیں گے تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا کیونکہ اسکی بتائی ہوئی راہ کو ہم چھوڑ دینگے۔ ۱۰۲

میں پوچھتا ہوں کہ آیا آج بھی دنیا میں کوئی ایسا فاتح موجود ہے یا کوئی چھوٹی سے چھوٹی ریاست کا حکمران ایسا موجود ہے یا کوئی شخص جو کسی بڑے عہدہ پر ممتاز ہوا ایسا ہے کہ وہ ایسی اخلاقی جرأت دکھا سکے جو حضرت عمرؓ نے دکھائی یا نیک سلوک کا وہ نمونہ دکھا سکے جو ایک بڑے بادشاہ اسلام نے دکھایا۔ کیا حضرت عمرؓ اس سے ناواقف تھے کہ ایک نئے فتح ہوئے ملک پر رعب کا قائم رکھنا کسقدر ضروری ہے۔ نہیں وہ خوب سمجھتے تھے بلکہ جیسا وہ ان معاملات کو سمجھتے تھے ایسا کوئی نہ سمجھتا تھا مگر اسلام کے احکام کی سچی عظمت انکے دل میں تھی وہ صدق دل سے جانتے تھے کہ ہر ایک عزت اور شوکت انہیں راہوں پر چلنے سے ملیگی اور اگر بعد کے زمانہ میں مسلمانوں نے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ اس طریق کے برتاؤ کو چھوڑ دیا تو یہ وہی بات ہے جو حضرت عمرؓ نے کہی تھی انہوں نے اسلامی راہوں کو چھوڑ کر اور راہوں سے عزت تلاش کی ہیں وہ عزت کو کھو بیٹھے اب بھی جو مسلمان غیر مسلمان اقوام کے نقش قدم پر چلکر دنیا میں معزز بننا چاہتے ہیں اور اسلام کی راہوں کو حقارت کی نگاہ سے

دیکھتے ہیں انہیں یہی بات یاد رکھنی چاہیئے۔

مگر باوجود ان عملی غلطیوں کے جنمیں پچھلے مسلمان پڑ گئے اور مرور زمانہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر کاربند ہونے سے دور جا پڑے یہ امر قابل غور ہے کہ آپکی نیک تعلیم ایسی انکے خونوں کے اندر رچ گئی تھی یا یوں کہو کہ آپکی قوت قدسی ایسی اثر غالب آگئی تھی کہ اسپر بھی مسلمانوں کا سلوک اپنے نوکروں اور غلاموں سے غیر اقوام کے سلوک کی نسبت بدرجہا بہتر رہا ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ ہمیں اسکا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں خود عیسائیوں نے اسکو تسلیم کر لیا ہے لین الف لیلہ کے انگریزی ترجمہ کے نوٹوں میں لکھتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو مدتوں مصر میں رہا اور مسلمانوں کے حالات کو غور کی نظر سے دیکھتا رہا وہ کہتا ہے کہ "مسلمانوں میں غلاموں کے ساتھ عموماً نیک سلوک کیا جاتا ہے" دوسرے ممالک کی نسبت وہ لکھتا ہے کہ "جن سیاحوں نے دوسرے اسلامی ممالک میں سفر کیا ہے انکی شہادت غلاموں کے ساتھ مسلمانوں کے حسن سلوک کے متعلق بہت ہی قابل اطمینان ہے" اور پھر لکھتا ہے کہ "قرآن شریف اور احادیث
۱۰۳ میں جو ہدایتیں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق ہیں عموماً ان سب پر یا انکے زیادہ حصہ پر مسلمان لوگ عمل کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق عیسائیوں کے گال کے طمانچہ کی تعلیم کی طرح نہیں کہ سراہتے سراہتے ہزاروں کاغذ سیاہ کریں اور جب عمل دیکھیں تو ایک بھی عمل دنیا میں نظر نہ آئے" یہ تو ایک غیر متعصب عیسائی ہے مگر پادری بلیو کو بھی یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ "مسلمانوں کا ممالک میں غلاموں کے ساتھ سلوک بہت اچھا ہے بمقابلہ اس سلوک کے جو امریکہ میں کیا جاتا ہے جہاں غلاموں کا رواج عیسائی اقوام کے نیچے رہا۔ ایسا ہی انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں ایک عیسائی مضمون نویس مسلمانوں کے درمیان غلامی کے رواج پر لکھتا ہوا کہتا ہے" شرقی اسلامی ممالک کی غلامی عموماً کھیت میں مزدوروں کی طرح کام کرنیکی غلامی نہیں بلکہ گھر کے کاروبار کے متعلق ہے غلام کو خاندان کے ایک ممبر کی طرح سمجھا جاتا ہے اور اسکے ساتھ محبت اور نرمی سے سلوک کیا جاتا ہے قرآن شریف غلاموں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے سلوک کرنیکی روح پھونکتا ہے اور غلام آزاد کرنیکی ترغیب دیتا ہے۔

اب اس اسلامی تعلیم اور ان واقعات تاریخی کو پیش کرنے کے بعد میں اپنے منصف مزاج

ناظرین سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ غلامی جسکے رواج کو اسلام نے روک نہیں دیا کیا یہ ایسی غلامی ہے کہ اس لفظ کے معمولی مفہوم کی رو سے جو دُنیا میں سمجھا جاتا ہے اسکو غلامی کہہ سکیں نہیں بلکہ جہانتک کہ آجکل کی نوکری کے ساتھ دیکھا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت دنیا میں جسقدر لوگ خادم کے نام سے موسوم ہیں وہ ایک اسلامی غلام پر رشک کرینگے اور وہ اس خادمی کی حالت سے اس غلامی کی حالت کو بدرجہا بہتر سمجھیں گے۔ غلامی کے معمولی مفہوم کی رو سے تو یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ ایک حد تک بھی اسلام نے غلامی کی اجازت دی کیونکہ ہر ایک بدی جو اس سے پیدا ہوتی تھی اسلام کی تعلیم نے اس بدی کو جڑ سے کاٹ دیا جو اپنے آقا کے برابر ہے اسکو غلام کیوں کہا جائیگا اور یہ مساوات اور خاندان کے ایک ممبر کی طرح ہونا صرف لفظی ہی لفظ نہ تھے بلکہ عملی بھی ہے یہ دونوں باتیں اس سے ظاہر ہوتی ہیں کہ جو کھانا آقا کھائے وہی غلام کھائے جو لباس مالک پہنے وہی مملوک پہنے جہاں وہ رہے اسی جگہ غلام رہے طاقت سے زیادہ کام نہ دینا کبھی سختی سے اسے مخاطب نہ کرنا اور نہ مارنا اس سے بڑھکر کونسی اصلاح کی دُنیا خواہشمند ہوسکتی تھی یہ زمانہ لفظ پرست ہے اور بجائے مغز کے چھلکے پر خوش ہوجاتا ہے نام کو تو ۱۰۴ غلامی موقوف کردیگئی مگر افسوس ہے کہ غلامی کی حقیقت ابھی تک مہذب ممالک میں اسی طرح موجود ہے عنقریب دنیا دیکھ لیگی کہ جبتک خادموں کے ساتھ وہ رفق اور نیکی کا طریق نہ برتا جائیگا جسکی تعلیم تیرہ سو سال ہوئے ایک انسانوں کے سچے ہمدرد اور خدا کے برگزیدوں میں سے سب سے بڑے برگزیدہ نے دی تھی تب تک غلامی کی موقوفی صرف لفظی موقوفی ہے اور حقیقتہً اسکی وہ اصلاح نہیں ہوئی جو دنیا کی اخلاقی ترقی کیلئے ضروری ہے اسلام ہی کی تعلیم وہ عملی تعلیم ہے جسپر دنیا چل سکتی ہے اور جسپر انسان انسانوں کیلئے مفید اور خدا تعالےٰ کا سچا بندہ بن سکتا ہے۔

تمّت

الحمد للہ والمنۃ کہ المصالح العقلیہ جلد اوّل کتابی صورت میں شائع ہوئی اور جلد دوم رسالہ البادی کی جلد اوّل میں شائع ہوکر ختم ہوئی اور جلد سوم کتاب البیوع سے شروع ہوگی۔ جو جمادی الاولی ۱۳۴۲ھ جلد دوم البادی میں شائع ہونی شروع ہوگی ؂

یعنی ایک کچے کام میں مال بھی گیا اور آبرو بھی گئی ارے کیا بھلے آدمیوں کی ایسی ہی مدد اور ایسے ہی افعال ہوتے ہیں۔

سالہا ادرار و خلعت میبرید　　　مملکتہا را مسلم مے خورید

یعنی سالہا سال سے تم نے وظیفے اور خلعت لئے جاتے ہو اور سالم ملکوں (کی جاگیروں) کو کھا جاتے ہو۔

از برائے آنکہ در روزے چنین　　　فہم گرو آرید و گردیدم معین

یعنی اسی لئے تاکہ ایسے دن میں تم سمجھ سے کام لو اور میرے مددگار ہو۔

رائے تان این بُد و فرہنگ و نجوم　　　طبل خوارانید و مکارید و شوم

یعنی کیا تمہاری یہی عقل اور دانائی اور نجوم ہے بس تم طبل خوار ہو اور مکار ہو اور منحوس ہو۔ ۸۹

من شمارا بر درم آتش زنم　　　گوش و بینی و لبان تان برکنم

یعنی تم کو چیر ڈالونگا اور آگ لگادونگا اور تمہارے کان اور ناک اور لب سب اوکھڑوا دونگا۔

عیش رفتہ بر شما ناخوش کنم　　　من شمارا ہیزم آتش کنم

یعنی گذشتہ عیش میں تم پر ناخوش کردونگا اور میں تم کو آگ کا ایندھن بنادونگا۔

(سبحان اللہ ذرا بات جانا غصہ آرہا ہے بھلا اوس الو سے کوئی پوچھے کہ ارے نالائق تو جو غصہ کررہا ہے تو بھلا اونکی کیا خطا خدا کے آگے کسی کی چلی ہے جو آج انکی چلتی مگر خدا بچاوے تکبر اور جہل سے کہ اس کمبخت خبیث کو کچھ نہ سوجھتا تھا خیر یہ تو غصہ کرچکا۔

سجدہ کردند و بگفتند اے خدیو　　　گر یکے کرت ز ما چیرہ بدید یو

(یعنی سب نے سجدہ کیا اور سب نے کہا کہ اے سردار اگر ایک مرتبہ ہم پر شیطان غالب آگیا تو گیا ہی اسلئے کہ

سالہا دفع بلاہا کردہ ایم   وہم حیران زانچہ ماہا کردہ ایم

یعنی سالہا سال تک ہم نے بلاؤنکو دفع کیا ہے اور جن اشیاء سے کہ وہم حیران تھا ہم نے کی ہیں

فوت شد از ما وحملش شد پدید   نطفہ اش جست ورحم اندر خزید

یعنی ہم سے چوک گیا اور اسکا حمل ظاہر ہوگیا اور نطفہ کودا اور رحم کے اندر گھس گیا (تو خیر یہ وقت تو نکل گیا اور چوک گیا)

لیک استغفار این روز ولاد   ما نگہداریم اے شاہِ قباد

یعنی لیکن اوسکے تدارک میں اے شاہ قباد ہم روز ولادت کی حفاظت کرینگے۔

۹۰ روز میلادش رصد بندیم ما   تا نگردد فوت ونجہد این قضا

یعنی اوسکی ولادت کے دن ہم رصد بندی کرینگے تاکہ کہیں یہ قضا بھی فوت نہ ہوجاوے۔ مطلب یہ کہ ہم خوب رصد بندی کرکے ٹھیک وقت پر ایسا انتظام کرینگے کہ یہ حکم قضا نافذ نہ ہوسکیگا تو اوسوقت تک ہم کو مہلت دیجاوے۔

گر نداریم این نگہ مارا بکش   اے غلام رائے تو افکار و ہش

یعنی اگر ہم اوسکی حفاظت نہ کرسکیں تو ہم کو مار ڈالنا اے وہ شخص کہ تیری رائے کے تمام افکار و ہوش غلام ہیں مطلب یہ کہ آپ تو بڑے عاقل ہیں سمجھ لیجئے کہ غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ لہذا معاف فرمائیے ہاں اگر دوسری مرتبہ ہم ناکام رہیں تو بیشک سزائے موت دینا۔

تا بہ نُہ مہ می شمرد او روز روز   تا نپرد تیر حکم خصم دوز

یعنی نو ماہ تک وہ ایک ایک دن گنتا تھا تاکہ حکم دشمن دوز کہیں نافذ نہ ہو جاوے مولانا فرماتے ہیں کہ

چون مکان بر لامکان حملہ برد   خون خود ریزد بلا ہا را خرد

یعنی جبکہ ناسوت لاہوت پر حملہ کرے تو اپنا ہی خون گراتا ہے اور بلاؤنکو خریدتا ہے۔ اور قضا حکم لاہوت سے ہے تو اوسکا مقابلہ کرنا گویا کہ لاہوت پر حملہ کرنا ہے تو جو ناسوت لاہوت کا مقابلہ کرے اوسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہلاک ناسوت ہوگا آگے خود اوسکی تفسیر فرماتے ہیں کہ۔

بر قضا ہر کو شبیخون آورد   سرنگون آید ز خون خود خورد

یعنی قضا پر جو کوئی کہ شبخون مارے (یعنی اوسکا مقابلہ کرے) تو وہ سرنگون آویگا۔ اور اپنے خون سے کھاویگا آگے اوسکی ایک مثال فرماتے ہیں کہ

۹۱ چون زمین با آسمان خصمی کند   شورہ گردد سر ز مرگے بر زند

یعنی زمین جب آسمان کے ساتھ دشمنی کرے تو وہ شورہ ہو جاویگی اور سر ایک سوت سے ہٹا رہی ہے مطلب یہ کہ جو اپنے سے غالب سے مقابلہ کرے وہ آخر ہلاک ہی ہوگا دوسری مثال یہ ہے کہ

نقش با نقاش چون پنجہ زند   سبلتان و ریش خود را بر کند

یعنی جو نقش کہ نقاش کے ساتھ پنجہ کرے وہ اپنی موچھیں اور ڈاڑہی کو اکھاڑتا ہے مطلب یہ کہ اگر وہ اسکا مقابلہ کرے تو آخر اوسی کا تو مصنوع ہے وہ اوسکو غارت و ہلاک کردیگا۔ اسی طرح جو شخص کہ مقابلہ حق و قضا کرے وہ بھی بجز اسکے کہ ہلاک ہو اور کیا ہوگا خیر وہ تو جو ہوا گذر گیا۔ اب بعد نو ماہ کے فرعون نے اون عورتوں کو جمع کیا جنکے کہ تھوڑے ہی زمانہ میں بچے پیدا ہوئے تھے تاکہ سب بچوں کو قتل کردے آگے اوسی کو بیان فرماتے ہیں اللہ اکبر دیکھنا یہ ہے کہ اوسنے کیسے کیسے انتظام کئے کہ اس سے زیادہ کوئی انتظام ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر قدرت حق کے آگے آخر کچھ نہ چلا اور عاجز ہی رہا۔ بس دیکھ لو وہ کونسی قدرت ہے کہ جس نے اسطرح

عاجز کر دیا ہے سبحانہ وتعالیٰ علوا کبیرا۔ اب آگے قصہ سنو۔

شرح حبیبی

بعد سہ روز شہ برون آورد تخت ... سوئے میدان و برون افگند رخت

بار دیگر شد منادی سوئے شہر ... کائے زنان از دہر می یابید بہر

اے زنان با طفلگان میدان روید ... تا ز بخششہائے شہ شادان شوید

آنچنانکہ بار مردان را رسید ... خلعت و ہر کس از ایشان زر کشید ۹۲

ہین زنان امروز اقبال شماست ... تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست

مر زنان را خلعت و زیور دہد ... کودکان را ہم کلاہ زر نہد

ہر کہ او این ماہ زائیدست ہین ... گنجہا گیرید از شاہ مکین

آن زنان با طفلگان بیرون شدند ... شادمان تا خیمۂ شہ آمدند

ہر زنے نوزادہ بیرون شد ز شہر ... سوئے میدان غافل از دستان قہر

چون زنان جملہ بدو گرد آمدند ... ہرچہ بود از نر ز مادر بستدند

تا نہ زاید خصم و نفزاید خباط	سر برید ندش کہ انیست احتیاط

نو مہینے کے بعد پھر تخت شاہی میدان میں لایا گیا اور سامان باہر نکالا گیا اور دوسری مرتبہ شہر میں یہ منادی کرائی گئی کہ اے وہ عورتو جنکی قسمت میں زمانہ نے دولت کا ایک بہت بڑا حصہ رکھا ہے تم اپنے چھوٹے بچون سمیت میدان میں چلو تم کو شاہی عطیوں کے حاصل کرنے سے خوشی ہوگی بادشاہ تم پر یوں ہی دولت برسائینگے جسطرح پارسال مردونکو خلعت ملے تھے اور ہر شخص اونہیں سے بہت سا سونا کھینچ لایا تھا دیکھو عورتوں آج تمہاری خوش قسمتی کا دن ہے کہ ہر ایک کو اوسکا مدعا حاصل ہوگا اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا آج عورتونکو خلعت فاخرہ اور زیور ملیگا اور بچونکو کلاہ زرین پہنائی جاویگی جنکے اس مہینہ میں بچہ پیدا ہوا ہے وہ چلیں اور بادشاہ سے خزانہ لیں یہ سنکر عورتیں اپنے اپنے بچونکو لیکر خوش خوش میدان کی جانب روانہ ہوگئیں اور بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گئیں غرض جس جس کے نیا بچہ ہوا تھا انمیں سے ایک بھی شہر میں نہ رہی سب باہر نکلکر میدان کیطرف چلدیں اور کسیکو بھی اس فریب آمیز قہر کا پتہ نہ چلا اور جبکہ وہ سب کی سب اکٹھی ہو جتنے لڑکے تھے سب کو اونکی ماؤں سے لے لیا گیا۔ اور اونکو ذبح کر دیا گیا اور سمجھا گیا کہ یہیں احتیاط ہے ایسا کرنے سے دشمن پیدا نہ ہوگا اور خرابی نہ پڑیگی۔ ۹۳

شرح شبیری

فرعون کا میدان کیطرف بنی اسرائیل کی اون عورتوں کو مکر سے بلانا جو کہ زائیدہ تھیں

سوئے میدان و منادی کرد سخت	بعد نہ مہ شہ برون آورد تخت

یعنی نوماہ بعد بادشاہ نے میدان کیطرف تخت (پھر) نکالا اور بہت سخت منادی کی۔

بار دیگر شد منادی سوئے شہر   کاے زنان از دہر می یابید بہر

یعنی دوسری مرتبہ پھر شہر میں منادی ہوئی کہ اے عورتو تم زمانہ سے حصہ حاصل کرو یعنی تم بھی اس مرتبہ انعام لو۔

اے زنان با طفلگان میدان روید   تا ز داد و بخششم شادان شوید

یعنی (راوے نے یہ منادی کرائی کہ) اے عورتو بچوں سمیت میدان میں جاؤ تاکہ میری بخشش اور انصاف سے خوش ہو۔

آن چنان کہ پار مردان را رسید   خلعت و ہر کس از ایشان زر کشید

۴۹ یعنی جیسے کہ پارسال مردونکو خلعتیں ملی تھیں اور ہر ایک نے اونمیں سے روپیہ کھینچا تھا۔

ہیں زنان امسال اقبال شماست   تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست

یعنی اری عورتو اب کے سال تمہارا اقبال ہے تاکہ ہر کوئی وہ پائے جو وہ چاہے۔

مر زنان را خلعت و حلیت دہند   کودکان را ہم کلاہ زر نہند

یعنی عورتونکو جوڑے اور زیور دینگے اور بچونکو سنہری ٹوپیاں سر پر رکھیں گے۔

ہر کہ او این ماہ زائیدست ہیں   گنجہا گیرد ز من بے شک یقین

یعنی جو عورت کہ اس مہینے میں جنی ہے ارے وہ تو مجھ سے بیشک اور یقیناً خزانہ کے خزانے لیلے گی

آن زنان با طفلگان بیرون شدند   شادمان تا خیمہ شہ آوردند

یعنی وہ عورتیں معہ بچوں کے باہر گئیں اور خوش خوش خیمہ شاہ تک آپہونچیں۔

ہر زنے تو زادہ بیرون شد ز شہر — سوئے میدان غافل از دستان قہر

یعنی ہر عورت نوزائیدہ شہر سے باہر میدان کیطرف چلی گئی دران حالیکہ وہ قہر کے ہاتھوں سے غافل تھیں۔

چون زنان جملہ بدو گرد آمدند — ہر چہ بود آن نر ز مادر بستدند

یعنی جب عورتیں سب اوسکے گرد جمع ہوگئیں (تو اوس خبیث نے یہ کہا کہ) جو جو لڑکے تھے اونکو ماؤں سے لے لیا (اور پھر اوس سنگدل بیرحم خبیث پاجی نے یہ کہا کہ)

سر برید ندش کہ اینست احتیاط — تا نہ زاید خصم و نفزاید خباط

یعنی اون سب کے سر کاٹ دیے اور کہا کہ یہ احتیاط ہے تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور گڑبڑ نہ ہو ۹۵
مطلب یہ کہ حالت تو مقتضی صرف اسکو تھی کہ وہ بچے جو بالکل تازے پیدا ہوئے ہوں اونکو مارا جاوے مگر احتیاط اسکو مقتضی ہے کہ پہلے بچونکو بھی قتل کیا جاوے لہذا اوس کمبخت نے سب کو قتل کردیا نعوذ باللہ منہ۔

شرح حبیبی

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود — دامن اندر چید زان آشوب زود

بعد ازان دستان کہ آن سگ با زنان — کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان

آن زنان قابلہ در خانہا — بہر جاسوسی فرستاد آن دغا

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست | نامد او میدان کہ در وہم و شکیست
اندرین کوچہ یکے زیبا زنیست | کودکے دارد ولیکن پرفنیست
چون عوانان آمدند آن طفل را | در تنور انداخت از امر خدا
امر آمد سوئے زن از وا دگر | کہ ز نسل آن خلیل است این پسر
در تنور انداز موسیٰ را تو زود | تا نگہدارمش از ہر نار و دود
۹۶ عصمت یا نار کونی باردا | لاتکون النار حرا شاردا
زن بوحی انداخت او را در شرر | بر تن موسیٰ نکرد آتش اثر
پس عوانان خانہ را جستند زود | ہیچ طفلے اندر آن خانہ نبود
پس عوانان بے مراد آنسو شدند | باز غمازان کزان واقف بدند
با عوانان ماجرا برداشتند | پیش فرعون از برائے دانگ چند
کاسئے عوانان باز گردید آنطرف | نیک نیکو بنگرید اندر غرف

(باقی آئندہ)

جبریل علیہ السلام علی محمد صلی الله
علیہ وسلم رواہ ابو موسی المدینی فی
کتاب فضائل اللیالی والایام من روایۃ
شھر بن حوشب عنہ **ف** ان اخذ
نصف ھذہ الشھور ثلثین و
النصف تسعا وعشرین کان
عدد اضعاف الصوم الفا و
سبعمائۃ وسبعین ولا عجب ان
یکون ھذا اصلا لما
اشتھر بین عوام العباد و
العبادات یعدل الفا ویلقبونہ
ھزاری روزہ ولعلھم حذفوا الکسر
تسھیلا وما نفی الاصل فی بعض رسائلی
فقبل العثور علی ھذا الاثر ان ثبت سندہ والعلم
الحدیث حدیث انس
اذا سلم یوم الجمعۃ سلمت
الایام واذا سلم شھر رمضان
سلمت السنۃ تقدم فی
الباب الخامس من الصلوۃ
ذکر یوم الجمعۃ فقط وقد
رواہ بجملتہ ابن حبان

اور وہ وہ دن ہے جمیں جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئے (کوئی خاص ہبوط مراد ہے
مثلاً معراج کے لیے) روایت کیا اسکو ابو موسی مدینی
نے کتاب فضائل اللیالی والایام میں شہر بن حوشب کی
روایت سے وہ ابو ہریرہ سے **ف** اگر یہ مہینے آدھے تیس
کے لیے جاویں اور آدھے انتیس کے تو ان روزوں
کی تعداد سات سو ستر ہوتی ہے اور عجب نہیں کہ اصل ہے
اوسکی جو عام لوگوں میں اور عام عابدین میں مشہور
ہے کہ یہ روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے اور اسکا
لقب ہزاری روزہ رکھتے ہیں اور شاید اونہوں نے
کسر کو سہولت کیلئے حذف کر دیا ہو اور میں نے
جو اپنے بعض رسائل میں اسکی نفی کی ہے تو وہ اس
اثر پر مطلع ہونے کے قبل ہے بشرطیکہ یہ اثر سند کی
رو سے ثابت ہوا اور مجھکو سند کا علم نہیں -
حدیث انس کی حدیث جب جمعہ کا دن (معاصی
سے) محفوظ رہے (ہفتہ کے) تمام ایام محفوظ
رہتے ہیں اور جب رمضان کا مہینہ محفوظ رہے
تمام سال محفوظ رہتا ہے باب صلوۃ کے باب
خامس ذکر یوم جمعہ میں یہ حدیث گذر چکی ہے
اسکو تمامہ ابن حبان نے ضعفاء میں اور ابو نعیم
نے حلیہ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے

۴۵

فی الضعفاء وابو نعیم فی
الحلیۃ من حدیث عائشۃ
وھو ضعیف **ف** فیہ
دلالۃ علی ما قالہ بعض
اھل الطریق من ان لعبادۃ
رمضان دخلا فی السنۃ کلھا
عبادۃ وتقوی

دخل عبادۃ رمضان فی سائر السنۃ

الحدیث اذا احب اللہ
عبدا ابتلاہ حتی یسمع
تضرعہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من
حدیث انس اذا احب ۴۲
اللہ عبدا صب علیہ
البلاء صبا الحدیث
وفیہ دعوہ فانی احب
ان اسمع صوتہ
وللطبرانی من
حدیث ابی امامۃ
ان اللہ یقول
للملائکۃ انطلقوا
الی عبدی فصبوا

روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے
ف اس حدیث میں دلیل ہے اوس قول
کی جسکو بعض اہل طریق نے فرمایا
ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال
کی عبادت وتقوے میں دخل ہے (یعنی
اگر رمضان میں کوشش کرکے عبادت کرے
تو سال بھر تک عبادت سہل ہو جاتی ہے)
حدیث جب اللہ تعالی کسی بندہ سے محبت
فرماتے ہیں تو اوسکو کسی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں (یعنی
تاکہ اوسکی عجز وزاری کو سنیں۔ روایت کیا
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت
انس کی حدیث سے اس طرح کہ جب اللہ تعالی کسی
بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اوسپر بلا کی بارش
کرتے ہیں اور اوسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد
فرماتے ہیں اسکو اسی حالت میں رہنے دیا جائے
کیونکہ میں اسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبرانی
کے نزدیک ابو امامہ کی حدیث سے یہ مضمون ہے
کہ اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے
بندہ کی طرف جاؤ اور اوسپر بلا خوب برساؤ
اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ میں اوسکی آواز سننا
چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے

علیہ البلاء الحدیث وفیہ فانی احب ان اسمع صوتہ وسندہما ضعیف **ف** ہذا مجاہدۃ اضراریۃ وفیہ حکمتہ

الحدیث ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ دت من حدیث ابی بکر وقال غریب ولیس اسنادہ بالقوی **ف** فیہ فضل الاستغفار وعدم الاستحقار للعاصی التائب حالا واحتمالا

الحدیث لا تکابدوا اللیل ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث انس بسند ضعیف وفی جامع

ف یہ مجاہدہ اضطراریہ دکھلاتا ہے اور اسمیں اوس شکایت کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں سے منقول ہے یعنی حضرات مقبولین جو ظاہراً کبھی اظہار تکلیف کا کرتے ہیں گو صورۃً شکایت ہے مگر معنیً اظہار تضرع ہے یہ سمجھکر کہ حق تعالی کو یہ محبوب ہے ✣

حدیث اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص نے استغفار کرلیا اگرچہ دن بھر میں ستر مرتبہ (معصیت کی طرف) عود کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی نے ابوبکر کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اور اسکی اسناد قوی نہیں ہے

ف اس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور یہ بھی ہے کہ کسی عاصی کو جو کہ توبہ کرچکا ہو یا اوس کے توبہ کرلینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے (خلاصہ یہ ہے کہ تائب مذموم اصرار سے بری ہے اور ہر عاصی میں احتمال تائب ہونیکا ہے اور مدار ذم کا اصرار ہی تھا پھر کیا حق رہا لوم و استحقار کا اسی لیئے اہل اللہ کسیکو حقیر نہیں سمجھتے)

حدیث شب کی مشقت مت جھیلو روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث انس سے سند ضعیف کے ساتھ اور جامع سفیان میں ابن مسعود پر موقوف کرکے اس طرح ہے کہ اس شب

سفیان الثوری موقوفا
علی ابن مسعود لا تغالبوا
هذا اللیل

الحدیث تکلفوا من
العمل ما تطیقون
فان الله لا یمل حتی تملوا
متفق علیه من
حدیث عائشة
بلفظ اکلفوا

الحدیث
خیر الدین الیسر
احمد من حدیث
محجن بن الادرع

الحدیث
لن یشاد
هذا الدین
احد الا غلبه
فسددوا وقاربوا
خ من
حدیث
ابی هریرة

غالب آنیکا اہتمام مت کرو (یعنی اس فکر میں مت پڑو
کہ ہم تمام شب بیداری میں گذاریں اور نیند سے مغلوب
ہو کر کسی حصہ میں نہ سوویں)

حدیث عمل میں اوتناہی بار اوٹھاؤ جسقدر کہ
طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالی (جزا دینے سے) نہیں
اوکتاتے یہانتک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) اوکتا
جاؤگے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے حضرت
عائشہ رض کی حدیث سے اور اوسمیں تکلفوا کی جگہ اکلفوا ہے
(اوس کے بھی وہی معنے ہیں)

حدیث سب سے اچھا دین (کا کام) وہ ہے
جو آسان ہو روایت کیا اسکو احمد نے محجن بن ادرع
کی حدیث سے (مطلب یہ کہ قصدًا ایسی مشقت میں
مت پڑو جو مطلوب نہ ہو)

حدیث کوئی ایسا شخص نہیں جو (اعمال میں)
شدت کرکے دین پر غالب ہونا چاہیے (یعنی اسکی
کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی درجہ کا بھی
فوت نہونے پائے) مگر دین ہی اوسپر غالب ہوگا
(یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہوسکےگا) پس طریق
اعتدال پر چلو (جو کہ افراط وتفریط کے درمیان
ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو اوس سے
قریب قریب رہو (کذا فی حاشیة البخاری عن ط)

(باقی آئندہ)

کہ وہاں فلاں شئے خوبصورت ہے تو سفر کرکے اُسے دیکھنے جاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ انہیں معلوم ہوا کہ جے پور میں کوئی تصویر بہت حسین ہے پس وہ اسے دیکھنے کیلئے جے پور روانہ ہوگئے اور جاکر اسے دیکھہ آئے حالانکہ یہ سفر بہت لمبا ہے۔ بالخصوص اوس زمانہ کے لحاظ سے اسیطرح اونکو معلوم ہوا کہ لکھنو سے بہت دور مقام پر کسی کے یہاں بانسی حصار سے کوئی اونٹنی آئی ہے جو بہت خوبصورت ہے یہ سنکر اوس اونٹنی کو دیکھنے روانہ ہوگئے اور وہاں پہونچکر اوس اونٹنی کو دیکھا اور اسکی گردن میں ہاتھ ڈالکر اوسکا سر جھکایا اور اوسکی پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ کہاں ظہور فرمایا ہے غرض یہ اونکی حالت تھی اب سنو کہ لکھنو کے اطراف میں ایک مقام پر ایک عالم رہتے تھے وہ ایک لڑکے پر عاشق تھے اور اوسکو بہت محبت سے پڑہاتے تھے جب والد صاحب کو اوسکے حسن کا قصہ معلوم ہوا تو وہ حسب عادت اوسے دیکھنے کے لئے چلدیئے جس مسجد میں وہ عالم رہتے تھے اوسکے جنوب میں ایک سہ دری تھی اور اوس سہ دری کے اندر جانب غرب ایک کوٹھری تھی اور اوس کوٹھری کے آگے شمالاً وجنوباً ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی جسوقت والد صاحب پہنچے ہیں تو اسوقت لڑکا کوٹھری کے اندر تھا اور وہ عالم اوس چارپائی پر کمر لگائے ہوئے ۳۴
اور کوٹھری کی طرف پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے والد صاحب اسباب رکھکر ان عالم سے مصافحہ کرنے گئے جب یہ سہ دری میں پہونچے ہیں تو وہ لڑکا ان کو دیکھکر کوٹھری میں سے نکلا والد صاحب نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑہائے تھے کہ اونکی نظر اوس لڑکے پر پڑگئی بس مصافحہ تو رہ گیا اور والد صاحب اوس لڑکے کو دیکھنے میں مستغرق ہوگئے ان عالم نے جب یہ دیکھا کہ یہ مصافحہ کرنا چاہتے تھے مگر مصافحہ نہیں کرسکے تو انھوں نے منہ پھیر کر اپنے پیچھے دیکھا تو اونکو معلوم ہوا کہ لڑکا کھڑا ہے اور یہ اوسکے دیکھنے میں مصروف ہیں جب انکو معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی ہمارے ہمرنگ کے معلوم ہوتے ہیں تو انھوں نے اوس لڑکے کو آواز دی اور کہا کہ ان صاحب سے مصافحہ کرو وہ لڑکا آیا اور اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑہائے اوسوقت ان عالم صاحب نے یہ شعر پڑہا سے این ست کہ خون خوردہ و دل بردہ بسے را۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را۔ یہ قصہ تو ختم ہوا اب جواب سنو میری آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالے مجھے اتنی قوت دے کہ میں مرزا حسن علی محدث کو اور اپنے باپ کو اور مولوی اسمٰعیل صاحب کو اور فلاں فلاں کو قبر دنہیں سے

زندہ کرکے لاؤں اور اونکو مولانا کی تقریر سنواؤں اور اس شعر کو یوں پڑہوں ؎

انیست کہ خون خوردہ و دل بردہ بسے را ٭ بسم اللہ اگر تاب سخن ہست کسے را

حاشیہ حکایت (۲۷) قولہ خدا کے کلام کو کوئی بدل نہیں سکتا الخ **اقول**
غالبًا یہ اشارہ ہے لامبدل لکلماتہ کی طرف اور مولانا نے جو جواب ارشاد فرمایا ہو چونکہ وہ اس قصہ میں مذکور نہیں اسلئے ضرورت ہوئی کہ اسکا سہل جواب بھی عرض کردیا جاوے وہ جواب یہ ہے کہ یہاں کلمات سے مراد خاص قرآن مجید ہے بقرینہ شروع آیت وھو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلا اور اسکی عدم تبدیل کا سبب دوسری آیت میں ہے وانا لہ لحافظون اور کلمات سے مراد کلام ہے جیسا حدیث میں ہے اصدق ما قال الشاعر کلمۃ لبید ای کلام لبید **قولہ** کوئی تعویذ الخ **اقول** مغلوبین معذور ہیں **قولہ** کہاں ظہور فرمایا ہے **اقول** دوسرے کو ایسا کہنا تقلیداً جائز نہیں ؎ لقمہ و نکتہ ہست کامل را حلال ٭ تو نۂ کامل مخور می باش لال **قولہ** ایک لڑکے پر عاشق تھے **اقول** دوسرے کو ایسا کرنا جائز نہیں ؎ کار پاکان را قیاس ازخود مگیر ٭ گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر **قولہ** دیکھنے میں مصروف ہیں **اقول** اوپر گذرچکا ہے کہ ۴۴
ہر خوبصورت شے کے دیکھنے کو سفر کرتے تھے حتی کہ سفر کرکے اونٹنی کو دیکھنے گئے یہ صاف دلیل ہے کہ اونکی نظر شہوانی نہ تھی (**تشت**)

(۲۸) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنے کسی بزرگ سے نہیں سنی مگر حکیم عبدالسلام صاحب فرماتے تھے کہ میرے عقیقہ میں سید صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب و مولوی عبدالحی صاحب بھی شریک تھے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ فرمایا اور یہ کہا کہ اللہ تعالے اپنے نیک بندوں کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتا ہے اور جو کام کئی روز میں نہیں ہوسکتا وہ انکو چند گھنٹوں میں کرلیتے ہیں چنانچہ بعض لوگ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کرلیتے ہیں اور یہ مضمون اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خود مولانا کو بھی یہ کرامت حاصل ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے متعلق تو صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کرلیتے ہیں اس بنار پر لوگ مولوی اسمٰعیل صاحب کو لپٹ گئے اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرادیجئے چنانچہ گومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے اور مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے

مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیا یہ قصہ بیان فرما کر خانصاحب نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں سید صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کے دیکھنے والوں میں سے کوئی شخص زندہ نہیں تھا جس سے میں اس واقعہ کی تصدیق کرتا مولوی عبدالقیوم صاحب بیشک زندہ تھے اور اس عاجز پر عنایت بھی بیحد کرتے تھے مگر ان سے اسکی تصدیق کا موقع نہیں ملا مگر مولوی محمود پھلتی نے اس قصہ کو سنکر اسکی تصدیق کی۔

حاشیہ حکایت (۲۸) قولہ میرے عقیقہ میں سید صاحب الخ **اقول** خاص عقیقہ کا وقت مراد ہونا لازم نہیں دعوت کا وقت مراد ہونا ممکن ہے **قولہ** قرآن شریف ختم کر دیا **اقول** اس کرامت کا اختیاری ہونا لازم نہیں آتا ممکن ہے کہ دو سو قعہ بلا ذوق (اشتغفہ)

(۲۹) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولوی محمد منیر صاحب اور حضرت مولانا نانوتوی یہ تینوں ایک سال کی پیدائش تھے اور مولانا نانوتوی سب سے بڑے تھے ان سے چھوٹے مولوی محمد منیر صاحب اور سب سے چھوٹے مولانا یعقوب صاحب تھے۔
۳۵ یہ بیان فرما کر فرمایا کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا ہے کہ وہ مولانا سے بہت بے تکلفی کیساتھ باتیں کرتے تھے ایک مولوی محمد منیر صاحب دوسرے مولوی امیرالدین صاحب جو حال کے امام جامع مسجد دہلی کے چچا تھے۔ مولوی محمد منیر صاحب تو صرف قاسم ہی کہکر خطاب کرتے تھے مگر مولوی امیرالدین صاحب تو اب سے تبے سے گفتگو کرتے تھے ایک مرتبہ مولوی امیرالدین صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ مولانا کے ساتھ اسقدر گستاخی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں کچھ تو خیال کیا کیجئے تو مولوی امیرالدین صاحب نے فرمایا۔ کہ میں کیا کروں اگر میں اس انداز سے گفتگو نہیں کرتا اور ادب سے کام لیتا ہوں تو بولنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسلئے میں ادب پر اسکی خوشی کو ترجیح دیتا ہوں۔

حاشیہ حکایت (۲۹) قولہ ادب پر اسکی خوشی کو **اقول** ؎ چون طمع خواہد ز من سلطان دین ✤ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ؎ در دو ن کعبہ رسم قبلہ نیست ✤ چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست ✤ اور کیا ٹھکانا ہے اتباع رضا کا کہ غیبت میں بھی وہی عنوان پسندیدہ محبوب اختیار کیا (شت)

(۳۰) خانصاحب نے فرمایا کہ ان ہی مولوی امیرالدین نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بھوپال سے مولانا کی طلبی آئی اور پانچسو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی میں نے کہا بھئے قاسم تو جاتا کیوں نہیں جاتا تو فرمایا کہ وہ مجھے صاحب کمال سمجھکر بلاتے ہیں اور اسی بنا پر وہ پانسو روپیہ دیتے ہیں مگر میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا۔ پھر کس بنا پر جاؤں میں نے بہت اصرار کیا مگر نہیں مانا۔

حاشیہ حکایت (۳۰) قولہ میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا پھر کس بنا پر جاؤں **اقول** پہلا جملہ کمال معرفت کی اور دوسرا جملہ کمال تقوی کی کہ جب بناء خدمت متحقق نہ ہو تو خدمت کو قبول نہ کیا جاوے صریح دلیل ہے سبحان اللہ یہ ہو علم و عمل (ش ت)

(۳۱) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد یحیی صاحب کاندھلوی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولوی یحیی احمد رضا خان مدت سے میرے رد کر رہے ہیں ذرا ان کی تصنیف ہمیں بھی تو سنا دو میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا حضرت نے فرمایا کیوں میں نے عرض کیا کہ حضرت ان میں تو گالیاں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اجی دور کی گالیوں کا کیا ہے پڑی (یعنی بلا سے) گالیاں ہوں تم سناؤ آخر اس کے دلائل تو دیکھیں شاید کوئی معقول بات لکھی ہو تو ہم ہی رجوع کرلیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکتا۔ ۳۱

حاشیہ حکایت (۳۱) قولہ ہم ہی رجوع کرلیں **اقول** اللہ اکبر یہ ہے حق پرستی کہ اس کے طلب و اتباع کے غلبہ میں دشمن کی بیہودگی سے بھی متاثر و متغیر نہ ہوں۔ **قولہ** مجھ سے تو نہیں ہو سکتا **اقول** ہو بقول علیؓ لا امحوک (ش ت)

(۳۲) خانصاحب نے فرمایا کہ نواب وزیرالدولہ پر غدر میں الزام لگایا گیا تھا کہ انھوں نے بھی شاہ دہلی کے یہاں درخواست بھیجی تھی کہ جو کام میرے لائق ہو مجھے سپرد کیا جائے۔ میں خدمت کے لئے حاضر ہوں ابھی صفائی نہ ہوئی تھی کہ آگرہ میں وائسرائے کا دربار رہا جس میں والیان ریاست و رؤسا مدعو تھے۔ اور مقصود اس سے والیان ریاست و رؤسا کا امتحان تھا۔ اتفاق سے دو دن جمعہ کا تھا۔ نواب وزیرالدولہ اسی پر جم گئے کہ میں جمعہ چھوڑ کر دربار میں نہ جاؤنگا جب یہ خبر نواب یوسف علی خاں والی رامپور اور سکندر بیگم والیہ بھوپال کو ہوئی تو یہ دونوں آئے اور آکر سمجھایا کہ آپ مسافر ہیں اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ پھر آپ پر الزام بھی قائم ہے۔

(باقی آئندہ)

عرض مدیر

الحمد للہ ایک وہ دن تھا کہ الہادی کا اجرا ایک خیالی منصوبہ تھا ایک آج کا دن ہے کہ وہی الہادی بفضلہ تعالیٰ اپنی عمر کا ایک سال نہایت شاندار کامیابی کیساتھ توقع سے کہیں زائد ترقی کیساتھ تمام کرکے دوسرے سال میں قدم رکھنے والا ہے۔ ایک وہ دن تھا کہ احقر پانسو خریداری کی درخواست کو اپنی ایک ہوس سمجھتا اور آرزو سمجھتا تھا۔ ایک آج کا مبارک دن ہے کہ ایک ہی سال میں اسکی خریداری چارسو کے قریب پہونچگئی اور اب وہ آرزو امید بنگئی۔ برادران سلسلہ نے اسکی عزت افزائی فرماکر جسقدر احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی وہ اس تھوڑے سے زمانہ میں اسقدر تعداد ہو جانے سے ظاہر ہے حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ آپکے قابل قدر رسالہ الہادی کا پہلا سال ختم ہوگیا اور دوسرے سال میں قدم رکھنے والا ہے۔ میں الہادی کے معاونین کا جسقدر شکریہ ادا کروں وہ اونکی سعی وجانفشانی کے مقابلہ میں کم ہے میری دلی آرزو تھی کہ اون حضرات کے اسماء گرامی خاص طور سے احسان مندی کے ساتھ الہادی میں شائع کروں جنکے خاص احسان سے الہادی کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ لیکن جن مخلصین نے اپنی سعی اخلاص محض کی بنا پر فرمائی اونکے لئے یہ میرا طرز شکریہ بجائے مسرت کے ناگواری کا باعث تھا اسلئے اس اجمالی شکریہ پر اکتفا کرتے ہوئے اتنی درخواست کرتا ہوں کہ آپ کا پرچہ ابھی اوس مقدار تک نہیں پہنچا کہ جسکے بعد اسکی بقا ونمو کیطرف سے بیفکری ہوجاوے۔ مجھے آپ حضرات کے الطاف اور مجھ جیسے ناکارہ کے حال پر خاص عنایات کی بنا پر آپ سے مخصوص توقع ہے کہ آپ حضرات اپنی سعی مشکور میں ایسی اور بہتانی فرمائینگے۔ میں اس مختصر تحریر میں اپنے ان مخلص اہل خیر کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تنگدست قدردانوں کی ضرورت اور علم دوست ناداروں کے اشتیاق کو محسوس فرماکر الہادی کے متعدد پرچے خریدکر احقر کے پاس اسلئے چھوڑدیے کہ وہ ان دلدادگان علوم کی خدمت نذر کردے۔

اس مختصر شکریہ کے بعد میری ناچیز لیکن نہایت اشد ضروری درخواست آپ حضرات کی خدمت میں ہے کہ الہادی کا سال اول ختم ہوگیا اور سال دوم کا پہلا پرچہ جمادی الاول میں آپ کو پہنچیگا۔

الہادی اپنی اون خصوصیات کیوجہ سے جو نہایت کم کسی پرچہ میں ملتی ہیں اسکا محتاج نہیں

کہ اوسکی بقا کی منظوری کراؤں اسلئے کہ اہادی کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکے اکثر مضامین حضرت حکیم الامۃ محی السنۃ آقائی مرشدی حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے اصول مرتبی ہوتے ہیں مضامین کی اہمیت اور اونکے ضروری ہونیکے لئے مولانا کیطرف انتساب کے بعد پھر کسی اور چیز کیضرورت نہیں رہتی۔ اہادی کی دوسری خصوصیت جو عام رسالوں میں مفقود ہوتی ہے یہ ہے کہ تمام سال میں کوئی پرچہ بھی ایسا نہیں جسمیں ایک تاریخ کا بھی تخلف ہوا ہو۔ البتہ اگر ڈاکخانہ ہی کی اتوار وغیرہ کی وجہ سے تعطیل ہوگئی ہو تو امر آخر ہے کہ بجائے تین تاریخ کے چار کو روانہ ہوا ورنہ ہر ماہ کی تیسری تاریخ کو رسالہ دہلی کے ڈاکخانہ میں پہنچ جاتا ہے تیسرا خاص لطف اہادی میں یہ ہے کہ اسکے مضامین یا ذمتفرق جدید مضامین ہیں کہ بعد ہی اس سے مستقل رسالہ بنجاتے ہیں چنانچہ المصالح العقلیہ کا حصہ دوم ختم ہوگیا اور اس سالہ میں اوسکا ٹائیٹل بھی ارسال خدمت ہے تاکہ جو لوگ مستقل رسالہ بنانا چاہیں وہ سب رسالوں سے یہ مضمون نکالکر ایک مستقل رسالہ علیحدہ بنالیں۔ غرض میرا مقصود اہادی کی خصوصیات گنوانا نہیں وہ سکو ناظرین نے خود ملاحظہ فرمالیا اسوقت مخصوص امر یہ ہے کہ اسکا سال اول تمام ہوچکا اگر کسی صاحب کو سال آئندہ سے اوسکی خریداری منظور نہ ہو تو بواپسی دفتر کو مطلع فرمادیں ورنہ سکوتی صورت میں آئندہ رسالہ وی۔ پی ارسال ہوگا

آخر میں ایک ضروری بات لکھکر اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کا خیال صرف اشتہار کی وجہ سے یہ ہوگیا ہے کہ اہادی میں مطبوعہ رسائل شائع ہوتے ہیں یہ خیال اسقدر مضحکہ خیز ہے کہ کسی سمجھدار کو پیدا ہونا ہی نہیں چاہیئے اسلئے کہ مطبوعہ رسائل کا پرچہ میں شائع کرنا خود اپنی طرف سے اوس پرچہ کی وقعت گرا دینا ہے مجھے جہانتک خیال ہے صرف اشتہار ناکی وجہ سے یہ واہمہ پیدا ہوا۔ المصالح العقلیہ کا حصہ اول علیحدہ کتابی صورت میں طبع ہوکر ایک عرصہ سے فروخت ہورہا ہے لیکن اوسکے باقی حصص ابھی تک کہیں بھی طبع نہیں ہوئے فالحمد للہ کہ آپکے پرچہ اہادی میں اسسال اسکا دوسرا حصہ بھی طبع ہوکر تمام ہوگیا۔ اب دوسرے سال سے انشاء اللہ حصہ سوم کا اجرا ہوگا۔ ایسے ہی کلید مثنوی کا تیسرا دفتر اہادی میں طبع ہورہا ہے جو پہلے کہیں بھی طبع نہیں ہوا اگرچہ اسکے بھی بعض دفتر علیحدہ طبع ہوچکے ہیں اسکے علاوہ ترغیب ترہیب کا ترجمہ اور امیر الروایات التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف یہ مضامین بالکل ہی جدید ہیں جنکا کوئی بھی جز کبھی علیحدہ طبع نہیں ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ؕ

(مدیر)